''پاکستان میں تعلیم وتربیت کے حوالے سے کام کرنے والی این جی اوز کے نظریات اوراغراض ومقاصد کا اسلامی نقطۂ نظر سے تحقیقی وتقابلی مطالعہ''

مقالہ برائے پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ

نگران تحقیق:

ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء

پروفیسر

شعبۂ اسلامیات، پشاور یونیورسٹی

طالبہ:

حمیدہ بانو

اسسٹنٹ پروفیسر

گورنمنٹ فرنٹیر کالج فاروومن پشاور

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 11445
Date 05-05-2006

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد

سیشن ۲۰۰۶ء

بسم الله الرحمن الرحيم

DECLARATION

I Hamida Bano D/o Biland Khan Registration No. 6-3/2000-AR(ACII). I am a student of Ph.D at the **Allama Iqbal Open University, Islamabad,** do hereby solemnly declare that the Thesis entitled:

”پاکستان میں تعلیم وتربیت کے حوالے سے کام کرنے والی این جی اوز کے نظریات اوراغراض ومقاصد کا
اسلامی نقطہ نظر سے تحقیقی وتقابلی مطالعہ“

is submitted in partial fulfillment of Ph D Degree in Islamic Studies, is my orignal work and has not been submitted or published earlier and shall not in future be submitted by me for obtaining any degree from this or another university or institute.

Signature Hamida

Hamida Bano

شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ حمیدہ بانو نے "پاکستان میں تعلیم و تربیت کے حوالے سے کام کرنے والی این جی اوز کے نظریات اور اغراض ومقاصد کا اسلامی نقطہء نظر سے تحقیقی و تقابلی مطالعہ" کے موضوع پر پی ایچ ڈی کے لئے مقالہ میری نگرانی میں مکمل کر لیا ہے۔ یہ مقالہ خاصی محنت سے لکھا گیا ہے اور اس قابل ہے کہ اسے ممتحنین کو بھیج دیا جائے۔ میں اس کے کام کے معیار سے مطمئن ہوں۔

04/12/2006

ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء

پروفیسر شعبہ اسلامیات

جامعہ پشاور

DEPARTMENT OF ISLAMIC STUDIES
UNIVERSITY OF PESHAWAR
PAKISTAN

Miraj-ul-Islam Zia
Professor of Islamic Studies

APPROVAL SHEET OF THE COMMITTEE

Title of Thesis

”پاکستان میں تعلیم وتربیت کے حوالے سے کام کرنے والی این جی اوز کے نظریات اوراغراض ومقاصد کا اسلامی نقطہ نظر سے تحقیقی وتقابلی مطالعہ“

Name of Student "Hamida Bano" accepted by the Faculty of Arabic & Islamic Studies, Allama Iqbal Open University, Islamabad, in Partial fulfillment of requirement for the degree of doctrate of philosphy in Islamic Studies.

VIVA VOCE COMMITTEE

Deans F/O A/S ____________________

Chairman ____________________
Department of Islamic Law

External Examiner ____________________

Supervisor ____________________

اظہار تشکر

الحمداللہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین الصطفیٰ امابعد

زیر نظر مقالہ کی تحریر و تکمیل پر اپنے خالق و مالک، رحیم و کریم رب کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے اپنے فضل و کرم سے ہر لحاظ سے کمزور و ناتواں کو یہ محنت طلب کام کرنے کی ہمت اور توفیق عطا فرمائی اور اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے اسباب و وسائل مہیا فرمائے صد شکر اس ذات پاک کا جس نے مجھے اس سعادت سے نوازا۔

بعدازیں میں اپنے مقالہ کے نگران اور علم و تحقیق کے میدان میں مسلم و معروف علمی شخصیت محترم ڈاکٹر معراج الاسلام ضیاء (پروفیسر شعبہ اسلامیات پشاور یونیورسٹی) کا شکریہ ادا کرنا بھی شرعی اور اخلاقی فرض سمجھتی ہوں جنہوں نے اپنی تصنیفی و تدریسی مصروفیات کے باوجود مقالے کو ترتیب دینے میں میری راہنمائی کی اور اس میں موجود غلطیوں کی تصحیح کی اللہ تبارک و تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔

شیخ زید اسلامک سنٹر کراچی یونیورسٹی کے ڈائریکٹر پروفیسر ڈاکٹر خلیل الرحمٰن کی ممنون ہوں جنہوں نے پہلا قدم اُٹھانے سے لے کر آخر تک میری ہمت افزائی کی۔ نیز منزل بمنزل قدم بقدم میرے اندر آگے بڑھنے کا عزم اور حوصلہ پیدا کیا۔ اسی سلسلے میں میں اپنے ہمسفر محمد یوسف کی شکر گزار ہوں جس نے اس کٹھن سفر میں میرا ساتھ دیا۔ نیشنل ڈویلپمنٹ اینڈ ریسرچ فاؤنڈیشن کے کوارڈینٹر جواد علی کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں جس نے نہ صرف مواد کی فراہمی میں میری مدد کی بلکہ ترجمان کا فریضہ بھی انجام دیا۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کلیہ عربی و علوم اسلامیہ کے چیئرمین ضیاء الحق کی شکر گزار ہوں جنہوں نے کمال شفقت سے مقالے کو آخری نچ دینے میں میری راہنمائی کی۔ فرنٹیئر کالج برائے خواتین پشاور کی ڈاکٹر کوثر شبانہ اور ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز مکرم خان کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا فرض سمجھتی ہوں جنہوں نے ہر مشکل میں میرا ساتھ دیا اور میری راہنمائی کی۔ میں ان تمام این جی اوز کے منتظمین کی شکر گزار ہوں جنہوں نے مواد کی فراہمی میں میری راہنمائی کی۔ میری ان علم دوست ساتھیوں کا شکریہ جنہوں نے تحقیق کے دوران مجھے صحیح مشوروں سے نوازا۔ آرکائیوز پشاور کے سٹاف کا شکریہ جن کے تعاون سے میرا کام آسان ہوا۔ سنٹرل لائبریری پشاور یونیورسٹی، شیخ زید اسلامک سنٹر پشاور اور فرنٹیئر کالج برائے خواتین پشاور کی لائبریریوں کے عملے کی بہت ممنون ہوں جنہوں نے لائبریریوں سے استفادے کے لئے ہر ممکن تعاون کیا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام معاونین کو جزائے خیر دے اور میری اس چھوٹی سی علمی سعی کو قبول فرمائے۔ آمین!

حمیدہ بانو

ABSTRACT OF THESIS

انسان فطری طور پر معاشرت پسند ہے۔ وہ لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتا ہے۔ اسی میل جول اور معاشرت پسندی کی بدولت اللہ کے حکم سے انسان میں رحم، ہمدردی اور محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ دیگر انسانوں کے ساتھ ہمدردی تعاون اور ایثار کرتا ہے۔ یہی جذبہ خدمت خلق کہلاتا ہے۔ خدمت کا تعلق کسی رنگ، مذہب یا عقیدے اور جنس سے نہیں بلکہ ہر کوئی خدمت کا راستہ اپنا کر نیک نام کما سکتا ہے۔ خدمت خلق کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں بلکہ ہر وہ کام جس سے انسانیت کی خدمت ہوتی ہو وہ خدمت خلق میں آتا ہے۔ خدمت اکیلے بھی ہو سکتی ہے اور اس کے لئے منظّم جدوجہد بھی کی جا سکتی ہے۔ انفرادی سطح پر کسی بھوکے کو کھانا کھلانا بیمار کی تیمارداری کرنا، مریض کی عیادت کرنا خدمت خلق ہے۔ تاہم اجتماعی سطح پر خدمت سے بڑے اور یقینی نتائج حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ بعض افراد خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چند افراد کو تو فائدہ پہنچا سکتے ہیں لیکن معاشرے کو فائدہ دینا ان کے اختیار میں نہیں ہوتا۔ ایسے افراد کے پاس اگرچہ خدمت کا جذبہ تو ہوتا ہے تاہم سرمایہ کی کمی کے باعث وسیع پیمانے پر خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے کام اس کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ بہت سے افراد مل جل کر منظّم طریقے سے کوشش کریں۔ تاکہ فرد واحد کی خدمت کی بجائے وہ پورے معاشرے کو مدِ نظر رکھیں۔ تنظیموں کے ذریعے خدمت خلق کے کاموں میں نظم پیدا ہوتا ہے۔ ان میں بے ترتیبی نہیں ہوتی اور جو کوئی جس درجے میں خدمت کا مستحق ہوتا ہے۔ اس کی خدمت ہوتی رہتی ہے۔

اسلام خدمت خلق کا وسیع تصور دیتا ہے وہ یہ احساس بیدار کرتا ہے کہ انسان پر اس کی ذات اور اس کے خاندان ہی کے حقوق عائد نہیں ہوتے بلکہ وہ معاشرہ بھی حقوق رکھتا ہے جس کا وہ فرد ہے۔ اسلام تمام انسانوں کے ساتھ ہمدردی کا درس دیتا ہے۔ قرآن مجید نے مسکینوں محتاجوں، معذوروں، یتیموں اور وسائل سے محروم انسانوں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا عام حکم دیا ہے۔ اسلام نے مسلمانوں میں عبادات کا جو نظام شروع کیا ہے۔ اس سے بھی مسلمانوں میں خدمت کے لئے تحریک پیدا ہوتی ہے کیونکہ اسلام کے نزدیک مخلوق کی خدمت دنیاداری کا عمل نہیں بلکہ عین عبادت ہے۔ زکوٰۃ اور صدقات سے معاشرے کے غریب طبقے کا معیار زندگی بلند ہو جاتا ہے۔ قومی زندگی میں کشادگی وسعت اور رواداری پیدا ہو جاتی ہے۔ دولت کی گردش شروع ہوتی ہے اور مفلوک الحالی اور گداگری کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ زکواۃ کے علاوہ دیگر عبادات کے ذریعے بھی انسانیت کی خدمت کے لئے تحریک پیدا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ مثلاً کفارات اور صدقہ فطر سے بھی غریبوں کی مدد ہو جاتی ہے۔ مسلم حکمران بھی رفاہی کاموں اور خدمت خلق میں کسی سے پیچھے نہیں تھے انہی کی برکت سے وقف کا ادارا بھی وجود میں آیا۔

بیسویں صدی نے بظاہر تو مسلم اقوام کو سیاسی آزادی سے ہمکنار کر دیا ہے لیکن ان کو علمی، اقتصادی،

ثقافتی اور فوجی غلامی کے طوق سے آزادی نصیب نہیں ہوئی۔طوق غلامی کو اتارنے کے لئے نیز مسائل کے انبار کو ختم کرنے کے لئے علمی تحریک چلانے کی ضرورت ہے۔جس کے لئے سرکاری اداروں کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری اداروں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔ملک میں خواندگی آئے گی لوگ باشعور ہونگے تو مسائل کے حل کی طرف بھی توجہ دیں گے۔

خدمت خلق کے جذبے کے تحت بننے والی تنظیمیں یا ادارے این جی اوز کہلاتی ہیں۔ این جی اوز، نان گورنمنٹل آرگنائزیشن کا مخفف ہے، ان میں حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا یہ لوگوں کی سہولت کے لئے نیز مسائل کو کم کرنے کے لئے بنتی ہیں۔عوامی خدمت کے لئے بننے والی تنظیمیں صدیوں سے مصروف عمل ہیں۔تاہم ستر کی دہائی میں یہ بہت زیادہ بنی ہیں یہ معاشرے کے لئے مختلف طریقوں سے مختلف مقاصد کی تکمیل کے لئے کام کرتی ہیں۔جن میں تعلیم، صحت، غربت کا خاتمہ، انسانی حقوق اور حقوق نسواں سرفہرست ہیں۔غیر ترقی یافتہ ممالک میں ان کی اہمیت اس لئے زیادہ ہے کہ لوگ حکومتی اداروں سے مایوس ہو گئے ہیں۔یہ ادارے لوگوں کے ساتھ مل کر ان کی ضروریات کو مدِنظر رکھ کر مسائل کو حل کرتی ہیں۔

این جی اوز کی بہت سی اقسام ہیں کچھ لوگ این جی اوز بناتے ہیں اپنے فطری جذبے کی تسکین کی خاطر، کچھ تادیر زندہ رہنے کی خواہش کے طور پر بناتے ہیں کچھ کے اپنے ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔کچھ اللہ کی رضا کی خاطر مخلوق خدا کی خدمت کو عبادت سمجھتے ہوئے این جی او قائم کرتے ہیں۔

خدمت خلق کا فریضہ تمام مذاہب کے لوگ ادا کر رہے ہیں عرب این جی اوز، پاکستانی این جی اوز اور یورپی این جی اوز کے نظریات کو جانچنے کے بعد معلوم ہوا کہ ان کی خدمت کا انداز بھی ایک جیسا ہے تاہم خدمت خلق کے جذبے کو خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی سند اس وقت ملتی ہے۔جب اس کے اعمال کا محرک اللہ کی رضا ہو اس کا انفاق، انسانوں سے اس کی ہمدردی و غمگساری شہرت یا مال و متاع کے حصول کے لئے یا کسی دوسرے دنیاوی مقصد کے لئے نہ ہو بلکہ اللہ کی رضا کے لئے ہو۔ایسے بہت سے ادارے ہیں جو خدمت خلق صرف اللہ کی رضا کی خاطر سرانجام دیتے ہیں۔حقیقی کامیابی انہی اداروں کی ہے۔ایسے بھی بہت سے ادارے ہیں جو شہرت و ریاء کے لئے کام کرتے ہیں۔نیز دنیاوی مال و متاع کا حصول ان کا مطمع نظر ہے وہ ادارے بھی بظاہر کامیاب نظر آرہے ہیں لیکن آخرت کے دائمی فوائد سے یہ لوگ محروم ہونگے کیونکہ ریاکاری اعمال کو بے ثمر بنا دیتی ہے۔

مغربی ممالک این جی اوز کے قیام میں بہت دلچسپی لے رہے ہیں۔ان کو جہاں اپنا مفاد نظر آتا ہے وہاں چند ہزار یا چند لاکھ ڈالر خرچ کر کے این جی اوز قائم کرتے ہیں اور ان کی برکت سے ملک کے کونے کونے میں پہنچ جاتے ہیں اور اپنے مقاصد کی تکمیل کرتے ہیں یہ لاکھوں ڈالرز جو باہر سے آتے ہیں ان میں تعمیری کاموں پر بہت کم خرچ ہوتے ہیں۔اگر یہ تمام ڈالرز معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ ہونے تو ملک کے حالات بہت بہتر

ہوتے۔

این جی اوز کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے منصوبے ہماری زمینی حالات کے مطابق نہیں بنتے۔ظاہر ہے جب فنڈز باہر سے آئیں گے تو ان کی منشاء ومرضی کے مطابق منصوبے بھی بنیں گے۔یہی معاشی امداد ان تنظیموں کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔وہ تنظیمیں جو فنڈ ملکی وسائل سے اکٹھا کرتی ہیں۔ان کے کام ملکی مفاد کے لئے ہوتے ہیں۔گویا کچھ تنظیمیں غیر فعال ہوتی ہیں اور کچھ مسائل کے حل کے لئے سنجیدگی سے کوشش کررہی ہیں۔

بہرحال این جی اوز جو اچھے کام کرتی ہیں ان کے ساتھ مل کر کام کیا جاسکتا ہے۔غیر ملکی این جی اوز سے تربیت اور تعاون حاصل کرنے سے بھی اسلام نے منع نہیں کیا لیکن اگر وہ اسلام اور ملکی مفادات کو نقصان پہنچانا چاہیں تو پھر ان کا ساتھ نہیں دینا چاہیئے۔اچھے کاموں میں ان کی مدد کریں اور برے کاموں میں ان کا ساتھ نہ دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (سورۃ المائدہ، آیت ۲)

فہرست

فہرست	عنوان	صفحہ نمبر
	دیباچہ	XVIII-XIV
باب اول:	اسلام میں تعلیم وتربیت کی اہمیت	
فصل نمبر۱:	تعارف، علم کیا ہے، اقسام علوم، زرائع علم، حسی وتجربی علم، تعلیم کا محرک تقلید بھی ہے، فکری، قیاسی یا برھانی علم کی بنیاد، غور وفکر اور دلیل وبرھان ہے، وجدان، وحی والہام، تاریخی روایات	۱-۵
فصل نمبر۲:	مقاصد تعلیم، معرفت الٰہی، قرآن وسنت کا صحیح فہم، تعلیم رفع درجات کا سبب ہے، تعلیم فرض ہے، تعلیم بنیادی ضرورت، تعلیم انسانی ترقی کا ذریعہ، مخلوق کی خدمت، فروغ انسانیت، حسن اعمال، ہمہ گیر اور متوازن شخصیت کی تعمیر، قوم کی تشکیل وتعمیر، علم گناہوں کا کفارہ، نظریہ حیات کی آبیاری، مسئلہ معاش۔	۶-۱۲
فصل نمبر۳:	قرآن وحدیث کی روشنی میں علم کی فضیلت، علم پھیلانے کی تاکید، علم کی ترویج واشاعت ضروری ہے	۱۳-۱۹
فصل نمبر۴:	اسلام میں علماء کا مقام۔ مولوی کی تعریف، علماء کی ضرورت وافادیت، علماء کے فرائض ومشاغل کے متعلق اصلاحات۔ مدارس کی اصلاح، سند عطا کرنے میں احتیاط، قواعد وضوابط کی پابندی، تجوید واخلاق کی تعلیم کا فروغ، اصلاح درس وتدریس، اصلاح اعمال، بے حیائی کے اثرات سے محفوظ رکھنا، تحریر وتقریر کی صلاحیت اُجاگر کرنا، علماء کی فکری تربیت، تبلیغ دین کے لئے علماء کے فرائض، تبلیغ اعمال ضروری ہے، شرک وبدعات سے امت کو بچانا، قرآن کا صحیح فہم پیدا کرنا، علم کے صحیح مقصد سے آگاہی، علماء کی خود احتسابی۔	۲۰-۳۳
فصل نمبر۵:	تعلیم وتربیت کے بنیادی عناصر۔ غایات تعلیم، نصاب تعلیم، معلم، متعلم	۳۴-۳۶
فصل نمبر۶:	علم وعمل لازم وملزوم ہیں	۳۷-۳۸
	حوالہ جات	۳۹-۴۳
باب دوم:	دین اسلام میں این جی اوز کا وجود	
فصل نمبر۱:	معنی ومفہوم	۴۴
فصل نمبر۲:	اسلام اور این جی اوز (تاریخی پس منظر)۔ مذھب اسلام، زکوٰۃ، صدقات کفارات، صدقہ فطر، ظہار سے رجوع کا طریقہ، قتل خطا کے احکام، قسم کا کفارہ، وقف، عہد نبویؐ، عہد صحابہ، عہد تابعین، اموی دور، عباسی عہد وما بعد، عہد سلاجقہ، عہد ممالیک۔	۴۵-۶۶

	مملوکوں کے عہد میں اوقاف کو تین شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ احباس، اوقاف حکمیہ، اوقاف اہلیہ۔ برصغیر پاک و ہند، غوری خاندان، خاندان غلامان، خلجی خاندان، خاندان تغلق، محمود تغلق، لودھی خاندان، بہمنی سلطنت، جون پور کے شاہان شرقی، سلاطین گجرات، سلاطین مغلیہ، شیر شاہ سوری، شاہجہان، اورنگ زیب عالمگیر، بہادر شاہ، محمد شاہ، انگریزی عہد، جدیدیت کے ذریعے اصلاح، پاکستان	
فصل نمبر۳:	ایک مثالی این جی او کے اغراض و مقاصد	٦٧-٦٩
فصل نمبر۴:	این جی اوز اور اسلامی تعلیمات میں مماثلت۔ صفائی کی تعلیم اور انتظام، راستے سے ایذا رساں چیز کا دور کرنا، سرائے تعمیر کرنا، پانی کا انتظام کرنا۔ بنجر زمین کو آباد کرنا، درخت لگانا، مساجد کی تعمیر، مدارس و مکاتب کا قیام، شفاخانوں کا قیام، رفاہی کاموں کے لئے وقف، سماجی بہبود کے کام، محتاجوں کی مدد، یتیموں کی کفالت، مسافروں کے ساتھ حسن سلوک، مظلوم کی مدد کرنا، جانوروں پر رحم، تحفظ ماحول، سماجی ضروریات کے لئے مدد طلب کی جاسکتی ہے۔	٧٠-٨٧
فصل نمبر۵:	این جی اوز اور اسلامی تعلیمات میں تصادم۔ انسانوں کی مختلف اقسام، خدمت سب کے لئے، مخلوق خدا کی خدمت خدا کی خدمت ہے	٨٨-٩٤
فصل نمبر۶:	صحیح اسلامی سمت کی طرف راہنمائی، اصلاح کی کوشش	٩٥-١٠٠
	حوالہ جات	١٠١-١٠٦
باب سوم:	پاکستان میں این جی اوز کی اقسام	
فصل نمبر۱:	این جی اوز کی ضرورت، غیر سرکاری تنظیموں کی اقسام۔ سماجی بہبود کے ادارے (Social Welfare Agencies)، سوسائٹیز (Societies)، کواپریٹو ادارے (Cooperative Societies)، غیر نفع بخش کمپنیاں (Non Profit Companies)، وقف (Trust)	١٠٧-١١٣
فصل نمبر۲:	خواندگی عام کرنے والی این جی اوز۔ چند این جی اوز کی تفصیل۔ دلاس گل ویلفیئر پروگرام۔ خویندوکور۔ تربیت اساتذہ کے لئے سرگرم عمل این جی اوز۔ تربیت اساتذہ میں مصروف چند این جی اوز کی تفصیل۔ آگاہی، الفتح ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن، سٹیزن ایجوکیشن ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن۔ دینی شعور اجاگر کرنے والی این جی اوز۔ دینی مدارس۔ وفاق المدارس العربیہ، تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان، وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان (اہل حدیث)، وفاق المدارس الشّعیہ پاکستان، نظام تعلیم رابطہ المدارس (جماعت اسلامی)۔ وفاق المدارس العربیہ سے منسلک چند مدارس۔ جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ مدنیہ لاہور، مرکزی دارالقراء پشاور، دارالعلوم کراچی۔ تنظیم المدارس سے منسلک مدارس۔ جامعہ نعیمیہ لاہور، دارالعلوم امجدیہ کراچی۔ وفاق المدارس السّلفیہ سے منسلک مدارس۔ الجامعہ السّلفیہ فیصل آباد، مدرسہ دارالاسلام کراچی۔ وفاق اہل شیعہ سے منسلک مدارس۔	١١٤-١٣٥

	جامع المنتظر لاہور، جامعہ امامیہ۔ رابطہ المدارس سے منسلک مدارس۔ جامعہ عربیہ گوجرانوالہ۔ درس نظامی، وسائل۔	
فصل ۳	صحت کی سہولیات فراہم کرنے والی این جی اوز۔ صحت کی سہولتیں فراہم کرنے والی چند این جی اوز کی تفصیل۔ دی لیٹن رحمت اللہ بنوولنٹ ٹرسٹ (LRBT)، ھینڈز، فرانٹیر پرائمری ھیلتھ کیئر (FPHC)، ماحول کا تحفظ کرنے والی این جی اوز۔ ائیکو کنزرویشن انیٹیٹیو۔ سوسائٹی برائے تحفظ ماحولیات Environmental Protection Society معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے والی این جی اوز۔	۱۵۳-۱۳۶
فصل نمبر ۴	ناگہانی آفات میں مدد دینے والی این جی اوز۔ ناگہانی آفات میں مدد دینے والی چند این جی اوز کی تفصیل۔ فوکس ہیومینٹرین اسسٹنس پاکستان، اسلامک ریلیف ایجنسی پاکستان۔ قرضے فراہم کرنے والی این جی اوز، قرضے فراہم کرنے والے کچھ اداروں کی تفصیل۔ بانہلی، آرگنائزیشن پین انوائرمنٹ، جناح ویلفیئر سوسائٹی، پاکستان پاورٹی ایلیویشن فنڈ، غیر سرکاری اداروں کو فنڈز فراہم کرنے والے ادارے، ایکشن ایڈ، آغا خان فاؤنڈیشن، ایشیائی ترقیاتی بینک، اسٹریلین ایجنسی فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ، آسٹریلین ہائی کمیشن، کینیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی، کیتھولک ریلیف سروسز، چرچ ورلڈ سروس، کمیشن آف یورپین کمیونٹی، ڈیپارٹمنٹ فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ، جاپان ایمبیسی، فوڈ اینڈ ایگریکلچرل آرگنائزیشن، فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ، فریڈرک نومن فاؤنڈیشن، ہنس سیڈل فاؤنڈیشن، ہنرچ بول فاؤنڈیشن، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن، جاپان انٹرنیشنل کواپریشن ایجنسی، نیدر لینڈ آرگنائزیشن فار انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ، آکسفورڈ کمیٹی فار فیمن، پاکستان پاورٹی ایلیویشن فنڈ، پلان انٹرنیشنل، سیودی چلڈرن، سوشل ایکشن پروگرام، ساؤتھ ایشیاء پاٹنرشپ پاکستان، سویس ایجنسی فار ڈویلپمنٹ کواپریشن، انٹر کواپریشن سوئیٹزرلینڈ، دی ایشیاء فاؤنڈیشن، دی جرمن ایجنسی فار ٹیکنیکل کواپریشن، اورسیز اکنامک کواپریشن فنڈ آف جاپان، رائل نیدر لینڈ ایمبیسی، ورلڈ بینک، ٹرسٹ فار والنٹری آرگنائزیشن، یونائیٹڈ نیشنز ڈویلپمنٹ پروگرام، یونائیٹڈ نیشنز ایجوکیشن سائنٹیفک کلچرل آرگنائزیشن، یونائیٹڈ نیشنز انٹرنیشنل ڈرگ کنٹرول پروگرام، یونائیٹڈ نیشنز پاپولیشن فنڈ، ورلڈ فوڈ پروگرام۔	۱۷۵-۱۵۴
فصل نمبر ۵:	انسانی حقوق کی این جی اوز۔ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان۔ بچوں اور خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والی این جی اوز۔ چند این جی اوز کی تفصیل۔ اپوا، آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن۔ ویمن ویلفیئر اینڈ ریلیف سروس۔ بچوں کی بہبود کے لئے کام کرنے والی این جی اوز۔ چند این جی اوز کی تفصیل۔ سپارک۔ چائلڈ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن۔ ووکیشنل تعلیم دینے والی این جی اوز۔ ووکیشنل تعلیم دینے والی چند این جی اوز کی تفصیل۔ بہبود نسواں نیٹ ورک۔ فیلکن یوتھ ویلفیئر آرگنائزیشن۔	۲۰۴-۱۷۶

فصل نمبر ۶	دیگر مختلف الانواع این جی اوز، چند این جی اوز کی تفصیل۔ ادارہ استحکام شرکتی ترقی بلوچستان، شیوہ ایجوکیٹڈ سوشل ورکرز ایسوسی ایشن۔ اصلاح ترقیاتی کمیٹی جامعہ نوردی ہری پور۔ بوزہ خیل ویلفیئر سوسائٹی۔ ادارہ خدمت خلق زیارت تالاش۔	۲۲۲-۲۰۵
	حوالہ جات	۲۲۵-۲۲۳
باب چہارم:	این جی اوز کا دائرہ کار	
فصل نمبر ۱: منتیٰن کے	کانفرنسوں، ورکشاپوں اور سیمیناروں کے ذریعے اپنے مؤقف کو حکومت تک پہنچانا، ویمن ہیلتھ پروجیکٹ کے تحت ورکشاپ، خواتین پر تشدد کے خلاف سیمینار، سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال، سوات، سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال ایبٹ آباد، سوسائٹی برائے حقوق اطفال رحیم یار خان، آشا کے زیر اہتمام لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں سیمینارز، انسانی حقوق کے حوالے سے ایک روزہ سیمینار، تعلیم سب کے لئے، ایک روزہ سیمینار، سول سوسائٹی اور ذرائع ابلاغ، عوامی اور نجی شراکت پر ورکشاپ، تربیت کاروں کی تربیت پر ورکشاپ، نارووال رورل ڈویلپمنٹ پروگرام کا اساتذہ کی تربیت پر ورکشاپ، صحت کی ذمہ داریاں، مددکیئر کے بارے میں فوک شات، نمرک موضوع پر ورکشاپ۔ حقوق اطفال پر ورکشاپ بچیوں کے مسائل پر ورکشاپ۔ مشاورتی ورکشاپ، اسلام آباد میں ایک روزہ کانفرنس۔	۲۳۹-۲۲۶
فصل نمبر ۲:	رسائل وجرائد کے ذریعے عوامی شعور بیدار کرنا، معلومات عام طور پر دو طرح کی ہوتی ہیں، جریدہ، سہ ماہی میگزین ''شعور''، فرنٹیئر ریسورس سنٹر کا شائع کردہ سہ ماہی رسالہ ''سھلکار''، این جی اوز ریسورس سنٹر کا شائع کردہ سہ ماہی رسالہ ''اخبار''، پاکستان ویلج ڈویلپمنٹ پروگرام کے انفارمیشن ریسورس سنٹر کا سہ ماہی نیوز لیٹر ''آگاہی''، ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی مطبوعات، تانگھ وسیب کی طرف سے شائع ہونے والا سہ ماہی نیوز لیٹر ''تانگھ''، صارف کی پسند، شرکتی ترقی، خبرنامہ، سہ ماہی ''مددگار''، سپارک، یونائیٹڈ نیشن ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کا ماہنامہ ''پیامبر''، خبرنامہ، این جی او نیوز، نیوز شیٹ، آہنگ کا انگریزی میگزین Deciplining the child practices and Women Association, struggle for Development "WASFD" impact Rural Social Development Programme (RSDP)	۲۴۷-۲۴۰
فصل نمبر ۳:	مختلف علاقوں میں اجتماعات منعقد کروانا، عوامی بیداری کے لئے میلہ، بچوں کا عالمی دن، انٹرایکٹو تھیٹر، رائل نارویجن ایمبیسی کے زیر اہتمام تصویری نمائش، ویمن ہیلتھ پروجیکٹ کی ساتھی تنظیموں کے لئے کراچی میں میلے کا انعقاد، خواتین پر تشدد کے خلاف واک، تقریب تقسیم انعامات وکتب، مرکز تعلیم بالغان برائے خواتین لاہور میں لیکچر کا اہتمام، عالمی انجمن برائے تحفظ ماحول (IUCN) کی گولڈن جوبلی، بچوں کا میلہ، پنجاب لوک بولی میلہ، عالمی ہفتہ تعلیم کے سلسلے میں تقریبات	۲۵۶-۲۴۸

فصل نمبر۴:	پاکستان میں این جی اوز کی عملی سرگرمیاں دیہی علاقوں میں عمل سے سیکھنا، پائیدار غیر رسمی سکولوں کی جانب بڑھتے ہوئے، عورتوں کی تعلیم، اساتذہ کی تربیت، پرائمری سکول اساتذہ کی تربیت، ورلڈ فوڈ پروگرام کی جانب سے سکولوں میں تیل پہنچانے کے لئے ٹرکوں کا عطیہ، پاکستان میں این جی اوز کی عملی سرگرمیاں (جائزے اور رپورٹس)، استعداد کاری پروگرام، کورس کے اجزا، خاص مقاصد کے لئے انگریزی کا استعمال، سننے سے مہارت میں اضافہ، پڑھنے سے مہارت میں اضافہ، بچوں نے وزیر تعلیم کو پوسٹ کارڈ پیش کئے، ایک ناقابل فراموش سبق، جنوبی ایشیاء میں ایجوکیشن فار آل کو مضبوط اور اکٹھا کرنا، تعلیم برائے شہریت کورس، آغا خان ایجوکیشن سروسز کا منصوبہ۔	۲۶۶-۲۵۷
	حوالہ جات	۲۶۹-۲۶۷
باب پنجم:	پاکستانی این جی اوز اور بین الاقوامی، این جی اوز کا تقابلی مطالعہ	
فصل اول:	پاکستانی این جی اوز کے نظریات، انصار برنی ویلفیئر ٹرسٹ، ایدھی فاؤنڈیشن۔ شوکت خانم میموریل ٹرسٹ اینڈ ریسرچ سنٹر۔	۲۹۲-۲۷۰
فصل نمبر۲:	عرب ممالک کی این جی اوز کے نظریات، عرب این جی اوز، الهيئة الخيرية الاسلامية العالمية، International Islamic Charitable Organization۔ الحق، ہیومن اپیل انٹرنیشنل، Egyption Center for Women,Right	۳۰۳-۲۹۳
فصل نمبر۳:	یورپی این جی اوز کے نظریات، انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن، انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس، انٹرنیشنل ریسکیو کمیٹی۔	۳۲۰-۳۰۴
فصل نمبر۴:	اسلامی نقطہ نظر سے مسلم اور غیر مسلم این جی اوز کا تقابلی جائزہ، عیسائیت، پارسی، ہندوازم، بدھ ازم، مسلمان، خدا سے تعلق خدمت کے جذبے کو مستحکم کرتا ہے	۳۲۸-۳۲۱
فصل نمبر۵:	تعلیم وتربیت کے ضمن میں بین الاقوامی این جی اوز سے رہنمائی اور اصلاح احوال کی گنجائش، کانفرنسز، بین الاقوامی تربیتی کورسز، اشتراک عمل اور تعاون کے ذریعے۔ اداروں، کارکنوں، اور اہلکاروں کی تربیت کے ذریعے	۳۳۶-۳۲۹
	حوالہ جات	۳۳۹-۳۳۷
باب ہشتم	خاتمہ بحث	
فصل نمبر۱:	این جی اوز اپنے مقاصد میں کس حد تک کامیاب ہوئیں، پاکستان میں موجود مسائل، غربت، ناخواندگی، صحت، ماحول کی آلودگی، آبادی میں اضافہ، پینے کے صاف پانی کا انتظام، ناگہانی آفات، معاشی بدحالی، خواتین کے حقوق، بچوں کے حقوق، معاشرے کے کمزور طبقوں کی امداد، ایڈز سے آگاہی، زراعت کی ترقی	۳۴۷-۳۴۰
فصل نمبر۲:	آراء وتجاویز برائے تحسین پروگرام این جی اوز	۳۵۴-۳۴۸

فصل نمبر۳:	پاکستان کو درپیش گوناگوں تعلیمی مسائل اور ان کا بطریق احسن حل، غربت، مہنگا نظام تعلیم، طبقاتی نظام تعلیم، مقامی جاگیرداری، مخلوط تعلیم کا مسئلہ، پاکستان میں تعلیمی اصلاحات کے لئے کاوشیں، پہلی تعلیمی کانفرنس ۱۹۴۷ء، ایجوکیشن کانفرنس 1951ء، تعلیمی کمیشن ۱۹۵۹ء، تعلیمی کمیشن ۱۹۷۰ء، نئی تعلیمی پالیسی، نیشنل ایجوکیشن پالیسی ۱۹۷۹ء، نئی روشنی پروگرام، قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۹۲ء، نظرثانی شدہ قومی پالیسی ۱۹۹۸ء، ۲۰۱۰ء پروگرام، سوشل ایکشن پروگرام، سیون پوائنٹ ایجنڈا، تعلیمی اصلاح کے لئے غیرسرکاری کاوشیں	۳۷۱-۳۵۵
فصل نمبر۴:	خلاصہ بحث	۳۷۷-۳۷۲
	حوالہ جات	۳۸۰-۳۷۸
	نتائج بحث	۳۸۵-۳۸۱
	سفارشات	۳۸۶-۳۸۵
	فہرست آیات	۳۸۹-۳۸۸
	فہرست احادیث	۳۹۵-۳۹۰
	فہرست مصطلحات	۳۹۸-۳۹۶
	List of Abbreviation	۴۰۰-۳۹۸
	تراجم اعلام	۴۲۴-۴۰۱
	کتابیات	۴۳۱-۴۲۵

دیباچہ

موضوع تحقیق کا تعارف اور اہمیت

الحمدالله الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیطهره علی الدین کله امابعد

تعلیم کسی بھی قوم یا ملک کی تعمیر وترقی اور خوشحالی میں بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔تعلیم کے بغیر کسی فرد، خاندان، معاشرے، قوم یا ملک کے لئے ترقی کے منازل طے کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔تعلیم انسان کی سوچ میں مثبت تبدیلی لاتی ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے اگر ایک طرف انسان کی اپنی ذہنی وفطری صلاحیتوں کو نکھارا جاتا ہے تو دوسری طرف ایک نسل اپنا تمام تر سماجی ورثہ دوسری نسل کو منتقل کرتی ہے۔

اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے تمام انسانوں پر علم کو فرض قرار دیا ہے اور اسی فرض کی انجام دہی کو معاشرے کی ایک ذمہ داری بتایا ہے نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔

طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة (سنن ابن ماجہ، باب فضل العلماء برقم ۲۲۴،۱/۸۱)

''علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے''

اسلام میں انسان کی جو فضیلت بیان ہوئی ہے وہ علم کی بناء پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو صاحب علم بنایا جو مخلوقات کی سب سے بلند صفت ہے۔قلم کے استعمال سے لکھنے کا فن سکھایا جو بڑے پیمانے پر علم کی ترقی واشاعت اور بقاء وتحفظ کا ذریعہ بنا۔قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولوا العلم قائماً بالقسط (سورۃ آل عمران آیت ۱۸)

''گواہی دی اللہ نے کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور اہل علم جو انصاف کے ساتھ گواہی پر قائم ہیں۔''

آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا ذکر کرنے کے بعد فرشتوں کا ذکر کیا اور تیسرے نمبر پر اہل علم کو درجہ فضیلت عطا فرمایا۔ایک آیت میں علم کو خیر کثیر قرار دیا۔ارشاد ہوتا ہے۔

ومن یؤت الحكمة فقد اوتی خیراً كثیراً (سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۹)

''جسے حکمت دی گی اسے بہت بھلائی عطا کی گئی''

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو غور وفکر کی صلاحیت دی۔اس غور وفکر نے جہاں انسان کو تہذیب سے آشنا کیا وہاں اس کے لئے ترقی کی معراج پر پہنچنے کی راہیں بھی ہموار کیں۔ارتقاء کے سفر کے دوران انسانوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط کرنے، حقوق وفرائض کا ادراک کرنے، اجتماعی زندگی میں مفاسد متعین کرنے، انسانی تہذیب

کو دوام بخشنے اور معاشرے سے جبر و استحصال کا خاتمہ کرنے کے لئے اسلام نے ہمیشہ اپنے پیروکاروں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کیا۔ قرآن پاک میں نبی ﷺ کے فرض منصبی کا ذکر یوں بیان ہوا۔

ویعلمھم الکتب والحکمة ویزکیھم (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵)

''ان کو کتاب وحکمت کی باتیں سکھاتا ہے اور انہیں پاک وصاف کرتا ہے''

گویا رسول ﷺ تعلیم بھی دیتا ہے اور تربیت کر کے ان کو سنوارتا بھی ہے۔ اس تعلیم و تربیت کے نتیجے میں انسان کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہوتا ہے وہ قرآن پاک کی اس آیت سے ظاہر ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون (سورۃ النحل، آیت ۴۳)

''اگر تمہیں علم نہیں تو اھل علم سے پوچھ لیا کرو''

تعلیم کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی ﷺ نے آغاز نبوت کے ساتھ ہی اسلام قبول کرنے والے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کے کام کا آغاز کیا۔ تعلیم کا یہ سلسلہ پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے ملکیتی مکان میں شروع کیا پھر کچھ عرصہ کے بعد کوہ صفا کے قریب دار ارقم منتقل کر دیا گیا۔ ہجرت سے دو سال پہلے بیعت عقبہ ثانیہ میں جب مدینہ کے کچھ لوگوں نے اسلام قبول کیا تو ان کی تعلیم و تربیت کے لئے آپ ﷺ نے فیض تربیت سے بہرہ ور ایک مسلمان حضرت مصعب بن عمیر کو روانہ فرمایا تاکہ ان لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دے۔ مدینہ ہجرت کے بعد آپ ﷺ نے مسجد نبوی کے ساتھ ایک چبوترہ بنایا جسے صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اسے آپ ﷺ نے دنیائے اسلام کی پہلی یونیورسٹی کے طور پر متعارف کروایا۔ دور دراز سے طالبان حق جوق در جوق فیض رسالت سے بہرور ہونے کے لئے آنے لگے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔ افضل الصدقة ان یتعلمه المرء المسلم علماً (ابن ماجہ، کتاب فی الایمان، باب ثواب معلم الناس الخیر، حصہ اول، حدیث نمبر ۲۴۳)

''بہترین صدقہ یہ ہے کہ مسلمان مرد علم حاصل کرے''

گویا علم کا حصول صدقہ کا قائم مقام ہے یہ وہ عبادت ہے جس سے قوموں اور ملتوں کی تقدیر بدل جاتی ہے۔ پاکستان بھی ایک اسلامی ملک ہے اور نظریاتی طور پر اسلام سے گہری وابستگی اور مناسبت رکھتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہم اس ملک کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا کرنے کے لئے خواندگی کو عام کریں۔ اس وقت پاکستان معاشی، اخلاقی، تعلیمی، تمدنی اور زندگی کے تمام میدانوں میں ایک بحرانی کیفیت سے گزر رہا ہے۔ اس سے نکلنے کے لئے کی جانے والی کوششیں ثمر آور دکھائی نہیں دے رہیں۔ ایسے میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر وہ قدم اُٹھایا جائے جو پاکستان کو اقوام عالم میں ایک باعزت مقام دلا سکے۔ یہ اس وقت ممکن ہوگا جب تعمیر نو کی کوششوں میں مقامی اداروں کو بھی شامل کیا جائے۔ ان اداروں کو راغب کیا جائے کہ وہ انسانی وسائل کی ترقی کیلئے تعلیم و تربیت کو عام کریں۔ عوام الناس کو قائل کریں کہ وہ اسے اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور معاشرے کی اصلاح و ترقی

کیلئے اسے استعمال کریں۔ کیونکہ یہی وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔اپنی مدد آپ کے تحت وقوع پذیر ہونے والی تنظیموں میں،خواندگی کی تنظیمیں،تعلیم عام کرنے والی تنظیمیں،دینی مدارس،انسانی حقوق کی تنظیمیں،خواتین کی حقوق کی تنظیمیں،سلائی کڑھائی اوردستکاری سکھانے والی تنظیمیں دن رات اصلاح معاشرہ کے لئے سرگرم عمل ہیں اور ملک کی ترقی میں پیش پیش ہیں۔ان این جی اوز کو پرکھنے کے لئے دوربین حکمت عملی کی ضرورت ہے۔خواندگی کے تناسب کو پیش نظر رکھیں تو عوام الناس میں تعلیمی شعور اُجاگر ہونے کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری اداروں کی تمام تر سرگرمیاں بھی سامنے رکھنا ضروری ہیں۔

موضوع کا بنیادی سوال:

مقالہ ھٰذا کا بنیادی سوال درج ذیل نکات پر مشتمل ہے۔

۱۔ تعلیم وتربیت سے کیا مراد ہے اور اسلام میں اس کی کیا اہمیت ہے۔اسلام میں تعلیم وتربیت کے کون کون سے بنیادی عناصر ہیں۔

۲۔ این جی اوز سے کیا مراد ہے۔اسلامی تعلیمات کی رو سے ان کی کیا حیثیت ہے؟ کیا اسلامی تعلیمات اور این جی اوز کے اھداف میں تصادم ہے۔

۳۔ پاکستان میں این جی اوز کی کیا حیثیت ہے۔این جی اوز کے کیا اھداف ہیں اور یہ تعلیم وتربیت کیلئے کس قسم کے اقدامات کررہی ہیں۔

۴۔ پاکستان میں کام کرنے والی این جی اوز کا دائرہ کار کیا ہے اور بین الاقوامی این جی اوز سے ان کا کس حد تک تعلق ہے۔

فرضیہ تحقیق:

۱۔ پاکستان میں کام کرنے والی این جی اوز کے نظریات اور اھداف اسلامی تعلیمات سے مطابقت رکھتے ہیں۔

۲۔ پاکستان میں کام کرنے والی این جی اوز کے نظریات اور اھداف اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتے۔

۳۔ پاکستان میں کام کرنے والی بعض این جی اوز کے نظریات اور اھداف اسلامی تعلیمات سے مطابقت رکھتے ہیں اور بعض کے نہیں رکھتے۔درست ترین فرضیہ کی نشاندہی نتائج تحقیق کی روشنی میں نتائج کے باب میں کی گئی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

این جی اوز کے بارے میں کوئی تحقیقی مقالہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ البتہ آغا خان فاؤنڈیشن کی کاوشوں کے نتیجے میں چند مطبوعات کتابی صورت میں اور سی ڈیز میں بھی ملتی ہیں۔ ان کی ایک کتاب Directory of Donor Organizations in Pakistan. میں امداد دینے والے بین الاقوامی اداروں کے بارے میں مکمل معلومات ہیں۔ جو جغرافیائی ترجیح، امداد حاصل کرنے کی اہلیت، طریقہ کار اور فنڈنگ کی مدت کے بارے میں ضروری معلومات پر مشتمل ہے۔ دوسری کتاب، Directory of Social Research Organizations in Pakistan میں سماجی اور ترقیاتی موضوعات پر تحقیق میں مصروف پاکستان کے ۵۳ معروف اور مستند اداروں کی مکمل تفصیلات موجود ہیں۔ ان کی تیسری کتاب Directory of NGOs in Pakistan ہے۔ اس کتاب میں پاکستان میں کام کرنے والی این جی اوز کے محل وقوع، کارکنوں اور رضا کاروں کی تعداد، سالانہ بجٹ، دلچسپی کے موضوعات اور رابطے کی معلومات موجود ہیں۔ ایک اور کتاب Directory of Government Policies and Programmes for Citizen Sector in Pakistan. ہے ۔ اس میں پاکستان بھر میں جاری سماجی ترقی کے حوالے سے صحت، تعلیم، بہبود آبادی، فراہمی ونکاسی آب، رہائش، منصوبہ بندی، ترقیات اور بہبود نسواں جیسے امور پر سرکاری پالیسیوں اور پروگراموں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ آغا خان فاؤنڈیشن سنٹر فار سول سوسائٹی سٹڈیز نے سوشل پالیسی ڈویلپمنٹ پاکستان اور جان ہاپکنسن یونیورسٹی یوایس کے ساتھ مل کر ۲۰۰۴ میں ایک تحقیقی رپورٹ Non Profit Sector in Pakistan, Historical Background کے نام سے تیار کی ہے۔ مذکورہ بالا تمام مطبوعات انگریزی زبان میں ہیں۔ تاہم اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی بسیط اور مدلل تحریر ابھی تک منظر عام پر نہیں آئی۔ جبکہ اس موضوع پر کام کی سخت ضرورت ہے بالخصوص موجودہ صورتحال میں جبکہ لوگوں کے ذہنوں میں ان اداروں کے خلاف بہت سے شکوک وشبہات موجود ہیں۔

منہج البحث:

یہ بیانیہ اور دستاویزی تحقیق ہے اس لئے اس میں بیانیہ اور دستاویزی تحقیق کے اُصول استعمال کئے گئے ہیں۔ اس میں بنیادی اسلامی تصورات قرآن وسنت سے لئے گئے ہیں۔ اور اس کے لئے قرآن وسنت سے استنباط احکام کی منہج کو استعمال کیا گیا ہے۔

موضوع کی مناسبت سے مقالے کو چھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے۔ باب اول میں اسلام میں تعلیم وتربیت کی اہمیت کو قرآن وسنت کی روشنی میں اُجاگر کرنے کی کوشش کی ہے اسی باب میں علماء کے مقام پر بھی بحث کی

ہے اور تعلیم و تربیت کے بنیادی عناصر بیان کئے ہیں۔ باب دوم میں یہ بتایا گیا ہے کہ دین اسلام میں این جی اوز کی کیا حیثیت ہے۔ اس سلسلے میں ان کا تاریخی پس منظر بتایا ہے۔ اسی باب میں یہ بھی بتایا ہے کہ کہاں کہاں یہ اسلام سے مماثلت رکھتی ہیں اور کہاں متصادم ہیں۔ نیز یہ صحیح سمت کیسے اختیار کرسکتی ہیں۔ باب سوم میں پاکستان میں موجود این جی اوز کی اقسام پر بحث کی گئی ہے۔ باب چہارم میں این جی اوز کا دائرہ کار بتایا ہے کہ یہ کس طرح اپنا پیغام عوام اور حکومت تک پہنچاتی ہیں۔ اور پاکستان میں ان کی عملی سرگرمیاں کیا ہیں اور یہ کس حد تک کامیاب ہیں۔ باب پنجم میں دیگر ممالک کی این جی اوز اور چند پاکستانی این جی اوز کی کارکردگی کو بیان کیا ہے۔ نیز مسلم اور غیر مسلم این جی اوز کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

باب ششم میں بحث کو سمیٹا ہے اور این جی اوز کی کامیابی اور ناکامی کے بارے میں بتایا ہے نیز این جی اوز کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز دی ہیں۔ اسی باب میں پاکستان کو درپیش گوناگوں تعلیمی مسائل اور ان کا حل پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں نتائج اخذ کئے گئے ہیں اور چند سفارشات پیش کی گئی ہیں۔

تحقیق کے دوران حتی الامکان یہ کوشش کی گئی کہ اصل ماخذ تک رسائی حاصل ہو۔ اس مقصد کے لئے پشاور شہر کے بڑے کتب خانوں سے استفادہ کیا گیا جن میں آرکائیوز، اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری، سنٹرل لائبریری پشاور یونیورسٹی، شیخ زید اسلامک سنٹر پشاور کی لائبریری، فرنٹیئر کالج برائے خواتین پشاور کی لائبریری شامل ہیں۔ اس کے علاوہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی لائبریری سے بھی وقتاً فوقتاً استفادہ کیا گیا ہے۔ نیز موضوع کی مناسبت سے سروے کئے، ذاتی انٹرویو لئے، خطوط کے ذریعے این جی اوز سے رابطہ کیا گیا، رسائل وجرائد سے معلومات لی گئیں اور انٹرنیٹ پر Search کے ذریعے حقائق تک پہنچنے کی کوشش کی گئی۔ مقالے کی ترتیب میں جن کتب ورسائل سے استفادہ کیا گیا ان کی تفصیل (بمع مؤلف اور مطبع کا نام اور سن طباعت وغیرہ) کتابیات میں دی گئی ہے۔ اس میں ماخذ کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق رکھی گئی ہے۔ اگر کسی عربی یا انگریزی کتاب کا حوالہ اس کے اردو ترجمہ سے دیا گیا ہے تو اس کے اردو ایڈیشن کا حوالہ بھی دیا گیا ہے۔

مقالے میں تحقیق کے ساتھ ساتھ ضرورت کے تحت تنقید بھی کی گئی ہے۔ لیکن اس تحقیق سے مراد کسی کی دل آزاری نہیں۔ اس لئے اگر کسی کے جذبات اس سے مجروح ہوئے ہوں تو ان سے پیشگی معذرت خواہ ہوں۔ خطا انسان سے ہوتی ہے اگر اس مقالے میں کوئی خوبی ہے تو یہ صرف اور صرف اللہ کی عنایت خاص ہے اور اگر کوئی غلطی ہے تو میں خطاوار ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اس خطا کو معاف فرمادے اور میری اس کوشش کو شرف قبولیت بخشے۔

آمین۔

باب اول

اسلام میں تعلیم وتربیت کی اہمیت

فصل نمبر ا

تعارف: علم کیا ہے؟

علم کے معنی ہیں جاننا اس کی جمع علوم ہے اور یہ جہل کی ضد ہے علم اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

هوالخلق العليم ١ ''بے شک وہ بہت بڑا خالق سب سے زیادہ جاننے والا ہے''

علم الغيب والشهادة ٢ ''پوشیدہ اور ظاہر چیز کو جاننے والا ہے''

انک انت علامُ الغيوب ٣ ''بے شک تو ہی پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے''

ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انما يخشى الله من عباده العلمٰوا ٤

''بلا شبہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں''

حضرت مسروقؒ کا قول ہے:

كفى بالمرء علما ان يخشى الله وكفى بالمرء جهلا ان يعجب بعلمه ٥

''کسی شخص کے عالم ہونے کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو اور کسی شخص کی بے علمی کے لئے یہ بات کافی ہے کہ وہ اپنے علم پر ناز کرتا ہو''

ملا علی قاری کہتے ہیں:

العلم نور فى قلب المومن مقتبس من مصابيح مشكوٰة النبوة من الاقوال المحمدية والافعال الاحمدية والاحوال المحمودية يهتدى به الى الله وصفاته و افعاله واحكامه ٦

''علم وہ نور ہے جو قلب مومن میں موجزن ہوتا ہے اور مشکوٰۃ نبوت کے چراغوں سے آپؐ کے اقوال، افعال اور احوال کی صورت میں ماخوذ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی صفات، افعال اور احکام کی جانب رہنمائی کرتا ہے''

تعلیم:

تعلیم لفظ علم سے ماخوذ ہے جس کے معنی جاننا، پہچاننا اور کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنا ہے

لفظی طور پر تعلیم کے معنی ہیں معلومات کا ذخیرہ جمع کرنا اور مخفی صلاحیتوں کو نکھارنا، اصلاً یہ لفظ معلومات فراہم کرنے اور متعلم کی مخفی صلاحیتوں کو نکھارنے کے مفہوم میں آتا ہے۔ ۷

علم جب باب تفعیل میں آتا ہے تو تعلیم بن جاتا ہے اس کے معنی میں تعدیہ پیدا ہوتا ہے۔ تعدیہ اس چیز کو کہتے ہیں جو دوسروں تک پھیل جانے کا رجحان رکھے لہذا تعلیم کے معنی یہ ہوئے کہ یہ وہ عمل ہے جس کے ذریعے دوسروں کو اس قابل بنایا جاسکے کہ وہ جان جائیں یا علم حاصل کرلیں۔ ۸

تعلیم انگریزی زبان میں Education کہلاتی ہے ایجوکیشن کی بنیاد لاطینی لفظ Educere یا Educare ہے اس کے معنی تربیت کرنا، نشوونما کرنا ہے ۹

تعلیم کا عمل معاشرتی وثقافتی ماحول میں انجام پاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض ماہرین تعلیم کو معاشرتی عمل قرار دیتے ہیں جس کا مقصد معاشرتی مطابقت پیدا کرنا ہے۔

یہ وہ معاشرتی عمل ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کی نشوونما کا احاطہ کئے ہوئے ہے یہ نشوونما اس طرح سے مربوط اور بتدریج ہوتی ہے کہ اس سے فرد کی شخصیت کی بہترین طور پر تکمیل ہوسکے اور فرد نہ صرف خود کو پہچاننے کے قابل ہو جائے بلکہ کائنات اور خالق کائنات کی حقیقت کو سمجھنے کی صلاحیت بھی حاصل کرے۔ ۱۰

اقسام علوم:

پہلی عالمی اسلامی تعلیمی کانفرنس منعقدہ مکہ مکرمہ نے علوم کی دو اقسام کا ذکر کیا ہے ۱۱

الف: یقینی، ہدایتی یا الہامی علم Revealed Knowledge یعنی قرآن وسنت کا علم

ب: امکانی، حسی یا عقلی علم Acquired Knowledge

پہلی قسم اخلاقیات، روحانی اقدار اور ادیان و مذاہب کا علم ہے۔ دوسری قسم طبعی علوم کا علم ہے، جن کے حاصل کرنے کا ذریعہ انسان کے حسی اور عقلی محرکات ہیں مثلاً طبعیات، کیمیا، حیاتیات، ریاضیات، شماریات، حیوانیات، ارضیات، فارمیسی، انجنیئر نگ، ٹیکنالوجی، میڈیکل سائنسز، کامرس، مینجمنٹ، ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر سائنس، فلسفہ، نفسیات، سیاسیات، معاشیات، عمرانیات، نباتات، فلکیات، تاریخ، جغرافیہ، قانون، ابلاغ عامہ، لسانیات، علم کتابداری، ادبیات وفنون اور دیگر سوشل، فزیکل، نیچرل سائنسز وغیرہ یہ امکانی علوم ہیں اور دنیاوی زندگی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ ۱۲

افضل ترین علم کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم ہے البتہ دنیاوی علوم کے اکتساب کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مطالعہ کائنات کی بار بار دعوت دی ہے ارشاد ہوتا ہے۔

ان فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس ومآ انزل اللہ من السمآء من مآء فاحیا بہ الارض بعد موتھا وبث فیھا من کل دآبۃ وتصریف الریٰح والسحاب المسخر بین السمآء والارض لاٰیٰت لقوم یعقلون ○ ۱۳

''بیشک آسمان وزمین کی پیدائش اور دن رات کا ہیر پھیر، کشتیوں کا لوگوں کو نفع دینے والی چیزوں کو لیے ہوئے سمندروں میں چلنا، آسمان سے پانی اتار کر مردہ زمین کو زندہ کرنا اور زمین میں ہر قسم کا جانور پھیلا دینا، ہواؤں کا رخ بدلنا، اور بادل جو آسمان اور زمین کے درمیان مسخر ہیں ان میں عقلمندوں کیلئے قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں''

ان آیات میں آٹھ چیزوں کا ذکر ہے آسمان وزمین کی پیدائش، دن رات کی تبدیلی، لدی ہوئی کشتیوں کا سمندر میں چلنا، آسمان سے بارش برسانا، بارش سے خشک زمین کا ہرا ہونا، زمین کی ہریالی سے جانوروں کا زندہ رہنا، ہواؤں کا انقلاب وگردش اور بادلوں کا زمین وآسمان کے درمیان معلق رہنا گویا یہ تمام علم کے شعبے ہیں جن کی تحصیل کی تلقین کی گئی ہے۔

ذرائع علم:

علم کے ذرائع حواس، تقلید، عقل، وجدان، وحی والہام اور تاریخی روایات ہیں اور ان سب کی حیثیت مسلم ومعتبر ہے۔ اسلام مختلف علمی مراتب ومدارج کا معترف ہے۔ جہاں تک حسی علم کا تعلق ہے تو یہ حواس کو اہمیت دیتا ہے۔ جہاں عقل وقیاس کا تعلق ہے اور دلائل وبراہین طلب کئے جاتے ہیں وہاں تاریخ وروایت سے کام چل سکتا ہے اور نقلی علم سے استفادے پر ابھارا جاتا ہے۔

ا۔ حسی وتجربی علم:

علم کی یہ قسم حواس خمسہ کی پیداوار ہے حواس عطیہ خداوندی ہیں۔ ان کے صحیح یا غلط استعمال کے بارے میں اللہ کے ہاں بازپرس ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنه مسئولا۔o ۱۴؎

’’بے شک کان، آنکھ اور دل ان سب کی اس سے پوچھ ہوگی‘‘

تسخیر کائنات کا دارومدار اسی حسی و تجربی علم پر ہے۔

اس لئے قرآن کریم بار بار مشاہدہ فطرت کی دعوت دیتا ہے:

افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت o و الی السمآء کیف رفعت o و الی الجبال کیف نصبت o و الی الارض کیف سطحت۔o ۱۵؎

’’کیا یہ لوگ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے پیدا کیا گیا ہے اور آسمان پر (نظر نہیں کرتے) کہ وہ کس طرح بلند کیا گیا ہے اور پہاڑوں کو (نہیں دیکھتے) کہ کیسے نصب کئے گئے ہیں اور زمین کو (نہیں دیکھتے) کہ کیسے بچھائی گئی ہے‘‘

۲۔ تعلیم کا محرک تقلید بھی ہے:

فطری میلان و رجحان کی وجہ سے بچہ والدین کی زبان سیکھتا ہے، ادب و آداب اور دیگر انسانی اوصاف سیکھتا ہے اور بڑا ہو کر پیشہ وارانہ ہنر پر دسترس حاصل کرتا ہے۔ مسلسل کوشش اور خطا بھی سیکھنے کی ایک بڑی بنیاد ہے۔ قرآنی آیات انسان کو کائنات میں پھیلے ہوئے مختلف مظاہر پر غور و فکر اور اللہ کی مخلوقات کا مشاہدہ کرنے کی ترغیب دیتی ہیں۔ انسان ان سے بہت کچھ سیکھتا ہے۔ معاملات کو اپنے حسب منشاء ڈھالنے کے لئے تجربات کرتا ہے۔ اس عمل میں غلطیاں کرتا ہے۔ اور آخر کار صحیح نتیجے Conclusion تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی کی بدولت انسان نے مختلف ایجادات کی ہیں۔

۳۔ فکری، قیاسی، یا برہانی علم کی بنیاد غور و فکر اور دلیل و برھان ہے

قرآن کریم عقل و شعور اور فکر و خیال کو ابھارتا ہے اور پروان چڑھاتا ہے۔ بعض مسائل کی نوعیت ہی ایسی ہے کہ حسی علم کی بجائے صرف عقل و فکر کے ذریعے ہی انہیں حل کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً تعلیمی، اخلاقی، سیاسی اور فلسفیانہ مسائل فکری علم سے شروع ہوتے ہیں اور ظن و تخمین اور شک پر ختم ہو جاتے ہیں۔ جو حق و صداقت کا بدل نہیں بن سکتا۔ اسلام عقل کو مکمل خود مختاری نہیں دیتا بلکہ اسے وحی کے تابع رکھتا ہے۔

۴۔ وجدان

فلسفے کا یہ نظریہ کہ انسان اپنے مشاہدے اور استدلال کے بغیر علم اور حق کو براہ راست اور بلا واسطہ حاصل کرسکتا ہے وجدان کہلاتا ہے[۱۶] امام غزالی نے سب سے پہلے وجدانیت کی بنیاد رکھی۔ اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حقیقت کا عرفان عقل سے نہیں بلکہ مجاہدے یا وجدانی کشف سے حاصل ہوتا ہے۔ علامہ اقبال کے نزدیک وجدان عقل ہی کی ایک ارتقائی شکل ہے[۱۷] وجدانین کا کہنا ہے کہ ہم عقل اور حس کو مکمل طور پر پرناکارہ نہیں سمجھتے بلکہ صرف ان کے دائرۂ عمل کی حدود بندی کرنا چاہتے ہیں اور اس طرح اشارہ کرنا چاہتے ہیں کہ حواس کی دنیا اور عقل کے تقاضے ہماری زندگی کے محدود حصے کی تسکین کرتے ہیں لیکن زندگی میں گہرائی، حرارت اور حقیقی حرکت لانے کے لئے وجدان کا سہارا لینا پڑتا ہے[۱۸] وجدان صحیح بھی ہوسکتا ہے اور غلط بھی اس لئے اس ذریعہ علم کی صحت بھی قطعی نہیں بلکہ امکانی رہ جاتی ہے۔

وحی والہام:

وحی الہامی پر مبنی علم انسان کے لئے بہت ضروری ہے۔ مسائل جن کے بارے میں عقل حیران و پریشان رہ جاتی ہے اور کوئی یقینی و قطعی حل بتانے سے عاجز آجاتی ہے۔ مثلاً حیات و کائنات کی تخلیق، خالق کائنات کی ذات و صفات، حیات بعد الممات، جزا و سزا، خیر و شر اور جبر و اختیار، روح و بدن اور ان گنت اقتصادی، سیاسی، معاشرتی، اخلاقی اور روحانی مسائل ہیں جو نبی ﷺ کی رہنمائی کے بغیر حل نہیں ہوسکتے۔

۶۔ تاریخی روایات:

تاریخی روایات اور قصہ کہانیوں سے بھی بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے۔ زمانہ قدیم سے خاندان کے بزرگ بچوں کو اچھے لوگوں کی کہانیاں سنا کر نیکیوں کی ترغیب اور برے لوگوں کے برے انجام کی کہانیاں سنا کر برائیوں سے بچنے کی تلقین کرتے آئے ہیں۔ قرآن نے بھی قصوں کی تربیتی تاثیر کو تسلیم کیا ہے اور اس ضمن میں متعدد قصے (قصہ یوسف علیہ السلام اور اصحاب کہف) وغیرہ بیان کئے ہیں احادیث میں بھی اس ضمن میں متعدد مثالیں ملتی ہیں جن سے بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے۔

فصل نمبر ۲

مقاصد تعلیم

مسلمان ماہرین تعلیم نے اسلامی تعلیم کے عمومی مقاصد درج ذیل قرار دیئے ہیں۔

۱ معرفت الٰہی:

فرمان نبویؐ ہے:

قال رسول الله ﷺ من یرد الله به خیراً یفقهه فی الدین [19]

''اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے''

اسلامی نظام تعلیم کا بنیادی مقصد انسان میں اپنے خالق و مالک کا شعور پیدا کرنا ہے اور اسے یہ بتانا ہے کہ زندگی کی تخلیق کرنے والا کون ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

الرحمن فسئل به خبیراً ٥ [20]

''رحمٰن کے بارے میں کسی باخبر سے پوچھ''

معرفت الٰہی چونکہ علم کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے ہر فرد کے لئے اتنا علم حاصل کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے جس سے وہ اپنے خالق کی معرفت اور اس کی رضامندی جان سکے اس مقصد کے لئے قرآن و سنت کی صحیح فہم اور سمجھ حاصل کرنی چاہئے۔ یہی معرفت مطلوب ہے اور اسی پر انسانی زندگی اور دونوں جہانوں کی کامیابی کا مدار ہے۔ حضورؐ کا فرمان ہے:

افضل العلم باالله عز و جل ان قلیل العمل ینفع مع العلم و ان کثیر العمل لاینفع مع الجهل ٥ [21]

''افضل ترین علم اللہ کی معرفت ہے علم کے ساتھ تھوڑا سا عمل بھی نفع دے جاتا ہے مگر جہالت کے ساتھ زیادہ عمل بھی فائدہ نہیں دے سکتا''

۲۔ قرآن وسنت کا صحیح فہم:

تعلیم کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ قرآن و سنت کا صحیح فہم وادراک پیدا ہو جائے تا کہ اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات پر صحیح عملدرآمد ہو سکے کیونکہ ایک مسلمان کی زندگی کا محور یہی ہے اور اسی میں حقیقی کامیابی کا راز مضمر ہے۔ حضرت علیؓ کا قول ہے:

لاخیرفی عبادہ لاعلم فیھا ولاخیر فی علم لافھم فیہ ولاخیرفی قراۃ لاتدبر فیھا۲۲

''اس عبادت میں کوئی خوبی نہیں جوعلم کے بغیر ہو، اس علم میں کوئی خوبی نہیں جس میں فہم نہ ہواور اس قرأت میں کوئی خوبی نہیں جوغور وفکر سے خالی ہو''

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً۔ o ۲۳

''اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی سو وہ ہی عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا''

۳۔ تعلیم رفع درجات کا سبب ہے:

انسان جب علم حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجات بڑھا کر اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

یرفع اللہ الذین اٰمنو ا منکم والذین اوتوا العلم درجٰت۔ o ۲۴

''اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں کے اور جن کو علم دیا گیا درجات بلند کرتا ہے''

آیت سے معلوم ہوا کہ ایمان اور علم دونوں دوش بدوش مل کر انسان کو ترقی کے منازل طے کراتے ہیں۔

۴۔ تعلیم فرض ہے:

تعلیم ہر انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

واذاخذاللہ میثاق الذین او توا الکتٰب لتبیننہ للناس ولاتکتمونہ۔ o ۲۵

''تم وہ وقت یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے عہد لیا کہ اس کتاب کا مطلب لوگوں سے ضرور بیان کرنا اور مت چھپانا''

اس آیت میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے ذریعے اہل کتاب کے علماء سے یہ عہد لیا تھا کہ جو احکام اور شہادتیں کتاب اللہ میں ہیں۔ ان کو صاف صاف کسی قسم کی کمی بیشی کے بغیر لوگوں تک پہنچائیں گے اور ان کی اشاعت میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کریں گے۔ یہاں مسلمان اہل علم کو بھی تنبیہ ہے کہ علوم دینی کے فروغ میں (جو ان پر فرض ہے) کسی قسم کی کوتاہی نہ کریں اور نہ ہی انہیں چھپائیں۔ اسی طرح حدیث میں علم کے حصول کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

لأ ن يؤدب الرجل ولده خيرله ۲۶

''کوئی باپ اپنے بیٹے کو اچھا ادب (سکھانے) سے بہتر عطیہ نہیں دے سکتا''

یہ اس لئے کہ تعلیم اسلام کی نظر میں فرض ہے اور اس فرض کی ادائیگی کے لئے ہر ممکن ذریعہ استعمال کیا جائے اور اس کا پہلا قدم گھر سے والدین کی نگرانی میں بچپن میں اٹھایا جائے۔ حسن بصری کا مقولہ ہے۔ طلب العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر ۲۷ ''بچپن میں علم حاصل کرنا ایسا ہے جیسے پتھر پر نقش کرنا''۔ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

تعلموا العلم وعلموه الناس ٥ ۲۸

''کہ علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ''

۵۔ تعلیم بنیادی ضرورت:

اسلام پہلا مذہب اور تمدن ہے جس نے تعلیم کو ہر انسان کی بنیادی ضرورت قرار دیا ہے۔ ۲۹ جب کہ اس سے قبل یہ تصور موجود نہ تھا بلکہ ہر معاشرہ اور قبیلہ صرف اپنے اعلیٰ طبقے کی تعلیم پر قانع تھا۔ اور وہ قبیلے کے سردار اور امراء وغیرہ اور مذہبی پیشواؤں کی تعلیم و تربیت کو ضروری قرار دیتا اور اس کا اہتمام کرتا تھا۔ عام افراد اس تعلیم سے خارج سمجھے جاتے تھے۔ انہیں طبقہ اشرافیہ کی طرح تعلیم حاصل کرنے کا حق نہ تھا یہاں تک کہ یونانیوں اور چینیوں کے ہاں بھی جنہوں نے علم و تمدن کے میدان میں نمایاں بلکہ غیر معمولی ترقی کی، تمام انسانوں کی تعلیم کا کوئی تصور نہ تھا بلکہ وہ اہل علم کے ایک خاص طبقے کی تعلیم کے محرک اور داعی تھے۔ افلاطون بھی فلاسفہ اور اہل نظر کے ایک مخصوص طبقے کو اس امتیاز سے نوازتا تھا۔ ۳۰

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے سب سے پہلے بلا تفریق طبقات و قبائل و بلا تخصیص مرد و زن سب کے لئے عام تعلیم کی آواز بلند کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة ۔ ۳۱

''علم کا حصول ہر مسلمان مرد و زن پر فرض ہے''

یعنی تعلیم ہر چھوٹے بڑے، امیر غریب، مرد و عورت، کالے گورے ہر ایک پر فرض ہے

۶۔ تعلیم انسانی ترقی کا ذریعہ:

تعلیم کا حصول تخلیق انسانی کا اہم جز ہے یہی وہ جوہر ہے جسکی بناء پر انسان کو نوری مخلوق فرشتوں پر بھی فضیلت حاصل ہوئی۔ ارشاد ہوتا ہے۔

واذقلنا للملٰئكة السجدو لادم فسجدو الا ابليس ۳۲

''جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو انہوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے''

اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ حضرت انسان کو علم کی دولت عطا کر کے پہلے معرکہ زندگی میں کامیاب وکامران فرمایا۔ انسان کی گھٹی میں تحصیل علم کا مادہ رکھا اور وحی جو سب سے افضل کامل اور معتبر ذریعہ علم ہے اس کو حامل انسان قرار دیا۔ دنیا کی ترقی بھی اسی ذریعہ علم کی مرہون منت ہے۔ ایک مومن اپنی خلوتوں اور جلوتوں میں جہاں۔

ربنآ اٰتنا فی الدنیا حسنۃ ۳۳

''اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے''

کہتا ہے اور اپنے رب سے بہتر وکامیاب دنیاوی زندگی کا طالب ہوتا ہے وہاں وہ

وفی الاخرۃ حسنۃ ۳۴

''اور آخرت میں (بھی) بھلائی دے''

کہتا ہے

۷۔ مخلوق کی خدمت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب مقرر فرمایا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

و ھوالذی جعلکم خلٰٓئِفَ الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجٰت لیبلوکم فی مآ اٰ تٰکم ٥ ۳۵

''اور اللہ وہی ہے جس نے تمھیں زمین میں خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض پر درجوں میں بلند کیا۔ تا کہ وہ تمھیں اس چیز میں آزمائے جو اس نے تمھیں عطا فرمایا''

درجوں میں یہ بلندی علم کی بناء پر عطا ہوئی۔ دوسری مخلوقات پر فضیلت علم کی بناء پر دی اس لئے اس کی ذمہ داریاں بھی دوسری مخلوق سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود انسان سے بھلائی کا معاملہ کرتا ہے۔ اس لئے انسانوں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے خالق کی اطاعت میں دوسرے انسانوں سے بھلائی کریں اور ان کو علم کی دولت سے منور کریں۔ اللہ تعالیٰ انسانوں کی ان تمام سرگرمیوں کی تائید کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بنیادی اصول کے تحت انسانوں کی بھلائی کے لئے سرانجام دی جائیں۔

۸۔ فروغ انسانیت:

اسلامی تعلیم گروہی مفادات سے بلند ہو کر انسانیت کے وسیع تر مفادات کی ترجمان و علمبردار ہے۔ بقول محمد قطب، اسلام شہری کے بجائے آفاقی انسان پر توجہ مرکوز رکھتا ہے۔ اسلامی تعلیم کا نصب العین ایسی انسانیت ہے جو روئے زمین پر موجود تمام انسانوں کی نمائندہ ہو کسی مخصوص گروہ انسانی کی ترجمان نہ ہو۔ صرف اسی قسم کی تعلیم سے دنیا میں پائیدار امن قائم ہوسکتا ہے۔

۹۔ حسن اعمال:

موت وحیات کا سارا سلسلہ اسی لئے ہے کہ انسانوں کے حسن عمل کا مشاہدہ کیا جائے

الذی خلق الموت والحیٰوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملاً ٥ ۳۶؎

''اس نے موت وحیات کو پیدا کیا تاکہ تمھیں آزمائے کہ کون حسن عمل کا مظاہرہ کرتا ہے''

حسن عمل علم سے پیدا ہوتا ہے۔علم سے ہی انسان کے اعمال اور اس کی شخصیت نکھرتی ہے۔

۱۰۔ ہمہ گیر اور متوازن شخصیت کی تعمیر:

قرآن انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں یعنی جسمانی، روحانی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی، علمی اور تمدنی پہلوؤں کی متوازن اور مربوط ترقی ونشوونما کا قائل ہے۔''کلووا شربوا'' کے ساتھ ساتھ ''ولا تسرفوا'' کا بھی حکم ہے اپنی معیشت کو بہتر بنانا فرض ہے لیکن دولت کمانے کے ناجائز ذرائع اختیار کرنا حرام ہے۔

قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ ٥ ۳۷؎

''تو کہہ کس نے حرام کیا اللہ کی زینت کو جو اس نے پیدا کی اپنے بندوں کے واسطے''

کی رو سے زیب وزینت جائز ہے تو ساتھ یہ بھی حکم ہے۔

ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ ٥ ۳۸؎

''اور جاہلیت کی طرح سج دھج نہ دکھاتی پھرو''

گویا فتنہ انگیز بناؤ سنگھار اور اس کی بے جا طور پر نمائش منع ہے۔ عبادت فرض ہے مگر رہبانیت ممنوع ہے۔ یعنی انسان کی زندگی میں عقل و وحی، روح و بدن، اخلاق اور اقتصاد ایک حسین اور متوازن اجتماع ہے جس سے ایک متوازن شخصیت معرض وجود میں آتی ہے۔یہی اسلامی تعلیم کا مرکزی نصب العین ہے۔

۱۱۔ قوم کی تشکیل وتعمیر:

تعلیم کا مقصد قوم کی تشکیل وتعمیر ہے جس کا پہلا اصول یہ ہے کہ قرآن وسنت کی اخلاقی تعلیمات کو پورے نظام تعلیم میں اتارلیں تاکہ وہ اس کے رگ وپے میں سرایت کرجائے اور اس کا شعور وفکر بن جائے اور دنیاوی علوم کو اپنے اندر جذب کر کے اپنی تہذیب کا جزو بناتا چلا جائے اس طرح مسلمان فلسفی، مسلمان سائنسدان، مسلمان ماہر معاشیات اور مسلمان مقنن پیدا ہوسکیں گے۔ جو زندگی کے مسائل کو اسلامی نقطہ نظر سے حل کریں گے۔ تہذیب حاضر کے ترقی یافتہ اسباب ووسائل سے تہذیب اسلامی کی خدمت لیں گے یہاں تک کہ اسلام ازسرنو علم وعمل کے میدان میں اسی امامت کے مقام پر آجائے گا جس کے لئے اسے دنیا میں پیدا کیا گیا ہے۔ ۳۹؎

۱۲۔ علم گناہوں کا کفارہ:

علم کی بزرگی اور برتری کی ایک سند یہ بھی ہے کہ اس شخص کے لئے جس نے ماضی میں کوتاہیاں اور گناہ کئے علم کو اس کے لئے کفارہ قرار دیا گیا ہے۔ حضورﷺ نے فرمایا:

من طلب العلم کان کفارة لما مضی ۴۰؎

"جو شخص علم طلب کرتا ہے یہ اس کے لئے کفارہ بن جاتا ہے ان گناہوں کا جو اس نے پہلے کئے ہوں"

گویا جس نے علم سے رجوع کیا اس نے سچائی اور حقیقت سے رجوع کیا اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو گناہ یا کوتاہیاں اس سے پہلے لاعلمی یا جہل کی بنا پر سرزد ہوئیں وہ معاف ہوجاتی ہیں۔

۱۳۔ نظریہ حیات کی آبیاری:

اسلام میں تعلیم خود ایک منزل نہیں بلکہ حصول منزل کے لئے ایک ذریعہ ہے۔ حقیقی مقصد نظریہ حیات کی آبیاری ہے جو کہ تمدن اور ثقافت ہے۔ اسلام میں اہل علم اپنے نظریہ حیات ہی کی خدمت کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

بل ھو آیات بینٰت فی صدور الذین اوتوا العلم ٥ ۴۱؎

"یہ روشن آیتیں ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں ہیں جن کو علم دیا گیا"

اسلام کا نظام تعلیم معاشرے کی اس اجتماعی کوشش کا نام ہے جو شعور انسانی کو کمال تک پہنچاتا ہے۔

۱۴۔ مسئلہ معاش:

طلب معیشت بھی دینی نقطہ نظر سے کوئی معیوب کام نہیں بلکہ شرعی ارکان واحکام کو ادا کرنے کے ساتھ ساتھ معاشی مسائل سے عہدہ براہونا بھی عبادت میں شامل ہے۔ سائنس، ریاضی وغیرہ میں مہارت حاصل کرنا اگرچہ بظاہر ایک دنیاوی فعل ہے لیکن ان علوم کو دینی جذبہ سے حاصل کرنا اورعوام الناس کی فیض رسانی کو پیش نظر رکھنا ایک دینی فعل ہے اسلام کی نظر میں محنت ومشقت نہایت قابل قدر ہے اس مقصد کے پیش نظر تعلیم کو معقول معاش کے حصول میں ممد ومعاون ہونا چاہئے اوراس میں اتنا عملی عنصر موجود ہونا چاہئے کہ ہرفرداس سے معاشی استحکام حاصل کر سکے۔

فصل نمبر ۳

قرآن وحدیث کی روشنی میں علم کی فضیلت

علم کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر انتہائی وسیع و ہمہ گیر ہے اسلام نے علم کو بہت اہمیت دی ہے قرآن میں اس کی اہمیت اس امر سے ظاہر ہے کہ لفظ علم مختلف صورتوں میں ۲۲۸ مرتبہ وارد ہوا ہے۔۴۲ داعی علم وانقلاب پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی وحی اسی تعلیم و تعلم کی اہمیت و فضیلت کا ثبوت ہے ارشاد ہوتا ہے۔

اقرأ باسم ربک الذی خلق o خلق الانسان من علق o اقرأ وربک الاکرم o الذی علم بالقلم o علم الانسان ما لم یعلم o ۴۳

''پڑھئے اپنے رب کا نام لے کر جس نے پیدا کیا۔ جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے، پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے تعلیم دی اور انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا''

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس پہلی وحی میں رب کریم نے تعلیم بالقلم کو رب کریم کی بڑی نعمت کے طور پر بیان کیا گویا دنیا کو یہ مژدہ سنا دیا کہ اس دین مبین میں جہالت اور اوہام کی کوئی گنجائش نہیں۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے علم کو بہت فضیلت دی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر o ۴۴

''کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہو سکتے ہیں''

گویا جاھل کو اندھا اور عالم کو آنکھوں والا قرار دیا۔ اسلام نے عالم کا مرتبہ جاھل سے بہت بلند مانا۔ انسان خواہ کتنا ہی نیک کام کرے علم حاصل کرنے والے کے مقابلے میں اس کا درجہ نہیں بڑھ سکتا۔

صحیح بخاری و مسلم کی حدیث کے مطابق نبی ﷺ نے فرمایا:

لا حسد الا فی الثنیتن رجل آتاہ اللہ المال فسلطہ علی ھلکتہ فی الحق ورجل آتاہ اللہ الحکمۃ فھو یقضی بھا و یعلمھا الناس ۴۵

''(دنیا میں) صرف دو اشخاص ہی ایسے ہیں جن سے رشک کیا جا سکتا ہے ایک وہ شخص

جس کو اللہ تعالیٰ نے کچھ مال دیا اور پھر اسے اچھے کاموں میں خرچ کرنے پر مسلط کیا دوسرا شخص وہ ہے جسے اللہ نے حکمت و دانائی کی بات عطا کی جس کے مطابق وہ فیصلے کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیتا ہے"

علم سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے۔ علم و حکمت سے انسان کو برے بھلے کی تمیز ہوتی ہے۔ برائی سے بچنے کی سعادت اسے علم ہی کی بدولت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت ابوھریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ: الحكمة ضالة المؤ من فحيث وجدها فهو احق بها ۴۶

"دانائی کی بات مومن کی گمشدہ چیز ہے اسے جہاں بھی پائے اس کا زیادہ حقدار وہ ہی ہے"

عبادت و ریاضت سے انسان اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے لیکن علم سے وہ مقام حاصل کرتا ہے جو عبادت و ریاضت سے ممکن نہیں شب بیداری تہجد اور ذکر و فکر قرب الہیٰ اور اجر عظیم کا باعث بنتے ہیں مگر ان کا فائدہ اپنی ذات تک محدود ہوتا ہے۔ جبکہ تعلیم و تعلم کا فائدہ دوسروں تک بھی پہنچتا ہے اس لئے علم کو عبادت سے افضل قرار دیا۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

تدارس العلم ساعة من الليل خير من احياء ها ۴۷

"رات کے ایک حصے میں علم کی درس و تدریس شب بیداری سے بہتر ہے"

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

فضل العالم على العابد كفضلى على ادناكم ثم قال رسولﷺ ان الله وملائكته واهل السمٰوات والارضين حتى النملة فى جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلم الناس الخير ۴۸

"عالم کو عابد پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے مجھے تم میں سے ادنیٰ آدمی پر فضیلت حاصل ہے۔ پھر فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اور فرشتے اور آسمانوں کے رہنے والے یہاں تک کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی تک لوگوں کو تعلیم دینے والے شخص کیلئے بھلائی کی دعا کرتے ہیں"

ایک اور حدیث میں حضرت ابودرداءؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول من سلک طریقاً یبتغی فیہ علماً سلک اللہ بہ طریقاً الی الجنۃ وان الملائکۃ لتضع اجنحتھا رضی بطالب العلم وان العالم لیستغفر لہٗ من فی السموات ومن فی الارض حتی الحیتان فی الماء و فضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائرالکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یو رثوا دیناراً ولا درھماً انما ورثو العلمَ فمن اخذ بہ فقد اخذ بحظ وافر ۴۹

''میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص علم کی جستجو میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور بیشک فرشتے اپنے پروں کو طالب علموں کی خوشنودی کیلئے بچھاتے ہیں اور عالم دین کے لئے جو کچھ زمین میں ہے۔ اور آسمانوں میں ہے سب کچھ بلکہ پانی کے اندر مچھلیاں بھی بخشش مانگتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء درھم و دینار کی صورت میں اپنی کوئی وراثت نہیں چھوڑتے بلکہ صرف علم کی وراثت چھوڑ جاتے ہیں جس نے علم حاصل کیا اس نے وراثت میں بڑا حصہ پایا''

ترمذی اور دارمی نے اسی حوالے سے مندرجہ ذیل حدیث روایت کی ہے:

قال رسول اللہ ﷺ من سلک طریقاً یلتمس فیہ علماً سھل اللہ لہ طریقاً الی الجنۃ ۵۰

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص علم کی تلاش میں کوئی راستہ چلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے''

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

قال رسول اللہ ﷺ من خرج فی طلب العلم فھو فی سبیل اللہ حتی یرجع ۵۱

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص طلب علم میں گھر سے نکلتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے جب تک لوٹ نہ آئے''

علم پھیلانے کی تاکید:

اسلام کی نظر میں حصول علم ہی کافی نہیں اصل مقصد علوم کی ترویج و تعلیم ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ علوم نبویہ حاصل کریں، ان پر عمل پیرا ہوں اور نتیجتاً ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکے۔ اس لئے آپ ﷺ نے علم پھیلانے اور دوسروں کو پہنچانے کی بار بار تاکید فرمائی۔

حضرت ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ نضر الله امرءً سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلغه غیره فرب حامل فقه الی من هوا فقه منه ۵۲

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے میری بات سنی پھر اس کی حفاظت کی اسے یاد رکھا اور جیسے سنا تھا اسی طرح اس نے دوسروں تک پہنچایا۔ (اس لئے کہ) بسا اوقات جس شخص تک بات پہنچائی جاتی ہے وہ براہ راست سننے والے سے زیادہ اس کی سمجھ رکھتا ہے''

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے:

ان رسول الله ﷺ مر مجلسین فی مسجده فقال کلاهما علی خیر و احدهما افضل من صاحبه اما هٰولآء فیدعون الله ویرغبون الیه فان شاء اعطٰهم و ان شاء سمعهم و اما هٰولاء فیتعلمون الفقه اوالعلم و یعلمون الجاهل فهم افضل وانما بعثت معلماً ثم جلس فیهم ۵۳

''بے شک رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں دو مجالس کے قریب سے گزرے پھر فرمایا دونوں ہی بھلائی پر ہیں لیکن ان میں سے ایک دوسرے سے افضل و بہتر ہے۔ جہاں تک ان کا تعلق ہے یہ اللہ کو پکار رہے ہیں اور اسی کی طرف رغبت رکھتے ہیں پس اگر وہ چاہے تو انہیں عطا کرے اور اگر چاہے تو روک دے۔ لیکن جہاں تک دوسرے گروہ کا تعلق ہے وہ فقہ یا علم حاصل کرتے ہیں اور جاہلوں کو تعلیم دیتے ہیں وہ لوگ افضل ہیں۔ میں تعلیم دینے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پھر آپ ﷺ ان کے درمیان بیٹھ گئے''

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات ۵۴ o

''اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اوران لوگوں کے جن کوعلم عطا ہوا ہے درجے بلند کرے گا''

حضرت حسنؓ سے مرسل روایت ہے:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جاء ه الموت وهو يطلب العلم ليحيى به الا سلام فبينه وبين النبيين درجة واحدة فى الجنة ۵۵؎

''انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی کو ایسی حالت میں موت آجائے کہ وہ علم حاصل کررہا ہوتا ہے کہ اس سے اسلام کو زندہ کرے اس کے اور نبیوں کے درمیان جنت میں ایک درجے کا فرق ہوگا''

حدیث قدسی ہے:

عن عائشة انها قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول ان الله عزوجل اوحىٰ الى انه من سلك مسلكا فى طلب العلم سهلت له طريق الجنة و من سلبت كريمتيه اثبته عليها الجنة وفضل فى علم خير من فضل فى عبادة وملاك الدين الورع ۵۶؎

''حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا بیشک اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ جو شخص علم کی تلاش کے راستے پر چلا میں اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کردوں گا۔ اور میں نے جسکی دونوں آنکھوں (کی بینائی) کو سلب کرلیا تو ان دونوں کے بدلے اسے جنت دوں گا۔ اور علم میں فضیلت عبادت میں فضیلت سے بہتر ہے اور دین کا سرمایہ پرہیز گاری ہے''

علم کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے حضرت واسلہ بن اسقعؓ سے روایت ہے:

قال قال رسول الله ﷺ من طلب العلم فادركه كان له كفلان من الاجر فان لم يدركه كان له كفل من ا لاجر ۵۷؎

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے علم کو تلاش کیا اور اسے حاصل کرلیا تو اس کے لئے دگنا اجر ہے اور اگر حاصل نہ کرسکا تو اسے ایک ہی اجر ملے گا''

علم تمام نیکیوں کی اصل ہے اور ایمان کا پھل ہے یہ وہ دولت ہے جو موت کے بعد بھی ساتھ دیتی

ہے ذخیرہ اندوزی کے لائق یہی دولت ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے علم سے کسی کو فائدہ پہنچائے تو موت کے بعد جب تک اس فائدہ کا سلسلہ ایک دوسرے کو منتقل ہوتا رہے گا اس پہلے شخص کے لئے خیر و بھلائی کا سبب ہوگا کیونکہ بھلائی کی تعلیم دینے والا مثل اس کے کرنے والے کے ہوتا ہے۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان مما یلحق المومن من عمله وحسناته بعد موته علما علمه ونشره أو ولداً صالحاً ترکه أومصحفاً ورثه أو مسجداً بناه أو بیتاً لابن السبیل أونهراً أجراه، او صدقة أخرجها من ماله فی صحته و حیاته یلحقه بعد موته ؎۵۸

”بے شک کسی مومن کی موت کے بعد اس کی نیکیوں اور علم میں سے جو چیز اسے پہنچتی ہے وہ علم ہے جس کو اس نے حاصل کیا اور پھیلایا، یا نیک اولاد چھوڑی یا قرآن شریف کا نسخہ وراثت میں چھوڑ گیا، یا مسجد بنائی یا مسافر خانہ، یا نہر جاری کی ہو، یا اپنے مال سے اپنی صحت اور زندگی میں جو صدقہ نکالا ہو ان سب کا ثواب اسے اس کے مرنے کے بعد ملے گا“

حضرت ابوھریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

قال قال رسول الله ﷺ مثل علم لا ینتفع کمثل کنز لا ینفق منه فی سبیل الله ؎۵۹

”فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسے علم کی مثال جس سے فائدہ نہ اٹھایا جائے ایسے خزانے کی مانند ہے جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے“

نبیؐ کے ارشادات میں یہ بھی ہے کہ عالم اپنے علم پر خاموش نہ رہے بلکہ جتنا علم اس کے پاس ہے اسے دوسروں تک منتقل کرنے کی کوشش کرے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا:

بلغوا عنی و لو آیة ؎۶۰

”مجھ سے سن کر آگے پہنچا دو چاہے وہ ایک آیت ہی ہو“

علم وہی نافع ہوتا ہے جو دل میں موجود ہو اور اس پر عمل بھی کیا جائے اور اسے دوسروں تک پہنچایا جائے اس لئے جتنا علم اللہ تعالیٰ نے دیا ہو اسے دوسروں تک پہنچانے کی سعی کرنی چاہئے۔

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

العلم علمان فعلم فی القلب فذاك العلم النافع وعلم علی

اللسان فذاك حجة الله عزوجل علی ابن آدم ۶۱

''علم دو قسم کے ہیں ایک وہ علم جو دل میں ہو پس ایسا علم ہی نفع دینے والا ہے اور دوسرا وہ علم ہے جو زبان پر ہو تو ایسا علم ابن آدم پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہے''

علم کی ترویج واشاعت ضروری ہے:

اسلام میں حصول علم کا اصل مقصد علوم کی ترویج واشاعت ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ علوم نبویہ سے مستفید ہوں ان پر عمل پیرا ہوں اور ایک صالح اسلامی معاشرہ وجود میں آسکے۔ اس لئے آپ ﷺ نے علم پھیلانے اور دوسروں تک پہنچانے کی بار بار تاکید فرمائی۔ اس مقصد کے لئے نبی ﷺ کے زمانے میں لوگوں کی تعلیم کا نہ صرف بندوبست کیا جاتا تھا بلکہ آپ ﷺ دور دراز علاقوں میں تعلیمی وفود بھیجا کرتے تھے۔ جیسے مصعب بن عمیر اور عبداللہ بن ام مکتوم کو ہجرت سے پہلے مدینہ بھیجا ۶۲ اہل نجران کے لئے حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا ۶۳ عضل اور قارہ کی قبائل کے لئے ۴ھ میں حضرت عاصم بن ثابت کی سربراہی میں ۶ یا ۱۰ معلم بھیجے ۶۴ حضرت معاذ بن جبل کو اہل یمن اور حضرموت کے علاقوں کے لئے معلم بنا کر بھیجا۔ ۶۵ اسی طرح حضرت عمار کو قبیلہ قیس اور حضرت عثمان بن العاص کو بنو ثقیف کی طرف بھیجا۔ ۶۶ وفود بھیجنے کا سلسلہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی جاری رہا چنانچہ حضرت عمرؓ نے عمران بن الحصین کو اہل بصرہ کی طرف ۶۷ حضرت عباد کو حمص، حضرت معاذؓ کو فلسطین اور حضرت ابو درداءؓ کو دمشق بھیجا۔ ۶۸ تھوڑے ہی عرصے میں آپ کی اس منصوبہ بندی اور حکمت عملی کے نتائج برآمد ہونے لگے اور پہلی صدی ہجری میں عرب کے اُمی اور ان پڑھ لوگ علم کے امام بن گئے۔ پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا امامت کا یہ جھنڈا بلند سے بلند تر ہوتا گیا یہاں تک کہ اہل مغرب نے اسلام کی اس علمی تحریک سے استفادہ شروع کر دیا۔ پھر مسلمان آہستہ آہستہ اپنی علمی میراث کو بھول گئے اور اہل مغرب نے اس علم کو سینے سے لگا لیا اسکے نتیجے میں انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں خوب ترقی کی اور مسلمان پست سے پست تر ہوتے چلے گئے۔

فصل نمبر ۴

اسلام میں علماء کا مقام

علماء کی اقسام:

قرآن پاک کے مطالعے سے علماء کی دو اقسام کا پتہ چلتا ہے۔

۱۔ علماء حق

۲۔ علماء سوء

پہلی قسم کے علماء علم کو امانت سمجھتے ہیں اور اس کے آداب و شرائط سے واقف ہوتے ہیں ایسے علماء کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض هونا و اذا خاطبهم الجٰهلون قالوا سلاماً o ۶۹؎

''اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے بات کرتے ہیں تو وہ سلامتی کی بات کرتے ہیں''

یہ بات مسلم ہے کہ بعض محصلین علم میں رذائل پائے جاتے ہیں تجربات و مشاہدات سے یہ بات واضح ہے کہ جن علماء میں یہ رذائل پائے جاتے ہیں وہ ان کی اپنی بدعملی اور کم ظرفی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ بعض لوگ خاندانی حیثیت سے پست ہوتے ہیں ان حالات میں اگر صحبت بھی نصیب نہ ہو تو نری تعلیم کافی نہیں ہوتی۔ لامحالہ ان میں خاندانی رذائل موجود اور ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ ان کے مقابل علماء حق جو خاندانی ہوتے ہیں۔ اور جن کو اہل طریق کی صحبت میسر ہوتی ہے ان میں اخلاق رذیلہ نہیں ہوتے۔ قرآن پاک میں دوسری قسم کے علماء یعنی علماء سوء کو گدھے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

مثل الذین حملوا التوراٰة ثم لم یحملوها کمثل الحمار یحمل اسفاراً o ۷۰؎

''جن لوگوں کو توراۃ پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ان کی حالت اس گدھے کی سی ہے جو بہت سی کتابیں لادے ہوئے ہے''

علماء سوء کے بارے میں قرآن پاک کی بہت سی آیات وارد ہوئی ہیں ارشاد ہوتا ہے:

زین للناس حب الشھوٰت من النسآء والبنین والقناطیر المقنطرة من الذھب والفضة والخیل المسومة والانعام والحرث ذٰلک متاع الحیوة الدنیا واللہ عندہ حسن المآب o ۱؎

’’خوشنما معلوم ہوتی ہیں لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی، عورتیں ہوئیں، بیٹے ہوئے، لگے ہوئے ڈھیر سونے اور چاندی کے، نشان لگے ہوئے گھوڑے ہوئے، مویشی ہوئے اور زراعت ہوئی یہ سب استعمال کی چیزیں ہیں دنیاوی زندگی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے‘‘

الذین ضل سعیھم فی الحیٰوة الدنیا و ھم یحسبون انھم یحسنون صنعاً o ۲؎

’’یہ وہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی گئی محنت سب ضائع ہوگی اور وہ اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں‘‘

واللہ لا یحب کل مختال فخور o ۳؎

’’اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا‘‘

ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین o ۴؎

’’بے شک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند ہیں‘‘

لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل o ۵؎

’’آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طور پر مت کھاؤ‘‘

وغیرہ آیات اور ان کے علاوہ حدیث کی کثیر روایات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ صفات مذکورہ اہل علم میں بھی پائے جاتے ہیں شریعت میں ان رذائل کے نام یہ ہیں۔ حرص، طمع، کبر، عجب، اتلاف حقوق، اسراف وتبذیر، حب دنیا، غفلت من الآخرۃ۔ شریعت سے قطع نظر اخلاقی اعتبار سے بھی ان رذائل کا شمار اخلاق رذیلہ میں ہی ہوتا ہے۔ ان مذکورہ صفات سے متصف علماء، علوم دین کو دنیا طلبی کا ذریعہ بنا لیتے ہیں خواہ طلب جاہ ہو یا طلب مال۔ بعض وعظ کو پیشہ بنا لیتے ہیں اور اسی غرض سے وعظ کرتے پھرتے ہیں کہ کچھ وصول ہو اور اس قسم کی وعیدوں کو بھلا دیتے ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من تعلم علماً مما یبتغی بہ وجہ اللہ لا یتعلم الا لیصیب بہ عرضا من الدنیا لم یجد عرف الجنة یو م القیمة o ۶؎

''جس نے اللہ کی رضا جوئی کے سوا علم کو دنیا کی کسی غرض سے سیکھا اس کو قیامت میں جنت کی بو بھی نصیب نہ ہوگی''

فقہاء نے اگرچہ تعلیم، علوم دینیہ اور وعظ پر اجرت کی اجازت دی ہے۔ لیکن اس کے لئے دیکھنا یہ ہے کہ یہ شخص کن مقامات کو منتخب کرتا ہے ان کو جہاں روپیہ زیادہ ملنے کی امید ہے یا ان کو جہاں تبلیغ احکام کی زیادہ ضرورت ہے۔ یہی امتحان علوم دینیہ کی تدریس کی نوکری کا ہے کہ اگر تنخواہ پر نظر نہ ہوگی تو جس صورت میں ایک جگہ پر گزر رہو رہا ہوگا اور علوم دینیہ کی ضرورت بھی زیادہ ہو تو ایسی جگہ کو چھوڑ کر ترقی پر نہ جائے گا نہ خود کوشش کر کے ایسی جگہ جانا چاہے گا۔

بعض علماء سوء امراء سے ملتے ہیں کہ لوگوں میں عزت و وقعت بڑھے گی۔ حالانکہ عام مسلمان اس کو اہل علم کے لئے عیب سمجھتے ہیں۔ واقع میں بھی علماء کی عزت و شان اسی میں ہے کہ وہ دین کی خدمت کریں۔ امراء سے مستغنی رہیں، غرباء کے ساتھ خوش خلقی کریں اور امراء کی نظر میں تو اس سے اچھی خاصی ذلت ہوتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خوشامد کے لئے ملتے ہیں۔ ایک اثر امراء و غرباء دونوں پر ایسا ہوتا ہے کہ تحقیق دین اور فتوی کے باب میں اعتبار اٹھ جاتا ہے۔ ان کے وعظ فتوی اور تقریر پر وثوق نہیں رہتا۔ خیال ہوتا ہے کہ شاید دنیا داروں کی خوشامد میں ایسا کرتے ہیں۔ لیکن ایک اثر جو خود علماء پر امراء کی صحبت کا پڑتا ہے وہ تو اتنا خطرناک ہے کہ بالآخر ان کے دین ہی کو لے ڈوبتا ہے۔ یعنی امراء کے منکرات پر روک ٹوک ان کے لئے دشوار ہو جاتی ہے۔ کیونکہ پھر تو ان سے لطف صحبت ہی باقی رہنا مشکل ہوگا دونوں جانب سے رنجش پیدا ہوگی اور چونکہ امراء کو بالعموم مطلوب بنا کر ملا جاتا ہے اس لئے ان کے خلاف شرع حرکتوں پر خاموش رہنا پڑتا ہے جس سے علماء کے اندر مداہنت کی کیفیت پیدا ہوتی ہے یہاں تک کہ دل کا اثر زبان پر آ جاتا ہے یعنی پہلے دل میں حق کی عظمت اور باطل سے نفرت کم ہو جاتی ہے پھر زبان سے اظہار حق کی ہمت گھٹتی ہے پھر باطل کا اظہار خفیف معلوم ہونے لگتا ہے پھر اس کا صدور ہونے لگتا ہے۔ حتیٰ کہ ان امراء کو اس سے اتنا حوصلہ ہو جاتا ہے کہ اپنی نفسانی خواہشوں کے موافق ان علماء سے توجیہات کی فرمائش کرنے لگتے ہیں اور یہ ان کو پورا کرنے لگتے ہیں۔

اس مقام پر پہنچ کر ان کا قلب مسخ ہو جاتا ہے اور حق بینی کی استعداد ہی ضائع ہو جاتی ہے بلکہ کبھی کبھی اہل حق سے جدال و عناد پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ حدیث میں اسی کی مذمت کی گئی ہے:

ابغض القراء الی اللہ الذین یزورون الأمراء ٥ ؎

''اللہ کے نزدیک سب سے مبغوض وہ علماء ہیں جو امراء سے ملتے ہیں''

مولوی کی تعریف:

مولوی سے مراد عالم باعمل ہے وہ شخص جو صاحب علم بھی ہو اور اس پر عمل بھی کرتا ہو وہی مولوی کہلاتا ہے صرف عربی زبان جاننے والے کو مولوی نہیں کہا جا سکتا۔

عالم وہ لوگ ہیں جو صاحب علم ہوں اور جو مقتداء دین سمجھے جاتے ہوں۔ عام طور پر علماء کو فضائل اخلاق کا جامع سمجھا جاتا ہے یعنی ان میں فضائل اخلاق، سیر چشمی، بلند نظری، عالی دماغی، تہذیب، اعتدال افعال و انتظام سب موجود ہوتے ہیں لیکن علم دین کے سبب۔ جن علماء کے پاس دین کا علم نہیں ہوتا ان میں اخلاق کا نام و نشان تک نہیں ہوتا صاحب مال تو یہ کہلائے جا سکتے ہیں لیکن صاحب علم نہیں۔ کیونکہ مالدار ہونے کے سبب ان کے ہاں خوشامدیوں کا اجتماع رہتا ہے جس کی وجہ سے ان کی عیوب پر پردہ پڑا رہتا ہے۔ تاہم ایسے لوگ عالم کہلانے کے کسی طور پر قابل نہیں ہوتے۔

علم کی نعمت فضل خداوندی سے میسر ہوتی ہے علوم نبوت ہی کی بدولت حضرت بلال حبشیؓ کو فضل خداوندی نے یہ مقام دیا کہ حضورﷺ نے فرمایا:

أريت الجنة فرأيت امراة ابى طلحة وسمعت خشخشة أمامى فإذا بلال ۷۸؎

''دکھائی گئی مجھ کو بہشت پس میں نے ابوطلحہ کی بیوی دیکھی اور میں نے اپنے آگے پاؤں کی آہٹ سنی دیکھا تو بلال تھا کہ جنت میں مجھ سے (بطور خادم خاص) آگے آگے جا رہا تھا''

صہیب رومی، روم سے آ کر فضل خداوندی کی بدولت صحابہ کے محبوب اور امیر المومنین حضرت عمرؓ کے قابل فخر دوست بنے یہاں تک کہ فاروق اعظم کے نماز جنازہ پڑھانے کا شرف بھی انہیں حاصل ہوا ۷۹؎

اللہ تعالیٰ نے مدرسہ کائنات کو پیدا فرمایا عابدین و زاہدین کی کمی نہ تھی جو ملائکہ جیسی پاکیزہ مخلوق تھی کہ جن سے معصیت کا صدور ناممکن تھا۔ مگر اپنی صفت علم ظاہر فرمانے کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا جو اس مدرسہ علم کے پہلے طالب علم تھے۔ یہ سارا عالم ایک مدرسہ ہے اس میں کمرے، درس گاہیں، اقامت گاہ، پانی، ہوا، غذا اور دیگر تمام ضروریات تعلیم و تعلم کا سامان فراہم کیا گیا ہے۔ اس درس گاہ کے پہلے استاد و معلم خود اللہ جل جلالہ ہیں:

وعلم آدم الاسماء كلها ۸۰؎

''اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے''

اس سے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام علم کی مقبولیت ظاہر ہوتی ہے۔ علماء پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے

کہ مسلمان بنایا پھر زمرہ علماء میں محبوب کیا۔ نبی ﷺ کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

و یعلمھم الکتٰب والحکمۃ ۵ ۸۱

''اوران کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے''

خودمعلم انسانیت فرماتے ہیں:

تعلموا العلم و علموہ الناس تعلموا الفرائض و علموھا الناس تعلموا القرآن و علموہ الناس فانی امرء مقبوض والعلم سیُنقبض و یظھر الفتن حتی یختلف اثنان فی فریضۃ لا یجدان احدا یفصل بینھما ۸۲

''علم سیکھواور لوگوں کو سکھاؤ، قرآن سیکھواور لوگوں کو سکھاؤ، فرائض سیکھواور لوگوں کو سکھاؤ، کیونکہ میں انسان ہوں جو اٹھا لیا جاؤں گا اور علم عنقریب اٹھ جائے گا اور فتنے ظاہر ہونگے، (جن کی وجہ سے شریعت اسلامیہ سے ناواقفیت ہوجائے گی) حتیٰ کہ دوآدمیوں میں ایک فرض کے متعلق اختلاف ہوگا تو ان کو کوئی نہ ملے گا جو (شریعت کے احکام کے مطابق) ان کے درمیان فیصلہ کرے''۔

علم کو باقی رکھنا اور علماء دین کو وجود میں لانے کے لئے کوشش کرتے رہنا امت کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ اسی ذمہ داری کو نبھانے کے لئے نیز دینی علوم کے سرمائے کو محفوظ رکھنے کے لئے علماء نے مدارس کا سلسلہ شروع کیا۔

یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی شان ہے کہ علوم دین جسکی تمام دنیا کو ضرورت ہے اور جس پر دنیا و آخرت کی کامیابی ہے اسے بہت ہی آسان کردیا۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طالب علموں پر کافی رقم خرچ ہوتی ہے۔ جبکہ اس کے مقابلے میں علم نبوی ﷺ پر بہت ہی کم خرچہ آتا ہے۔ بسا اوقات تو ایسا انتظام ہوجاتا ہے کہ ان کو مفت تعلیم ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے دلوں کو اس طرف مائل کردیتا ہے۔ اور وہ ان طالب علموں کی مدد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان فارغ شدہ علماء کا فرض ہے اور اس علم کا تقاضا ہے کہ دین کی حفاظت اور اغیار سے اس کا تحفظ عملی شکل میں کیا جائے اور خود اس کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کردیں۔ اگر محض تعلیم ہو صورت اور عمل کی شکل نہ ہو تو جتنے انعامات واکرامات زیادہ ہوں گے اتنا ہی اس کا عذاب اور وبال بھی ہوگا۔

علماء کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ انبیاؑ کے وارث ہیں۔ انبیاء نے وراثت میں مال و دولت

نہیں چھوڑی بلکہ اپنے ترکہ میں علم کی میراث چھوڑی ہے۔

''حضرت ابوھریرہؓ ایک دفعہ مدینہ منورہ کے بازار میں جا کر آواز دینے لگے کہ مسجد میں حضورؐ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے اور آپ لوگ بے خبر بازار میں گھوم رہے ہیں۔ لوگ مسجد کی طرف دوڑے اور دیکھا کہ علم وذکر کے حلقے میں قرآن وحدیث کی تعلیم اور مذاکرے ہو رہے ہیں۔ لوگوں نے متعجب ہو کر حضرت ابوھریرہؓ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا نبی اکرمؐ کی میراث یہی ہے وہ نہیں جس میں تم مشغول ہو''۔ ۸۳

نبی ﷺ کی میراث قرآن وسنت اور دینی علوم ہیں اور یہ قرآن وسنت اتنی عظیم دولت ہے کہ دنیا و آخرت کی ہر خیر وخوبی اس میں پائی جاتی ہے اور ہر نقصان وتباہی سے بچنے کا طریقہ بھی قرآن وسنت کے اتباع میں ہے۔ جن لوگوں نے دنیا کے کاروبار، مشاغل، گھربار چھوڑ کر خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے زانوتہہ کئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا و آخرت کے ہر خیر سے مالا مال کر دیا۔ دنیاوی لحاظ سے سب سے مطمئن اور بے فکر طبقہ یہی ہے۔ اہل دنیا دن رات تلاش رزق ومعاش میں سرگرداں رہتے ہیں اور علماء اطمینان سے رزق کی پریشانیوں سے بے خبر حصول علم اور اشاعت علم میں مشغول رہتے ہیں۔ یہ اس علم کی دنیاوی برکات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت دین کے وعدوں کا ظہور ہے کہ علماء کو مسخر کر کے علم کی راہ میں لگا دیا۔ علم دین کے طالب علموں کو معلوم ہوتا ہے کہ دنیاوی مناصب اور وجاھت کے مفادات اس راہ میں نہیں پھر بھی ان کی گردن اس علم کے لئے جھکی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اپنی لگن میں اس قدر محو ہوتا ہے کہ اگر دورہ حدیث کے کسی طالب علم کو اس کے مقابلے میں دنیا کی حکومت پیش کر دی جائے تو وہ ایسی حکومت کو علم نبوی ﷺ کے حصول میں ٹھکرا دے گا۔ گویا اس گئے گزرے دور میں اتمام حجت ہے اور اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کے لئے قیامت تک نئے نئے پودے لگانے کا انتظام فرمائے گا۔

علماء کی ضرورت وافادیت:

سارے مسلمان اسلامی علوم واحکام ومسائل کے عالم ومحقق نہ کبھی ہوئے ہیں اور نہ آئندہ ہونگے لیکن ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے خدانخواستہ علماء کی جماعت کسی عہد یا کسی نسل میں بالکل ہی ناپید ہو جائے تو دین کا وجود ہی خطرے میں پڑ جائے خالی کتابوں اور کتب خانوں سے دین محفوظ نہیں رہ سکتا جب تک ان کی تعلیم وتدریس کا سلسلہ تواتر کے ساتھ نسلاً بعد نسلاً مستمر نہ رہے۔ صرف کتاب سے ہر چیز کا سمجھ لینا ممکن نہیں۔ غرض علماء کا وجود ایک طرف دین کی تعلیم وتبلیغ کے لئے اور دوسری طرف اس کے بقاء وارتقاء و

ALLAMA IQBAL
Open University Library
(ACQUISITION SECTION)
Acc. No. 110668
Date 25-05-2006

تحفظ کیلئے ناگزیر ہے۔ اگر امت کے اندر یہ جماعت موجود نہ ہو یا موجود ہو مگر اپنے فرائض سے غفلت برتے یا ان پر بے جا الزامات لگا کر لوگوں کو ان سے متنفر کیا جائے اور لوگ ان سے استفادہ نہ کریں تو معاشرہ بگاڑ کا شکار ہو جاتا ہے۔ ہر مسلمان کو کسی نہ کسی عالم سے تعلق رکھنا ضروری ہوتا ہے اگر خدانخواستہ ان سے تعلق منقطع ہو جائے تو اسلامی معاشرہ بے حرکت ہو جائے گا۔ کیونکہ ہر طبقے کی دینی حیات و بقاء کا تعلق انہی مولویوں یا علماء کے دم قدم سے ہوتا ہے اور جس قدر امت کے مختلف طبقات اپنی اپنی اہلیت وحیثیت کے مطابق ان علماء کی بہتر سے بہتر تعلیم وتربیت اور خدمت واعانت کا بندوبست کریں گے اسی قدر ہماری دینی حرکت وحیات جاندار و پائیدار ہوگی اور اسی نسبت سے انشاءاللہ دنیا بھی درست ہوگی۔

علماء کے فرائض ومشاغل کے متعلق اصلاحات:

وراثت نبوت کا مقام بہت بلند ہے مگر اس کے تقاضے اور ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں۔ علماء کرام سے لوگوں کی توقعات یہی ہیں کہ وہ صحیح وارث نبوی بن کر ان کے سامنے پیش ہوں۔ مدارس کے فضلاء دراصل تفقہ فی الدین کے اس فرض کفایہ کی ادائیگی کے ذمہ دار ہیں۔ جس کا مطالبہ قرآن نے کیا ہے۔ تفقہ فی الدین سے مراد اصطلاحی فقہ اور چند احکام ومسائل کا جان لینا ہی نہیں بلکہ اس سے مراد وسیع تر افق میں گہرے مطالعے اور تحقیق وتجسس کے ذریعے حکمت دین اور حکمت دعوت کی وہ سمجھ ہے جو انہیں دین کو برپا کرنے کی کوششوں کا اہل بنا سکے۔ اس فرض کی ادائیگی کے لئے ایسے علماء کا وجود ضروری ہے جو قرآن وسنت کو براہ راست سمجھنے کے لئے عربی زبان وادب کے رموز سے آشنا ہوں، جن کی نظر مقاصد شرع پر ہو، جو مدارج احکام میں فرق کر سکتے ہوں، جو دعوت کے عمومی اپروچ کے درمیان امتیاز کر سکتے ہوں، جن کی نظر حالات وزمانہ اور بدلتے ہوئے عرف وعادات، قوموں اور ملتوں کی نفسیات، ان کے ذہن وفکر کی تشکیل میں ان کی تاریخ کے اثرات، نئے حالات میں اصول واحکام شرح کی تطبیق اور سلف کی کوششوں کے ذخیرے پر ہو۔ ہمارے فقہا فرماتے ہیں:

من لم یعرف اھل زمانه فھوجاھل [۸۴]

''جو اپنے زمانے سے واقف نہ ہو وہ عالم نہیں ہے''

اس لئے کسی بھی مسئلے کا اہم ترین حصہ اس کی صورت واقعہ ہے فقہاء کا کہنا ہے کہ:

ان تصویر المسئلة نصف العلم [۸۵]

''صورت مسئلہ نصف علم ہے''

جب تک صورت مسئلہ واضح نہیں ہو جاتی اس وقت تک جواب صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور صورت مسئلہ کے صحیح سمجھنے کے لئے حالات حاضرہ اور معاملات جدیدہ سے واقفیت ضروری ہے۔ امام سرخسی اپنی کتاب مبسوط میں لکھتے ہیں امام محمد کا معمول تھا کہ وہ تاجروں کے پاس بازاروں میں جاتے اور دیکھتے کہ تاجر آپس میں کس طرح معاملات کرتے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ آپ تو کتاب کے آدمی ہیں یہاں کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا: میں یہاں اس لئے آیا ہوں تا کہ معلوم کرسکوں کہ تجارت کا عرف کیا ہے ورنہ میں صحیح مسئلہ نہیں بتا سکتا۔ یہ حضرات اس زمانہ کے عرف و معاملات اور دوسری چیزیں معلوم کرنے کا اتنا اہتمام فرماتے۔ جب علماء کو سازش کے تحت بازاروں اور دیوانوں سے الگ کر دیا گیا تو بجائے اس کے کہ علماء اس سازش کو ناکام بنانے کی فکر کرتے انہوں نے خود اس صورت حال کو قبول کر لیا اور اس سے نکلنے کی فکر نہیں کی حالانکہ اس صورتحال کو ختم کئے بغیر علماء اپنے دین کو زندگی کے شعبوں میں برپا کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ یعنی جب تک وہ یہ کوشش نہ کرلیں کہ ان معاملات کا صحیح ادراک ہو جائے اور ان کا صحیح حکم معلوم ہو جائے اور پھر تمام شعبہ ہائے زندگی میں عملی انقلاب برپا کرنے کی کوشش نہ کی جائے اس وقت تک انقلاب برپا کرنے میں کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ایک فقیہہ کی صرف اتنی ذمہ داری نہیں ہے کہ یہ کہہ دے کہ فلاں چیز حرام ہے بلکہ اس کی ذمہ داری یہ بھی بنتی ہے کہ وہ متبادل راستہ بھی بتائے۔ ۸۶

آج کل کے زمانے میں بھی ہمارے مدارس دینیہ نے ایسے فضلاء پیدا کئے ہیں جو کم و بیش ان صلاحیتوں سے مزین ہیں لیکن ہمیں اس کا بھی اعتراف کرنا چاہئے کہ آج عام طور پر مدارس اسلامیہ کے قیام و تاسیس کے بنیادی اغراض و مقاصد اور ان کا خصوصی تصور ہماری نگاہوں سے اوجھل ہوتا جارہا ہے اور ہم رسمی اور روایتی نظام تعلیم کے اسیر ہو کر اپنی منزل سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ اب تک علماء کی تیاری کے سلسلے میں جو اصلاحی کوششیں ہوئی ہیں ان کا جائزہ لینے سے یہ بات خصوصیت کے ساتھ ہر نئے نصاب تعلیم میں نظر آتی ہے۔ بنیادی موضوعات میں وقتاً فوقتاً غیر محسوس طریقے پر تبدیلیاں، کمی اور زیادتی ہوتی رہتی ہے اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ سنت اور فقہ اسلامی میں گہری مہارت حاصل کی جائے یا ضروری حد تک منطق قدیم اور فلسفہ قدیم کی اصلاحات و مبادی سے واقفیت حاصل کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ عقائد و کلام کے مسائل سے بھی جو آج کل نئی صورتوں میں ابھر رہے ہیں، واقف رہنا علماء کی ذمہ داری ہے۔

علماء کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ مقصدی علوم پڑھانے کی طرف توجہ کریں۔ فقہی مسالک کے تقابلی مطالعہ، کتاب و سنت کی تعلیم و تدریس کے لئے نئے ذرائع اختیار کرنے، جدید سوالات کو حل کرنے اور

اسلام کو درپیش مختلف علمی چیلنجوں کا سامنا کرنے کی اہلیت پیدا کریں اور آج کے افکار ونظریات پر نگاہ رکھیں، کتاب وسنت کی روشنی میں ان پر نقد اور ردوقبول کا فیصلہ کرنے کی استعداد پیدا کریں۔ اس مقصد کے لئے کچھ موضوعات کا اضافہ نصاب میں ضروری ہوسکتا ہے۔ جو اس کائنات کی نت نئی تبدیلیوں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے نتیجے میں پیدا ہونے والے مسائل کو سمجھنے اور ان کو حل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ جدید معاشی نظریات کے ناقدانہ مطالعے اور فقہ اسلامی کے مذکورہ معاشی اصول کو موجودہ دور کے تناظر میں سمجھنے اور موجودہ حالات پر ان کی تطبیق کرنے کے لئے کچھ بنیادی واقفیت بھی عالم کے لئے بہت ضروری ہے۔ اسی طرح دعوت کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے اگر بین الاقوامی، ملکی یا قومی زبان پر قدرت ضروری ہو تو اس کی تعلیم کے لئے بھی مختلف مدارج قائم کئے جاسکتے ہیں۔ بہرحال ہمیں مدارس کو اعلیٰ تعلیم و تربیت کا ایسا ادارہ بنانا ہوگا جن سے پیدا ہونے والے فضلاء ایک طرف سرچشمہ علوم وفنون ہوں اور دوسری طرف اپنے عہد وزمانے سے آشنا، اسلام کی صحیح نمائندگی کے اہل، اخلاق وکردار کے اعتبار سے نمونہ اور اپنے وقت کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے اہل ہوں۔ صورتحال ایسی ہے کہ ہمارے پاس موجودہ مدارس انتشار وافتراق کے شکار اور ہرجگہ تعلیمی معیار کے فقدان اور اخلاق وکردار کی بہتر تربیت سے محروم ہیں۔ ۸۷

علماء کی بنیادی تیاری کے سلسلے میں کچھ مزید اصلاحات کی ضرورت ہے مثلاً۔

مدارس کی اصلاح:

علوم دینیہ کے مدارس کا وجود مسلمانوں کے لئے بڑی نعمت ہے یہیں سے دینی علماء کی کھیپ تیار ہوکر نکلتی ہے۔ اس وقت اسلام کی بقاء کی صورت یہی مدارس ہیں کیونکہ اسلام خاص عقائد واعمال کا نام ہے۔ جسمیں دینیات، معاملات، معاشرت اور اخلاق سب داخل ہیں۔ ان مدارس سے علماء فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ اس لئے مدارس کی اصلاح ضروری ہے تاکہ علماء اسلامی معاشرے کی صحیح نہج پر رہنمائی کرسکیں۔ مدارس کی اصلاح کے سلسلے میں مندرجہ ذیل باتوں کا خصوصی دھیان رکھنا چاہئے۔

ا۔ سند عطا کرنے میں احتیاط:

بعض مدارس میں ایسے لوگوں کو سند فراغت دی جاتی ہے یا دستار بندی کردی جاتی ہے جو باعتبار علم یا اصلاح وعمل کے اس کے اہل نہیں ہوتے۔ جب ان لوگوں کی علمی وعملی کوتاہیاں دوسروں پر ظاہر ہوتی ہیں تو سارے علماء کو ان پر قیاس کرکے ان سے بدظن ہوجاتے ہیں۔ دین کے معاملات میں پھر کس سے رجوع

کریں، دین کا کیا حشر ہوگا ان تمام مفاسد کا سبب وہ بے احتیاط لوگ ہیں جو نا اہلوں کو قوم کے سامنے سند دے کر اہل ثابت کرتے ہیں۔ اگر مدارس اس بات کا پورا اہتمام کرلیں کہ اہل بندے کو ہی سند فراغت دیں گے تو انشاء اللہ علم و عمل دونوں اعتبار سے علماء دین کی طلب بڑھ جائے گی۔ ۸۸؎

۲۔ قواعد وضوابط کی پابندی:

بعض مدارس دینیہ میں تعلیم و تعلم کے معاملات میں قواعد وضوابط کی پابندی نہیں کروائی جاتی اس سے بھی بہت سے مفاسد پرورش پاتے ہیں اسلئے ضروری ہے کہ دینی طلباء کو قواعد وضوابط کا پابند بنایا جائے۔

۳۔ تجوید واخلاق کی تعلیم کا فروغ:

اکثر مدارس میں تجوید کا علم و عمل داخل نصاب نہیں اسی طرح اخلاق کی بھی کوئی کتاب درس میں نہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر طلباء بلکہ علماء بھی قرآن پاک صحیح طریقے سے نہیں پڑھتے جس سے عوام کے سامنے ان کی نا اہلی ثابت ہو جاتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ تجوید کو علماً و عملاً داخل نصاب کیا جائے۔ اخلاق کو درس میں شامل نہ کرنے کی بہت سی مضرتیں ہیں علماء کی اس فن سے بے خبری کی بدولت جھوٹے، مکار، پیر بن جاتے ہیں جو مخلوق کو نقصان پہنچاتے ہیں اسلئے اخلاق کی کتابوں کو درس میں شامل کرنا چاہئے:

باطنی اخلاق کی اصلاح و درستی جسکا اصطلاحی نام فقر و درویشی یا تصوف پڑ گیا ہے یہ دراصل دین کی روح ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ سے قلبی و روحانی تعلق پیدا نہیں ہوسکتا اور دین بے جان یا نیم جان رہتا ہے۔ لوگوں کو دین میں اللہ تعالیٰ کی بو محسوس نہیں ہوتی اس لئے سوکھے دین میں جان ڈالنے کے لئے علم کے ساتھ تزکیہ اخلاق کا اہتمام بھی ضروری ہے۔ ۸۹؎

۴۔ اصلاح درس وتدریس:

مدارس میں درس و تدریس کی اصلاح بہت ضروری ہے اگر اس کی اصلاح ہوگی تو ایک عالم کی اصلاح ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ پرانے طریق تدریس سے بڑے بڑے علماء پیدا ہوئے اور اب بھی کچھ نہ کچھ ذی استعداد نکل آتے ہیں گو کم ہی سہی لیکن اس زمانے میں طلباء کی کم توجہی اور قوت فہم کی کمزوری کی وجہ سے یہ طریق تدریس کافی نہیں۔ طریقہ یہ ہے کہ طالب علم عبارت پڑھتا ہے اور مدرس مطلب بیان کرتا ہے اگر کسی کو کوئی شبہ ہو دریافت کرلیتا ہے ورنہ آگے چل پڑتا ہے۔ یہ طریق مبتدیوں بلکہ متوسطین کے لئے بھی غیر نافع ہے یہ ایسے طلباء کے لئے نافع ہے جو فاضلانہ استعداد حاصل کر چکے ہیں اور بڑے اساتذہ

کے ہاں مستفید ہو چکے ہوں۔ اسمیں اصلاح کی ضرورت ہے۔ طلباء خود اپنے استعداد سے کام لیں بلاضرورت ان کی امداد نہ کی جائے خود ان ہی سے تقریر کرائی جائے۔ نیز ہر قاعدہ و مسئلہ کی مثالوں سے مشق کرائی جائے البتہ جو مقام طلبہ کی استعداد سے باہر ہو وہاں پر ان کی مدد کی جائے۔

عربی زبان یعنی صرف ونحو پر عبور حاصل کروایا جائے تا کہ دین کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کر سکے۔ ایسی درسی کتب کی اشاعت و ترتیب کی جائے جن کے حواشی پر مشقی مثالیں سلیقہ وحسن ترتیب کے ساتھ جمع ہوں۔ ۹۰

۵۔ اصلاح اعمال:

دینی طلباء کے اوپر ایک نگران مقرر ہو جو ان کی حرکات پر نظر رکھے۔ نماز باجماعت کی حاضری کی فکر کرے۔ تفریح وغیرہ کے لئے باہر جائیں تو ان پر نظر رکھیں۔ ان کے خطوط وغیرہ چیک کریں۔ فضول باتیں نہ کرنے دیں ان تمام باتوں کی خلاف ورزی پر انہیں سرزنش کریں۔

۶۔ بے حیائی کے اثرات سے محفوظ رکھنا:

معاشرے میں نئی روشنی کے نام سے جو بے حیائی پھیل گئی ہے اس سے ان مدارس کے طلباء بلکہ تمام مسلمانوں کو دور رکھنا بہت ضروری ہے۔ مدارس کے طلباء پر اس کا خاص اثر تو نہیں ہوا لیکن اتنا ضرور ہوا ہے کہ پہلی سی سادگی اور بے تکلفی اب ان میں نہیں ہے۔ چہرے پر تقویٰ کے انوار اور بات چیت میں تواضع کے آثار نظر نہیں آتے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان طلباء کو بے حیائی کے اس سیلاب سے دور رکھا جائے کیونکہ کل کو انہوں نے ہی قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا ہے۔ اگر علماء ہی اس رنگ میں رنگ جائیں گے تو قوم کی اصلاح کیسے کریں گے۔

۷۔ تحریر وتقریر کی صلاحیت اجاگر کرنا:

دینی مدارس کے فضلاء تقریری صلاحیت تو کچھ نہ کچھ پیدا کر لیتے ہیں لیکن موثر تحریری صلاحیت سے عاری ہوتے ہیں اس کی وجہ دینی مدارس کی فضا میں تحریر کی طرف عدم توجہ ہے یہی وجہ ہے کہ:

''اسلام کے خلاف یا اسلام کے کسی ناقابل ترمیم حکم میں ترمیم وتبدیلی کی دعوت پر مشتمل کوئی تحریر مستشرقین یا مغرب زدہ تعلیم یافتہ طبقہ کی طرف سے سامنے آتی ہے تو اس کا جواب اکثر وہ حلقے دیتے ہیں جنہیں خود اسلامی علوم میں مستحکم ملکہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی انہوں

نے باقاعدہ اسلامی علوم پڑھے ہوتے ہیں۔ تاہم مطالعہ اورتحریری صلاحیت کی بناء پر دفاعی پوزیشن میں ایسے ہی حلقے سامنے آتے ہیں اور چونکہ انہوں نے دینی علوم کی تعلیم باقاعدگی کے ساتھ کسی استاد سے حاصل نہیں کی ہوتی اس لئے اسلامی تعلیمات کی بنیادی باتوں کی تشریح میں یہ خود بھی بسا اوقات ٹھوکریں کھا جاتے ہیں۔ عام لوگ اسلام کا پاسبان سمجھ کر ان کی تحریر کو ان غلطیوں اور گمراہیوں سمیت قبول کر لیتے ہیں۔ اسلئے ضرورت اس بات کی ہے کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ میں تحریری صلاحیت پیدا کرنے کے لئے موثر اقدامات کئے جائیں۔طلبہ میں بامقصد تحریری مقابلے کروا کے مضمون لکھوا کے ان کی حوصلہ افزائی کر کے مسلسل لکھنے کی تاکید سے کئی اہل قلم علماء پیدا کئے جاسکتے ہیں''۔ [۹۱]

۸۔ علماء کی فکری تربیت

اس وقت عملی صورتحال یہ ہے کہ جس استاد کے ساتھ کسی طالب علم کا ذہنی میلان ہوتا ہے وہ اسی کے فکر اور سوچ سے منسلک ہو جاتا ہے اور ایک ہی درس گاہ میں مختلف سوچ اور فکری اہداف کے الگ الگ دائرے بن جاتے ہیں جو تعلیم سے فراغت کے بعد نہ صرف قائم رہتے ہیں بلکہ مزید ترقی کرتے ہیں جس سے فکری خلفشار پیدا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مختلف اوفاق مختلف مسالک کے لوگ پیدا کرنے میں مسلسل اضافہ کر رہے ہیں۔اس صورتحال کے تدارک کی طرف وفاق المدارس کی قیادت کو توجہ دینی چاہئے اور وحدت کی کوئی صورت نکالنی چاہئے۔ اس مقصد کے لئے اجتماعی فکری اہداف کا ایک دائرہ طے کر کے اسے اساتذہ کے تربیتی پروگرام کا حصہ بنانا چاہئے تا کہ وہ طلبہ کی صحیح رخ پر تربیت کر سکیں۔

تبلیغ دین کے لئے علماء کے فرائض:

مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں ان کو چاہئے کہ وہ ذمہ داریوں کو بطریق احسن پورا کریں۔

تعصب اور غصے کا اظہار نہ کریں۔علماء کی بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اخلاق سے دوسروں کو قائل کرنے کی کوشش کریں۔ دین اور علم کے معاملے میں تعصب سے کام نہ لیں اور نہ ہی غصے کا اظہار کریں ہاں بعض اوقات فضول یا نا قابل فہم سوال سمجھانے پر بھی سمجھ میں نہ آئے تو غصے کا آجانا ایک فطری بات ہے جو خود ایک کمال ہے۔ نبی ﷺ کا خود بعض لایعنی سوالوں پر غصہ فرمانا حدیثوں میں وارد ہے۔

تبلیغ اعمال ضروری ہے:

تبلیغ عقائد کے ساتھ ساتھ تبلیغ اعمال بھی کی جائے جیسا کہ آیت ''تواصی بالحق'' کیساتھ ''تواصی بالصبر'' کا ذکر بھی ہے۔ جسمیں تبلیغ احکام کی طرف بالخصوص توجہ دلائی گئی ہے۔ تمام مسلمانوں کو اپنے برابر کا سمجھیں۔ اگر کوئی دین کی بات نہیں مانتا اس کے ساتھ قیل وقال نہ کریں۔ اگر کسی کو قولاً فعلاً شرع کے خلاف دیکھیں تو جس پر قدرت وحکومت نہ ہو اس کے ساتھ نہ الجھیں نرمی سے بات کریں نرمی سے اصلاح کی امید زیادہ ہوتی ہے۔ اگر عاصی کوئی حق بات کہے تو قبول کرنے سے نہ کترائیں اگر کسی مسئلہ میں اپنی غلطی ظاہر ہو تو اس کا اعلان کردیں۔

شرک وبدعات سے امت کو بچانا:

آج کل لوگ شرک وبدعات میں مبتلا ہیں علماء کی ذمہ داری ہے کہ انہیں صحیح راستہ دکھائیں اور امت کو ان مفاسد سے بچائیں۔

قرآن کا صحیح فہم پیدا کرنا:

قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اسمیں سیاسیات، معاشیات، اقتصادیات، اخلاق، اعمال کا ایک ہمہ گیر قانون موجود ہے۔ شیطان نے مسلمانوں کا تعلق اس قرآن سے ختم کردیا ہے وہ یہی کوشش کرتا ہے کہ مسلمانوں کا تعلق مرکز ہدایت قرآن مجید سے نہ رہے اور اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو پھر قرآن کی روشنی جن نہروں کے ذریعے پہنچتی ہے انہیں کاٹ دیتا ہے۔ اس لئے علماء کا فرض بنتا ہے کہ وہ امت میں ہدایت کے اس سرچشمے کو جاری وساری رکھے۔

علم کے صحیح مقصد سے آگاہی:

علم کا مقصد صرف تدریس ہی نہیں کہ بس اسے ہی مقصد علم بنایا جائے۔ علم میں تدریس، زراعت، کسب معاش، سیاست، جہاد سب کچھ آجاتا ہے ان سب میں رضائے الٰہی ہے۔ اگر اللہ نے جہاد کا موقع دیا تو اپنے عمل سے کتاب الجہاد کا نقشہ پیش کردیں۔ زمینداری کا موقع ملے تو باب الزراعت کا عملی نمونہ بن جائیں۔ تجارت وسیاست میں ہوں تو اس میں دین کے احکام پیش کردیں زندگی کے جس شعبے میں اللہ تعالیٰ کام کرنے کی توفیق دے اسی شعبہ میں دین کی اشاعت کو اپنا مقصد بنائیں اور اسی میں دین کے مبلغ بن جائیں۔ صرف درس وتدریس ہی زندگی کا مقصد نہیں اور نہ ہی صرف یہ دین کی خدمت ہے۔

علماء کی خود احتسابی:

علماء عالم باعمل ہوں جس بات کا اثر ڈالنا چاہیں پہلے خود اس کے عامل بن جائیں۔ اپنے علم میں اضافے کی دعا کرتے رہیں کہ اے اللہ مجھے تعلیم وتربیت واصلاح کا طریقہ تعلیم فرمادے۔ دین کی پابندی خود بھی کریں اور دوسروں کو بھی اس کی سخت تاکید کریں۔ امت مسلمہ کو اپنی بات دلنشین انداز میں بتائیں تاکہ وہ حق بات مان لیں اور ہٹ دھرمی نہ کریں۔ خلاف حیا کام نہ کریں اور نہ ہی خلاف حیا کلام زبان سے نکالیں اس لئے کہ ان کی زبان سے نکلی ہوئی ہر بات قوم پر اثر ڈالتی ہے۔ عالم بننے کے بعد بھی اپنی اصلاح شیخ کامل سے کرائیں اور اپنے ماتحتوں کے اخلاق کو درست کرنے کی کوشش کریں اور ان کی اصلاح کی فکر کریں۔ متعلمین کے ساتھ یکساں سلوک کریں تاکہ کسی متعلم کے دل میں حسد یا رنج پیدا نہ ہو اور وہ بدگمان نہ ہو۔ تعلیم میں دنیا نہیں بلکہ دین پیش نظر ہو۔ وقار سے رہیں تاکہ دیگر افراد میں بھی یہ صفت پیدا ہو البتہ وقار سے کبر مراد نہ لیں۔

تنہائی میں اپنے نفس سے محاسبہ کریں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے اوامر میں کیا کیا پورا کیا اور نواہی میں کس کس کو چھوڑا۔ تعلیم اور تربیت میں کیا کیا کوتاہیاں ہوئیں اور کیا کیا صحیح کیا۔ توفیق اطاعت رسولؐ پر تہ دل سے اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کریں اور ارتکاب معاصی پر دل سے توبہ استغفار کریں۔ کوتاہیوں کو رفع کرنے کے لئے دل وجان سے کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی سے التجا کریں کہ اپنی مرضی پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، منکرات سے اجتناب نصیب فرمائے اور اسی پر عمر بھر رکھے اور اسی پر خاتمہ فرمائے۔ خلاصہ یہ کہ کچھ دیر ضرور تنہائی میں سوچیں اور باطن کی اصلاح کی کوشش کریں تاکہ بہت سی آفتوں سے ان کو نجات حاصل ہو جائے۔

فصل نمبر ۵

تعلیم وتربیت کے بنیادی عناصر

تعلیمی عمل درج ذیل عناصر کا مجموعہ ہے:

۱۔ غایات تعلیم ۲۔ نصاب تعلیم ۳۔ استاد ۴۔ شاگرد

شاگرد تعلیم حاصل کرتا ہے۔ استاد رہبری وراہنمائی مہیا کرتا ہے اور صحیح تدریسی مواد دعوت فکر و عمل دیتا ہے۔۹۲

غایات تعلیم:

تعلیم ایک بامقصد عمل ہے اسلامی نقطہ نظر سے تعلیم کے ذریعے فرد کی شخصیت کی ہمہ پہلو تربیت اور اس کے کردار کی تشکیل کرنا ہوتی ہے تاکہ وہ زمین پر اللہ کے خلیفہ کے منصب کا اہل بن سکے۔ یہی تعلیم کی غایت اور منزل مقصود ہے۔ غایت کی عدم موجودگی میں تعلیم کے عمل کی کیفیت اس مسافر کی مانند ہوتی ہے جسے اپنی منزل کا صحیح طور پر پتہ نہ ہو۔ تعلیم کے لئے مقاصد روح کا درجہ رکھتے ہیں ان کے بغیر تعلیم بے کار اور بے جان ہو کر رہ جاتی ہے۔۹۳

عہد نبویؐ کے نظام تعلیم سے ابن سینا (۹۸۰-۱۰۳۰ء) نے مندرجہ ذیل مقاصد اخذ کئے ہیں۔

۱۔ رضائے الٰہی کا حصول ۲۔ عبادات کی پابندی ۳۔ انسانی کردار کی اصلاح

۴۔ ضبط نفس کی تربیت ۵۔ سعادت کا حصول ۶۔ فکر وعمل میں خلوص

۷۔ صحت جسمانی کی تربیت ۸۔ اشاعت تعلیم ۹۴

آپ ﷺ کا تصور قدر اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور انسان کی عبودیت کے محور کے گرد گھومتا ہے آپ ﷺ کے نظام تعلیم میں اسی قدر کو نصب العین کی حیثیت حاصل ہے۔۹۵

علامہ زرنوجی (۱۱۷۰-۱۲۵۵ء) نے اپنی کتاب تعلیم المتعلم میں عہد نبوی ﷺ کے نظام تعلیم کی مندرجہ ذیل غایات بتائی ہیں۔

رضائے الٰہی کا حصول، ابدی زندگی کی فلاح، اپنے نفس سے جہالت کو دور کرنا، جہلاء کو جہالت کے مضر اثرات سے بچانا، علم کے ذریعے ذہن کی جلا، دین کی بقا اور اسلام کی احیاء۔ تعلیم تقویٰ کے حصول کا

ذریعہ ہے جس کا نصب العین اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور ابدی زندگی کی فلاح حاصل کرنا ہے۔۹۶

۲۔ نصاب تعلیم:

نصاب سے مراد ایک منصوبہ یا لائحہ عمل ہے جس سے افراد کی تعلیم و تربیت کی جاتی ہے۔ گویا نصاب صرف تدریسی مواد ہی نہیں بلکہ اس میں وہ طریق تدریس بھی شامل ہے جو استاد بہتر سے بہتر نتائج اخذ کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ عہد نبوی ﷺ میں نصاب تعلیم کا مرکز و محور قرآن مجید تھا تاہم آپ ﷺ نے دوسرے علوم و فنون مثلاً ریاضی، طب، خطاطی، علم الانساب، نشانہ بازی اور قانون وراثت سیکھنے کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ عربی ادب کے علاوہ دوسری زبانوں کی تدریس کو بھی آپ ﷺ ضروری خیال فرماتے تھے چنانچہ حضرت زید بن ثابت کو عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔۹۷ آپ ﷺ کے نصاب تعلیم سے مسلم مفکرین نے بڑے اہم نکات اخذ کئے ہیں۔

ان میں سے کچھ کے تعلیمی تصورات درج کئے جاتے ہیں۔ طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة ۹۸ ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے'' علامہ زرنوجی اس حدیث کی وضاحت میں فرماتے ہیں کہ ہر فرد جو دنیاوی کام سرانجام دے اس کے احکامات قرآن مجید اور احادیث سے معلوم کرے تاکہ دنیاوی کام دین کی بنیاد پر سرانجام دینے سے اس کے لئے عبادت بن جائے۔ علامہ زرنوجی اس حدیث کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ ایک فرد تمام علوم حاصل نہیں کرسکتا تاہم جو بھی کام کرے اس کے تمام اصول و ضوابط کا جاننا فرض ہے مثلاً نماز فرض ہے اس لئے اس کے متعلق اس کے فرائض و واجبات اور دیگر اصولوں کو جاننا بھی فرض ہے۔ اگر کوئی تاجر ہے تو تجارت کے بارے میں تمام اسلامی احکامات کا جاننا فرض ہے۔

امام غزالی (۱۰۵۹-۱۱۱۱ء) احیاء العلوم کے مقدمے میں اسلامی نظام تعلیم کے پیش نظر سارے علوم کو ہم مرتبہ قرار دیتے ہیں لیکن آداب متعلم کی بحث میں دینی اور غیر دینی کی تقسیم کر کے دینی علوم کو فوقیت دیتے ہیں۔ وہ علوم کو محمود اور مذموم کی دو اقسام میں تقسیم کرتے ہیں۔۹۹

جو علم متعلم اور عوام الناس کے لئے فائدہ مند ہو وہ علم محمود ہے۔ اور جو علم خود متعلم کے لئے اور عوام الناس کے لئے ضرر رساں ہو وہ مذموم ہے۔۱۰۰ کس مضمون کو کتنی اہمیت اور افادیت دی جائے؟ امام غزالی کا خیال ہے کہ مضامین کی ضرورت، افادیت اور اہمیت کے پیش نظر ایک مربوط نصاب تعلیم ترتیب دیا جائے۔

۳۔ معلم:

نظام تعلیم میں معلم کو بڑی اہمیت حاصل ہے اسی لئے کہا جاتا ہے "جائے استاذ خالی است" معلم کے ذریعے ہی درسی کتاب کی تدریس، تعلیم حکمت اور تزکیہ نفس جسے امور انجام پاتے ہیں نیز معلم اپنی دانشمندی کے ذریعے متعلمین کی تعلیم وتربیت کا سامان کرتا ہے حضور ﷺ نے معلم کے مقام ومرتبے کو:

انما بعثت معلما۔[۱۰۱] "بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے"

فرما کر عزت بخشی۔ نظام تعلیم میں مرکزی کردار معلم کا ہوتا ہے اور وہ نظام تعلیم میں حقیقی روح پھونکتا ہے۔

متعلم:

متعلم بھی نظام تعلیم میں اہم حیثیت رکھتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تعلیم کے ذریعے چند سالوں میں بے شمار صحابہ کرام کو تعلیم وتربیت کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا دیا۔ عبداللہ بن ابی قحافہ نبی آخر زمان ﷺ سے قبل ایک عام تاجر تھے نبی ﷺ کی تعلیم وتربیت نے آپ کو صدیق اور خلیفہ اول بنا دیا۔ عمرؓ جو اسلام سے قبل بکریاں چرایا کرتے تھے آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت سے عمرؓ فاروق اور ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کے ایسے خلیفہ راشد بنے کہ تاریخ اس خلافت کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ تعلیم وتربیت نے ہی حضرت عثمانؓ کو حیاء کا امام اور حضرت علیؓ کو شجاعت کا مرد میدان بنایا۔ تعلیم وتربیت سے ہی حضرت بلال مسجد نبوی ﷺ کے مؤذن اور آپ ﷺ کے مقرب ٹھہرے۔ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت نے حضرت ابوھریرہؓ کو جامعہ صفہ کا نگران اور احادیث نبوی ﷺ کا راوی بنایا۔ تعلیم وتربیت سے

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم [۱۰۲]

"میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ھدایت مل جائے گی"

قرار پائے۔

فصل نمبر ۶

علم و عمل لازم و ملزوم ہیں

جو شخص علم سے نفع نہیں لیتا اور اس سے احوال دنیا کی اصلاح اور اخروی کامیابی کا فائدہ حاصل نہیں کرتا تو وہ قیامت کے دن انجام کے لحاظ سے بدترین حال میں ہوگا:

قال ابو الدرداءؓ قال رسول الله ﷺ انّ من اشر الناس عندالله منزلة یوم القیامة عالم لا ینتفع لعلمه ۱۰۳

''حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں قیامت کے دن مرتبے کے لحاظ سے بدترین شخص وہ عالم ہوگا جس نے اپنے علم سے نفع نہیں لیا''

بہترین انسان وہی ہے کہ خود بھی اپنے علم سے اپنی اصلاح و درستگی کا خیال رکھے اور دوسروں کو بھی فیض پہنچائے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

یآ ایھا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون ۱۰۴

''اے ایمان والوں تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے''۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قال قال رسول الله ﷺ رایت لیلة اسریٰ بی رجالاً تقرض شفاھھم بمقاریض من نار فقلت یا جبریل من ھٰؤ لاء قال ھولاء خطباء من امتک یامرون الناس بالبر وتنسون انفسھم و ھم یتلون الکتاب ۱۰۵

''رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات میں کچھ آدمی دیکھے جن کی زبانیں اور ہونٹ قینچی سے کاٹے جا رہے تھے اور کٹی ہوئی زبانوں اور ہونٹوں کی جگہ دوسرے ہونٹ پیدا ہو جاتے تھے اور یہ سلسلہ جاری تھا میں نے جبرائیل امین سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے کہا یہ آپ کی امت کے واعظ ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ حالانکہ اللہ کی کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہیں''۔

حضرت اسامہ بن زید سے مروی ہے:

سمعتُ رسول ﷺ یقولُ یجاء بالرجل یوم القیٰمة فیلقیٰ فی

النار فتندلق اقتابه فیدور کما یدور الحمار برحاه فیجتمع اهل النار علیه فیقولون ای فلان ما شانک الست کنت تامرنا بالمعروف وتنهانا عن المنکر قال کنت آمرکم بالمعروف ولا اتیه وانہاکم عن المنکرو آئیه۔ ۱۰۶؎

''کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے قیامت کے روز ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو آگ میں پھینک دیا جائے گا جہاں اس کی آنتیں اور اوجھ سب نکل پڑے گا پھر وہ اس کے پیچھے اس طرح گھومے گا جسے گدھا اپنی چکی کے گرد گھومتا ہے اس کا یہ حال دیکھ کر اہل دوزخ اس کے گرد جمع ہو کر اس سے پوچھیں گے تیرا کیا حال ہو گیا ہے تو ہمیں بھلی بات بتایا کرتا تھا وہ کہے گا ہاں میں تمھیں بھلی بات کرنے کا حکم دیتا تھا اور خود اس پر عمل نہیں کرتا تھا اور میں تمہیں تو بری بات سے روکتا تھا اور خود اس میں مبتلا ہوتا تھا''

علم کے ساتھ ساتھ عمل بھی ہونا چاہئے کیونکہ علم کا فائدہ تب ہی ہوتا ہے جب اس پر عمل بھی کیا جائے ورنہ یہی علم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

کبر مقتاً عنداللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ ۱۰۷؎

''اللہ کے نزدیک یہ بات سخت ناپسندیدہ ہے کہ تم ایسی بات کہو جس پر تم خود عمل نہ کرو''

دوسری جگہ ارشاد ہے:

اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم و انتم تتلون الکتب افلا تعقلون۔ ۱۰۸؎

''کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں''

حضورؐ کا فرمان ہے۔

اجهل الناس من ترك مايعلم واعلم الناس من عمل بما يعلم ۱۰۹؎

''لوگوں میں جاہل وہ ہے جو جاننے کے باوجود عمل نہیں کرتا اور لوگوں میں عالم وہ ہے جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے''

حوالہ جات

۱۔ سورۃ الحجر، آیت ۸۶

۲۔ سورۃ الحشر، آیت ۳۲

۳۔ سورۃ المائدۃ، آیت ۱۰۹

۴۔ سورۃ الفاطر، آیت ۲۸

۵۔ الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن دارمی، باب جو شخص اللہ کی رضامندی کے سوا اور غرض کے لیے علم حاصل کرے اس کے ڈرانے کے بیان میں، (ناشر محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی، بدون تاریخ) برقم ۳۸۴، ج ۱، ص ۱۰۷۔

۶۔ قاری ملا علی: مرقاۃ المفاتیح: جلد اول: مکتبہ امدادیہ ملتان: ص ۲۶۴۷

۷۔ The New International Webster's Comprehensive Dictionary P: 401

۸۔ عبدالقادر، ڈاکٹر، تعلیم اور فلسفہ تعلیم، (کراچی، کفایت اکیڈمی عقب اردو بازار، اشاعت اول ۱۹۷۳) ص ۳۴

۹۔ سخی محمد، مرزا، علم التعلیم (لاہور، علمی کتب خانہ، ۱۹۹۷) ص ۱۹۔

۱۰۔ منور ابن صادق: علم التعلیم، حصہ اول، ستمبر ۱۹۹۸ء تارا کمپنی اردو بازار لاہور: ص ۲

۱۱۔ صدیقی، مشتاق الرحمٰن، ڈاکٹر، تعلیم و تدریس مباحث و مسائل، صفحات ۶۲-۶۱۔

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ سورۃ البقرۃ، آیت ۱۶۴

۱۴۔ سورہ بنی اسرائیل، آیت ۳۶

۱۵۔ سورۃ الغاشیہ، آیات ۱۷-۲۰

۱۶۔ حامد علی خان، مولانا، مدیر اعلیٰ، اردو جامع انسائیکلوپیڈیا (لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز چوک انارکلی، اشاعت اول ۱۹۸۸) ج: ۲، ص ۱۷۹۲

۱۷۔ ایضاً

۱۸۔ ابن جوزی، علامہ، مترجم علامہ ابو محمد عبدالحق، تلبیس ابلیس، (ملتان، کتب خانہ مجیدیہ، بدون تاریخ) ص ۲۶۔

۱۹۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین (مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ستمبر ۱۹۸۶) ج ۱، ص ۱۳۹

۲۰۔ سورۃ الفرقان، آیت ۵۹

۲۱۔ الہندی، علی متقی، کنز العمال، (بیروت، احیاء التراث الاسلامی، بدون تاریخ) برقم ۲۸۹۴۰۔

۲۲۔ الدارمی، ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن: سنن دارمی: باب ۲۹، حدیث نمبر ۳۰۰: ص ۹۷

۲۳۔ سورۃ الاحزاب، آیت ۷۱

۲۴۔ سورۃ المجادلۃ، آیت ۱۱

۲۵۔ سورۃ آل عمران، آیت ۱۸۷

۲۶۔ بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین، شعب الایمان، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۹۹۰) جلد ۲، ص ۲۵۶، جامع الترمذی، باب ماجاء فی ادب الولد (بیروت، دار الفکر) برقم ۱۶۵۹، ۳/۳۸۳۔

۲۷۔ ابن قتیبہ، عیون الاخبار (دار الکتب العلمیۃ، بیروت) جلد ۲۔

۲۸۔ سنن دارمی، باب علماء کی پیروی میں، ج ۱، برقم ۲۲۴ ص ۸۸۔

۲۹۔ آزاد، عبدالقادر، ڈاکٹر، مقالات سیرت (لاہور، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب، جنوری ۱۹۸۲) ص ۳۴۔

۳۰۔ قریشی، اشتیاق حسین: اسلامی نظریہ حیات، جامعہ کراچی، ۱۳۸۲ھ ص: ۴۲۰

۳۱۔ ابن ماجہ: محمد ابوعبداللہ، سنن ابن ماجہ، فی افتتاح الکتاب، باب فضل العلماء، (۱۷) برقم ۲۲۴، ۱/۸۱۔

۳۲۔ سورۃ البقرہ، آیت ۳۴، سورۃ الکھف: آیت ۵۰۔

۳۳۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۱

۳۴۔ ایضاً:

۳۵۔ سورۃ الانعام: آیت ۱۶۵

۳۶۔ سورۃ الملک: آیت ۲:

۳۷۔ سورۃ الاعراف: آیت ۳۲

۳۸۔ سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳

۳۹۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تعلیمات (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز لمیٹڈ ۱۹۷۴) ص ۳۲۔

۴۰۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع الترمذی، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم (کراچی، مطبع سعیدی قرآن محل، ۱۹۶۷) برقم ۵۴۵، ۲/۲۳۳۔

۴۱۔ سورۃ العنکبوت: آیت ۴۹

۴۲۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (لاہور، باھتمام دانش گاہ پنجاب)، جلد ۱۳، ص ۴۴۷

۴۳۔ سورۃ العلق آیات ۱-۵

۴۴۔ سورۃ الانعام: آیت ۵۰

۴۵۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، برقم ۷۳، (بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷) ج ۱ ص ۳۹

۴۶۔ جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ، حدیث ۵۸۵، جلد دوم، ص ۲۵۰

۴۷۔ سنن الدارمی، باب علمی باتوں میں گفتگو کے بیان میں، حدیث نمبر ۶۱۵ ص ۱۳۰

۴۸۔ جامع الترمذی ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث نمبر ۵۸۰ جلد دوم، ص ۲۴۸

۴۹۔ سنن ابن ماجہ، کتاب فی الایمان، باب فضل العلماء والحب علی طلب العلم (لاہور، اسلامی اکادمی اردو بازار، جنوری ۱۹۹۰) برقم ۲۲۳، ۱/۱۶۱۔

۵۰ جامع الترمذی، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، برقم ۲،۵۴۳/۲۳۳۔

۵۱ ایضاً: حدیث نمبر ۵۴۴

۵۲ ایضا: باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماء، حدیث نمبر ۵۵۳، ابن ماجہ، کتاب فی الایمان، باب من بلغا علما، حدیث نمبر ۲۳۶۔

۵۳ سنن دارمی، باب علم اور عالم کی فضیلت کے بیان میں، برقم ۳۵۲، ۱/۱۰۳

۵۴ سورۃ المجادلہ: آیت ۱۱

۵۵ سنن دارمی، باب علم اور عالم کی فضیلت کے بیان میں، برقم ۳۵۶، ۱/۱۰۳

۵۶ البیھقی، ابوبکر احمد بن الحسین، شعب الایمان (بیروت دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۰ھ) باب فی المطاعم والمشارب (۳۹) الفصل الثالث، برقم ۵۷۵۱، ۵/۵۳

۵۷ سنن دارمی، باب علم اور عالم کی فضیلت کے بیان میں، برقم ۳۳۹، ۱/۱۰۱

۵۸ سنن ابن ماجہ، کتاب فی الایمان، باب ثواب معلم الناس الخیر، برقم ۲۴۲، ۱/۱۶۹

۵۹ سنن دارمی، باب رسول اللہ ﷺ سے سن کر (لوگوں کو) پہنچانے اور حدیث پڑھانے کے بیان میں، برقم ۵۵۸، ۱/۱۲۵

۶۰ ایضاً، حدیث نمبر ۵۴۲، ص ۱۲۴

۶۱ سنن دارمی، باب جو شخص اللہ کی رضامندی کے سوا اور عرض کے لئے علم حاصل کرے اس کے ڈرانے کے بیان میں، برقم ۳۶۶، ۱/۱۰۴

۶۲ ابن خلدون، عبدالرحمٰن بن محمد، ترجمہ علامہ حکیم احمد حسین آلہ آبادی (کراچی، نفیس اکیڈمی بلاسس سٹریٹ، اشاعت اول ۱۹۶۶) حصہ اول، ص ۵۷

۶۳ ایضاً، ص ۱۹۳

۶۴ ایضاً، ص ۱۱۴-۱۱۰

۶۵ ایضاً، ص ۲۰۴

۶۶ ایضاً، ص ۱۸۲، ۱۸۱

۶۷ نشتر، ابونعیم عبدالحکیم خان و عبدالحمید صاحب حمید، تاریخ اسلام، (لاہور، علمی پرنٹنگ پریس، بدون تاریخ) ص ۱۶۸

۶۸ ایضاً

۶۹ سورۃ الفرقان: آیت ۶۳

۷۰ سورۃ الجمعۃ: آیت ۵

۷۱ سورۃ آل عمران: آیت ۱۴

۷۲ سورۃ الکھف: آیت ۱۰۴

۷۳ سورۃ الحدید: آیت ۲۳

۷۴ سورۃ بنی اسرائیل: آیت ۲۷

۷۵ سورۃ البقرۃ: آیت ۱۸۸، سورۃ النساء: آیت ۲۹

۷۶ احمد بن حنبل، مسند احمد (القاھرۃ: موسسۃ قرطبۃ، بدون تاریخ) مسند المکثرین، مسند ابی ھریرۃ، برقم ۸۴۳۸، ج ۲ ص ۳۳۸

۷۷ سنن ابن ماجہ، کتاب فی الایمان، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ، برقم ۲۵۶، ۱/۱۷۲

۷۸ صحیح مسلم مع مختصر شرح نودی، ترجم علامہ وحید الزمان، کتاب الفضائل، باب فضائل ام سلیم ام انس ابن مالک و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنھما (لاہور، نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار، اپریل ۱۹۸۱) ۶/۱۳۵

۷۹ نشتر، ابو نعیم عبدالحکیم و عبدالحمید صاحب حمید، تاریخ اسلام، ص ۱۶۰

۸۰ سورۃ البقرۃ: آیت ۳۱

۸۱ سورۃ آل عمران: آیت ۱۶۴

۸۲ سنن دارمی، باب علماء کی پیروی میں، برقم ۲۲۴، ۱/۸۸

۸۳ السمیع الحق، مولانا، دعوت حق، (مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ صدر، شائع کردہ احمد عبدالرحمٰن صدیقی) ص ۱۱۷

۸۴ محمد تقی عثمانی، مولانا امینی، مولانا اسلام کا تاریخی پس منظر، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی، ستمبر ۱۹۹۱ء ص ۲۶

۸۵ محمد تقی عثمانی، مولانا علماء اور دور جدید کے مسائل، ماھنامہ ''الشریعۃ، جلد ۱۵ شمارہ ۱، ۲، جنوری، فروری ۲۰۰۴ء الشریعہ اکادمی ہاشمی کالونی کنگنی والا، گوجرانوالہ

۸۶ ایضاً:

۸۷ قاسمی، مولانا قاضی مجاھد الاسلام: کلیدی خطبہ کل ہند دینی مدارس کنونشن دہلی، اہتمام آل انڈیا ملی کونسل، ۲۳، ۲۴ دسمبر ۱۹۹۴ء ماہنامہ ''الفرقان'' نومبر، دسمبر ۱۹۹۴ء

۸۸ ندوی، مولانا عبدالباری: تجدید تعلیم و تبلیغ، (نفیس اکیڈمی بلاسس سٹریٹ کراچی جون ۱۹۶۲ مطبوعہ انٹرنیشنل پریس) ص ۶۳، ۶۴

۸۹ ایضاً: ص ۶۴، ۶۵

۹۰ ایضاً: ص ۶۷

۹۱ ایضاً: ص ۷۰

۹۲ تشنہ، ایم وزیر، مقالہ، مقالات سیرت، قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۲، پاکستان کے لئے مثالی نظام تعلیم کی تشکیل تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں، (شعبہ تحقیق و مراجع وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان اسلام آباد) ص ۱۳۱

۹۳ ایضاً: ص ۱۳۲

۹۴ ایضاً:

۹۵ ابن صادق منور واانجم، ڈاکٹر علم التعلیم، حصہ اول، تارا کمپنی اردو بازار لاہور، ستمبر ۱۹۹۸ء، ص ۹۷

۹۶ ایضاً: ص ۹۹

۹۷ جامع الترمذی، ابواب الاستیذان والادب، باب فی تعلیم السریانیۃ، (کراچی، قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ، ۱۹۶۷) برقم ۲۱۳، ۲/۲۶۱

۹۸ سنن ابن ماجہ، فی افتتاح الکتاب، باب فضل العلماء (۱۷) برقم ۲۲۴، ۱/۸۱

۹۹ غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، دیباچہ احیاء العلوم، اردو ترجمہ محمد احسن صدیقی نانوتوی، کراچی، دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر

خانہ، بدون تاریخ)۱/۵۰

۱۰۰ ایضاً

۱۰۱ سنن دارمی، باب علم اور عالم کی فضیلت کے بیان میں، برقم ۳۵۲، ۱/۱۰۳

۱۰۲ ولی الدین محمد بن عبداللہ، امام، مشکوٰۃ شریف مترجم، باب مناقب الصحابہ (لاہور، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، بدون تاریخ) برقم ۵۷۶۲، ۳/۲۲۴

۱۰۳ سنن دارمی، باب علم پر عمل کرنے اور نیت اچھی ہونے کے بیان میں، برقم ۲۶۴، ۱/۹۳

۱۰۴ سورۃ الصّف: آیت ۲

۱۰۵ مسند احمد، مسند المکثرین، مسند انس بن مالک، برقم ۱۳۵۳۹، ۳/۲۳۹

۱۰۶ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ النار، برقم ۳۰۹۴، ۳/۱۱۹۱

۱۰۷ سورۃ الصّف: آیت ۳

۱۰۸ سورۃ البقرۃ: آیت ۴۴

۱۰۹ سنن دارمی، مقدمہ، باب فی فضل العلم والعالم، برقم ۳۳۰، ۱/۱۰۷

باب دوم

دین اسلام میں این جی اوز کا وجود

فصل نمبر ۱

معنی و مفہوم

این جی اوز کی بالکل صحیح تعریف کرنا بہت مشکل ہے۔ کیونکہ ان کا کام اور ان کے مقاصد انتہائی وسیع اور دائرہ کار مختلف ہے۔ بہر حال ان کی تعریف ایسے کی جاسکتی ہے۔ کہ اگر معاشرے کے چند افراد کسی مقصد کی تکمیل کے لئے اکٹھے ہو کر ایک تنظیم بنالیں تو اسے ہے این جی او کہتے ہیں۔ "این جی او" Non Governmental ORganization کا مخفف ہے یعنی غیر حکومتی ادارہ۔ ان اداروں میں حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ حکومتی اداروں کو نمائندگی دیتے ہیں[۱] بنیادی طور پر این جی اوز وہ سماجی ادارے ہیں جو تمام پسماندہ علاقوں کے لئے رضا کارانہ طور پر ترقیاتی کام کرتے ہیں اور ان کے لیے خدمات انجام دیتے ہیں[۲]

این جی اوز کا کام فقط اپنے ممبران کو ہی فائدہ دینا نہیں ہوتا بلکہ معاشرے کے اجتماعی مفاد کے لئے ہوتا ہے۔ یہ لوگوں کی بنیادی انسانی ضروریات کو پورا کرتے ہیں یہ ادارے لوگوں سے بنتے ہیں اور لوگوں کیلئے ہی کام کرتے ہیں۔[۳] این جی اوز حکومتی اداروں کے ساتھ مل کر بھی کام کرتے ہیں۔ اور بعض ادارے علیحدہ بھی اپنی مدد آپ کے تحت کام کرتے ہیں۔

یہ ادارے Grass Root Level یعنی معاشرے کی بنیادی سطح پر سماجی خدمات انجام دیتے ہیں۔ حکومتی اداروں کے ساتھ مل کر انہیں معاشی مدد اور تکنیکی سہولیات مہیا کرتے ہیں۔ اور ان کے حکومتی منصوبوں کی تکمیل میں مدد کرتے ہیں۔[۴] ان میں بعض غیر نفع بخش ادارے بھی ہوتے ہیں۔ اس تعریف کی رو سے بہت سے ملکی اور غیر ملکی ادارے بھی این جی اوز کی مد میں آتے ہیں۔ جو پوری دنیا میں کام کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ کی رپورٹ ''اکنامک اینڈ سوشل کمیشن فار ایشیا اینڈ پیسفک'' کے مطابق۔ این جی اوز کا بنیادی مقصد معاشرے کے ان غیر ترقی یافتہ طبقے کی خدمت کرنا ہوتا ہے جس تک حکومت کی رسائی ممکن نہیں ہوتی یہ عام طور پر غیر رسمی Informal طریقے سے کام کرتے ہیں یعنی معاشرے میں جا کر ان لوگوں کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر خدمت انجام دیتے ہیں۔[۵] این جی اوز کا کام سول سوسائٹی کو مضبوط کرنا اور حکومت کی مدد کرنا ہوتا ہے۔ یہ ادارے اس ملک کے قوانین کے اندر رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ اور اسی قانون کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ایک سال بعد ان کی رجسٹریشن کی تجدید ہوتی ہے ممبران کی تعداد کم از کم ۳۰ ہوتی ہے۔[۶]

فصل نمبر ۲

اسلام اوراین جی اوز (تاریخی پس منظر)

تنظیموں کا قیام خدمت خلق کی جذبے کے تحت ہوتا ہے۔خدمت خلق کے بارے میں بعض غلط تصورات بھی پائے جاتے ہیں اوراس معاملے میں بےاعتدالیاں بھی ہوتی رہتی ہیں تاہم جو تنظیم ظلم وناانصافی کے خاتمے،انسانوں کی فلاح و بہبوداوران کی خدمت کے لئے کام کرتی ہے وہ معاشرے کا بہت بڑا سرمایہ ہے۔اس طرح کی ایک تنظیم نبی ﷺ کی بعثت سے قبل عرب معاشرے میں وجود میں آئی۔کیونکہ اس وقت عرب میں مضبوط سیاسی نظام نہیں تھا جسکی وجہ سے ایک طرح کا سیاسی وسماجی انتشار پایا جاتا تھا اور لوگوں کی جان ومال محفوظ نہ تھے۔کمزور طاقتوروں کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے تھے۔کوئی ان کا ہاتھ پکڑے اوران سے باز پرس کرنے والا نہ تھا۔مکہ جیسے پرامن اور مرکزی شہر کی حالت بھی کچھ اچھی نہیں تھی۔اس صورت حال کو بدلنے کے لئے حضورؐ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے جنگ فجار کے بعد بعض حضرات کو طلب کر کے عبداللہ بن جدعان کے مکان پر ایک اجلاس منعقد کیا۔ جس میں آنحضرتؐ نے بھی جوان دنوں کم سن تھے،شرکت فرمائی۔اس اجلاس میں ایک انجمن قائم کی گئی جس میں بنو ہاشم،بنو عبدالمطلب،بنواسد،بنوزھرہ اور بنو تمیم شامل ہوئے۔اس انجمن کے ہر رکن کو یہ عہد کرنا پڑتا تھا کہ ۱) میں زبردست کو زیردست پر تشدد کرنے سے روکوں گا۔ ۲) فتنہ وشر کو جڑ سے اکھاڑ کر ملک میں امن وسکون قائم کروں گا۔ ۳) غریبوں اور درماندوں کا پشت پناہ بنوں گا۔ ۴) مسافروں کی حفاظت کو اپنا فرض سمجھوں گا۔ اس انجمن نے نہایت سرگرمی سے کام کیا اور مظلوموں اور بے یارومددگار لوگوں کے لیے باران رحمت ثابت ہوا۔ بعثت کے بعد بھی آپؐ نے اس کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

لقد شهدت فی دار عبدالله بن جدعان خلفا ما احب ان لی به
حمر النعم ولو ادعی به فی الاسلام لاحببت ۸؎

نبی ﷺ نے خود اس معاہدے میں حصہ لے کر امت مسلمہ کیلئے ایک سنت قائم کر دی کہ مظلوم کی حمایت کیلئے جدوجہد کرنا عین اسلام کے اصولوں کے مطابق ہے۔ اسی پر قیاس کر کے انسانیت کی خدمت کے تمام کام بھی اسی ضمن میں لے سکتے ہیں کہ ان کاموں کیلئے تنظیم بنانا اور انسانیت کی خدمت کرنا عین سنت نبوی ہے۔یہ عہد وپیمان حلف الفضول کے نام سے مشہور ہے۔کیونکہ جنہوں نے یہ معاہدہ ایجاد کیا ان کے ناموں میں فضل کا مادہ مشترک تھا۔

مذہب اسلام:

اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے مخلوق کی خدمت کوئی دنیاداری کا عمل نہیں بلکہ عین عبادت ہے۔ اس مقصد کو سمجھنے کے لئے اس کے نظام عبادت کو سامنے رکھنا ہوگا۔ نماز بدنی عبادت ہے اور زکوٰۃ مالی عبادت۔ بدنی عبادت زبان کے الفاظ اور جسم کی حرکات وسکنات کے زریعے انجام پاتی ہے اور مالی عبادت میں انسان زرومال کا نذرانہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرتا ہے۔ مالی عبادت کے مقاصد میں سے اہم مقصد خلق خدا کی خدمت، نصرت اور اس کا تعاون ہے۔ بدنی عبادت میں اللہ تعالیٰ سے تعلق کو انسان آسانی سے محسوس کرتا ہے لیکن مالی عبادت میں اس تعلق کا اسے کم احساس ہوتا ہے اسے محسوس کرنے کے لیے ضروری ہے کہ عبادت کے جذبہ سے خدمت انجام دی جائے اور کسی بندہ خدا کی دستگیری کے وقت خدا سے قربت کا تصور زندہ رہے۔ اس سے مادی ومعاشی فلاح کے کام انجام دیتے ہوئے بھی انسان کو عبادت کا کیف وسرور حاصل ہوسکتا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

یآیھا الذین اٰمنوا ارکعوا واسجدوا واعبدو اربکم وافعلوالخیر لعلکم تفلحون ۝ ۹

''اے لوگو: جو ایمان لائے ہو، رکوع کرو، سجدہ کرو اور اپنے رب کی عبادت کرو اور خیر پر عمل کرو اس سے امید ہے کہ تم فلاح پاؤ گے''۔

آیت میں نماز کا حکم دیا گیا ہے اور عبادت کے بعد خیر پر عمل کرنے کی ہدایت کی گئی ہے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ خیر سے صلہ رحمی اور اعلیٰ اخلاق مراد ہے۔ ۱۰

زکوٰۃ:

اسلام نے مالی عبادت زکوٰۃ کا حکم دیا تاکہ معاشرے کے غریب طبقے کا معیار زندگی بلند ہو، قومی زندگی میں کشادگی، وسعت اور رواداری پیدا ہو اور دولت گردش میں آئے تاکہ گداگری، مفلسی اور مفلوک الحالی کا قلع قمع کیا جاسکے۔ اس اُصول کو رسول ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

توخذ من اغنیاء ھم وترد إلی فقراء ھم ۱۱

''زکوٰۃ ان کے مالدار لوگوں سے لے کر انہی کے فقراء میں واپس کردو''

زکوٰۃ نہ دینے والوں کو قرآن پاک میں عذاب آخرت کی وعید دی گئی ہے فرمایا

وویل للمشرکین الذین لایؤ تو ن الذکوٰۃ وھم بالاخرۃ ھم کافرون ۱۲

''اور مشرکین پر افسوس ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے بھی قائل نہیں''

گویا عبادت صرف یہی نہیں کہ خدا کے دربار میں عقیدت و محبت کے ساتھ جھک جائے بلکہ یہ بھی ہے کہ اپنی کمائی ہوئی دولت میں اللہ کے بندوں کا حق تسلیم کرے اور ضرورت مندوں پر خرچ کرے:

صدقات:

سالانہ بنیادوں پر واجب الاداز کوٰۃ کی مقررہ مقدار کے علاوہ بھی مسلمانوں کو یہ تحریک دلائی گی کہ فقراء، مساکین، بیوگان، یتامٰی، اہل حاجت، قیدیوں اور معاشرے کے نچلے طبقوں کی ضروریات کی کفالت میں اپنا حصہ ڈالے۔

انفاق فی سبیل اللہ کے احکام کے اثرات دنیا بھر میں صدقات اور خیرات کی گراں قدر نشانیوں مثلاً ہسپتال، تعلیمی ادارے، مسافر خانے، سڑکیں، کنویں اور دیگر رفاہی اداروں کی شکل میں دیکھے جاسکتے ہیں اور مسلمان رفاہ عامہ کے کام کرنے اور غرباء و مساکین کی ضروریات کی کفالت اپنا دینی اور مذہبی فریضہ سمجھتے ہیں۔

کفارات:

اسلام نے زکوٰۃ کے علاوہ دیگر عبادات کے ذریعے بھی انسانیت کی خدمت کے لئے تحریک پیدا کرنے کی ترغیب دی اور عبادات کو فرض اور نفل جیسی دو قسموں میں تقسیم کیا۔

فرض عبادت وہ ہے جس کو ادا کرنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے جبکہ نفل عبادت کو انسان کی استطاعت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ چار عبادات نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، فرض عین ہیں اور اپنی جزئیات کے ساتھ فرض ہیں اگر ان جزئیات کو پورا کرنے میں کمی ہو جائے تو اس صورت میں حکم ہے کہ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے اللہ کے بندوں کے ساتھ بھلائی کی جائے مثلاً روزے کے بارے میں پہلے حکم تھا۔

وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين فمن تطوع خيرًا فهو خير له وان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون۔ [۱۳]

''اور جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے ان کا فدیہ یہ ہے کہ مسکین کو کھانا کھلائیں۔ پھر جو کوئی خوشی سے زیادہ نیکی کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر روزہ رکھو تو یہ تمھارے حق میں بہت اچھا ہے اگر تم جانو''

بعد میں یہ آیت منسوخ ہوگئی اور روزے سب پر فرض کر دیئے گئے سوائے ایسے لوگوں کے جو

بڑھاپے یا کسی سخت مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتے ہوں ان کے لئے فدیہ دینے کا حکم ہے کہ ایک روزہ کے عوض ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلا دیں۔ گویا وہ مصیبت زدہ انسانوں کی مدد کر کے روزہ کے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

صدقہ فطر:

روزوں میں اتفاق سے یا غیر شعوری طور پر کبھی نہ کبھی لغو اور بے ہودہ حرکتیں ہو جاتی ہیں صدقہ فطر کے ذریعے مسکینوں کی جو مدد ہوتی ہے اس سے ان کی آلائش دھل جاتی ہے اور وہ پاک صاف ہو جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس روایت کرتے ہیں۔

فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكوٰة الفطر طهرة للصيام من اللغو والرفث وطعمة للمساكين۔ ۱۴

''رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر فرض کیا ہے جو روزہ کو لغو حرکتوں اور ناپسندیدہ باتوں سے پاک کرتا ہے اور اس میں مسکینوں کی روزی ہے''۔

ظہار سے رجوع کا طریقہ

عرب میں رواج تھا کہ جب لوگ اپنی بیوی سے ناراض ہوتے تو اسے ماں کے مثل قرار دے کر ازدواجی تعلقات ہمیشہ کے لئے توڑ لیتے تھے۔ اسے ظہار کہا جاتا تھا۔ قرآن حکیم نے اس حرکت پر تنقید کی اور کہا بیوی کبھی ماں نہیں ہو سکتی۔ اس سے رجوع کا طریقہ ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

الذين يظهرون من نسائهم ثم يعودون لما قالو افتحرير رقبة مّن قبل اَن يتمآ سّا ذٰلكم توعظون به والله بما تعملون خبيرٌ ٥ فمن لّم يجد فصيام شهرين متتابعين من قبل اَن يّتمآسا فمن لم يستطع فاطعامُ ستّين مسكيناً۔ ۱۵

''جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں اور پھر اپنی اس بات سے رجوع کرنا چاہیں جو انہوں نے کہی تھی تو انہیں ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہوگا۔ اس حکم کے ذریعے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے پس جو شخص غلام نہ پائے اسے پے در پے دو مہینوں کے روزے رکھنے ہوں گے۔ قبل اس کے کہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے''

قتل خطا کے احکام:

اسلامی مملکت میں کوئی مسلمان غلطی سے دوسرے مسلمان کو قتل کر دے تو ایک مسلمان غلام آزاد کرنا ہوگا اور مقتول کی دیت بھی اس پر واجب ہوگی۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

فمن لم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله وكان الله عليماً حكيماً [۱۶]

''اگر کوئی شخص غلام نہ پائے تو پے در پے دو مہینوں کے روزے رکھے۔ یہ اس گناہ پر توبہ کا طریقہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

مقتول کی دیت تو قاتل اور اس کے خاندان والے ادا کریں گے۔ البتہ قاتل غلام آزاد کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اسے دو ماہ کے روزے رکھنے ہوں گے۔

قسم کا کفارہ

قسم کسی بات کی تاکید اور اپنے عزم کے اظہار کیلئے ہوتی ہے اگر یہ چیز مقصود نہ ہو تو قسم کھانا بے معنی اور لغو ہوگا اس کے توڑنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مواخذہ نہ ہوگا البتہ کسی بات کو مستحکم کرنے کے لئے جو قسم کھائی جائے اس کے توڑنے کا کفارہ ادا کرنا ہوگا یہ کفارہ قرآن پاک میں ان الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

فكفارته اطعام عشرة مسٰكين من او سط ماتطعمون اهليكم او كسو تهم اوتحريرُ رقبة فمن لّم يجد فصيام ثلثة ايّام [۱۷]

''اس کا کفارہ ہے دس مسکینوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑا پہنانا یا ایک غلام آزاد کرنا، جس شخص کو ان میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے''۔

گویا قرآن حکیم نے خدمت خلق اور انسانوں کے ساتھ حسن سلوک کو بعض عبادات کا بدل قرار دے کر اس کے ذریعے ان کی کمی کو دور کر کے اسے وہ مقام عطا کر دیا ہے کہ مذہب کے نظام میں اس سے بلند تر مقام کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

ان سب کے علاوہ اسلامی دور میں مساجد، مدارس اور خانقاہیں جو خالصتاً عبادت کے لئے ہوتے ہیں دور اول میں مسلمانوں کے تعلیمی، سماجی اور سیاسی مراکز کی حیثیت رکھتے تھے اور یہ رفاہی اداروں کے طور پر بھی کام کرتے تھے۔ اگر چہ مسلمان حکمران فتوحات میں مصروف تھے لیکن وہ رفاہی کاموں سے بھی

غافل نہیں تھے۔ اکثر مسلمان امراء ذاتی طور پر ان اداروں کی سرپرستی کرتے تھے حکومت کی کوششوں کی وجہ سے یہ ادارے کافی مضبوط ہوتے گئے۔ مقامی مخیّر حضرات نے کافی بڑے پیمانے پر ان اداروں کو عطیات دیئے۔ اور اس طرح ایک باقاعدہ وقف کا ادارہ وجود میں آ گیا۔

وقف:

وقف سے مراد ایسی چیز ہے جو خود کو قائم رکھتے ہوئے منافع کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے۔اور جس کی خرید وفروخت سے متعلق جملہ حقوق سے اس کا مالک کلی طور پر دستبردار ہو جاتا ہے۔اور یہ شرط لگا دیتا ہے۔ کہ اس کا منافع مطلوبہ کار خیر پر صرف ہوتا رہیگا۔ ۱۸

وقف کا مقصد صرف رضائے الٰہی ہونا چاہیئے۔ وقف کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ وقف خیری یعنی وہ اوقاف جو خاص طور پر دینی مقاصد یا عامۃ الناس کے فائدے کیلئے ہوں۔ مثلاً مساجد، مدارس، شفاخانے، پل، ذخائر آب وغیرہ۔

۲۔ وقف اہلی یا ذرّی یعنی خاندان کیلئے وقف کردہ اوقاف، مثلاً بیٹوں، پوتوں یا دوسرے اعزہ واقارب کیلئے وقف۔ لیکن ایسے اوقاف کی غایت بھی قربت یعنی رضائے الٰہی ہونی چاہیے۔ وقف عوامی فلاح و بہبود کے کاموں کیلئے ہوتا ہے۔

عہد نبوی ﷺ:

مسلمانوں کے ہاں مساجد و مدارس کو مقدس مقام حاصل ہے اس لئے خدمت خلق کے کاموں کی ابتداء یہیں سے ہوتی ہے۔تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کے زیادہ اوقاف مساجد و مدارس کے لئے ہوتے تھے مسلم علماء کا عام طور پر اس امر پر اتفاق ہے کہ اسلام سے قبل عرب میں اوقاف نہیں تھے نہ مکانات میں اور نہ اراضی میں ۱۹ اس کا آغاز آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے ہوا۔ وقف کے ادارہ کی تائید میں اگرچہ احادیث کم مروی ہیں تاہم یہ امر بہرحال ثابت شدہ سمجھا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین نے وقف قائم کئے۔اس کی ابتدا خود رسالت مآب ﷺ نے ہجرت کے فوراً بعد کی جیسا کہ حضرت انسؓ بن مالک کی ایک روایت میں بیان ہوا ہے۔کہ آنحضرت ﷺ نے مسجد کی تعمیر کیلئے بنونجار سے باغات خریدنا چاہے مگر انہوں نے قیمت لینے سے انکار کر دیا اور فی سبیل اللہ زمین مفت دے دی ۲۰ اس طرح مسجد نبوی کی یہ زمین ہمیشہ کیلئے وقف ہوگئی۔ مسجد نبوی اس زمانے میں قرآن مجید پڑھنے اور مسائل سیکھنے کی

جگہ تھی۔

اس لئے جب اس کی توسیع کیلئے ارادہ فرمایا تو حضرت عثمانؓ نے مزید زمین خرید کر وقف کردی۔ ۲۱ مسجد نبوی کے علاوہ بھی دیگر شہروں میں مسجدیں درس گاہیں بن گئیں۔ رفتہ رفتہ مشہور صحابہ نے اپنے مکان اس مقصد کیلئے وقف کردیئے۔ اہل علم نے بھی اپنے مسکن مراکز علم میں تبدیل کردیئے۔ ۲۲ مدینہ میں میٹھے پانی کے کنویں کو بھی حضرت عثمانؓ نے خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کردیا۔ ۲۳ میت کی طرف سے وقف کرنے کیلئے بھی نبی ﷺ نے فرمایا تاکہ اسے اس کا ثواب ملتا رہے۔ ۲۴ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون ۔ ۲۵

''جب تم ان چیزوں کو جو تمہیں عزیز ہیں راہ خدا میں صرف نہ کرو گے، نیکی حاصل نہ کرسکو گے''

کی تعمیل میں حضرت ابوطلحہؓ نے اپنا نہایت پسندیدہ قطع زمین بیرحا اور باغ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تھا جہاں رسول پاک ﷺ سایہ تلے آرام کرنے اور پانی پینے کیلئے تشریف لے جایا کرتے تھے یہ باغ مدینہ منورہ میں تھا جہاں بعد میں حضرت معاویہؓ نے قصر بنی حدیلہ تعمیر کرایا تھا۔ ۲۶ مگر جناب رسالت مآب ﷺ نے انہیں یہ قطعہ واپس کردیا اور فرمایا کہ اسے اپنے اعزہ و اقارب پر وقف کردو اس پر حضرت ابوطلحہؓ نے یہ باغ ابیؓ اور حسانؓ بن ثابت کو بطور صدقہ دے دیا۔ ۲۷

ہجرت مدینہ کے بعد نبی ﷺ نے انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات کا رشتہ قائم کیا۔ صحابہ کرامؓ میں انصار کا سب سے بڑا وصف یہی تھا کہ مکہ کے مہاجرین جب اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ آئے تو انصار نے ان کو اپنے گھر دیئے، باغ دیئے، کھیت دیئے، اپنی محنتوں میں ان کو شریک کیا دوسری طرف مہاجرین کا یہ حال تھا کہ وہ کہتے تھے ہم خود کمائیں گے اور آپ پر بوجھ نہیں بنیں گے گویا یہ بھائی چارہ حقیقی بھائی چارے سے بڑھ گیا ۲۸۔

یہی جذبہ تھا کہ جب بنی نضیر کی زمین مسلمانوں کے ہاتھ آئی اور آنحضرت ﷺ نے دو انصاریوں کے سوا باقی ساری زمین مہاجرین کو دے دی تو انصار نے ہنسی خوشی اس فیصلے کو تسلیم کرلیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا بہت پسند آئی اور ان کی مدح وستائش کی۔

والذین تبوء الدّار والایمان من قبلھم یحبون من ھا جر الیھم

ولا یجدون فی صدورھم حاجۃ مِمّآ اوتوا و یو ثرون علٰی

انفسهم ولو كان بهم خصاصة ومن يوق شح نفسه فاولٰئك
هم المفلحون ۲۹

''اوران کے واسطے جنہوں نے ان (مہاجرین کی آمد) سے پہلے اس مقام (مدینہ) میں اورایمان میں جگہ پکڑی اورمحبت رکھتے ہیں اس سے جواپنا گھر چھوڑ کران کے پاس چلا آیا اوران (مہاجر) کودیئے جانے سے دل میں کوئی مطلب نہیں رکھتے۔ چاہے اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو(ان مہاجرین بھائیوں کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اور جوشخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پائیں گے''۔

بحرین فتح ہوا تو نبی ﷺ نے ان کی جاگیر انصار کودینا چاہی اُنہوں نے عرض کی جب تک ہمارے مہاجرین بھائیوں کواتنا نہ ملے ہمیں منظور نہیں۔ ۳۰

عہدصحابہ:

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا زمانہ خلافت زیادہ تر مرتدین کی شورشوں کے قلع قمع میں گزرا پھر بھی انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں تمام مفتوحہ ممالک میں ہر جگہ قرآن مجید کا درس مقرر کیا اور معلم وقاری مقرر کرکے ان کی تنخواہیں مقرر کیں۔ خانہ بدوش بدوؤں کے لئے قرآن مجید کی تعلیم جبری طور پر رائج کی ۳۱ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں تمام مقبوضہ علاقوں میں درس قرآن جاری کرنے کے لئے مدرسے قائم کئے اوراساتذہ کے لئے تنخواہیں مقرر کیں ۳۲ شام کی فتح کے بعد قرآن مجید اور شریعت اسلامی کی تعلیم کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ حضرت عبادہ بن صامت نے معلم قرآن کی حیثیت سے حمص میں قیام فرمایا، حضرت معاذ بن جبل نے فلسطین اور حضرت ابودرداء نے دمشق میں اقامت اختیار کی۔ انہوں نے قرآن مجید کی تعلیم کے لئے مکاتب قائم کئے لوگ جوق در جوق علم کی تحصیل کے لئے ان کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ ۳۳ حدیث کی سماعت کے لئے لوگ خراسان سے لے کر دمشق وحجاز تک کا سفر پاپیادہ کرتے تھے ۳۴ مسجدیں اور علماء کے معمولی مکانات تعلیم گاہوں کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔

عہد تابعین اوران کے بعد:

عہد تابعین اور بعد میں کوفہ کی جامع بغداد اور بصرہ کی جامعات کے ساتھ درس و تدریس کے مراکز قائم ہوئے۔ دمشق میں جامع ابن طولون اوراسی طرح دیگر جامعات وجود میں آئیں۔ اسی زمانے میں ان جامعات کے ساتھ کتب خانے بھی بنائے گئے جن کے لئے الگ کمرے ہوتے

تھے۔ ۳۵؎ کچھ ایسے کتب خانے بھی وجود میں آئے جہاں علوم اوائل یا علوم قدیمہ، مثلاً منطق،، فلسفہ، ریاضیات، علم نجوم، موسیقی، کیمیا، طب وغیرہ کے متعلق کتابیں جمع کی گئیں ۳۶؎ بصرہ، کوفہ اور بغداد کی جامع مسجدوں میں ادب عربی، قواعد عربی اور عربی محاوروں کی تعلیم جاری رہی ۳۷؎

اموی دور:

اس دور میں ابتدائی تعلیم کیلئے ہر جگہ مکاتب قائم کئے گئے۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے ملک کی بڑی مساجد جامعات اور مدارس کا کام کرتی تھیں ان مساجد اور مدارس کیلئے لوگ جائیدادیں وقف کر رہے تھے۔ ان میں خورد ونوش کا انتظام بھی تھا اور قرآن پاک کی تعلیم بھی دی جاتی تھی۔ بنو امیہ کے عہد میں قرطبہ میں اوقاف کیلئے ایک مرکزی خزانہ (بیت المال) تھا جو سرکاری خزانہ عامرہ (خزانۃ المال) کے علاوہ تھا جو قاضی القضاۃ کی زیر نگرانی ہوتا تھا۔ اور فاس میں مرینیوں کے عہد میں ایک سرکاری عہدے دار مامور ہوتا تھا۔ جو شہر کے تمام اوقاف کی نگرانی کرتا تھا۔ ۳۸؎

مصر میں ابوبکر محمد بن علی المزرائی (م ۳۴۵ھ) پہلا شخص ہے۔ جس نے زرعی زمین مساجد ومدارس کیلئے اور بعض دوسرے نیک مقاصد کیلئے وقف کی۔ مگر فاطمیوں نے زرعی جائیدادوں کا وقف حکماً بند کر دیا۔

خلیفہ حکم نے ۳۵۹ء ۹۶۷ء میں قرطبہ میں ستائیس مدرسے قائم کئے تاکہ غریب اور یتیم بچے تعلیم حاصل کر سکیں تین جامع کے قریب اور بقیہ شہر کے مختلف حصوں میں تھے۔ نو سال کے بعد انہوں نے معلمین کے لئے کچھ دکانیں وقف کر دیں۔ ۳۹؎

عباسی عہد و مابعد:

اس عہد میں بہت سی مساجد اور مکاتب قائم ہوئے۔ مدینہ طیبہ کے علاوہ کوفہ، بصرہ اور فسطاط مشہور علمی مرکز تھے۔ اس عہد کی دو درس گاہیں خاص طور پر ممتاز تھیں۔ ایک کوفہ میں حضرت امام ابوحنیفہ کی درس گاہ اور دوسری مدینہ منورہ میں حضرت امام مالک کی۔ ان مرکزی شہروں کے علاوہ خلافت عباسیہ کے بعض دور دراز مشرقی مقامات میں بھی مراکز قائم کئے گئے۔ حوقل (م ۳۶۷ھ) نے بجستان میں بہت سی مساجد دیکھی تھیں۔ بعض میں ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کا انتظام تھا۔ ۴۰؎

المقدسی نے چوتھی صدی ہجری میں فلسطین، شام، مصر اور ایران میں ایسی بے شمار مساجد دیکھی

تھیں۔ سیراف، فیروز آباد، آزر بائیجان، اصفہان، نیشاپور، ہمدان، سمرقند، بخارا مشہور علمی مراکز تھے۔۴۱
سلطان صلاح الدین ایوبی نے جب مصر پر قبضہ کیا تو جامع الازہر کو اہل السنہ والجماعت کے علوم ومعارف کی تدریس کا مرکز بنادیا۔۴۲ ۳۹۵ھ میں فاطمی حکمران الحاکم بامراللہ نے قاہرہ میں دار العلم یا دار الحکمۃ قائم کیا اس کیلئے ایک عمارت تیار کی گئی اور اسے طرح طرح سے آراستہ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ایک کتاب خانہ بھی تھا دار العلم کی اصل غرض وغایت شیعی علوم کی اشاعت تھی۔ اس کے مصارف کیلئے فسطاط کے بہت سے مکانات وقف تھے۔۴۳ اسلام میں مدرسے کیلئے پہلی عمارت چوتھی صدی ہجری میں نیشاپور میں بنائی گئی۔ یہ مدرسہ نیشاپور کے سامانی حکمران ناصر الدولہ ابو الحسن (م ۳۷۸) نے امام ابو بکر محمد بن حسین بن فورک (م ۴۰۶ھ) کیلئے بنایا تھا۔۴۴ سلطان محمود غزنوی نے متھرا کی فتح سے واپس آکر تقریباً ۴۱۰ھ میں ایک عالیشان مدرسہ بنوایا۔ اس کے ساتھ ایک کتابخانہ بھی تھا۔ مدرسے کے مصارف کیلئے بہت سے دیہات اور مواضع وقف کئے تھے۔ سلطان کے بھائی امیر نصر سبکتگین نے اپنی امارت نیشاپور کے زمانے میں بھی ایک مدرسہ تعمیر کرایا تھا۔ چوتھا مدرسہ نیشاپور میں امام ابو اسحق اسفرائنی (م ۴۱۸ھ) کیلئے بنایا تھا۔۴۵ نظام الملک طوسی نے اپنی وزارت کے بعد نیشاپور میں ایک مدرسہ امام الحرمین (م ۴۷۸ھ) کیلئے تعمیر کرایا تھا جو مدرسہ نظامیہ کہلاتا تھا۔۴۶

ان مساجد اور مدارس کیلئے اگرچہ بہت کچھ وقف کیا جاتا تھا تاہم کبھی کبھار ان سے ہونے والی آمدن بھی کم پڑ جاتی تھی۔ الحاکم کے وقت میں بہت سی مساجد (کے اوقاف) کی آمدن ان کی نگہداشت کیلئے بھی کافی نہ تھی لہذا اس نے ۴۰۵ھ میں ایک بہت بڑا وقف قائم کیا تاکہ مساجد کی حالت کی باقاعدہ نگہداشت اور نگرانی ہوتی رہے۔۴۷

عہد سلاجقہ:

آل سلجوق میں ملک الپ ارسلان اور ملک شاہ نامور اور باعظمت حکمران ہوئے۔ ان کا وزیر اعظم نظام الملک طوسی کاشغر سے لے کر بیت المقدس تک تمام سفید وسیاہ کا مالک تھا۔ اس نے تمام عملداری میں مکاتب ومدارس قائم کئے۔ اور اپنی جاگیر میں سے دسواں حصہ مدرسوں کیلئے وقف کردیا اور بغداد میں مدرسہ نظامیہ تعمیر کیا۔ جسکا فیض تین سو سال تک جاری رہا۔ نظام الملک نے عام مدرسوں کے علاوہ نیشاپور، ہرات، اصفہان اور موصل میں جو بڑے بڑے مدارس قائم کئے وہ بھی نظامیہ کہلاتے تھے۔۴۸

مدرسہ نظامیہ بغداد کے بعد دوسرا بڑا مدرسہ مستنصریہ تھا جسکی تاسیس ۶۲۵ھ میں خلیفہ مستنصر باللہ

نے رکھی۔ اس مدرسے کے ساتھ ایک کتابخانہ اور طلبہ کے قیام کیلئے دارالاقامۃ بھی تھا۔ طلبہ کو خوراک روغن اور کاغذ وغیرہ مدرسہ سے ملتا تھا۔ بہت سے دیہات اور مواضع سالانہ مصارف کیلئے وقف تھے۔[۴۹]

چھٹی صدی ہجری میں دو خاندان نوریہ اور صلاحیہ اسلامی عظمت وشوکت کا نشان تھے۔ نور الدین محمود زنگی (م۵۶۹ھ) دولت نوریہ کا بانی اور مصر وشام کا فرمانروا تھا اس نے حلب، حماۃ، حمص اور بعلبک میں بڑے بڑے مدرسے قائم کئے۔[۵۰]

سلطان صلاح الدین (م۵۸۹ھ) نے اسکندریہ، قاہرہ، بیت المقدس اور دمشق وغیرہ میں بہت سے مدارس قائم کئے اور بے انتہا آمدنی ان کیلئے وقف کی۔ الملک الکامل (م۶۳۸ھ) برادرزادہ صلاح الدین نے قاہرہ میں دارالحدیث الکاملیہ بنوایا تھا۔[۵۱] امراء کے علاوہ ان کی بیگمات بھی مدارس قائم کرنے میں ان کے شانہ بشانہ حصہ لیتی تھیں۔ چنانچہ دمشق میں الصاحبیہ، ربیع بنت نجم الدین ایوب، العذرویہ، عذرا بنت نجم الدین اور اتابکیہ خاتون بنت عزالدین نے مدارس کی تعمیر کروائی۔[۵۲]

عہد ممالیک:

ممالیک کا عہد حکومت ۶۵۲ھ/۱۲۵۰ تا ۹۲۳ھ/۱۵۱۷ء مصر کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ سلاطین علم پرور اور فن تعمیر کے شائق تھے۔ ممالیک کے ایک نامور سلطان ملک اشرف قائتبائی نے مصر کے علاوہ مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں عالیشان مدارس بنائے۔ سلطان ابن الناصر محمد بن قلاوون نے قاہرہ میں جو مدرسہ قائم کیا وہ اس وقت رفعت وشان میں تمام دنیا میں بے نظیر تھا۔ اس کے ساتھ ہسپتال بھی تھا ان مدارس میں چاروں مذاہب فقہ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ الملک الظاہر رکن الدین بیبرس بندقداری (م۶۷۶ھ) امیر رکن الدین بیبرس، امیر کبیر سیف الدین اور ملک اشرف سیف الدین، ابونصر الدقماق نے بھی بہت سے مدارس اور خانقاہیں قائم کیں جن میں اکابر علماء تعلیم دیتے تھے۔[۵۳]

مملوکوں کے عہد میں اوقاف کو تین شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔

ا۔ احباس:

یہ دارالسلطان کے زیر نگرانی تھے۔ اور ان کا انتظام ایک ناظر کے سپرد ہوتا تھا۔ جسکا خاص دیوان (دفتر) ہوتا تھا۔ یہ مصر کے صوبوں میں بڑی بڑی جائیدادوں پر مشتمل تھے اور یہ مساجد اور زوایا کی مرمت اور آراستگی پر صرف ہوتے تھے۔[۵۴]

۲۔ اوقاف حکمیہ:

یہ مصر اور قاہرہ میں شہری زمینوں پر مشتمل تھے۔ ان کے مداخل حرمین الشریفین اور دوسری تمام قسم کی خیراتوں کیلئے مخصوص تھے یہ قاضی القضاۃ کے زیر نگرانی تھے۔ اور ان کا انتظام ایک ناظر کے سپرد ہوتا تھا۔۵۵

۳۔ اوقاف اہلیہ:

(خاندان کے نام پر اوقاف) ان میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا ناظر ہوتا تھا۔ یہ خانقاہوں، مسجدوں، مدرسوں اور مزارات کے اوقاف تھے۔ ان کے نام پر مصر اور شام میں بڑی بڑی وسیع جاگیریں تھی جن میں بعض اصل میں سرکاری جائیدادیں تھی جو حاصل کر لی گئی تھیں۔ اور پھر وقف کر دی گئی تھیں المقریزی سے ایک صدی بیشتر حنفی عالم صدر الشریعہ الثانی (م ۷۴۷ھ) یہ شکایت کرتے تھے کہ وہاں کے قاضی اوقاف کو ایک حیلے سے باطل قرار دیتے ہیں۔۵۶

ان شاذ و نادر قسم کی بدعنوانیوں کے باوجود اوقاف نے وسیع طور پر اشاعت علوم دین، خدمت غرباء و مساکین اور دیگر کارہائے خیر میں بڑا حصہ لیا۔

برصغیر پاک و ہند:

۴۱۲ھ میں سلطان محمود غزنوی نے لاہور فتح کیا اور اسے غزنی کی سلطنت میں شامل کر لیا۔ لاہور پونے دوسو برس غزنوی خاندان کے حکمرانوں کا پایہ تخت رہا اور علماء و فضلا کا مرجع و مرکز رہا۔ اس دوران مدارس کی تعمیر جاری رہی اور ان کیلئے جائیدادیں وقف کی گئیں۔ سلطان نے کئی ہزار بت خانوں کو مسجدوں میں تبدیل کیا۔۵۷

متھرا کی فتح سے واپس جا کر ۴۱۰ھ میں خاص دار السلطنت غزنین میں ایک نہایت عالیشان مدرسہ بنوایا ایک کتابخانہ بھی اس میں شامل تھا۔ مدرسے کے مصارف کے لئے بہت سے دیہات اور مواضع وقف کئے تھے۔۵۸

غوری خاندان:

۱۱۴۹ء/تا ۱۲۰۶ء/۵۴۴ھ/تا ۶۰۲ھ: غوری خاندان کا سلطان شہاب الدین محمد غوری علوم وفنون کا شائق تھا اس نے ۵۸۷ھ میں اجمیر فتح کیا اور وہاں متعدد مساجد و مدارس تعمیر کرائے: ۵۹

خاندان غلامان:

۱۲۰۶ء/تا ۱۲۸۷ء /۶۰۲ھ/تا ۶۸۶ھ: بختیار خلجی جو کہ قطب الدین ایبک کا معتمد تھا۔ وہ چھٹی صدی ہجری کے آخر میں بہادر و بنگال میں فاتحانہ داخل ہوا۔ اس نے قدیم شہر ندیا کی جگہ رنگ پور کا شہر آباد کیا۔ اور وہاں پر بہت سی مسجدیں مدرسے اور خانقاہیں تعمیر کرائیں۔۶۰ شمس الدین التمش ۶۰۷ھ میں حکمران بنا تو اس نے اپنے آقا شہاب الدین غوری جن کا اصل نام معزالدین محمد غوری ہے۔ کی یاد میں دہلی اور بدایوں میں معزی نامی مدرسے قائم کئے دہلی میں ایک دوسرا مدرسہ شہزادہ محمد بن سلطان التمش کے نام پر قائم کیا گیا تھا۔ طبقات ناصری کے مصنف سراج الدین عفیف اس مدرسے کے مہتمم اور نگران تھے۔۶۱ ناصر الدین قباچہ، قطب الدین ایبک کی طرف سے ملتان کا والی تھا اس نے ملتان میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا۔ خاندان غلامان میں نصیر الدین ۶۴۴ھ تا ۶۶۴ھ کے زمانے میں جالندھر میں ایک بڑا مدرسہ تھا جہاں عید کی نماز ہوا کرتی تھی۔۶۲

خلجی خاندان: ۶۸۹ھ/۱۲۹۰ء تا ۷۲۰ھ / ۱۳۲۱ء

علاء الدین خلجی اگرچہ زیادہ پڑھا لکھا نہ تھا لیکن وہ بھی علم کا شائق تھا اس نے بہت سی مساجد، مدارس، حمام اور مقبرے تعمیر کرائے۔ اس کے زمانے میں پینتالیس علماء جو مختلف علوم و فنون میں یگانہ روزگار تھے، دہلی کے مختلف مدارس میں تعلیم دیتے تھے۔۶۳

خاندان تغلق: ۷۶۰ھ / ۱۳۲۱ء تا ۸۱۷ھ /۱۴۱۴ء

تغلق خاندان میں فیروز شاہ تغلق: ۷۵۲ھ تا ۷۹۰ھ علم پرور، علم دوست، علماء کا قدردان اور سرپرست تھا اور خود بھی تصنیف و تالیف سے شغف رکھتا تھا۔ اس نے ۷۵۳ھ میں مدرسہ فیروز آباد دہلی میں قائم کیا جس کے متصل مسجد بھی تھی۔ دوسرا مدرسہ بالا بند آب سیری تھا۔ جو ایک شاہی عمارت میں واقع تھا۔ فیروز شاہ نے اپنے غلاموں کی تعلیم و تربیت کا بھی اہتمام کیا تھا۔ اس نے رفاہ عامہ کیلئے بھی ادارے قائم کئے تھے۔۶۴

محمود تغلق: ۸۰۱ھ/ ۱۳۹۸ء تا ۸۰۲ھ/ ۱۳۹۹ء

اس کے زمانے میں تیمور نے ہندوستان پر حملہ کر دیا اور دہلی شہر کو آگ لگا دی یہ آگ پانچ دن تک لگی رہی جس سے علمی ادارے تباہ و برباد ہو گئے۔۶۵

لودھی خان: ۸۵۵ھ ۱۴۵۱ء تا ۹۳۲ھ ۱۵۲۶ء

بہلول لودھی اس خاندان کا پہلا بادشاہ تھا۔ اس نے شہر آگرہ کی بنیاد رکھی اور تیموری حملے کے بعد جو افراتفری مچ گئی تھی اس کو دور کر کے ملک میں امن وامان قائم کیا اور مدارس ومکاتب کا قیام کیا۔ سکندر لودھی کے زمانے میں ہندو بھی مسلمانوں کے ساتھ ان مکاتب ومدارس میں تعلیم پانے لگے۔ ۶۶

بہمنی سلطنت: ۱۳۴۷ء / تا ۱۵۲۶ء

شہزادہ محمود شاہ بہمنی علم پرور اور علماء وفضلاء کا قدردان تھا اس نے ایلچ پور، گلبرگہ، بیدار، قندہار (خیر آباد دکن) اور دولت آباد میں بہت سے مدارس اور یتیم خانے قائم کئے۔ بہمنی سلاطین کا نامور حکمران محمد شاہ بہمنی دوم تھا اس کے وزیر اعظم محمود گاواں نے بیداد میں ایک عظیم الشان مدرسہ قائم کیا تھا۔ یہ مدرسہ ایک اونچے ٹیلے پر واقع تھا۔ صحن مدرسہ میں مسجد تھی طلباء اور مدرسین کیلئے مسلسل اور وسیع حجرے بنے ہوئے تھے۔ طلباء کے قیام وطعام کے مصارف کیلئے جائیداد وقف تھی مدرسے کے ساتھ ایک بڑا کتابخانہ بھی تھا۔ ۶۷
عادل شاہیوں نے بیجاپور، نظام شاہیوں نے احمد نگر قطب شاہیوں نے گولکنڈے اور محمود خلجی نے مالوہ میں بہت سے مدارس تعمیر کرائے تھے۔ ۶۸

جون پور کے شاہان شرقی: ۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء تا ۸۸۱ھ/۱۴۷۷ء

ابراہیم شرقی کے عہد میں جون پور نے بڑی ترقی کی اس کے عہد میں ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی کا مدرسہ جونپور کی مشہور مسجد اٹالہ میں قائم تھا۔ مسجد کے گرد وپیش وسیع حجروں کا سلسلہ تھا جو علماء وطلباء کے قیام کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ فرید خان (شیر شاہ سوری) نے گلستان، بوستان، اور سکندر نامہ کے علاوہ کافیہ اور شرح کافیہ تک کی تعلیم جونپور کے مدارس میں پائی تھی۔ ۱۴۸۶ء میں بی بی راجے بیگم نے جونپور میں مدرسہ قائم کیا جو مدرسہ بی بی راجے بیگم کہلاتا تھا۔ ۶۹

۱۱۴۷ھ/ ۱۷۳۵ء میں نواب سعادت خان نیشاپوری اودھ، جونپور اور بنارس کا صوبیدار مقرر ہوا تو اس نے کسی بات پر برافروختہ ہوکر مدارس اور خانقاہوں کے اوقاف ضبط کر لئے۔ علماء مفلوک الحال ہو گئے طلباء منتشر ہو گئے اور مدارس اجڑ گئے صرف اٹالہ کی مسجد میں مدرسہ کسی نہ کسی طرح قائم رہا اور آج تک بنگال اور بہار تک کے طلباء اس کے فیوض سے مستفید ہو رہے ہیں۔ ۷۰

۱۳۷۴ تا ۱۴۷۵ء میں سلطان حسین لنگا نے ملتان میں ایک مدرسہ قائم کیا۔ اس مدرسے کی تعمیر

گجرات کے مدارس کے طرز پر ہوئی تھی۔اے

سلاطین گجرات ۸۱۰ھ/۱۴۰۴ء تا ۹۹۲ھ/۱۵۸۶ء

فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں گجرات کے گورنر ظفر خان نے مظفر شاہ کا خطاب اختیار کر کے ۸۱۰ھ میں گجرات میں مستقل حکومت قائم کر لی اور ۸۱۳ھ میں وفات پا کر اپنے بیٹے احمد شاہ اول کیلئے جگہ خالی کر دی۔ اس خوش نصیب سلطان نے گجرات کو عرب کے ساتھ ملا دیا اور حاجیوں کے قافلے سال ہا سال سلاطین گجرات کی نگرانی میں بحری راستے سے جانے لگے۔ اسی راستے سے مشتاقان علم دیار عرب کا بھی رخ کرنے لگے۔ سلاطین گجرات میں محمود شاہ اول، مظفر شاہ حلیم اور محمود شاہ دوم بڑے علم پرور تھے۔ محمود شاہ اول نے احمد آباد میں بہت سی مساجد، سرائیں اور مدارس تعمیر کرائے شیخ عثمان (م ۷۶۳ھ) نے سابرندی کے کنارے عثمان پور میں ایک مدرسہ تعمیر کرایا تھا۔اسی طرح نہر والہ میں دو مدارس تھے۔ سرخیز میں شیخ احمد کھتو گنج بخش کے مزار کے پاس ایک بڑا مدرسہ تھا۔ احمد آباد میں مولانا وجیہ الدین کا مدرسہ سب سے زیادہ مشہور تھا۔ اس مدرسے میں طلباء کو وظائف بھی ملتے تھے۔صادق خان ایک امیر نے مدرسے کی عمارت از سر نو تعمیر کرائی جس میں طلبہ کے قیام کیلئے کمرے بھی بنوائے۔۲ے

سلاطین مغلیہ: ۹۳۲ھ/۱۵۲۶ء تا ۱۲۷۶ھ/۱۸۵۷ء

ہندوستان میں مغل سلطنت کے قیام سے جہاں ایک مرکزی حکومت قائم ہوئی، اور صوبوں کی علیحدہ علیحدہ حکمرانی ختم ہوئی، وہاں مرکزی اور مشہور مقامات میں مغل سلاطین اور امراء نے متعدد مدارس ومکاتب قائم کئے طلباء وعلماء کیلئے شاہی خزانہ سے وظائف دیئے جانے لگے جس کو تاریخی اصطلاح میں ''مدد معاش'' کہتے تھے۔ مدد معاش کیلئے ہندو مسلمان کی کوئی تفریق نہ تھی مسلم علماء اور طلباء کی طرح ہندوؤں کے پنڈت، گرو اور گوسائیں سرکاری امداد سے مستفید ہوتے تھے۔ بعض مقامات پر مدد معاش کیلئے گاؤں وقف کر دیئے۔ سلاطین اور امراء کے علاوہ ان کی بیگمات بھی اس کار خیر میں برابر کی شریک ہوا کرتی تھیں۔ بیشتر علماء ہر قسم کی مالی اعانت سے بے نیاز ہو کر صرف دین کی خاطر اپنے گھروں اور مسجدوں میں درس دیا کرتے تھے۔ارباب تصوف کی خانقاہوں میں بھی درس وتدریس ہوا کرتی تھی۔جہاں نامی گرامی علماء تعلیم دیا کرتے تھے۔ مخیّر اور نیک دل حضرات، اساتذہ اور طلباء کی تمام ضروریات کی کفالت کیا کرتے تھے۔مغلیہ سلطنت کے بانی بابر کا مختصر سا عہد تو جنگوں میں گزرا۔ لیکن اس کا جانشین ہمایوں علوم وفنون کا بڑا شائق

تھا۔ اس نے دہلی میں ایک بڑا مدرسہ قائم کیا جسکے مدرس شیخ حسین تھے۔۳ے ہمایوں کے مقبرے کے اوپر جو چھت تھی وہ دراصل ایک مدرسہ تھا جس میں اکابر علماء تعلیم دیتے تھے۔ مقبرے کے پہلو میں چھوٹے چھوٹے کمرے طلباء کے قیام کیلئے استعمال ہوتے تھے۔۴ے

شیر شاہ سوری ۹۴۶ھ/ ۱۵۳۹ء تا ۹۵۲ھ/ ۱۵۴۵ء

کا عہد حکومت ہندوستان کی تاریخ کا ایک بابرکت زمانہ ہے۔ اس دور میں رفاہ عامہ کے بہت سے کام ہوئے۔ اس نے برسر حکومت آکر بہت سے مدارس قائم کئے۔ ان میں ایک مدرسہ نارنول (سابق ریاست پٹیالہ) میں تھا۔ یہ مدرسہ شیر شاہ نے اپنے دادا ابرہیم سور جسکی قبر بھی یہیں واقع ہے کی یاد میں تعمیر کرایا تھا۔ مدرسہ ومقبرہ کے تعمیری مصارف ایک لاکھ روپے سے زائد تھے۔۵ے اکبر نے اپنے دور حکومت میں فتح پور سیکری میں بہت سے مدارس تعمیر کرائے تھے۔ آگرہ میں بہت سے مدارس تھے عہد اکبری میں ماہم بیگم نے جو اکبر کی آیا تھی ۹۶۹ھ میں پرانے قلعے کے پاس ایک مسجد اور مدرسہ بنوایا اس مدرسے کا نام "خیر المنازل" رکھا گیا۔۶ے

جہانگیر نے قدیم مدارس کی مرمت کرائی جو جانوروں اور چوپایوں کا مسکن بن چکے تھے۔۷ے

شاہجہان ۱۰۳۷ھ/ ۱۶۲۸ء تا ۱۰۶۹ھ/ ۱۶۵۹ء

کے دور میں سیالکوٹ علوم دین کا بڑا مرکز تھا۔ جہاں ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کا مدرسہ سب سے زیادہ مشہور تھا۔ اس مدرسے کے مصارف کیلئے شاہجہان نے گاؤں وقف کئے تھے۔۸ے

اورنگ زیب عالمگیر ۱۰۶۹ھ/ ۱۶۵۹ء تا ۱۱۱۹ھ/ ۱۷۰۷ء

خود عالم فاضل تعلیم عام کرنے کا شوقین تھا اس نے ہر طرف مدارس قائم کرنے کے علاوہ جہاں جہاں معلمین وعلماء تھے ان کیلئے بکثرت مدد معاش کی رقمیں مقرر کیں لاہور کی شاہی مسجد اور وزیر خان کی مسجد مدرسے کا کام دیتی تھیں۔ وزیر خان کی مسجد کے نیچے اور گرد وپیش جو دکانیں تھیں ان سے مدرسے کے مصارف پورے ہوتے تھے۔۹ے

اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں جسقدر وظائف علماء فقراء اور دیگر اہل احتیاج کو عطا کئے گئے اس کا عشر عشیر بھی دیگر حکومتوں میں نہیں ہوا۔ غرباء ومساکین کے لئے دارالحکومت اور دیگر شہروں میں خیرات خانے تعمیر ہوئے اور جہاں کہیں سرائے ورباط کی ضرورت تھی وہاں پر ان کی تعمیر کی گئی پورے ملک کی مساجد کی

ترمیم ہوئی اور مؤذن وخطیب مقرر کئے گئے۔ملک کے ہر شہر میں مدرسین کے لئے وظائف مقرر کئے گئے علماء کوروزینے اور جاگیریں عطا کی گئیں اور طلباء کے اخراجات اور مدد معاش کے لئے کافی انتظام کیا گیا۔۸۰

بہادر شاہ ۱۷۰۷ءتا۱۷۱۲ء

کے عہد میں غازی الدین حیدر نے اجمیری دروازے کے باہر ایک مدرسہ بنوایا تھا۔ مدرسے کے احاطے میں اس کا مقبرہ اور مسجد بھی ہے۔مدرسہ اب ویران ہے۔۸۱ ایک مدرسہ فرخ آباد میں قائم ہوا جسکا نام فخر المرابع تھا اس کے بانی مولوی ولی اللہ نامی ایک بزرگ تھے۔۸۲

محمد شاہ ۱۷۱۹ء تا ۱۷۴۸ء:

۱۷۲۲ء میں محمد شاہ کے عہد میں نواب شرف الدولہ نے دہلی میں ایک مدرسہ بنوایا اس کے قریب ایک مسجد بھی تھی۔۸۳ محمد شاہ نے شاہ ولی اللہ کو درس وتدریس کیلئے ایک عالی شان حویلی دی تھی یہ مدرسہ کسی زمانے میں نہایت عالی شان اور خوبصورت تھا۔ ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد یہ مدرسہ لوٹ لیا گیا اور لوگوں نے اس کی جگہ مکانات بنالئے اس مدرسے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے فیض پاکر سینکڑوں علماء نے ہندوستان میں علم حدیث کی اشاعت کی۔۸۴

شاہ ولی اللہ نے دین کی بہت خدمت کی ان کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے درس وتدریس کے حلقے قائم کئے۔ آخیر زمانے میں حافظ الملک رحمت خان نے روھیلکھنڈ پر قبضہ کرلیا۔ اور ملا عبدالعلی بحر العلوم کو نہایت اصرار سے شاہجہان پور بلایا اور ان کے لئے خاص مدرسہ قائم کیا۔ جس میں مولانا بیس برس تک مصروف درس وتدریس رہے اس کے بعد عبدالعلی بوہار (بردوان) چلے گئے جہاں بوہار کے رئیس منشی صدر الدین نے ان کیلئے مدرسہ قائم کیا مولانا اس مدرسے میں ایک عرصے تک مشغول درس وتدریس رہے لیکن وہ بعض اسباب کی وجہ سے بوہار سے دلبرداشتہ ہوگئے۔ یہ خبر نواب محمد علی خان والی ارکاٹ کو ملی تو انہوں نے درخواست بھیج کر مولانا عبدالعلی کو مدراس بلالیا اور ان کیلئے ایک بڑا مدرسہ تعمیر کرایا۔۸۵

اسی زمانہ میں نواب فیض اللہ خان نے رام پور میں مدرسہ عالیہ قائم کیا جو اب تک قائم ہے۔۸۶

محمد شاہ کے زمانے میں نادر شاہ نے دہلی پر حملہ کرکے بے گناہ باشندوں کا قتل عام کیا اور تعلیمی اداروں کو برباد کیا۔ رہی سہی کسر مرہٹوں، جاٹوں اور سکھوں نے پوری کردی زیادہ نقصان پنجاب کو پہنچا کیونکہ وہ بیرونی حملوں کی گزرگاہ تھا۔ مسلمانوں کے علمی مراکز جو ملتان، سیالکوٹ، لاہور، جالندھر اور سرہند

میں تھے سکھوں نے لوٹ کر برباد کر دیئے۔۸۷

انگریزی عہد: ۱۸۵۷

۱۸۵۷ء میں سلطنت مغلیہ زوال پذیر ہوئی۔ اور ملک پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ ان کی سلطنت پشاور سے لے کر راس کماری اور بلوچستان سے برما تک پھیل گئی۔ انگریزوں کے عہد میں سماجی خدمت میں سیکولر انداز فکر شامل ہو گیا۔ حکومت نے برصغیر میں کافی سماجی خدمات انجام دیں لیکن ان کے بارے میں مقامی لوگوں کا رویہ ملا جلا رہا ان سماجی خدمات میں امن و امان کی بحالی، معاشی اور دیگر سماجی اصلاح کے کام تھے۔ مثلاً انہوں نے مغربی تعلیم کو عام کیا اور متوازن خیالات کو اجاگر کیا۔ ان کے عہد میں جو بڑا کام ہوا وہ سماجی اداروں کی رجسٹریشن ہے۔ انہوں نے سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ نافذ کیا ایک اور قانون جس کو Religious Endowment Act 1863 کہتے ہیں نافذ کیا ایک اور اہم قدم ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کا اجراء تھا ان قوانین سے کافی زیادہ نئے سماجی خدمات کے ادارے وجود میں آئے۔ان اداروں کی رجسٹریشن کا مقصد یہ تھا کہ ان پر چیک رہے تا کہ یہ غیر قانونی کاموں میں ملوث نہ ہوں۔۸۸

انگریزوں کے عہد حکومت میں عیسائی مبلغین نے کافی سماجی خدمات انجام دیں اور بہت سارے سکول قائم کئے انگریزوں کی ان کوششوں کے نتیجے میں جو ادارے قائم ہوئے ان سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اندر شکوک وشبہات پیدا ہوئے۔ تاہم مقامی لوگوں نے اپنی طرف سے مذہب کو بچانے کی بڑی کوشش کی اور اس سلسلے میں کافی تحریکیں شروع ہوئیں۔ جن میں کچھ تحریکیں کافی مشہور ہوئیں۔ مذہبی اور سیکولر ہندوؤں نے بھی تحریکیں شروع کیں جن میں آریہ سماج اور دیانند سرسوتی شامل ہیں۔ مسلمانوں نے ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد تحریکیں شروع کیں۔ ان تحریکوں میں قاسم نانوتوی کی تحریک دیوبند زیادہ قابل ذکر ہے۔ اس تحریک کا بنیادی مقصد اس کے بانیوں کے نزدیک یہ تھا کہ مغربی اقدار جو مسلم معاشرے میں سرایت کر گئے ہیں معاشرے کو ان سے بچایا جائے اس تحریک کی وجہ سے مسلمانوں کے بہت سے سماجی ادارے حکومت نے بند کر دیئے۔ اور ان کے فنڈز ضبط کر لئے اور وہ مسلمانوں کی جائیدادیں جو مساجد اور مدارس کے لئے وقف تھیں برطانوی استعمار نے آہستہ آہستہ ان پر اپنا اثر ونفوذ قائم کیا اور اس مقصد کیلئے ایک الگ محکمہ قائم کیا۔۸۹

ان حالات میں مولانا نانوتوی اور چند دیگر علماء کرام کی جماعت نے سوچا کہ کسی اور انداز سے سماجی خدمت شروع کی جائے اس مقصد کیلئے ۱۸۶۷ء میں مولانا قاسم نانوتوی کی سرکردگی میں دارالعلوم

دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔۱۸۹۶ء میں ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گی۔۱۸۹۸ء میں دارالعلوم مظاہر العلوم کی بنیاد رکھی گی۔ ان علمی مراکز کا بنیادی مقصد دینی خدمات کے ساتھ ساتھ غیر ملکی حکومت سے آزادی کی خواہش بھی تھی۔ دارالعلوم دیوبند اس خدمت میں پیش پیش رہا۔ دارالعلوم نے نہ صرف مذہبی خدمات انجام دیں بلکہ تعلیمی میدان میں بھی کافی کام کیا۔ بقول قاسمی کے دارالعلوم دیوبند نے نہ صرف مسلم معاشرے کو مغربی تہذیب سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا بلکہ ہزاروں لوگوں کو تعلیم یافتہ بھی کیا جو معاشرے کیلئے بہت مفید ثابت ہوئے۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کی شاخیں دوسرے علاقوں میں بھی کھلنے لگیں اور مزید علمی مراکز معرض وجود میں آئے اور اس طرح علوم اسلامیہ ودینیہ کی ترویج واشاعت کے بارے میں علما کرام کی خدمات کا تسلسل جاری رہا۔۹۰

جدیدیت کے ذریعے اصلاح:

انگریزوں سے مخالفت میں ناکامی کے بعد کچھ لوگ آگے آئے اور یہ نظریہ پیش کیا کہ انگریزوں کے ساتھ دوستی کر کے بھی لوگوں کی خدمت کی جاسکتی ہے۔ان کے خیال میں مغربی تعلیم حاصل کرنا بری بات نہیں بلکہ اس سے لوگوں میں شعور وآگہی پیدا ہوگئی ہے۔اور متوازن خیالات اپنانے اور حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرنے میں ممدومعاون ثابت ہوگی۔ اس سلسلے میں کافی تحریکیں شروع ہوئیں جن میں براہموسماج، راما کرشنا مشن اور آریا سماج تحریک نے ہندوستان کو ہندی اور انگریزی کی تحصیل کی طرف مائل کردیا مسلمانوں کی طرف سے علی گڑھ تحریک شروع ہوئی یہ مسلمانوں کی طرف سے ایک بہت بڑی تحریک کے طور پر سامنے آئی۔ سرسید احمد خان نے لوگوں میں سماجی اور سیاسی شعور پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔اس سلسلے میں انہوں نے مختلف جگہوں میں ادارے قائم کیے جن میں مسلم ایم اے او کالج علی گڑھ اور غازی پور میں ایک سائنٹفک سوسائٹی کی بنیاد رکھی بقول لارڈ لٹن Lord Lytton ایم اے او کالج کا قیام ہندوستان کی تاریخ میں اہم حیثیت رکھتا ہے۔Sir Hamilton Gibb کے بقول ایم اے او کالج مسلمانوں کی تاریخ میں سب سے پہلا جدید کالج ہے۔اس کالج نے بعد میں با قاعدہ یونیورسٹی کی شکل اختیار کرلی۔۹۱

پاکستان:

قیام پاکستان کے بعد بھی وقف کا یہ سلسلہ جاری رہا اور بہت سے مدارس کا قیام عمل میں آیا جسکے لئے لوگوں نے اپنی جائیدادیں وقف کردیں پاکستان میں محکمہ اوقاف کا ایک فعال محکمہ ہے جسکا انتظام

وزارت مذہبی امور کے تحت انجام پاتا ہے۔ انیسویں صدی کے آخر میں لاہور میں مدرسہ نعمانیہ قائم ہوا۔ ۹۲ انجمن حمایت اسلام لاہور نے مدرسہ حمیدیہ اور مدرسہ طیبہ قائم کیا مدرسہ طیبہ اب طیبہ کالج بن چکا ہے۔ نیلے گنبد کی مسجد میں مدرسہ رحیمیہ قائم ہے۔ مدرسے کے ساتھ بہت سی دکانیں وقف ہیں جن کی آمدنی سے طلبہ کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد جامعہ اشرفیہ، جامعہ مدنیہ اور جامعہ نعیمیہ کی تاسیس ہوئی ان مدارس کی شاندار عمارتیں ہیں اور طلبہ کیلئے ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں۔ ۹۳ لاہور کے بعد گوجرانوالہ علوم دینیہ کی تعلیم کا بڑا مرکز ہے۔ مولوی محمد چراغ کی سرپرستی میں مدرسہ عربیہ اسلامیہ گزشتہ ساٹھ سال سے مفید علمی خدمات انجام دے رہا ہے۔ طلبہ کو مولوی فاضل کے امتحان کی بھی تیاری کرائی جاتی ہے۔ اور ان کے قیام وطعام کا مدرسہ متکفل ہے۔ گجرانوالہ کا مدرسہ سلفیہ بھی قابل ذکر ہے۔ جس کے شیخ الحدیث حافظ محمد گوندلوی ہیں۔ اس کے علاوہ مفتی محمد خلیل کے زیر اہتمام چلنے والا مدرسہ اشرف العلوم اور مولانا زاہد سرفراز کی زیر ادارت مدرسہ نصرۃ العلوم بھی قابل ذکر ہیں۔ ۹۴ فیصل آباد کی جامع مسجد میں مدرسہ اشاعت العلوم مفتی سیاح الدین کاکاخیل کی سربراہی میں گزشتہ تین سال سے سرگرم عمل ہے۔ دوسرا اہم دارالعلوم جماعت اہل حدیث کا جامع سلفیہ ہے۔ جو ربع صدی سے دینی علوم کی تدریس میں سرگرم عمل ہے۔ ماموں کانجن (ضلع فیصل آباد) کا دارالعلوم ایک خاموش اور گمنام مجاہد صوفی عبداللہ کا یادگار کارنامہ ہے۔ یہ مدرسہ پہلے اوڈاں والہ میں تھا مگر اب چند سال سے ماموں کانجن منتقل ہوگیا ہے۔ ملتان بھی علوم دینیہ کی تدریس کا اہم مرکز ہے۔ مدرسہ قاسم العلوم، مدرسہ انوار العلوم اور خیر المدارس جہاں پر دورہ حدیث کا بھی اہتمام ہے۔ ان مدارس میں دو ہزار کے قریب طلبہ تعلیم پاتے ہیں۔ اسی ضلع میں کبیر والہ (سب تحصیل) کے مقام پر مدرسہ باب العلوم اور کہروڑ پکا کے مقام پر مدرسہ باب العلوم زیر سرپرستی مولانا عبدالمجید بھی قابل ذکر ہیں۔ جہاں سینکڑوں کی تعداد میں طلبہ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بہاول پور کا مدرسہ عباسیہ (جو اب ترقی کرکے جامعہ اسلامیہ بن گیا ہے) نوابان بہاول پور کے علمی شغف اور مشہور عالم مولوی غلام حسین گھوٹوی کی علمی مساعی کی زندہ یادگار ہے۔ اس کے علاوہ احمد پور شرقیہ، بہاول نگر اور خان پور میں بھی عربی مدارس ہیں جامعہ محمدیہ (محمدی شریف، ضلع جھنگ) میں ایک دارالعلوم کے علاوہ ایک ہائی سکول اور انٹرمیڈیٹ کالج بھی ہے۔ سرگودھا، کیمبل پور، میانوالی اور دیگر اضلاع میں بھی دینی مدارس ہیں۔

پشاور میں مسجد مہابت خان کا مدرسہ صدیوں سے تعلیم وتعلم کا مرکز رہا ہے۔ ہری پور ہزارہ میں

مدرسہ عثمانیہ بھی علمی خدمت کر رہا ہے۔ پاکستان کے قیام کے بعد اکوڑہ خٹک (ضلع نوشہرہ) میں مدرسہ حقانیہ قائم ہوا۔ ۹۵ جس نے مرکزی حیثیت حاصل کر لی ہے۔ ان مدارس کے علاوہ مردان، کوہاٹ، بنوں، چارسدہ وغیرہ میں بھی دینی مدارس ہیں۔

کراچی:

مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی کا قدیم ترین مدرسہ ہے کراچی ہی میں دارالعلوم امجدیہ، دارالحدیث رحمانیہ (جو پہلے دہلی میں تھا) دارالعلوم (بنا کردہ مفتی محمد شفیع مرحوم) اور نیوٹاؤن کا مدرسہ عربیہ اسلامیہ قابل ذکر ہیں۔ ۹۶ بلتستان جیسے دور افتادہ اور پس ماندہ علاقے میں بھی دینی مدارس کا قیام عمل میں آچکا ہے اور سعودی حکومت ان مدارس کی سرپرستی میں نمایاں کردار ادا کر رہی ہے۔ ۹۷ پاکستان بھر میں پھیلے ہوئے دینی علوم کے یہ ادارے کئی دفعہ لوگوں کی تنقید کا نشانہ بنے ویمن کرائسس سنٹر کی چیئر پرسن بیگم آمنہ الفت کہتی ہیں

> ''مسجد اور مدرسے کا بورڈ لگا کر بعض لوگ اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کی کوشش میں ہیں وہ کہتی ہیں کہ ہم مدارس کے خلاف نہیں ہیں۔ بلکہ ان ہاتھوں کے خلاف ہیں جو این جی اوز کو اپنے مفاد کیلئے استعمال کر رہے ہیں''۔ ۹۸

ان بیانات سے لوگ مدارس کے خلاف اپنے دل کی بھڑاس نکالتے ہیں ۲۳ جنوری ۱۹۹۴ کو ملک کی وزیراعظم بینظیر بھٹو کی طرف سے مدارس کی چھان بین۔ اور نصاب تعلیم تبدیل کرنے کے بارے میں اخبارات میں شہ سرخیاں شائع ہوئیں ''نوائے وقت'' لاہور میں یہ خبر آئی کہ دینی نصاب تعلیم کو یونیورسٹی سے منسلک کر دیا جائے روزنامہ ''جسارت'' کراچی میں یہ خبر شائع ہوئی کہ یکساں نصاب تعلیم رائج کیا جائے گا۔ ''مساوات'' لاہور میں خبر شائع ہوئی کہ مدارس کو حساب و کتاب دینا ہوگا۔ یہ تمام اور اس طرح کی دیگر خبریں اخبارات کی زینت بن رہی تھیں۔ دہشت گردی اور فرقہ وارایت کے خاتمے کیلئے یہ فیصلے وزیر اعظم کی زیر صدارت ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں کیے گئے اور ساتھ ہی ان پر عملدرآمد کرانے کیلئے وزارت داخلہ میں ایک سیل بھی قائم کر دیا وزارت داخلہ نے یہ ہدایت بھی جاری کر دی کہ پیشگی اجازت کے بغیر نہ نئے مدارس کو رجسٹرڈ کیا جائے گا۔ اور نہ کسی پرانے مدرسے کی رجسٹریشن کی تجدید کی جائے گی ایک اخبار میں تو یہ خبر بھی شائع ہوئی کہ مدارس میں طلبہ کو زنجیروں سے باندھ کر قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے، وزیراعظم نے اس کی انکوائری کا بھی حکم دے دیا۔ بین الاقوامی سطح پر بھی ایمنسٹی انٹرنیشنل نے مدارس کے خلاف حکومت کے تعاون سے ایک سروے شروع کر دیا اور یہ کہا کہ رپورٹ جون تک منظر عام پر آجائے گی۔ جس میں دکھایا

جائے گا، کہ پاکستان کے دینی مدارس میں طلبہ کو آج کے تقاضوں سے بے خبر رکھا جاتا ہے، انہیں مارا جاتا ہے زنجیروں سے باندھا جاتا ہے، ان سے جبری بیگار لی جاتی ہے۔ ان کی خوراک، رہائش اور صفائی کا معیار ناقص ہے، انہیں مدارس میں آزادی رائے اور دیگر بنیادی حقوق حاصل نہیں، انہیں جان بوجھ کر ناقص رکھا جا رہا ہے تا کہ وہ قومی زندگی کے کسی شعبے میں کھپ نہ سکیں ان کے نام پر چندہ اکٹھا کر کے مدارس کے منتظمین کھا پی جاتے ہیں اور طلباء کو نہایت خستگی کی حالت میں رکھ کر خود عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ طلباء کو اسلحے کی ٹریننگ دے کر دہشت گرد بنایا جا رہا ہے۔۹۹

مرکزی حکومت نے صوبائی حکومتوں کی بھی کوائف جمع کرنے کا حکم دیا۔ اگلے دن دستوری ماہرین کی آراء شائع ہوئیں۔ کہ بیرونی امداد لینا دستور کی خلاف ورزی ہے۔ ملکی قانون کے خلاف خارجہ پالیسی میں مداخلت ہے۔ مدارس تعلیمی ادارے نہیں کیونکہ وزارت تعلیم نے ان کی منظوری نہیں دی وغیرہ وغیرہ۔

یہ ادارے چندوں سے چل رہے ہیں اور حکومت کی طرف سے زکوٰۃ فنڈ میں سے بہت کم رقم ان اداروں کو ملتی ہے۔ سروے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ صرف ۳۵ فیصد اداروں کو زکوٰۃ فنڈ میں سے رقم ملتی ہے جبکہ ٦۵ فیصد ادارے حکومت سے کوئی امداد نہیں لیتے۔ البتہ ان کو بیرونی امداد مل رہی ہے اور بیرون ملک مقیم کوئی پاکستانی یا وہاں کے مخیر حضرات یا اداروں کی طرف سے ان مدارس کو مالی امداد ملی ہے۔ رحیم یار خان کے ۲۳ مدارس کو مشرق وسطی کے والی ریاست مرحوم شیخ زید کی طرف سے امداد ملتی تھی۔ اس طرح دیگر لوگ بھی امداد کرتے ہیں یہ رقم اس قدر کم ہوتی ہے کہ مدارس کی ضروریات بھی اس سے پوری نہیں ہوتیں۔ ایسی صورتحال میں حکومتوں کی طرف سے کثیر مالی امداد اور اس کے غلط استعمال پر تنقید کی جاتی ہے۔

موجودہ حکومت نے بھی ۵ جولائی کے برطانیہ حملوں کے بعد سے مدارس کے خلاف کاروائی شروع کر دی ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے ۲۱ جولائی ۲۰۰۵ء کی تقریر میں واضح الفاظ میں مدارس کے منتظمین کو حکم دیا ہے کہ ۳۱ دسمبر تک مدارس کی رجسٹریشن کروالیں۔ نیز مدارس کی رجسٹریشن یعنی سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸٦۰ میں ترمیم کی گئی اب اس قانون کے تحت تمام مدارس کا سالانہ آڈٹ ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی اعلان کیا کہ ان مدارس میں پڑھنے والے غیر ملکی طلباء اپنی تعلیم چھوڑ کر اپنے ملکوں میں چلے جائیں ان طلباء کی تعداد ۲۴۰۰ ہے۔۱۰۰ ان اعلانات پر کافی لوگوں نے اور خاص طور پر مدارس کے منتظمین کی طرف سے تنقید کی گئی اور حکم پر نظر ثانی کرنے کیلئے کہا گیا تاہم حکومتی اہلکار اپنی بات پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ مدارس کی رجسٹریشن تو شروع ہو چکی ہے دیکھتے ہیں آگے کے حالات کیا رنگ لاتے ہیں۔

فصل نمبر ۳

ایک مثالی این جی او کے اغراض و مقاصد

این جی اوز خدمت کے جذبے کے تحت بنتی ہیں کیونکہ تمام انسانوں کی فطرت میں اپنے ابناءنوع کی خدمت کا جذبہ پایا جاتا ہے۔ اسی کے اظہار کے طور پر وہ اکھٹے ہوتے ہیں ایک تنظیم بناتے ہیں اور مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات اگرچہ فطرت میں خدمت کا جذبہ موجود تو ہوتا ہے۔ لیکن جب اس جذبے سے ذاتی اور قومی مفادات ٹکراتے ہیں تو وہ مضمحل ہو کر اس کے منافی روش اختیار کر لیتا ہے۔ اور تنظیم کے ممبران بجائے انسانی خدمت کے تعصب کا شکار ہو جاتے ہیں۔ پھر اگر وہ خدمت کرتے بھی ہیں تو وہ خدمت آلائشوں سے پاک نہیں ہوتی ایک مثالی این جی او کے لئے ضروری ہے کہ اس کے ممبران کے اندر ہمدردی، رحم و کرم، ایثار و قربانی، عفو در گزر، صبر و تحمل، اخلاق اور شائستگی جیسی اخلاقی خوبیاں پائی جائیں، اور حرص و لالچ، بغض و حسد، ظلم و جبر اور مکر و فریب جیسی کمزوریوں پر وہ قابو پالیں وہ اعلی اخلاقیات کے حامل ہوں اور رزائل سے بچنے والے ہوں ان تمام خوبیوں کے حامل افراد اگر کوئی تنظیم بنائیں گے تو ان کے مقاصد بھی نیک ہوں گے۔ ایک مثالی این جی او کے اغراض و مقاصد درج ذیل ہونے چاہیے:

۱۔ اس تنظیم کے اراکین انسانوں کے خیر خواہ اور فلاح و بہبود کا جذبہ رکھنے والے ہوں۔

۲۔ وہ لوگوں کیلئے امن و سلامتی کا پیغام لے کر آئے ہوں۔

۳۔ دوسروں کی مشکلات و تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

۴۔ ان کی دینی و اخلاقی اصلاح کریں۔

۵۔ کسی اجر، معاوضے اور تعریف کی لالچ کے بغیر محض اللہ کی رضا کیلئے مخلوق خدا کی خدمت کریں۔

۶۔ ان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتیں اور مالی وسائل دوسرے انسانوں کے کام آئیں۔ اور استطاعت کے مطابق وہ ان کی مادی و اخلاقی مدد کریں۔

۷۔ وہ دوسروں کی عفت و عظمت کے پاسبان ہوں کسی پر بری نگاہ نہ خود ڈالیں اور نہ دوسروں کو ڈالنے دیں۔

۸۔ ان کی ذات سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے حتی الامکان دوسروں کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

۹۔ راستہ میں ایذا رسانی کی جو صورتیں ہیں اس سے ان کا دامن پاک ہو اور راستے کی رکاوٹوں کو وہ دور کرنے والے ہوں۔

۱۰۔ ان اداروں سے معروف کی تلقین ہو اور منکر سے روکنے والے ہوں اس سے معاشرے میں نیکیوں کو فروغ حاصل ہوگا اور لوگ برائیوں سے محفوظ رہیں گے۔ کیونکہ جب کوئی غلط قدم اٹھانے کا ارادہ کرے گا اسے محسوس ہوگا کہ سوسائٹی میں اس کا احتساب کرنے کی طاقت موجود ہے۔

۱۱۔ لوگوں کو بدزبانی اور تلخ کلامی سے روکنے اور شرافت و پاکیزگی اور شیریں کلامی کی تلقین کرنے والے ہوں۔

۱۲۔ مصیبت زدوں کی مدد کرنا اور بھٹکے لوگوں کو راستہ دکھانا بھی ان کے مقاصد میں شامل ہو۔

۱۳۔ افراد کے دکھ درد میں ان کے کام آنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، پیاسوں کو پانی پلانا اور لباس کے محتاج کو کپڑا مہیا کرنا، بے گھر کیلئے رہائش کا بندوبست کرنا، بیمار کی عیادت کرنا، اس کی تیمارداری کرنا اور اس کے علاج کیلئے وسائل مہیا کرنا، بے روزگار کو روزگار مہیا کرنا، جاہل اور ناخواندہ کو علم و حکمت سے آراستہ کرنے کیلئے تدابیر کرنا، مظلوم کو دوسروں کے مظالم سے بچانے کی تدبیر کرنا، یہ سب مثالی این جی اوز کے مقاصد ہونے چاہئے۔

۱۴۔ تنظیم کھلے عام ظلم و زیادتی کی مذمت کرے اس کی قباحت واضح کرے اور ایسے انتظامات کرے کہ کوئی بھی شخص کسی کی کمزوری، ناتوانی، غربت اور جہالت کا استحصال نہ کرے۔

۱۵۔ ضرورت مندوں کی حاجت کو پورا کریں اور انہیں نفع پہنچانے کی کوشش کریں۔

۱۶۔ مصیبت زدہ کی تکالیف و مصیبت کو اپنی تکلیف سمجھیں اور جن مصائب میں وہ گھرا ہوا ہے ان سے نکلنے میں اس کی مدد کریں۔

۱۷۔ حقدار کو ان کا حق دلانے کیلئے کوشش کریں۔

۱۸۔ قرض میں پھنسے ہوئے لوگوں کے قرض کی ادائیگی بغیر کسی غرض و لالچ کے کریں۔

۱۹۔ انسانیت کی خدمت صرف نفع و خیر خواہی، محبت اور ہمدردی کے جذبے کے تحت کریں۔

۲۰۔ یہ ہمدردی صرف مسلمانوں سے نہ ہو بلکہ پوری انسانیت سے ہو کیونکہ تعصب انسان کو نفرت و عداوت سکھاتا ہے۔ اور جو شخص تعصب میں گرفتار ہوتا ہے وہ اپنی قوم کے سوا کسی دوسرے کے ساتھ ہمدردی اور محبت کا روادار نہیں ہوتا۔ حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے

ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الخلق کلهم عیال الله واحبهم الیه انفعهم لعیاله[۱۰۱]

’’مخلوق ساری کی ساری اللہ کا کنبہ ہے اس میں وہ شخص اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے جو اس کے کنبہ کو زیادہ نفع پہنچائے‘‘

قرآن نے حسن سلوک کا عام حکم دیا ہے۔ کہیں بھی یہ ہدایت نہیں دی کہ صرف مسلمانوں یا انسانوں کے خاص گروہ یا خاص جماعت کی خدمت کی جائے اس لئے مثالی این جی او کے مقاصد میں یہ بھی ہے کہ وہ پوری انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں۔

۲۱۔ مسکینوں محتاجوں، جسمانی معذوروں اور ذہنی معذوروں، یتیموں اور وسائل سے محروم انسانوں کی خدمت کریں۔

۲۲۔ مظالم کے شکار افراد خاص طور پر مظلوم عورتوں کو ظلم سے نجات دلائیں اور ان کیلئے باعزت روزگار کا انتظام کریں۔

۲۳۔ معاشرے کو غربت، افلاس، جہالت، بے روزگاری جیسی مصیبتوں سے نکالنے کیلئے حکومت کی مدد کریں۔

۲۴۔ تعلیم وتربیت وتحقیق ومطالعہ کے فروغ کیلئے تمام میسر ذرائع استعمال کریں۔

۲۵۔ محروم اور پسماندہ لوگوں کو ترقی کے مواقع بہم پہنچائیں۔

۲۶۔ امن کے سلسلے میں قرآنی تعلیمات کو رسائل وسیمینار میں اجاگر یں اور دہشت گردی جیسے مذموم فعل سے روکنے کی کوشش قلم کے ذریعے کریں۔

۲۷۔ معاشرے میں مظالم کی انتہا ہے جرم کوئی کرتا ہے سزا کسی اور کو ملتی ہے۔ ایسے حالات میں مثالی این جی او کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ حقائق کو سامنے لائے اور مظلوم کو قانونی امداد فراہم کرے۔

۲۸۔ معاشرے میں ابھرنے والے نئے مسائل کی نشاندہی کریں اور پھر ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

فصل نمبر ۴

این جی اوز اور اسلامی تعلیمات میں مماثلت

انسان فطرتاً معاشرت پسند ہے اللہ تعالی نے انسان کی فطرت میں یہ بات شامل کردی ہے۔ کہ وہ دیگر انسانوں کے ساتھ مل جل کر رہے اسی میل جول اور معاشرت پسندی کی بدولت اللہ کے حکم سے انسان میں رحم، ہمدردی اور محبت کے جذبات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ دیگر انسانوں کے ساتھ ہمدردی تعاون اور ایثار کرتا ہے یہی ہمدردی تعاون اور ایثار کا جذبہ خدمت خلق کہلاتا ہے۔ خدمت خلق انسانوں کو صدیوں تک زندہ رکھتا ہے اس کا تعلق کسی رنگ نسل، مذہب یا عقیدے اور جنس سے نہیں، بلکہ ہر کوئی خدمت کا راستہ اپنا کر نیک نام کما سکتا ہے۔ خدمت خلق کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں بلکہ ہر وہ کام جس سے انسانیت کی خدمت ہوتی ہو وہ خدمت خلق میں آتا ہے۔ خدمت خلق اکیلے بھی ہو سکتا ہے اور اس کیلئے منظم جدوجہد بھی کی جاسکتی ہے۔ انفرادی سطح پر کسی بھوکے کو کھانا کھلانا، بیمار کی تیمارداری کرنا، مریض کی عیادت کرنا خدمت خلق ہے۔ تاہم اجتماعی سطح پر خدمت سے بڑے اور یقینی نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ہر دور میں ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو انسانیت کی خدمت پر کمر کس لیتے ہیں اور نوع انسانی کو فائدہ پہنچاتے ہیں لیکن ایسے افراد کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ وہ چند افراد کو تو فائدہ پہنچا سکتے ہیں لیکن معاشرے کو فائدہ دینا ان کے اختیار میں نہیں ہوتا ایسے افراد کے پاس اگرچہ خدمت کا جذبہ تو ہوتا ہے تاہم سرمایہ کی کمی کے باعث وسیع پیمانے پر خدمت خلق اور رفاہ عامہ کے کام اس کی بس میں نہیں ہوتے اس کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ بہت سے افراد مل جل کر منظم طریقہ سے کوشش کریں تاکہ فرد واحد کی خدمت کی بجائے وہ پورے معاشرے کے مفاد کو مدنظر رکھیں۔ مثلاً کسی شخص کو تعلیم دے کر سوسائٹی میں باعزت مقام تک پہنچانا خاص اس شخص کی خدمت ہے لیکن ایک اچھے سکول کے قیام سے بے شمار بچے علم و ہنر سے آراستہ ہو کر نکلیں گے اور اس طرح پوری نسل کی خدمت ہوگی۔ کسی بے روزگار کو روزگار دینا شخصی تعاون ہے جبکہ کسی ایسے ادارے کا قیام جس سے بہت سے بے روزگاروں کا مسئلہ حل ہو پورے طبقے کے ساتھ تعاون ہے۔

رفاہی اداروں اور تنظیموں کے ذریعہ خدمت خلق کے کاموں میں ربط اور نظم پیدا ہوتا ہے۔ جسکی وجہ سے ان میں عدم توازن اور بے ترتیبی پیدا نہیں ہوتی اور جو کوئی جس درجہ میں خدمت کا مستحق ہے اس کی خدمت ہوتی رہتی ہے۔ تنظیم کی خوبی یہ ہے کہ اس کا انحصار کسی فرد پر نہیں ہوتا بلکہ وہ ایک سے زیادہ افراد کی

صلاحیتوں اوران کے وسائل کو بروئے کار لاتی ہے۔اس لئے اس کی طاقت زیادہ ہوتی ہے اور ایسے کام جو فرد واحد نہیں کرسکتا وہ تنظیم کے ذریعہ بآسانی انجام پاتے ہیں۔اگر خدمت خلق کی منظم جدوجہد کی جائے اور مل جل کر سماج کی فلاح و بہبود کے کام کیئے جائیں تو ان کی افادیت کا دائرہ وسیع ہوگا اور اہمیت کے حامل وہ کام جن کو فرد واحد نہیں کرسکتا وہ انجام پاسکیں گے۔ بڑے بڑے رفاہی اداروں کو قائم کرنے انہیں باقی رکھنے اور سلیقہ سے چلانے میں بہت سے افراد کی مسلسل اور انتھک جدوجہد کا دخل ہوتا ہے۔اس کے بغیر وہ وجود میں نہیں آسکتے جو ضروریات ایک فرد کی ہوتی ہیں اسی طرح کی ضروریات معاشرے کے دیگر افراد کو بھی لاحق ہوسکتی ہیں۔رفاہی خدمات ان سب کی ضروریات پوری کرنے کیلئے انجام دی جاتی ہیں۔

خدمات دو طرح کی ہوتی ہیں بعض خدمات سے معاشرے کی عام ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور بعض خدمات معاشرے کی خاص خاص ضرورتیں پوری کرتی ہیں لیکن ان سے مجموعی طور پر پوری سوسائٹی کو نفع پہنچتا ہے۔ اسلام نے دونوں طرح کی خدمات انجام دینے کی ہدایت کی ہے۔ رفاہی کام افراد بھی انجام دیتے ہیں اور ادارے بھی تاہم اسلام اپنے تمام احکام میں اصلاً فرد ہی کو خطاب کرتا ہے اس لئے کہ ادارے ہوں یا حکومت سب کی بنیاد فرد ہی ہے۔ ملک میں موجود این جی اوز بھی رفاہی کام کرتی ہیں جن میں سے کچھ کاموں کا ذکر قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں کیا جارہا ہے۔

صفائی کی تعلیم اور انتظام:

اسلام نے صفائی کو نصف ایمان کہا ہے۔اور اپنے پیروکاروں کو صفائی کا حکم دیا ہے اس کا عملی مظاہرہ نماز میں ہوتا ہے۔دن میں پانچ وقت کی نماز جب انسان پڑھتا ہے تو اس کیلئے صفائی شرط ہے۔صفائی کے بغیر نماز نہیں ہوتی مسلمان ہر نماز کیلئے اپنے بدن کے مختلف اعضاء دھوتا ہے۔دانتوں کو مسواک کرتا ہے۔ کلی کرتا ہے ناک میں پانی ڈالتا ہے اور جن نمازوں میں بڑے اجتماعات ہوتے ہیں ان میں شرکت کیلئے غسل کرنا، خوشبو لگانا اور صاف ستھرا لباس پہن کر جانے کا حکم ہے۔نمازی کیلئے ضروری ہے کہ اس کے بدن، کپڑوں، منہ اور پاؤں وغیرہ سے کسی قسم کی ناگوار بو نہ آئے جس سے دوسرے نمازیوں کو تکلیف ہو وہ کوئی ایسی شے کھا پی کر بھی مسجد میں نہ جائے جسکی بو دوسروں کیلئے ناگوار ہو ان تمام ہدایات کی روشنی میں ایک اچھے نمازی کیلئے ضروری ہے کہ وہ عام زندگی میں جسمانی صفائی کا خیال رکھے اپنے مکان، محلے، شہر اور اردگرد کے ماحول کو صاف رکھنے میں اپنا حصہ ڈالے کیونکہ نماز ظاہری صفائی اور باطنی پاکیزگی کا ایسا درس دیتی ہے جس کے نتیجے میں صفائی اور طہارت نمازی کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ ایک مسلمان کو اپنے لباس، بدن

اور ماحول کے اعتبار سے ایک صاف ستھرا اور اجلا شہری نظر آنا چاہیے۔ لیکن ہمارے ہاں حالت اس کے برعکس ہے گلیوں میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ بازار اور سڑکیں گندگی اور غلاظت سے اٹی دکھائی دیتی ہیں۔ گلیوں میں گندے پانی کے جوہڑوں پر مچھر پرورش پاتے ہیں نالیاں غلاظتوں سے بند ہوچکی ہیں گھروں کے اندر بھی صفائی کا کوئی خاص انتظام نہیں اگر کہیں گھروں کو صاف کرنے کا انتظام ہوتو کوڑا کرکٹ گلی میں پھینک دیا جاتا ہے۔ان حالات میں رفاہی ادارے لوگوں میں صفائی کا شعور بیدار کرتے ہیں۔ اس کی ضرورت واہمیت ذہن نشین کرائی جاتی ہے اور غلاظت وگندگی کے نقصانات واضح کئے جاتے ہیں۔اوران سے نفرت پیدا کی جاتی ہے ساتھ ہی ساتھ حسب استطاعت گندگی کو دور کرنے کے انتظامات بھی کئے جاتے ہیں اور اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ لوگ اپنی مدد آپ کے تحت اپنے ماحول کو صاف ستھرا رکھیں کیونکہ ہمارا مذہب اسلام نظافت ونفاست کا اعلیٰ ترین تصور دیتا ہے اور اس کے مطابق پورے معاشرے کو تیار کرتا ہے۔

راستے سے ایذا رساں چیز کا دور کرنا:

راستہ کی بڑی بڑی دشواریوں کو دور کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے تاہم افراد اور تنظیموں کو شامل کئے بغیر یہ کام نہیں ہوسکتے اور ہزار تدبیروں کے باوجود سفر دشواریوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے اسلام نے افراد کو صریح اور واضح الفاظ میں یہ تعلیم دی ہے کہ وہ راستوں کو صاف رکھیں ان پر جو رکاوٹیں ہوں انہیں دور کریں حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

الایمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذیٰ عن الطریق والحیاء شعبة من الا یمان۔[۱۰۲]

''ایمان کی ستر سے اوپر شاخیں ہیں ان میں افضل اور برتر شاخ لا الہ الا اللہ کا قول ہے اور ادنیٰ شاخ راستہ سے تکلیف کو دور کرنا ہے اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے''۔

اس حدیث کو پڑھنے کے بعد کوئی بھی صاحب ایمان راستہ میں پتھر، کانٹے، کوڑا کرکٹ اور گندگی جیسی چیزیں جن سے انسانیت کو تکلیف پہنچتی ہے ہٹانے کی کوشش کرے گا یہ کوشش وہ انفرادی طور پر بھی کرسکتا ہے اور چند اشخاص کو ساتھ ملا کر بھی یہ خدمت انجام دے سکتا ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

بینما رجل یمشی بطریق وجد غصن شوك فاخذه فشكر الله

له فغفر به۔[۱۰۳]

''ایک شخص نے راستہ چلتے ہوئے ایک خاردار شاخ دیکھی اس نے اسے وہاں سے ہٹا دیا اللہ تعالی نے اس کے اس عمل کی قدر کی اور اس کی مغفرت فرما دی''۔

گویا لوگوں کی راہ سے چھوٹی سی چھوٹی تکلیف دور کرنا اور ان کو معمولی سے معمولی فائدہ پہنچانا بھی انسان کو جنت کا حقدار بنا دیتا ہے۔ حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی علمنی شیئاً انتفع به آپ مجھے کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس سے فائدہ اٹھا سکوں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اعزل الاذی عن طریق المسلمین۔[۱۰۴]

''مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دور کر دو''۔

نہ صرف مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دور کرنا بلکہ پوری انسانیت کیلئے آسانیاں پیدا کرنا اور ان کی مشکلات دور کرنے کا حکم ہے۔

سرائے تعمیر کرانا:

مسافر کو گھر اور وطن کی دوری کی وجہ سے دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اس کو اس دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے اس کیلئے انتظامات کرنا مثلاً سرائے یا مسافر خانوں کی تعمیر کرنا یہ بہت بڑے اجر و ثواب کا کام ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان مما یلحق المومن من عمله وحسناته بعد موته علّما علمه ونشره وولدا صالحا ترکه ومصحفا ورّثه ومسجدا بناه اوبیتا لابن السبیل اونهرا اجراه او صدقة اخر اجها من ماله فی صحته وحیاته یلحقه بعد موته۔[۱۰۵]

''مومن کے مرنے کے بعد بھی اس کے جن اعمال اور نیکیوں کا ثواب اسے پہنچتا رہتا ہے ان میں یہ چیزیں بھی داخل ہیں۔ وہ علم جس کی اس نے تعلیم دی اور پھیلایا، نیک اولاد جو اس نے چھوڑی، قرآن شریف جس کا اس نے اپنے بعد کسی کو وارث بنایا، جو مسجد اس نے بنوائی یا مسافروں کے لئے کوئی مکان جو اس نے تعمیر کرایا یا نہر جو اس نے کھدوائی یا وہ صدقہ جو اس نے اپنے مال سے صحت کی حالت میں اپنی زندگی میں نکالا اس کا ثواب اسے اس کے مرنے کے بعد بھی ملے گا''۔

حدیث میں دیگر رفاہ عامہ کے کاموں کے علاوہ سرائے کا بھی ذکر ہے گویا اس قسم کی نیکی کرنا

صدقہ جاریہ ہوتا ہے جسکا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی ملتا ہے۔حضرت ابوامامہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

افضل الصدقات ظل فسطاط فی سبیل الله۔۱۰۶

''صدقات میں بہتر صدقہ یہ ہے کہ اللہ کے راستہ میں خیمہ کا سایہ فراہم کیا جائے''

پانی کا انتظام کرنا:

پانی زندگی کی بنیادی ضرورت ہے۔پانی پر انسان اور دیگر جانداروں کی زندگی کا انحصار ہے ان کی نسل کی بقاء اور ان کی پسندیدہ غذائی اجناس کی فراہمی پانی کے بغیر ممکن نہیں صاف پانی ہی سے انسان اپنے جسم اور گردونواح کو صاف رکھ سکتا ہے۔یہ وہ انعام خداوندی ہے جو اوپر سے بارش کی صورت میں اور نیچے سے چشموں اور دریاؤں کی صورت میں دستیاب ہے یہ چونکہ تمام مخلوقات کی زندگی کا اہم ترین عنصر ہے۔اس لئے دین اسلام نے اس کے مناسب استعمال، حفاظت اور صاف رکھنے کے اہم اصول متعین کئے ہیں اور ان پر عمل کی پرزور ہدایت کی ہے۔قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات۱۰۷

''اور وہ اس پانی کے ذریعے تمہارے لئے کھیتیاں اگاتا ہے اور زیتون، کھجور اور طرح طرح کے دوسرے پھل پیدا کرتا ہے''۔

صاف پانی بنی نوع انسان کا مشترکہ سرمایہ ہے اس لئے تمام انسان اس پر دوسرے کا حق تسلیم کریں اور پانی کے وسائل اور ذخائر کو دوسروں کی ضرورت کے مطابق پہنچانے کی کوشش کریں حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے چاہا کہ ان کی طرف سے صدقہ وخیرات کریں۔

قال یا رسول الله ان اُم سعد ماتت فایّ الصدقة افضل قال الماء فحفر بئراً و قال هذه لام سعد۱۰۸

''انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کونسا صدقہ سب سے اچھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کنواں کھودوادو چنانچہ انہوں نے اپنی ماں کے نام سے کنواں کھودوادیا''

آج کل کے دور میں ٹیوب ویل اور نل لگانا بھی صدقہ جاریہ ہے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق موجودہ این جی اوز بھی انہی کاموں میں مصروف ہیں سروے کے دوران بہت سی این جی اوز سامنے آئی ہیں جو صاف پانی کا انتظام کرتی ہیں اس کیلئے وہ خود بھی اس پر عمل کرتی ہیں اور دوسروں کو بھی تلقین کرتی ہیں۔

☆ کہ زیر زمین پانی کے ذخائر کو ختم ہونے سے بچائیں اور ہر ممکن طریقے سے اس میں اضافہ کریں۔ اس کیلئے وہ زیادہ سے زیادہ پودے اگا کر پانی کے بہاؤ کو روکنے کی تدبیر کریں۔

☆ آبپاشی کے نئے طریقوں پر عمل کر کے پانی کے ضیاع کو روکیں۔

☆ دیگر ضروریات کیلئے پانی کے استعمال میں اسراف سے بچنے کی تلقین کریں۔

☆ پانی کو ہر قسم کی آلودگی سے بچانے کی کوشش کرتے رہیں۔ صنعتی کارخانوں کے آلودہ پانی کا دریاؤں میں اخراج، مچھلیوں کے شکار کیلئے پانی میں دھماکہ خیز اور زہریلے مواد کا استعمال اور گھریلو کوڑا کرکٹ اور گندا پانی دریاؤں میں ڈالنا سبھی پانی کو آلودہ کرنے کے مترادف ہے۔ سماج کو ان منفی اعمال سے روکنے کی کوشش کرتے رہنا بہی تنظیموں اور افراد کی ذمہ دار ہے۔

بنجر زمین کو آباد کرنا:

اللہ تعالیٰ نے انسان اور دوسرے جانداروں کی زندگی کی بقاء کیلئے زمین کے اندر تمام ضروری اشیاء پیدا فرمائیں زمین کا کچھ حصہ زرخیز ہے جس سے مختلف قسم کی فصلیں، سبزیاں اور پھل اگتے ہیں جبکہ کچھ حصہ بنجر اور ناقابل کاشت ہے بعض سیم وتھور کی وجہ سے نقصان دہ ہے انسان کیلئے یہ ضروری ہے کہ زمین کا جو بھی ٹکڑا اسے میسر ہو وہ اس کے صحیح اور فائدہ مند استعمال کو یقینی بنائے۔ اسلام نے اس بات کی ترغیب دی اور اسے کار ثواب بتایا ہے کہ بنجر اور افتادہ زمینوں کو قابل کاشت بنایا جائے حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من احییٰ ارضا میتۃ فلہ فیھا اجرھا وما اکلت العافیۃ منھا فھولہ صدقۃ[109]

''جس نے کسی مردہ زمین کو زندہ کیا اسے اس کا اجر ملے گا اس سے ضرورت مند مخلوق جو کچھ کھائے وہ سب اس کی طرف سے صدقہ ہے (اس کا اسے اجر ملے گا)''۔

موجودہ دور میں فلاحی ادارے زمینوں کو قابل کاشت بنانے کے لئے سہولتیں فراہم کرتی ہیں اسلام نے اس سے آگے بھی اقدام کیا حضرت عائشہؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

من اعمرا رضا لیست لاحد فھو احق۔[110]

''جس نے کسی ایسی زمین کو آباد کیا جسکا کوئی مالک نہیں تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے''

درخت لگانا:

درختوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی صریح ہدایات موجود ہیں۔ کیونکہ درخت لگانے اور نباتات اگانے سے انسان کو بہت سے دینی اور دنیاوی فائدے حاصل ہوتے ہیں اس سے ایک طرف تو انسان خوراک کے معاملے میں خود کفیل ہو جاتا ہے اور دوسری طرف درختوں سے سفر وحضر میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما من مسلم یغرس غرسا او یزرع زرعا فیا کل منه طیرا او انسان او بهیمة الا کان له به صدقة۔[۱۱]

مسلمان جو پودا لگاتا ہے یا کھیتی کرتا ہے اس سے پرندے انسان یا جانور کھاتے ہیں تو یہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

درخت لگانا صدقہ جاریہ ہے جب تک ان درختوں کے سائے میں لوگ بیٹھتے ہیں یا اس کا پھل کھاتے ہیں لگانے والے کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ حضرت معاذؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من بنی بنیانا فی غیر ظلم ولا اعتداء او غرس غرسا فی غیر ظلم ولا اعتداء کان له اجر جار ما انتفع به من خلق الله تبارك وتعالی۔[۱۲]

"جس شخص نے کسی پر ظلم وزیادتی کے بغیر کوئی عمارت بنائی یا ظلم وزیادتی سے بچتے ہوئے کوئی درخت لگایا تو اس کیلئے جاری رہنے والا اجر ہے جب تک کہ اللہ تعالی کی مخلوق اس سے فائدہ اٹھائے"۔

احادیث میں جو فضیلت بیان ہوئی ہے اس میں راستہ میں سایہ دار درخت کا لگانا رفاہ عامہ کیلئے باغات تیار کرنا، پارک بنوانا اور جنگلات کا تحفظ اور ان کی دیکھ بھال بھی شامل ہے۔ درختوں کا لگانا خدمت خلق کا ایسا وسیلہ ہے جسکا ثواب بے پایاں ہے اس لئے اسلام نے ایک طرف شجر کاری کی ہدایت کی ہے تو دوسری طرف درختوں کو نقصان پہنچانے کی بھی ممانعت کی ہے۔ اسلام نے اس کا اتنا اہتمام کیا کہ حرم کے علاقے میں جو درخت ہیں انہیں کاٹنا اکھاڑنا، ضائع کرنا یا کسی درخت کی شاخ توڑنا منع ہے۔ یہ ممانعت درختوں کی حفاظت کے نقطہ نظر سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ درخت لگانے اور ان کی حفاظت کرنے سے ایک طرف سنت نبوی ﷺ کی پیروی ہوگی تو دوسری طرف اس سے بے شمار دنیاوی فائدے بھی حاصل ہوں گے۔

مساجد کی تعمیر:

مساجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ دین کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔قرآن مجید نے بتایا کہ انسانوں اور جنات کی تخلیق کا مقصد عبادت الٰہی ہے عبادات میں نماز کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔اور نماز کی باجماعت ادائیگی کیلئے مسجد کا ہونا ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء کرام نے عبادت گاہوں اور مساجد کی تعمیر کو اولین اہمیت دی ہے۔مساجد میں اسلامی معاشرت نشو ونما پاتی ہے علم دین کی اشاعت کے بہترین مراکز بھی یہی ہیں۔ عبادات کے علاوہ مسلمان اخوت،مساوات،ایثار وہمدردی کے قیمتی جوہر یہیں سے حاصل کرتے ہیں۔ آداب مجلس اور آداب معاشرت کے اصولوں کی عملی تربیت بھی مساجد ہی میں ملتی ہے اس لئے اسلامی معاشرت کی تعمیر وترقی کیلئے مساجد کا وجود نہایت ضروری ہے۔مسلمانوں میں بہت سے مخیّر حضرات ایسے ہیں جو مساجد کی تعمیر کرتے ہیں اس کیلئے چندے بھی اکٹھے کرتے ہیں۔اور دین کی خدمت کا یہ کام انجام دیتے ہیں۔حضرت عثمانؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا:

من بنى مسجدا يذكر الله عزوجل فيه الله بنى الله له بيتاً فى الجنة۔[۱۱۳]

''جو شخص مسجد تعمیر کرکے اس میں اللہ کی یاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا''۔

مدارس ومکاتب کا قیام:

اسلام میں تعلیم وتعلم ایک عبادت کا درجہ رکھتے ہیں ان کا سرچشمہ یعنی درس گاہ واجب الاحترام ہے۔اسلام دین علم وعمل ہے اس لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو علم حاصل کرنے کی تلقین کی ہے۔ حضورﷺ نے اسلام کا بنیادی علم ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض قرار دیا ہے۔کیونکہ اس کے بغیر نہ حقوق اللہ کی حفاظت ہوسکتی ہے اور نہ حقوق العباد کی ادائیگی۔

قرآن وحدیث میں علم سیکھنے کے ساتھ ساتھ علم سکھانے کی بھی تلقین فرمائی گئی ہے۔نبیﷺ نے ہجرت کے بعد مسجد نبوی کی بنیاد رکھی تو بعد میں اسی میں درس وتدریس کا فریضہ بھی شروع کیا جہاں لاکھوں صحابہ نے تعلیم وتربیت حاصل کی مذہب اسلام میں تعلیم اور مدارس ومکاتب کو بڑا مذہبی مقام حاصل ہے۔ قوم کی تعمیر وترقی کیلئے ان کا وجود بنیادی حیثیت رکھتا ہے قوموں کے بننے اور بگڑنے میں مکتب اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ان مکاتب ومدارس کی تعمیر بھی صدقہ جاریہ ہے اس لئے بڑی تعداد میں این جی اوز نے تعلیم وتربیت کو اپنے مقاصد میں سرفہرست رکھا۔ بہت سے سکول،کالج کھولے نیز اساتذہ کی تربیت کیلئے بھی

ادارے بنائے۔

شفاخانوں کا قیام:

شفاخانوں کا قیام اگرچہ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے تاہم آبادی جس رفتار سے بڑھ رہی ہے اس کے لئے جتنے انتظامات حکومت نے کئے ہیں وہ ناکافی ہیں۔ اس لئے غیر سرکاری تنظیموں نے اس سلسلے میں بہت بڑا کام کیا ہر بڑی تنظیم نے ابتداء ڈسپنسری سے کی ہے یہ شفاخانے یا ڈسپنسریاں ایک فرد نہیں بنا سکتا اس لئے کچھ افراد نے مل کر اور پوری قوم کو اپنے ساتھ ملا کر ان کی مالی مدد سے شفاخانے کھولے اس کی مثال عمران خان کا شوکت خانم ہسپتال جو کینسر کے مریضوں کے لئے بنایا گیا ہے۔اسی طرح ایدھی والوں نے بھی چھوٹے چھوٹے شفاخانے تقریباً ہر شہر میں کھول رکھے ہیں یہ سب خدمت کے اس جذبے کے تحت کھولے گئے ہیں جو اللہ تعالی نے انسانوں کی فطرت میں رکھ دیا ہے۔ یہ سلسلہ نبی ﷺ کے عہد سے شروع ہے رفیدہ نامی ایک صحابیہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے مسجد نبوی کے پاس ایک خیمہ لگا رکھا تھا جس میں وہ محض ثواب کی خاطر جنگ میں زخمی ہونے والے ان افراد کی مرہم پٹی اور علاج کرتی تھیں جن کی نگہداشت کرنے والا کوئی نہ ہوتا تھا۔حضرت سعد بن معاذؓ جنگ خندق میں زخمی ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم سے کہا کہ وہ انہیں اسی خیمے میں رکھیں تا کہ وہ قریب رہیں اور عیادت کرنے میں آپ ﷺ کو آسانی ہو۔[۱۱۴] موجودہ زمانے میں بھی موبائل شفاخانے کام کرتے ہیں جہاں کہیں ہنگامی صورتحال ہو قدرتی آفات ہوں، سیلاب ہو یا زلزلہ،سفر کے دوران ایکسیڈنٹ ہو یا کہیں عمارت گر جائے، بم دھماکے ہوں یا دہشت گردی کے دوسرے طریقے ان سب میں متاثرہ زخمیوں کیلئے شفاخانے بہت کم ہیں۔ اس لئے متاثرہ علاقے یا مقام پر خیمے گاڑ دیئے جاتے ہیں اور درد دل رکھنے والے حضرات ان زخمیوں کو طبی امداد پہنچاتے ہیں۔ بہرحال مستقل شفاخانے کا قیام ہو یا کہ موبائل شفاخانے مسلمان اس معاملے میں کسی سے پیچھے نہیں رہتے اور ان شفاخانوں کی تعمیر و ترقی میں مسلمانوں کا بڑا حصہ رہا ہے۔

رفاہی کاموں کیلئے وقف:

رفاہی کاموں کیلئے زمین، جائیداد اور اپنی قیمتی چیزیں وقف کرنے کیلئے بہت ترغیب دی گئی ہے۔ جو شخص وقف کرتا ہے یہ اس کیلئے صدقہ جاریہ ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اذامات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة الامن صدقة

جارية اوعلم ينتفع به اوولد صالح يد عوله۔۱۵ل

''جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے۔ البتہ تین صورتیں ایسی ہیں جن میں اس کے اعمال باقی رہتے ہیں اور اسے ثواب ملتا رہتا ہے۔ وہ یہ ہیں صدقہ جاریہ، اس کا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں اور صالح اولاد جو اس کیلئے دعا کرتی رہتی ہے''۔

امام نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔

الصدقة الجارية وهى الوقف۔

''صدقہ جاریہ سے مراد وقف ہے'' وقف کی مختلف شکلیں نبیؐ کے زمانے سے جاری ہیں۔

۱۔ مسلمانوں کی دینی اور اجتماعی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے بعض صحابہ کرام نے اپنی مشترکہ جائیداد وقف کردیں رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پہنچنے کے بعد جب مسجد نبوی کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو اس کیلئے جس جگہ کا انتخاب فرمایا وہ بنونجار کی تھی آپ ﷺ نے ان کے ذمہ داران کو طلب فرمایا اور اس کی قیمت دریافت کی ان لوگوں نے عرض کی۔

لا والله لا نطلب ثمنه الا الله۔۱۶ل

''ہمیں اس کی قیمت نہیں چاہیے خدا کی قسم ہم تو اس کی قیمت صرف اللہ سے چاہتے ہیں''

۲۔ فلاحی کاموں پر اجر وثواب کی طلب میں صحابہ کرام نے اپنی محبوب ترین چیزیں وقف کردیں۔ حضرت عمرؓ کو بطور غنیمت خیبر میں زمین ملی وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ خیبر میں جو زمین میرے حصے میں آئی ہے۔ اس سے نفیس اور قیمتی چیز مجھے کبھی نہیں ملی میں اسے اللہ کی راہ میں دینا چاہتا ہوں۔ پوچھا کہ اس کی بہتر صورت کیا ہوگی آپ ﷺ نے فرمایا۔

ان شئت حبست اصلها وتصدقت بها۔ ۱۷ل

''اگر تم پسند کرو تو اس کی اصل وقف کردو اور اس کی آمدنی کو صدقہ کردو''۔

حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اسے اس طرح وقف کیا:

لا تباع ولا توهب ولا تورث فتصدق بها على الفقراء والقربىٰ والرقاب وفى المساكين وابن سبيل والضيف لا جناح على من وليها ان ياكل منها بالمعروف اويطعم صديقة غير متمول فيه۔۱۸ل

''اس زمین کو اس طرح وقف کیجئے کہ نہ فروخت کی جائے گی نہ ہبہ کی جائے گی اور اس آمدنی کو محتاجوں، قرابت داروں پر (جو اس کے مستحق ہوں گے) غلاموں کے آزاد کرنے اور اللہ کے راستے میں یہ مسلمانوں اور مسافروں پر بھی خرچ ہوگی جو شخص اس کی دیکھ بھال کرے وہ معروف کے مطابق اس کی آمدنی سے خود بھی کھا سکتا ہے۔ اور دوستوں کو بھی کھلا سکتا ہے۔ البتہ اس سے دولت جمع نہیں کرے گا''۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ عوامی فلاح و بہبود کے کاموں کیلئے بھی وقف ہوتا ہے:

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی اجتماعی ضرورت یا رفاہی خدمت کی طرف توجہ دلائی تو وہ وقف کے ذریعہ پوری کر دی گئی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص (مسجد نبوی) کی توسیع کیلئے فلاں زمین خرید کر وقف کر دے تو اسے جنت میں اس سے بہتر زمین ملے گی حضرت عثمانؓ نے یہ زمین اپنے پیسے سے خرید کر دے دی۔[۱۱۹] رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے جب مدینہ تشریف لائے تو وہاں میٹھے پانی کا ایک ہی کنواں تھا جسے بئر رومہ کہا جاتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص اسے خرید کر مسلمانوں کیلئے وقف کر دے اور اس میں اس کا بھی اتنا ہی حصہ ہو جتنا عام مسلمان کا ہوتا ہے تو اسے اس سے بہتر چیز جنت میں ملے گی حضرت عثمانؓ نے اسے خرید کر وقف فرما دیا۔[۱۲۰]

۴۔ میت کی طرف سے وقف کو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا تا کہ اس کا ثواب اسے برابر پہنچتا رہے۔ آپ ﷺ کے دور میں اس پر عمل بھی ہوا حضرت سعدؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میری والدہ (عمرہ بنت مسعودؓ) کا اچانک انتقال ہو گیا میں اس وقت موجود نہیں تھا۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا آپ ﷺ نے فرمایا ضرور ملے گا انہوں نے عرض کیا

انی اشھدك ان حائطی المخراف صدقة علیھا۔[۱۲۱]

''میں آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میرا فلاں پھل دار باغ میری ماں کی طرف سے صدقہ ہے''

سماجی بہبود کے کام:

سماجی بہبود آج ایک سائنس بن گئی ہے۔ اس کی تہہ میں انسانوں کی بہتری اور فلاح و بہبود کا جذبہ کارفرما ہے۔ جسے ہم خدمت خلق کہتے ہیں اس کے بنیادی اصول اسلام کے جذبہ خدمت خلق سے مختلف نہیں اگرچہ طریقہ کار کچھ مختلف ہے۔ این جی اوز ان سماجی بہبود کے کاموں کو حکومت کے ساتھ مل کر کرتی ہیں۔ ان

کاموں کو اگر اسلام کی روح کے مطابق ڈھال لیں اور نمود و نمائش کی بجائے اخلاص کی بنیاد پر خدمت کریں تو معاشرے کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور مدد کرنے والے کے ثواب میں بھی کمی واقع نہیں ہوتی۔

محتاجوں کی مدد:

ہر سوسائٹی میں ایسے معذور اور محتاج لوگ ہوتے ہیں جو اپنی روزی کمانے کی صلاحیت نہیں رکھتے ایسے میں اسلام صاحب ثروت افراد کو یہ ترغیب دیتا ہے کہ وہ جذبہ خدمت خلق سے سرشار ہوں اور ان محتاجوں کی مدد کریں۔ ان کی مالی ضروریات کو پورا کریں اور معاشرے کو گداگری کی لعنت سے محفوظ بنائیں۔ گویا گداگری کے انسداد کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ امراء اپنے غریب بھائیوں کی مالی ضروریات کو پورا کریں تا کہ بھیک مانگنے کی نوبت نہ آئے۔ غربت و افلاس سے اور بھی بہت سی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ اس لئے اگر خدمت خلق کا جذبہ قوم میں پیدا ہو جائے تو غربت و افلاس ملک سے ختم ہو جائے گا۔ قرآن و حدیث میں مسکینوں اور محتاجوں کے ساتھ سلوک اور ان کے اخلاقی اور قانونی حقوق کا بار بار ذکر کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

فأت ذی القربیٰ حقه والمسکین وابن السبیل ذالک خیر للذین یریدون وجه الله واولئک هم المفلحون ٥ ۱۲۲

''رشتہ دار کو اس کا حق دو اور مسکین اور مسافر کو (اس کا حق) یہ بہتر ہے ان لوگوں کیلئے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں''۔

یعنی وہ لوگ جو جسمانی معذوری اور مالی دقتوں کی وجہ سے اپنی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے سے عاجز ہوں معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہوں اسلام چاہتا ہے کہ ان کی ہر ممکن مدد کی جائے ان کے علاوہ بعض وہ لوگ ہوتے ہیں جو حاجت مند تو ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی خودداری اور عزت نفس اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کریں۔ قرآن کی تعلیم یہ ہے کہ اس طرح کے حقیقی ضرورت مندوں کو دیکھا جائے ان میں وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو دین کی خدمت میں لگ جانے کی وجہ سے معاشی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے ان کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعرفهم بسیمٰهم لایسئلون الناس الحافاً ٥ ۱۲۳

''ناواقف آدمی ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے انہیں خوشحال سمجھتا ہے۔ آپ ان کے چہروں سے انہیں پہچان لیں گے وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے''۔ ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ

نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

لیس المسکین الذی یطوف علی الناس ترده اللقمه و اللقمتان والتمرة والتمرتان ولٰکن المسکین الذی لا یجد غنی یغنیه ولا یفطن له فیتصدق علیه ولا یقوم فیسأل الناس۔ ۱۲۴

''مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان دست سوال دراز کئے گھومتا ہے۔ جسے تم دو ایک لقمے (یا کھانے کی کوئی چیز مثلاً) دو ایک چھوہارے دے دیتے ہو بلکہ مسکین تو وہ ہے جو بنیادی ضروریات کے بھی پورا کرنے کا سامان نہ ہونے کے باوجود اس طرح رہتا ہے کہ اس کی حالت کا پتہ نہیں چلتا کہ اسے صدقہ یا خیرات دی جائے اور نہ وہ کھڑا ہو کر کسی سے سوال کرتا ہے''۔

اسی طرح سوسائٹی کے ان معزز افراد کی مدد کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ جن کی معاشی پریشانیوں کا علم مشکل ہی سے ہوتا ہے۔ اور جو سب سے زیادہ مدد کے مستحق ہوتے ہیں تنظیموں کو بھی چاہیے کہ ایسے لوگوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ان کیلئے وظائف مقرر کریں اور ان کی مالی مدد کریں۔

یتیموں کی کفالت:

وہ معصوم بچے جن کے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ جائے وہ اس خلوص، محبت اور توجہ سے محروم ہو جاتے ہیں جو ان کی پرورش، تعلیم و تربیت اور بسا اوقات معاشی ترقی اور استحکام کیلئے بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ معاشرے کی ذمہ داری ہے کہ ان کی ضروریات پوری کریں۔ معاشرے کی غفلت سے یہی نہیں کہ ان کی ٹھیک سے نشو و نما نہیں ہوگی اور وہ جسمانی لحاظ سے کمزور ہوں گے بلکہ ان کی صحیح ذہنی و فکری تربیت بھی نہیں ہو سکے گی اور ہو سکتا ہے کہ ایسے سنگدل اور بے رحم معاشرے کے خلاف ان کے اندر بغاوت پرورش پانے لگے اور وہ اچھے شہری بننے کی بجائے سماج کیلئے نقصان دہ اور مضر ثابت ہوں۔ قرآن کریم اور احادیث میں یتیموں کی پرورش، نگہداشت، تعلیم و تربیت، ان کے مال و جائیداد کی حفاظت اور ان کے حقوق کی ادائیگی پر بار بار زور دیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کافل الیتیم فی الجنة هکذا او قال باصبعیه السبابة والوسطی۔ ۱۲۵

''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح قریب ہوں گے جیسے میری یہ دو

انگلیاں ہیں اسے حدیث کے راوی مالک نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کر کے دکھایا''

اسلام پورے معاشرے پر یہ ذمہ داری ڈالتا ہے کہ وہ یتیموں کی نہ صرف پرورش کا انتظام کریں بلکہ انہیں معاشرے کے مفید شہری بننے میں مدد دیں تاکہ وہ معاشرہ پر بوجھ بننے کی بجائے اس کیلئے سرمایہ بن جائیں۔

مسافروں کے ساتھ حسن سلوک:

ابن السبیل مسافر کو کہا جاتا ہے جو شخص وطن سے دور اور حالت سفر میں ہو وہ بہت سی مشکلات سے دوچار ہوسکتا ہے۔ ان کیلئے اسی باب میں سرائے کی تعمیر کے ذیل میں ذکر تو کر دیا ہے لیکن آج کل کے حالات مختلف ہیں سرائے کی جگہ بڑے بڑے ہوٹلوں نے لے لی ہے۔ ان ہوٹلوں سے ہر شخص فائدہ نہیں اٹھا سکتا ان کی کئی وجوہات ہیں روپے پیسے کا نہ ہونا، صحت کا خراب ہو جانا، ایکسیڈنٹ وغیرہ کا ہو جانا جس سے اس کا بجٹ خراب ہو گیا ہو اور اب ہوٹل میں اس کا قیام ممکن نہ ہو ایسے افراد کو بے شمار مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کو قیام وطعام کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے، کاروبار اور دیگر ضرورتوں کیلئے دوڑ دھوپ میں زحمتوں کا پیش آنا، اگر سفر دوسرے ملک کا ہو تو بین الاقوامی قوانین کے تحت بعض دوسری قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہوسکتا ہے۔ اسلام پورے معاشرے کی یہ ذمہ داری قرار دیتا ہے کہ وہ ایسے تمام مواقع پر مسافر کے ساتھ بہتر سلوک کریں تاکہ وہ اجنبیت محسوس نہ کریں اور جس مقصد کیلئے انہوں نے گھر اور وطن چھوڑا تھا وہ اس کی سفری مشکلات کی وجہ سے ادھورا نہ رہ جائے۔

مظلوم کی مدد کرنا:

اسلام ہر طرح کے ظلم کے خلاف ہے وہ ایک طرف تو ظلم کے ارتکاب سے سختی کیساتھ منع کرتا ہے، دوسری طرف اس بات کی ہدایت کرتا ہے کہ کسی پر زیادتی ہو تو معاشرہ اسے خاموشی سے برداشت نہ کرے ظالم کے خلاف آواز اٹھائے اسے ظلم سے باز رکھے مظلوم کو اسکے ظلم سے بچائے اور اسکی ہر ممکن مدد کرے۔

عن البراء بن عازب قال امرنا النبی ﷺ بسبع امرنا بعیادة المریض واتباع الجنازة وتشمیت العاطس واجابة الداعی ورد السلام ونصر المظلوم وابرار المقسم [۱۲۶]

''حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا

بیمار پرسی کرنے کا، جنازوں کے ساتھ جانے کا، چھینک کا جواب دینے کا، دعوت قبول کرنے کا، سلام کا جواب دینے کا، مظلوم کی مدد کرنے کا اور قسم سچ کرنے کا"

اس حدیث میں جن سات باتوں کا حکم دیا ہے ان میں سے ایک بات مظلوم کی مدد کرنا بھی ہے۔ امام نوویؒ نے مظلوم کی مدد کو فرض کفایہ قرار دیا ہے اور اسے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں شمار کیا ہے۔[۱۲۷] اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کی جان و مال پر زیادتی ہو اس کی عزت و آبرو پر حملے ہوں اس کا گھر لوٹا جا رہا ہو یا اس کی جائیداد نذرِ آتش کی جا رہی ہو تو لوگوں کا فرض بنتا ہے کہ اس کی مدد کریں۔ اگر کچھ لوگوں نے تعاون کیا تو فرض ساقط ہو جائے گا۔ لیکن اگر کسی نے بھی اس کی مدد نہ کی تو سب گناہ گار ہوں گے۔ مظلوم کی مدد کی بہت سی صورتیں ہو سکتی ہیں قانونی بھی اور اخلاقی بھی معاشی بھی اور نفسیاتی بھی گویا ہر طرح سے مظلوم کی مدد کی جانی چاہیے۔ حضرت جابرؓ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اُنصر اخاك ظالماً او مظلوماً ان یک ظالماً فاردوه عن ظلمه وان یک مظلوماً فانصره[۱۲۸]

"اپنے بھائی کی مدد کر (چاہے) وہ ظالم ہو یا مظلوم اگر وہ ظالم ہو تو اسے اس کے ظالم سے روک اور اگر وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کر"

حدیث میں جہاں مظلوم کی مدد کی ہدایت کی گئی ہے وہاں ظالم کے بارے میں بھی بتایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی برائی کا شکار ہو کر اپنی آخرت برباد کر رہا ہو تو اسے اپنے حال پر چھوڑنے کی بجائے اس کو اس کے ظلم سے روکے تا کہ وہ گناہوں کے دلدل سے نکل سکے۔ جس سوسائٹی میں مظلوم کی خدمت اور نصرت کیلئے ایسی زریں تعلیمات موجود ہوں اور لوگوں میں ان کی خدمت کا عزم اور حوصلہ بھی ہو وہ سوسائٹی وحشت و بربریت سے پاک ہوگی اور اس میں کمزور سے کمزور انسان بھی اپنا حق بآسانی حاصل کر سکے گا۔

جانوروں پر رحم:

اسلام اس لحاظ سے بھی دیگر مذاہب سے ممتاز ہے کہ اس نے ہر ذی روح کی تکلیف دور کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی ﷺ کی رحمت صرف انسانوں تک محدود نہ تھی بلکہ آپ ﷺ جانوروں کے بھی سچے ہمدرد اور محسن تھے آپ ﷺ نے لوگوں میں یہ احساس پیدا فرمایا کہ حیوانات بھی اللہ تعالیٰ کی بے زبان مخلوق ہیں انہیں بھی اسی طرح تکلیف ہوتی ہے جیسے انسانوں کو ہوتی ہے۔ اور بتایا کہ بھوکے جانور کو کھلانا اور پیاسے کو پانی پلانا بھی بہت بڑی نیکی ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے

اذا سافرتم فی الخصب فاعطوا الابل حظها من الارض واذا سافرتم فی السنة فاسرعوا علیها السّیر[۱۲۹]

''کہ جب تم سبزے کے زمانے میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حصہ دو یعنی انہیں چرنے دو اور جب قحط کے زمانے میں سفر کرو تو ان کو تیز چلاؤ''

رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں بھی بلاضرورت جانوروں کو مارنے کی سختی سے حوصلہ شکنی فرمائی آپ ﷺ کا فرمان ہے:

من قتل عصفورا عبثا عج الی اللہ عزوجل یوم القیامة یقول یارب ان فلاناً قتلنی عبثا ولم یقتلنی لمنفعة۔[۱۳۰]

''جس کسی نے عبث کسی چڑیا کو مار ڈالا تو وہ قیامت کے دن اللہ سے شکایت کرے گی کہے گی کہ اے رب فلاں نے مجھے عبث قتل کیا مجھے اسلئے نہیں مارا کہ مجھ سے فائدہ اٹھائے''۔

آپ ﷺ کا ایک دوسری جگہ ارشاد ہے:

لا تتخذ وا شیئاً فیه الروح غرضاً۔ [۱۳۱]

''کسی بھی ذی روح کو عبث نشانہ لے کر نہ مارا جائے''

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ محض تفریح کی خاطر جانوروں کو مارنا اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

تحفظ ماحول:

ماحول کی آلودگی کا مسئلہ عصر حاضر کے مسائل اور پریشانیوں میں ایک بہت بڑا اور خطرناک مسئلہ ہے آجکل پوری دنیا اس کی لپیٹ میں ہے انسانی آبادی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے۔ بڑے بڑے شہر وجود میں آگئے ہیں ہر جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں کوڑا کرکٹ بے احتیاطی کے ساتھ عام راستوں اور گزر گاہوں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ پلاسٹک کے تھیلوں کی بھرمار ہے، کارخانوں اور ملوں کا دھواں، گاڑیوں کا شور، یہ سب ماحول کی آلودگی کے اسباب ہیں ان تمام مسائل کے حل کیلئے بھی بعض این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ ماحول کو صاف ستھرا رکھنا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔ حدیث میں ایسے مکانات کی تعمیر کرنے سے منع کیا گیا ہے جن کی وجہ سے ہمسایوں کے مکانات کو صاف اور تازہ ہوا پہنچنے میں رکاوٹ ہو رسول اکرم ﷺ نے پھل کھا کر اس کے چھلکے باہر کھلے عام پھینکنے سے منع فرمایا ہے اس لئے کہ اسی سے کچرا اور گندگی پھیلے گی اور اس

سے جراثیم، مکھیاں اور مچھر پیدا ہونگے لوگوں میں بیماریاں پھیلیں گی اور ان کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ شور وغل بھی ماحول کی آلودگی کا سبب ہے ایک طرف گاڑیوں کا دھواں ماحول کو آلودہ کرتا ہے تو دوسری طرف گاڑیوں کے تیز ہارن کانوں کے پردے پھاڑتے ہیں اور دل ودماغ کو متاثر کرتے ہیں۔ قرآن مجید کی سورۃ ھود آیت ۶۷ کے مطابق حد اعتدال سے بڑھتا ہوا شور وغل (الصیحۃ) عذاب الٰہی ہے جس سے قوموں کو تباہ کیا گیا ہے اس مقصد کیلئے ضروری ہے کہ انفرادی اور اجتماعی کوششیں کی جائے اور حفظان صحت کے اسلامی اُصولوں کو سختی سے اپنایا جائے تاکہ ماحولیاتی آلودگی اور دیگر مسائل کا خاتمہ ہو اور ہم پاکیزہ زندگی گزار سکیں۔

مندرجہ بالہ تمام اُمور جن کو یہ ادارے انجام دے رہے ہیں ان کا کوئی متعین کردہ طریقہ نہیں ہر دور میں اس دور کے حوالے سے خدمات انجام دی جاتی ہیں۔ خدمت خلق کے یہ ادارے جو ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں یہ پہلے خدمت کے اعلیٰ طریقوں کی نشاندہی کرتے ہیں اس کیلئے ایک Proposal تیار کرتے ہیں پھر اس کیلئے گرانٹ طلب کی جاتی ہے، چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے یا مختلف اداروں کی طرف سے عطیات وصول کئے جاتے ہیں اور پھر ان کاموں پر عملدرآمد ہوتا ہے۔

سماجی ضروریات کیلئے مدد طلب کی جاسکتی ہے:

اسلام نے دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے سے منع فرمایا ہے لیکن نازک حالات میں احتیاج کو بیان کرنے اور مدد طلب کرنے کی بھی اجازت ہے۔ حضرت قبیصہ بن مخارقؓ فرماتے ہیں میں نے اپنے اوپر ایک مالی ذمہ داری لی تھی رسول اللہ ﷺ سے مدد کی درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا یہیں مدینے میں قیام کرو صدقہ کا مال آئے گا تو تمہاری ضرورت پوری کردی جائے گی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

یا قبیصة ان المسالة لاتحل الالا حد ثلاثة رجل تحمل حمالة فحلت له المسالة حتی یصیبها ثم یمسک ورجل اصابته جائحةفاجتاحت ماله فحلت له المسا لة فسأل حتی یصیب قواماً من عیش اوسدادا من عیش ورجلٌ اصابته فاقة حتی یقول ثلاثة من ذوی الحجیٰ من قومه اصابت فلاناً فاقة فحلت له المسئلة فسأل حتیٰ یصیب قواماً من عیش او سداداً من عیش ثم یمسک وما سواهن من المسئلة یا قبیصه سحت یا کلها صاحبها سحتاً۔ ۱۳۲؎

''یا قبیصہ سوال جائز نہیں سوائے اس شخص کے جوان تین میں سے ایک ہو وہ شخص جس نے دوسروں کی خاطر اپنے اوپر قرض کا بوجھ اٹھایا ہو قرض کی رقم فراہم ہونے تک وہ سوال کرسکتا ہے پھر اسے رک جانا چاہیے۔ دوسرا وہ شخص جس کا مال کسی حادثہ میں ختم ہو جائے اس کیلئے بھی سوال کرنا جائز ہے یہاں تک کہ اس کی حالت ٹھیک ہو جائے اور وہ کھڑا ہو جائے یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے۔ تیسرا شخص وہ جسے فاقہ لاحق ہو اور اس کی قوم کے تین آدمی یقین کے ساتھ کہیں کہ فلاں شخص فاقہ میں مبتلا ہے اس کے لئے بھی سوال جائز ہے یہاں تک کہ اس کی حالت ٹھیک ہو جائے۔ یا یہ فرمایا کہ اس کی ضرورت پوری ہو جائے ان تینوں صورتوں کے علاوہ اے قبیصہ سوال کی جتنی صورتیں ہیں سب حرام ہیں ان کے ذریعہ کھانے والا حرام کھاتا ہے''۔

گویا ان تین صورتوں یعنی کسی کی مدد کرتے ہوئے انسان قرض کا بوجھ اپنے اوپر لے لے یا وہ شخص جو سیلاب، زلزلہ، طوفان، آتش، لوٹ مار یا کاروباری نقصان کی وجہ سے خوشحال آدمی اپنی ضروریات پوری نہ کرسکے ایسا شخص بھی دوبارہ خوشحال ہونے تک سوال کرسکتا ہے تیسرا محتاج جس کے پاس کھانے کیلئے بھی نہ ہو اور وہ فقر و فاقہ پر مجبور ہو اور اس کی گواہی خاندان، محلّہ اور بستی والے دیں ایسے شخص کو بھی مانگنے کا حق ہے وہ حکومت اور معاشرے سے مدد طلب کرسکتا ہے۔

اگر کوئی آدمی یا ادارہ نقصان کی وجہ سے قرض کے بوجھ تلے دب جائے اور وہ سخت پریشان ہو اور اس قرض کے بوجھ سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو اور اس کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو ایسے میں اگر مزید قرض لیتا ہے تو سود کے شکنجے میں جکڑا جاتا ہے۔ جو آجکل کے زمانے میں بظاہر ہمدردی کی مکروہ شکل ہے کہ مجبور انسان کو قرض دے کر بھاری سود وصول کیا جائے۔ ایسے حالات میں شریعت نے اجازت دی ہے کہ وہ دوسروں سے سوال کرے اور معاشرے کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ اس پریشانی سے نکلنے میں اس کی مدد کرے۔ یہ مدد اسلامی ریاست بھی کرسکتی ہے اور افراد بھی اور ادارے بھی چاہے وہ عطیات کی صورت میں ہو زکوٰۃ کی صورت میں ہو یا بغیر سود قرض کی رقم ہو نیز ایسے مشکل وقت میں انسانیت کی خدمت کے لئے سوال کرنے کی بھی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن انسان حد سے نہ بڑھے کہ ضرورت نہ بھی ہو اور دست سوال دراز کرے ایسے سوال کی سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے۔

فصل نمبر ۵

این جی اوز اور اسلامی تعلیمات میں تصادم

انسانوں کی مختلف اقسام:

دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے سامنے اپنے ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔ اُنہیں کسی دوسرے کے مفاد سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی وہ ہر ایک سے فائدہ تو اٹھانا چاہتے ہیں لیکن کسی کے کام آنا نہیں چاہتے۔ کسی کے دکھ درد اور مصیبت سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ان میں کسی کی خدمت کا جذبہ نہیں ابھرتا اگر ابھر بھی آتا ہے تو وہ دبانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنے ذاتی اغراض کیلئے جیتے ہیں اور یہی اغراض زندگی بھران کی تگ ودو کا مرکز بنی رہتی ہیں۔

دوسری قسم کے لوگوں میں خدمت کا جذبہ تو ہوتا ہے لیکن نظر محدود ہوتی ہے۔ انہیں اپنی ذات، بیوی بچوں، خاندان اور قبیلہ والوں سے تعلق ہوتا ہے۔ انہیں اپنے قریب ترین افراد کا مفاد عزیز ہوتا ہے ان ہی کی فلاح و بہبود کے بارے میں سوچتے ہیں اور انہی کی خدمت میں شب و روز لگے رہتے ہیں۔ انہیں فائدہ پہنچانے کیلئے دوسروں کو نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اسلام نہ تو فرد کی اہمیت کم کرتا ہے، اور نہ خاندان اور قبیلہ کو نظر انداز کرتا ہے۔ اس نے دونوں کے حقوق اور ذمہ داریاں واضح کر دی ہیں اسلام خدمت اور بھلائی کا وسیع تصور دیتا ہے۔ وہ یہ احساس بیدار کرتا ہے کہ انسان پر اس کی ذات اور اس کے خاندان ہی کے حقوق عائد نہیں ہوتے بلکہ وہ معاشرہ بھی حقوق رکھتا ہے جس کا وہ ایک فرد ہے۔ معاشرے میں ہر فرد اپنے حقوق رکھتا ہے وہ چاہے قرابت دار ہو یا نہ ہو، ہمسایہ ہو یا نہ ہو مزدور و کاریگر ہو یا تاجر اور صنعت کار، تعلیم یافتہ ہو یا جاہل، اجنبی ہو یا شناسا اس کے حقوق محفوظ ہیں اسے ان سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ ان حقوق میں نصیحت و خیر خواہی، محبت و ہمدردی بوقت ضرورت مشکلات میں تعاون اور حسن سلوک شامل ہے اس کی فضلیت ایک حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

> من نفس عن مومن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة
> من كرب يوم القيامه ومن يسر على معسر يسرالله عليه فى
> الدنيا والاخرة والله فى عون العبد ما كان العبد فى عون
> اخيه۔ ۱۳۳؎

''جوشخص دنیا میں کسی مومن کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا اللہ تعالی قیامت میں اس کی تکلیفوں میں سے کوئی تکلیف دور کرے گا جو شخص کسی مشکل میں پھنسے ہوئے آدمی کو آسانی فراہم کرے گا اللہ تعالی دنیا و آخرت میں اس کیلئے آسانی فراہم کرے گا۔ جو کسی مسلمان کی ستر پوشی کرے گا اللہ تعالی دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا۔ اللہ تعالی اپنے بندے کی مدد میں لگا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے''۔

حدیث میں کسی مسلمان کے کام آنے اور وقت ضرورت اس کے ساتھ تعاون کرنے کا اجر و ثواب بیان ہوا ہے۔ اسلام نہ صرف مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی کا حکم دیتا ہے بلکہ تمام انسانیت کے ساتھ ہمدردی کا بھی درس دیتا ہے۔ تعصب انسان کو نفرت و عداوت سکھاتا ہے۔ اسلام تعصب کے سخت خلاف ہے۔ قرآن مجید نے مسکینوں محتاجوں، معذوروں، یتیموں اور وسائل سے محروم انسانوں کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا عام حکم دیا ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ خدمت پوری بنی نوع انسان کی ہو حضرت جریر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من لا یرحم لا یرحم۔ ۱۳۴

''جوشخص دوسروں پر رحم نہیں کرے گا اللہ اس پر رحم نہیں کرے گا''۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں''

الراحمون یرحمهم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحکم من فی السماء۔ ۱۳۵

''جولوگ خدا کی مخلوق پر رحم و شفقت کرتے ہیں رحمٰن ان پر شفقت کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو تا کہ اسمان والا تم پر رحم کرے''۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاتنزع الرحمة الامن شقی۔ ۱۳۶

''رحم اور ہمدردی تو اس شخص کے سینے سے نکال دی جاتی ہے جو بد بخت ہو''۔

احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ جو شخص بھی ہماری ہمدردی اور مدد کا محتاج ہے اس کی مدد کی جانی چاہیے۔ اس معاملے میں انسانوں کو گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم کرنا اور کسی کو خدمت اور سلوک کا مستحق سمجھنا کسی کو نہ سمجھنا اسلام کی ہدایت کے خلاف ہے۔ اسلامی تعلیمات تو یہ بھی ہیں کہ معاشرے کا جو فرد بھی

کسی کے دکھ درد میں کام آسکتا ہے، کسی کی کوئی مشکل دور کرسکتا ہے اور کسی مصیبت کو ٹال سکتا ہے تو دریغ نہ کرے۔ کسی کیلئے آسانیاں پیدا کرسکتا ہے تو آسانیاں پیدا کرے۔ کسی کو جینے کا سلیقہ سکھا سکتا ہے، تعلیم دلا سکتا ہے، لباس کا اہتمام کرسکتا ہے، رہائش مہیا کرسکتا ہے، علاج کا بار اٹھا سکتا ہے، روزگار دلا سکتا ہے، دوسروں کے ظلم اور چیرہ دستیوں سے محفوظ کرسکتا ہے، صفائی اور صحت کے طریقے سکھا سکتا ہے، بیماریوں سے تحفظ فراہم کرسکتا ہے، غرضیکہ جو کوئی جس کسی کے جس طرح کام آسکتا ہے اسے امکان بھر وہ کام کرنے چاہیے۔ یہی حقیقی عبادت ہے کیونکہ نمازوں کی ادائیگی، روزوں کی پابندی، حج کے مناسک اور دیگر تمام عبادات کا براہِ راست فائدہ انسان کی اپنی ذات کو پہنچتا ہے جب کہ خدمت خلق سے ان لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے جو اس خدمت سے مستفید ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

الساعی علی الارملة والمسکین کالمجاد فی سبیل الله او
کالذی یصوم النهار ویقوم اللیل۔[۱۳۷]

''بیوہ عورت اور مسکین کی خدمت کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح جو دن کو روزہ رکھے اور رات بھر عبادت میں مصروف رہے''

خدمت سب کیلئے:

خدمت خلق کی تاکید تمام مذاہب میں کی گئی ہے۔ کئی مذاہب کے وسیع پیمانے پر دنیا میں پھیلنے کی وجہ ان کے ماننے والوں کا جذبہ خدمت ہے۔ اسلام نے خدمت خلق کے حوالے سے مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق روا نہیں رکھا بلکہ تمام نوع انسانی کو ایک برادری قرار دیا تمام انسان ایک ماں باپ کی نسل ہونے کے باعث ایک دوسرے کے عزیز ہیں۔ قرآن حکیم نے مذہب وملت کے امتیاز کے بغیر مسلمانوں کو حکم دیا۔

وقولواللناس حسنا [۱۳۸]

''اور لوگوں سے اچھی باتیں کہنا''۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

لاتباعضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباداللہ اخواناً۔[۱۳۹]

''ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی بن جاؤ''۔

اسلام نے کسی فرق وامتیاز کے بغیر خدا کی ساری مخلوق کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی ہے۔

انسانوں کو گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم کرنا اپنے پرائے یا ہم مذہب اور دوسرے مذہب والے کے درمیان فرق کرنے کسی کو خدمت کا مستحق اور کسی کے حق کو تسلیم نہ کرنا اسلام کے مزاج اور اس کی ہدایت کے سراسر خلاف ہے۔

۹ ہجری میں نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آپ ﷺ سے بین المذاہب مکالمہ کیلئے آیا آپ ﷺ نے اسے مسجد نبوی میں ٹھہرایا اپنے ہاتھ سے ان کی مہمان داری اور تواضع کی یہاں تک کہ ان کو اپنے طریقے کے مطابق مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کی اجازت دی۔۱۴۰

مخلوق خدا کی خدمت خدا کی خدمت ہے:

اسلام نے خدمت خلق کو خالق کی خدمت قرار دیتے ہوئے لوگوں کو ترغیب دی کہ اللہ کی خدمت کرو اگر کسی نے غریب کی مدد نہیں کی، بھوکے کو کھانا نہیں کھلایا، کسی حاجت مند کے کام نہیں آیا، کسی ناخواندہ کو تعلیم نہیں دی، محروم، مجبور اور بے کس طبقوں کی مجبوریاں ختم کرنے کیلئے کام نہیں کیا۔ معاشرے سے بھوک، افلاس، غربت، جہالت، بدامنی، دہشت گردی، فرقہ واریت اور دوسری برائیاں ختم کرنے کیلئے اپنے مساعی بروئے کار نہیں لایا تو گویا اس نے اللہ کی مدد کرنے سے انکار کر دیا۔۱۴۱

اس حقیقت کو حدیث میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

عن ابی ہریرہؓ قال قالَ رسول الله ﷺ اِنّ الله عزو جل یقول یوم القیمة یاابنِ آدم مرضت فلم تعدنی قال یا ربّ کیف اعودك و انت ربّ العلمین قال اَما علمت ان عبدی فلانامرض فلم تعده اما علمت انک لو عدته لوجد تنی عنده یاا بن آدم استطعمتک فلم تطعمنی قال یارب کیف اطعمک وانت رب العلمین قال اماعلمت انه استطعمک عبدی فلان فلم تطعمه اماعلمت انک لو اطعمته لو جدت ذلک عندی یاابن آدم استسقیتک فلم تسقنی قال یارب کیف اسقیک وانت رب العلمین قال استسقاك عبدی فلان فلم تسقه اما انک لو اسقیته وجدت ذلک عندی۔ ۱۴۲

آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کہے گا اے ابن آدم میں بیمار تھا تو نے میری عیادت

نہیں کی انسان عرض کرے گا۔ میرے رب تو سارے جہاں کا رب ہے تو کیسے بیمار ہوسکتا ہے اور میں کیسے تیری عیادت کرتا۔ اللہ فرمائے گا تجھے معلوم نہیں میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو اس کی مزاج پرسی کیلئے نہیں گیا اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے وہاں پاتا پھر اللہ فرمائے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تھا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا انسان عرض کرے گا رب العالمین تو کیسے بھوکا ہوسکتا ہے کہ میں تجھے کھانا کھلاتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے یاد نہیں میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اس نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا اگر تو اسے کھانا کھلاتا تو مجھے وہاں پاتا۔ پھر کہے گا اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تھا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا انسان عرض کرے گا رب العالمین تو کیسے پیاسا ہوسکتا ہے جو میں تجھے پانی پلاتا اللہ فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اگر تو اسے پانی پلا دیتا تو مجھے وہاں پاتا اور تمام کاموں کا ثواب آج یہاں پاتا''۔

اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ خدمت خلق کے کام عبادت کے برابر ہیں اور اُن کے کرنے سے انسان خدا کا محبوب بن جاتا ہے۔ ایسے کام انسان کو اللہ کے قریب کر دیتے ہیں ان پر رحمت نازل ہوتی ہے یہ سنگدلی اور شقاوت جیسی بیماریاں دور کرتے ہیں۔ یہ انسان کو نیک اور صالح معاشرے کے افراد بنا دیتے ہیں۔ ایسے ہی کاموں کیلئے تنظیمیں بنتی ہیں اور اللہ کی دی ہوئی تعلیمات کے مطابق ان کو چلانے کی کوشش کرتی ہیں۔ تاہم بعض افراد اور ادارے جن پر ذاتی اغراض، شخصی اور گروہی مفادات اور نفسانی خواہشات غالب آجاتے ہیں وہ ان تعلیمات سے اغراض کرتے ہیں۔ اس وقت یہ ادارے اسلامی تعلیمات سے تصادم پر اتر آتے ہیں وہ کسی کے خیالات کے پابند نہیں ہوتے۔ ان کے اپنے جذبات ہوتے ہیں ان میں وہ رکاوٹ کو پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کی خواہشات کے پابند نہیں ہوتے ان کی ذاتی خواہشات ہوتی ہیں جنہیں وہ اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں اپنے حقوق کا احساس انہیں شدت سے ہوتا ہے وہ اس سے دست بردار ہونے کیلئے تیار نہیں ہوتے وہ اپنے مفادات کی ہر قیمت پر حفاظت کرتے ہیں۔ آہستہ آہستہ وہ حرص و ہوس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کیلئے وہ جائز و ناجائز تدابیر بھی اختیار کرتے ہیں۔ خلوص کی دولت ان کے پاس نہیں ہوتی وہ اپنے مفادات کی خاطر دوسروں سے رابطہ کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک تنظیم کا مقصد صرف اپنی ذات، برادری اور جاننے والوں کو فائدہ پہنچانا ہے۔ ان کے رضا کار چھوٹی موٹی چوریاں بھی شروع کر دیتے ہیں۔ ضرورت مندوں سے ٹوکن منی وصول کرتے ہیں۔ ان کے کرتا دھرتا یعنی ان کی مدد کرنے والے وڈیرے، اثر ورسوخ والے اور جاگیردار یہ چاہتے ہیں کہ ان کا نام ہو ان کی شہرت ہو اور ان کا نام اخباروں اور ٹی وی وغیرہ پر

آ جائے۔ حالانکہ اس قسم کے اداروں کا تو مقصد یہ ہونا چاہیے کہ جعلی نام ونمود اور رنگ ،نسل ،قومیت سے ہٹ کر سماجی بہبود کے کام کی طرف توجہ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ذاتی مفاد کی دوڑ لگی ہوئی ہے ایسے میں سماجی کارکن بھی کیوں کسی سے پیچھے رہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کارکنوں نے سجے سجائے گھروں میں آسودہ زندگی اختیار کرلی ہے اور مصیبت کے وقت خدمت پر کمربستہ ہونے کے بجائے لمبی چھٹیاں لے کر بیرون ملک جاکر دادعیش دیتے ہیں۔ ان کے پاس بے معنی دستاویزات، تصاویر، اخباری تراشے اور پرائیوٹ اداروں کے دستور ومنشور پرمبنی کتابیں ہوتی ہیں۔ یہ لوگ اپنی مدد آپ کررہے ہوتے ہیں عوام کی خدمت سے ان کو کوئی سروکار نہیں ہوتا شاید یہی ان کا مقصد بھی ہوتا ہے۔ ان کے پاس بے سروپا منصوبے ہوتے ہیں جن تک عوام کی رسائی ممکن نہیں ہوتی۔۱۴۳

حال ہی میں روزنامہ ''نوائے وقت'' میں ایک رپورٹ شائع ہوئی جس میں پاکستان میں این جی اوز کے کردار پر بحث کی گئی لکھتے ہیں

> ''گزشتہ پانچ چھ سال سے این جی اوز یعنی غیر سرکاری انسانی فلاح وبہبود کے کام کرنے والی تنظیموں کا کردار نمایاں ہوکر سامنے آیا ہے۔ پاکستان میں بھی یہ این جی اوز بہت تیزی سے حرکت میں آئی ہیں آج سے پانچ چھ سال پہلے تک گنتی کی چند این جی اوز کا ذکر سننے میں آتا تھا لیکن اب مضافات چھوٹے بڑے شہروں تک ان کا جال پھیلتا دکھائی دے رہا ہے۔ یہ این جی اوز مختلف شعبوں میں فلاحی خدمات انجام دے رہی ہیں۔ جن میں نمایاں شعبے ہیومن رائٹس، ماحولیات، چائلڈ لیبر، عورتوں کے حقوق کا تحفظ وغیرہ ہیں۔ ان تمام شعبوں میں کام کرنے والی ان این جی اوز میں سے کچھ ایسی ہیں جن کا مقصد معاشرتی فلاح وبہبود ہے اور کتنی ایسی ہیں جن کا قیام صرف فنڈ ریزنگ کیلئے عمل میں آیا ہے۔ یہ لوگ کسی ایسے کیس یا موقع کی تلاش میں رہتے ہیں جس سے فائدہ اٹھا کر مغربی دنیا کو اپنی طرف متوجہ کریں۔ اور ان سے امدادی رقوم ہتھیانے کے علاوہ دوسرے مفادات بھی حاصل کریں''۔۱۴۴

رپورٹ میں کہا گیا کہ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ تمام این جی اوز ہی غلط ہیں یا تمام این جی اوز صحیح ہیں بلکہ اچھی بری این جی اوز دونوں موجود ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ جو این جی اوز ملک میں اسلام کے نام پر غلط کام کررہی ہیں ان پر پابندی لگائی جائے اور اچھے کردار کی مالک این جی اوز کو سراہا جائے۔ سینٹ میں بھی این جی اوز پر فنڈز ہڑپ کرنے کا الزام لگایا گیا۔ ۶ دسمبر ۲۰۰۴ کو سینٹ میں کہا گیا

کہ بے ایمان این جی اوز ترقی اور سماجی بہبود کے نام پر لاکھوں روپے ہڑپ کر جاتی ہیں۔ سینٹ میں سرکاری اور اپوزیشن دونوں طرف کے ارکان نے ملک میں خواندگی کی صورتحال پر بات کرتے ہوئے این جی اوز کے کردار پر تنقید کی۔

حکومتی پارٹی کے ڈاکٹر خالد رانجھا نے کہا:

''کہ این جی اوز صرف ۲۵ فیصد فنڈز منصوبوں پر خرچ کرتی ہیں اور ۷۵ فیصد خود اپنے اوپر خرچ کر ڈالتی ہیں انہوں نے کہا کہ این جی اوز کا بڑا مضبوط نیٹ ورک ہے اور بعض صورتوں میں تو اعلی سرکاری افسران کی بیویاں این جی اوز چلا رہی ہیں۔ جبکہ ان کے شوہر مختلف منصوبوں کیلئے فنڈز کی فراہمی میں اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہیں۔ بعض مثالیں تو ایسی بھی ہیں کہ خود اعلی سرکاری افسران این جی اوز کیلئے کام کرتے رہے ہیں۔[۱۴۵]

پیپلز پارٹی پارلیمنٹیرین کے ڈاکٹر عبداللہ دیا ڑ نے کہا:

''خون چوسنے والی این جی اوز جو ملک کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہیں کوئی کام کر دکھانے میں مکمل طور پر ناکام ہیں''۔ [۱۴۶]

''پاکستان مسلم لیگ کے ایک سینیٹر نے کہا کہ کچھ این جی اوز ایسی ہیں جنہوں نے اچھا کام کیا ہے۔ مگر سینکڑوں نقلی این جی اوز بھی موجود ہیں۔[۱۴۷]

متحدہ مجلس عمل کے ایک سینیٹر نے کہا:

''کہ حکومت کو اپنی ذمہ داریاں دوسروں کو نہیں دینی چاہیں''۔[۱۴۸]

اس بحث سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ بہت سی این جی اوز اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں۔

فصل نمبر ۶

صحیح اسلامی سمت کی طرف راہنمائی

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے وہ زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں ہدایات دیتا ہے سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے۔

کنتم خیرامۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر o ۔۱۴۹

''تم بہترین امت ہو جنہیں لوگوں کی بھلائی کیلئے پیدا کیا گیا ہے تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو''۔

آیت میں مسلمانوں کو بہترین امت کہا گیا ہے اور فرمایا گیا کہ وہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور دعوت الی الخیر کا فریضہ انجام دیتے رہیں۔ سورۃ العصر میں ارشاد ہوتا ہے:

والعصر o ان الانسان لفی خسر o الا الذین امنوا وعملوا الصٰلحٰت وتواصوابالحق وتواصو بالصبر o ۱۵۰

''قسم ہے زمانے کی کہ انسان خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو حق بات کی تلقین کی اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی''۔

فرمایا گیا کہ محض خود نیک بننے سے اسلام کا تقاضا پورا نہیں ہوتا جب تک دوسروں کو بھی نیک بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔ اور برائی کا خاتمہ نہ کیا جائے۔

قرآن اور احادیث کی واضح تعلیمات کے باوجود مسلمان معاشرے میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں ان خرابیوں کو دور کرنے کیلئے ضروری ہے کہ افراد کی بھی اصلاح ہو اور وہ تنظیمیں جو معاشرے کی فلاح کیلئے کام کرتی ہیں ان کی بھی اصلاح ہو۔ اسلام انسان کی اجتماعی اور انفرادی فلاح کا ضامن مذہب ہے۔ اور اس کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں میں صحیح توازن قائم کرتا ہے۔ وہ فرد کی اصلاح پر زور دیتے ہوئے فرماتا ہے۔

فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ، ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ۔ ۱۵۱

''جس نے ذرہ برابر نیکی کی وہ (اس کا بدلہ) دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر بدی کی وہ (اس کا انجام بھی) دیکھ لے گا''۔

انفرادی مسئولیت کے ساتھ اسلام افراد میں اجتماعی ذمہ داری کا احساس بھی پیدا کرتا ہے معاشرے سے الگ تھلگ رہنے اور رہبانیت اختیار کر لینے کو اسلام کسی طرح بھی پسند نہیں کرتا۔ اسلام تمام مسلمانوں کو ایک جسم واحد قرار دیتا ہے۔ جس کے کسی ایک عضو میں تکلیف ہو تو پورا جسم درد سے بے چین ہو جاتا ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ مسلمان گونا گوں مسائل کا شکار ہو چکے ہیں۔ جس سے ایک خوفناک صورتحال پیدا ہوگی ہے۔ اسلام کو ہم نے چند رسوم اور مظاہر تک محدود کر دیا ہے۔ اگر کوئی مر رہا ہے تو نماز توڑ کر اس کی جان بچانے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ حادثات میں زخمی ہونے والوں کو ہسپتال پہنچانے کے بجائے ان کی جامہ تلاشی لے کر ان کو ان کے قیمتی اثاثوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ مالیاتی پالیسی سے لے کر ذاتی طرز عمل تک ہر زاوئے سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ غربت کا دائرہ وسیع ہو، تاکہ کھیتوں، کھلیانوں، کارخانوں اور فیکٹریوں کیلئے سستے مزدور مل سکیں۔ تعلیم کا حصول مشکل سے مشکل تر اور محدود سے محدود تر کرنے کی سعی ہو رہی ہے۔ تاکہ غریب کا بچہ پڑھ لکھ کر آگے نہ جا سکے۔

دوسری طرف تنظیموں کا یہ حال ہے کہ اگرچہ اسلام میں خدمت خلق کے اداروں کا تصور تو موجود ہے لیکن ہمارے ہاں خدمت خلق کا کام نہ تو فرض کے طور پر رائج ہوا اور نہ کلچر کے طور پر ہمارے ہاں وسائل کی کوئی کمی نہیں نیک لوگ بھی کم تعداد میں نہیں لیکن وسائل کو مسائل کے اعتبار سے منظم کرنا اور اُسے ایک ادارے کی شکل دے کر خدمت خلق کا فریضہ انجام دینے کی طرف توجہ ہے نہ اس کا رجحان، اگر وسائل کم ہوں تو ان کی کمی کے ازالے کیلئے طریقہ کار سوچنا اور اس پر عمل کرنا بھی خدمت خلق ہے۔ اگرچہ خدمت خلق کے حوالے سے مسلمان اپنے مقصد تخلیق کو فراموش کر چکے ہیں۔ انسان کی تخلیق کا مقصد عبادات ہیں قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

ماخلقت الجن والا نس الا لیعبدون ۵۲ؐ

''ہم نے جن وانس کی تخلیق اس لئے کی کہ وہ عبادت کریں''۔

عبادات کے ساتھ انسانوں کی فلاح و بہبود کیلئے کام کرنا بھی انسان کا مقصد تخلیق ہے۔ اور یہ بھی عبادت میں شمار ہوتا ہے کیونکہ جو کام بھی اللہ کی رضا کیلئے کیا جائے وہ عبادت ہے۔ اللہ کی رضا کیلئے کوشش کرتے رہنا مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے۔ خدمت خلق کے ادارے چلانے کیلئے بھی خلوص نیت اور اللہ کی رضا جوئی اولین شرط ہے۔ ریاکاری اور شہرت کے حصول کی نیت سے خدمت خلق بے معنی ہو جاتی ہے۔

آج کل خدمت خلق کے زیادہ تر اداروں میں نہ تو خلوص ہے اور نہ اللہ کی رضا جوئی یہ محض ریا، شہرت اور رقم بٹورنے کیلئے ہیں۔ اگر یہی حقیقت ہے کہ خدمت خلق کے حوالے سے یہ تمام خامیاں آج کے معاشرے میں موجود ہیں تو پھر اس آس میں بیٹھنا کہ بے روح عبادات کے بدلے اللہ راضی ہوگا اور جنت کا حصول ممکن ہوگا، تو ایک سہانے خواب کے سوا کچھ نہیں شاید یہ کمزوریاں اللہ کی رضا اور جنت کے حصول کے بجائے جہنم کے راستوں کا نشان ہیں۔[۱۵۳]

اصلاح کی کوشش:

ضرورت اس بات کی ہے کہ جو این جی اوز اچھے کام کر رہی ہیں۔ ان کے اچھے کاموں میں تعاون کیا جائے کیونکہ یہی اسلام کا تقاضا ہے۔ اگر ان میں کچھ خامیاں ہیں تو ان سے تعاون کر کے ان خامیوں کی نشاندہی اور اصلاح کی جاسکتی ہے۔ کیا مساجد میں نمازیں پڑھنا اس لئے چھوڑ دیں کہ مساجد فرقہ واریت کے اڈے بن گئے ہیں۔ کیا قرآن پڑھنا اس لئے ترک کر دیا جائے کہ اس کی من مانی تفسیریں کر دی گئی ہیں۔ الغرض کوئی بھی اچھا کام اس لئے چھوڑنا کہ اس میں مسائل پیدا ہو گئے، درست نہیں بلکہ ان مسائل کو ختم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ غیر مسلم رفاہی اداروں کے ساتھ کام کرنا ان کی مدد کرنا یا ان کی مدد لینا اسلام کی رو سے جائز ہے۔ وہ غیر مسلم تنظیمیں یا ادارے جو واقعی خدمت خلق کا جذبہ رکھتی ہیں ان سے تعاون کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ کیونکہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔[۱۵۴]

"نیکی اور تقویٰ پر تعاون کرو اور ظلم و زیادتی پر تعاون نہ کرو"

کے اصول کے تحت ہر کسی سے نیک مقاصد کیلئے تعاون کا حکم دیا ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے ظلم و زیادتی کے خلاف ہونے والے معاہدے حلف الفضول میں مشرکین کے ساتھ تعاون فرمایا۔[۱۵۵] رسول اللہ ﷺ کا یہ طرز عمل مسلمانوں کیلئے مشعل راہ ہے مسلمان اپنے مقاصد سے وابستہ رہتے ہوئے ہر کسی سے تعاون کر سکتے ہیں اور ہر کسی سے تعاون لے سکتے ہیں۔

دنیا کو تعلیم و تحقیق، جامعات اور یونیورسٹیوں سے مسلمانوں نے آگاہ کیا تھا۔ بڑے بڑے مساجد، مکاتب، مدارس مسلمانوں کی یادگار ہیں مسلمانوں میں خواندگی کی شرح سو فیصد ہوتی تھی۔ اب مغرب نے اس کار خیر کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ اگر وہ کسی کو خواندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان پر اعتراضات ہوتے ہیں۔ پسماندہ علاقوں میں اگر کوئی این جی او ترقیاتی کاموں کا آغاز کرتی ہے، علم کو عام کرنے کے

لئے کام کرتی ہے تو ان کو وہاں سے بھگا دیا جاتا ہے۔ یہ کہاں کی دانش مندی ہے کہ خود بھی اچھا کام نہ کیا جائے کوئی دوسرا کر رہا ہو تو اسے بھی روک دیا جائے۔ محض اس شک کی بناء پر کہ وہ ہمیں مذہب تبدیل کرنے پر مجبور نہ کریں۔ کیا مسلمان کا ایمان اتنا کمزور ہے کہ دوسرے اسے اپنے راستے پر ڈال لیں گے۔ مسلمان کو اتنا مضبوط اور صاحب ایمان ہونا چاہیے کہ وہ دوسروں کو اپنے اخلاق اور تعلیمات سے متاثر کریں۔ ان کی صحیح تعلیمات سے فائدہ اٹھائیں اور جہاں کوئی اعتراض والی بات ہو ان کو دلائل سے قائل کریں نہ کہ ان سے چھپتے پھریں۔ حقیقت یہ ہے کہ آج اگر کوئی کسی کی خدمت اللہ کی رضا کی خاطر بھی کرتا ہے لیکن وہ بلا معاوضہ ہوتی ہے تو اسے بھی شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ شک کے اس چشمے کو آنکھوں سے اتار لیں اور ہر وہ فائدہ جس سے دین اسلام کو اور مسلمانوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

صوبہ سرحد کے پسماندہ علاقوں میں جہاں عورتوں کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے اگر کوئی این جی او، ان کو خواندہ کرنے کی کوشش کرتی ہے تو ان کے خلاف لوگ بغاوت پر اتر آتے ہیں کہ ہماری عورتوں کو خراب کر رہے ہیں حالانکہ علم تو ایسی دولت ہے جو انسان کو نکھارتی ہے۔ اور اس میں سلیقہ مندی پیدا کرتی ہے۔ بغیر ثبوت کے این جی او پر کوئی الزام نہیں لگانا چاہیے کیونکہ اس سے یہ ادارے شدید دباؤ میں آجاتے ہیں اور پھر ان کے کام میں بھی خلل آتا ہے۔

این جی او کے بارے میں روزنامہ ''آج'' میں شائع ہونے والے کالم کو انہی کے الفاظ ہیں پیش کرنا چاہوں گی کالم نگار لکھتی ہیں وطن عزیز میں غیر سرکاری تنظیموں کی فعالیت اور سرگرمیاں کافی عرصے سے زوروں پر بلکہ آج کل عروج پر ہیں۔ ان کی سرگرمیوں اور فنڈز پر نہ صرف یہ کہ انگلیاں اٹھی ہیں بلکہ پوری پوری رپورٹیں اوپر بھجوائی جا چکی ہیں۔ اس لئے حکومت نے خود غیر سرکاری تنظیموں کے فنڈز کو چینلائز کرنے کا اعلان پچھلے سال ہی کیا ہے اور اب کوئی بھی غیر سرکاری تنظیم براہ راست فنڈز حاصل نہیں کر سکے گی۔ یوں غیر سرکاری تنظیموں کے دائرے کو سرکار نے اپنی حد میں لے لیا ہے۔ اور اب یہ غیر سرکاری تنظیمیں بھی سرکاری کہلا سکتی ہیں۔

ان تنظیموں کی ابتداء اپوا (Apwa) " آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن " سے ہوئی کسی زمانہ میں اپوا کی آپاؤں کا بڑا مذاق اڑایا جاتا تھا اور آج بھی صورتحال میں کوئی خاص تغیر نہیں آیا۔ حقوق نسواں کے لئے کام کرنے والی تنظیموں کی برپا کردہ درجنوں ورکشاپوں اور سیمیناروں میں راقم الحروف نے بھی شرکت کی اس

حوالے سے اپنا نکتہ نظر بغیر لگی لپٹی رکھے صاف لفظوں میں واضح کرنا چاہوں گی۔

غیر سرکاری تنظیموں میں کام کرنے والی خواتین چونکہ خاصی خوش شکل وخوش لباس ہوتی ہیں اس لئے کسی دور افتادہ علاقے میں جب وہ جدید فیشن اور مغربی طرز حیات کا نمونہ بن کر وارد ہوتی ہیں تو ان کی بات کوئی نہیں سنتا الٹا ان پر یہ الزام عائد ہوتا ہے کہ بری خواتین ہیں اور ہماری خواتین کو بھی برا بنا دیں گی۔ ہمارے معاشرے میں ایسی خواتین کے طرز عمل کو اچھی نظروں سے نہیں دیکھا جاتا جن کے دوپٹے ان کے گلے میں جھول رہے ہوں اور سر چادر سے خالی ہوں۔ ہماری اسلامی اقدار کی وجہ سے پردہ دار عورت کسی قدر قابل عزت ٹھہرتی ہے لیکن چادر سے عاری خواتین اکثر عزت کی سزاوار نہیں ٹھہرتیں۔

خواتین کی فلاح و بہبود کا خوبصورت خیال اور نیک ارادہ لے کر میدان عمل میں اترنے والی خواتین کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ بڑے مقاصد کے حصول کیلئے چھوٹی موٹی قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔آگے لکھتی ہیں کہ مجھے آج بھی کشور ناہید کی شکل کی وہ لڑکی یاد ہے۔ جو حقوق نسواں سے متعلق ایک سیمینار میں شرکت کے لئے پنجاب سے سرحد آئی تھی اور جینز شرٹ میں ملبوس تھی۔ میں نے جب اس کی توجہ نامناسب لباس کی جانب دلائی تو اس نے جواب دیا کہ یہ اس کا ذاتی معاملہ اور حق ہے۔ میرا یہ خیال ہے جب ہم عوام کے ذہنوں اور دلوں اور ان کے خیالات کو بدلنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں یہ بھی کوشش کرنی چاہیے کہ خود کو ان کیلئے قابل قبول بنائیں۔

چادر یا پردہ ترقی کی راہ میں کبھی رکاوٹ نہیں رہا۔ سر دست قارئین کو اپنے ذاتی تجربے سے بھی آگاہ کرتی چلوں۔ ۲۰۰۱ میں جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو سرحد پر مغربی میڈیا کی یلغار بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی مغربی دنیا کے ہر چھوٹے بڑے اخبار اور ٹی وی چینل کے صحافی مرد اور خواتین کسی سکوپ کیلئے یا پھر روٹین کی کوریج کے لئے پشاور میں گلی گلی خوار ہوتے، اور ایک ایک بازار میں احتجاجی جلسے جلوس کی کوریج کرتے ایسے جلسے جن میں امریکی پرچم نذر آتش ہوتے، خاص طور پر پسند کئے جاتے تھے۔ بی بی سی، سی این این، نیویارک ٹائمز، فرانس کے لیمان، اٹلی کے جی مینی فیستو، برطانیہ کے دی گارڈین اور جرمنی کے شپیکل ٹی وی کی خواتین صحافیوں کو خاص طور پر مشکل ہوتی تھی۔ کیونکہ وہ جب جلسے کی کوریج کیلئے کیل کانٹوں سے لیس ہو کر مردوں کے اندر راستہ بنانے کی کوشش کرتیں تو انہیں منہ کی کھانی پڑتی میں بڑی مشکل سے ایک ایک بھائی سے معذرت کر کے ان خواتین کیلئے اندر جانے کا راستہ ہموار کرتی۔ بعد ازاں وہ مجھ سے پوچھتیں کہ یہاں کے مرد ہمیں کیوں تیکھی نظروں سے دیکھتے ہیں اور ہم سے کیوں نامناسب سلوک کیا جاتا ہے۔ میں

نے جب ان کی توجہ لباس کی جانب دلائی تو یقین کیجئے کہ ان صحافی خواتین نے کامل پیشہ ورانہ مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس طریقے سے چادریں اوڑھیں کہ منہ تک چھپانا شروع کر دیا اور مجھے دریائے حیرت میں غوطہ زن ہونے کیلئے چھوڑ دیا۔۱۵۶

جب مغربی خواتین اپنے آپ کو حالات کے مطابق ڈھال سکتی ہیں تو ایک مشرقی عورت جسکے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کا زیور حیا ہے وہ اپنے آپ کو کیوں نہیں بدل سکتی۔ وہ اپنے آپ کو ڈھانپ کر ان پسماندہ علاقوں میں جائے تو شاید انہیں اپنے مقصد میں کامیابی ہو۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ این جی اوز اپنی ذات کیلئے کام کرنے کی بجائے معاشرے کی فلاح و بہبود کو اپنا شعار بنائیں اور بطور مسلمان اور فرد کے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم این جی اوز کے کردار پر تنقید کے بجائے ان کی اصلاح کی کوشش کریں۔ ان کی برائیوں کی نشاندہی کریں اور اس کا قلع قمع کرنے کی حتی الامکان کوشش کریں۔

حوالہ جات

1. Wikipedia Encyclopedia.www.wikipedia.org
2. www.traditional knowledge info/glossary.php.
3. 450. aers. psu.edu/glossary_searchcfm.
4. ایضاً
5. United Nations, Economics and Social Commission for Asia and P .asific, 1994, P. 3.

۶۔ ڈائرکٹریٹ آف انڈسٹریز، این ڈبلیوایف پی پشاور، الیف سی ٹرسٹ بلڈنگ پشاور کینٹ

۷۔ نشتر، ابونعیم عبدالحکیم خان وعبدالحمید صاحب حمید (کتاب منزل لاہور، بدون تاریخ) ج ا،صفحات ۴۲، ۴۱

۸۔ ابن ہشام، ابو محمد عبدالملک، السیرۃ النبویہ (مصطفے البابی مصر، ۱۳۷۵ھ) ۱/ ۱۳۳، ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، (بیروت، ۱۹۶۰ء) ۱/ ۱۲۹

۹۔ سورۃ الحج، آیت ۷۷

۱۰۔ الرازی، فخر الدین محمد، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) (المطبعۃ العامرہ الشرفیۃ، مصر ۱۳۰۸ھ) ۶/ ۲۰۸

۱۱۔ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب اخذ الصدقۃ من اغنیاء وترد فی الفقراء برقم ۱۴۰۹، ۱/ ۶۴

۱۲۔ سورۃ حٰم السجدہ آیات ۷،۶

۱۳۔ سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۴

۱۴۔ ابوداود سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الفطر، (دارالاشاعت اردو بازار کراچی) برقم ۱۵۹۵، ۱/ ۵۲۷

۱۵۔ سورۃ المجادلہ آیات ۴،۳

۱۶۔ سورۃ النساء، آیت ۹۲

۱۷۔ سورۃ المائدۃ، آیت ۸۹

۱۸۔ علامہ شبلی نعمانی: مقالات شبلی (باہتمام محمد اویس وارثی، مطبع معارف اعظم گڑھ، طبع شدہ ۱۹۳۰) حصہ اول، ص ۸۲

۱۹۔ ایضاً: ص، ۹۸

۲۰۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب وقف الارض المسجد، (مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ۱۹۸۵) برقم ۴۵، ۲/ ۶۳

۲۱۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ابواب المناقب، باب مناقب عثمان، برقم ۱۶۳۷، ۲/ ۲۰۹

۲۲۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب من تصدق الی وکیلہ ثم رد الوکیل الیہ، جلد دوم، ص ۵۶

۲۳۔ ایضاً

۲۴۔ ایضاً، باب الاشہاد فی الوقف وصدقۃ، برقم ۳۴، ۲/ ۵۸، ۵۷

۲۵۔ سورۃ آل عمران: آیت ۹۲

۲۶۔ البخاری: صحیح بخاری: کتاب الوصایا: باب من تصدق الی وکیلہ ثم ردالوکیل الیہ، جلد دوم، ص ۵۶

۲۷۔ ایضاً:

۲۸۔ نشتر، ابونعیم عبدالحکیم، تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۵۷۔

۲۹۔ سورۃ الحشر، آیت ۹

۳۰۔ علامہ شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی: سیرت النبی ﷺ، (دینی کتب خانہ لاہور، ۱۹۷۵ء) ۶/ ۲۶۴۔

۳۱۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۸۴ء، جلد ۲۰، ص ۱۶۱۔

۳۲۔ نشتر ابونعیم عبدالحکیم و عبدالحمید صاحب حمید، تاریخ اسلام، ج ۱، ص ۱۶۸۔

۳۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۰، ص ۱۶۱۔

۳۴۔ ایضاً، ص ۱۶۲

۳۵۔ ایضاً، ص ۱۵۶۔

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ ایضاً، جلد ۲۳، ص ۹

۳۹۔ ایضاً، جلد ۲۰، ص ۱۵۶۔

۴۰۔ ایضاً جلد ۲۰ ص ۱۶۳۔

۴۱۔ ایضاً

۴۲۔ المقریزی: الخطط، جلد ۴، قاھرہ ۱۳۲۶ھ، ص ۴۹ تا ۵۶، بحوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جلد ۲۰، ص ۱۲۳

۴۳۔ ایضاً، ص ۳۳۳، ۳۳۴

۴۴۔ السبکی: طبقات شافعیہ، جلد ۳ قاھرہ ۱۳۲۴ھ، ص ۵۲

۴۵۔ ایضاً، ص ۱۳۷، ۲۵۱۔

۴۶۔ سلیمان ندوی، سید: خیام اور اس کے سوانح و تصانیف پر ناقدانہ نظر، باھتمام مولوی مسعود علی ندوی، مطبع معارف اعظم گڑھ، طبع اول، ۱۹۳۲ء صفحات ۷۳ تا ۷۵۔

۴۷۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۳، ص ۷

۴۸۔ کانپوری، عبدالرزاق، نظام الملک طوسی، کانپور ۱۹۱۱ء ص ۲۹۶۔

۴۹۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۰، ص ۱۶۵۔

۵۰۔ ایضاً

۵۱۔ ایضاً، ص ۱۶۶۔

۵۲۔ ایضاً

۵۳۔ شبلی نعمانی، علامہ، مقالات شبلی، (باھتمام مسعود علی ندوی، مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۳۲ء) جلد سوم، صفحات ۶۲ تا ۶۵

۵۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۳، ص ۷

۵۵ ایضاً

۵۶ ایضاً،ص ۷، ۸

۵۷ نظامی، خلیق احمد، حیات شیخ عبدالحق: ص ۱۱، منہاج الدین عثمان: طبقات ناصری، مترجم: غلام رسول مہر، (مرکز اردو بورڈ گلبرگ لاہور، دہلی ۱۹۵۳) جلد اول، ص ۴۱۱

۵۸ شبلی نعمانی: مقالات شبلی، طبع شدہ ۱۹۳۲، جلد سوم، ص ۳۸

۵۹ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۰، ص ۱۸۰

۶۰ ایضاً

۶۱ ندوی، ابوالحسنات: ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں، اعظم گڑھ ۱۹۳۶ء

۶۲ عفیف، سراج الدین: طبقات ناصری: مترجم Reverty، ص ۲۷۸، ۲۷۹

۶۳ فرشتہ، محمد قاسم: ترجمہ تاریخ فرشتہ، (مطبع نولکشور پریس لکھنو)، جلد اول، صفحات ۱۶۲۔۱۶۵

۶۴ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۰، ص ۱۸۲

۶۵ ایضاً

۶۶ ایضاً

۶۷ ایضاً

۶۸ ایضاً

۶۹ ایضاً: ص ۱۸۳

۷۰ ایضاً

۷۱ ایضاً

۷۲ ایضاً

۷۳ ابوالفضل، علامہ: آئین اکبری، ترجمہ: مولوی محمد فدا، دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن، ۱۹۳۹ء

74. Stephen: Archaeology of Delhi: P:207

75. Narendra natih Law: promotion of learning in India during Muhammadan Rule: Calcatta 1916 P: 136, 137.

۷۶ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جلد ۲۰، ص ۱۸۵

۷۷ ایضاً

۷۸ ایضاً

۷۹ ایضاً

۸۰ ساقی مستعد خان، محمد: مآثر جہانگیری: ترجمہ مولوی محمد فدا علی طالب دارالطبع جامع عثمانیہ حیدرآباد دکن: ۱۹۳۲، ص ۳۸۶

۸۱ سید احمد خان، سر، آثار الصنادید، (اردو اکادمی دہلی، ۱۹۹۰ء) جلد اول، ص ۳۵۴

۸۲ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲۰، ص ۱۸۶

۸۳ سید احمد خان، سر: آثار الصنادید، جلد اول، انٹرنیشنل پریس کراچی ۱۹۶۶ء، ص ۱۸۵

۸۴ دہلوی، بشیر الدین احمد: واقعات دار الحکومت دہلی، شمسی مشین پریس آگرہ ۱۹۱۹ء، ص ۱۷۳

۸۵ اردو دائرہ معارف اسلامیہ: جلد ۲۰، ص ۱۸۶

۸۶ ایضاً

۸۷ ایضاً، ص ۱۸۷

88. Mohammad Asif Iqbal, Hina Khan and Surkhab Javeed: Non Profit Sector in Pakistan, Historical Back ground: Prepared by Social Policy andDevelopment Center in collaboration with Agha Khan Foundation center for civil society studies, John Hopkins University USA 2004.

89. ایضاً

90. ایضاً

91. ایضاً

۹۲ نذر احمد، حافظ: جائزہ مدارس عربیہ اسلامیہ مغربی پاکستان: مسلم اکادمی نذر منزل ۱۸/ ۲۹، محمد نگر لاہور مارچ ۱۹۷۲ء: ص ۴۵۳

۹۳ ایضاً: صفحات ۱۸-۲۱

۹۴ ایضاً: صفحات ۲۳۱-۲۳۲

۹۵ ایضاً: صفحات ۴۰۷-۴۱۰

۹۶ ایضاً: صفحات ۴۷۹-۴۸۲

۹۷ ایضاً: ص ۱۹۰

۹۸ عنبر، سلمٰی ''پاکستان میں این جی اوز کا کردار'' روزنامہ نوائے وقت، خصوصی اشاعت، ۲۳ اگست ۲۰۰۵ء۔

۹۹ زاہد الراشدی، مولانا: ماہنامہ ''الشریعہ'' گجرانوالہ، ۵ جنوری ۱۹۹۵ء، ص ۳۴

۱۰۰ عنبر، سلمٰی ''پاکستان میں این جی اوز کا کردار'' روزنامہ نوائے وقت ۲۳ اگست ۲۰۰۵ء۔

۱۰۱ ولی الدین محمد بن عبداللہ، امام: مشکوٰۃ شریف، ترجمہ: مولانا عابد الرحمٰن، قطب الدین، مظاہر حق، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، جلد دوم، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز و بک سیلرز کشمیری بازار لاہور، دسمبر ۱۹۶۶ء ص ۲۲۰، ۲۳۱ مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور، بحوالہ بیہقی، شعب الایمان۔

۱۰۲ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی: ترجمہ علامہ وحید الزمان، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان وافضلھا وادنا ھاد وفضیلۃ الحیاء وکونہ من الایمان (تعمیر پرنٹنگ پریس لاہور، طبع ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ) ج ۱، ص ۱۲۸۔

۱۰۳ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم، باب من اخذ الغصن ومایوذی الناس فی الطریق فرمٰی بہ، برقم ۲۳۰۸، ۱/ ۹۸۰

۱۰۴ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب البر والصلہ والادب، باب فضل ازالۃ الازی عن الطریق، جلد ششم، ص ۲۴۰۔

۱۰۵ المعجم الکبیر للطبرانی، الموصل: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ باب العین، عبداللہ بن مسعود، برقم ۱۰۰۳۳، ۱۰/ ۸۶، والیضاً فی شعب الایمان للبھقی، بیروت دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۰ھ) فی طاعۃ اولی الامر (۴۹)، برقم ۷۴۴۴، ۶/ ۴۲۔

۱۰۶۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الخدمۃ فی سبیل اللہ، مطبع سعیدی قرآن محل کراچی ۱۹۶۷ء، برقم ۱۶۸۰، ۱/۲۵، ۷۔

۱۰۷۔ سورۃ النحل: آیت ۱۱

۱۰۸۔ ابوداؤد سلیمان بن اشعث: سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب فی فضل سقی الماء، باھتمام محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مولوی مسافرخانہ کراچی، برقم ۱۶۶۸، ۱/۶۲۰

۱۰۹۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحرث والمزارعہ، باب من احیاء ارضاً مواتا، جلداول، ص ۹۲۰، ۹۲۱

۱۱۰۔ ایضاً

۱۱۱۔ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی ترجمہ علامہ وحیدالزمان، کتاب المساقات والمزارعت، باب فضل الغرس والزرع، جلد چہارم، ص ۱۸۵

۱۱۲۔ امام احمد بن حنبل: مسند احمد، جلد ۳، المطبعۃ المیمنہ مصر، ۱۳۱۳ھ، جلد ۳، ص ۳۳۸

۱۱۳۔ نسائی امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب: سنن نسائی، کتاب المساجد، باب الفضل فی بناء المساجد، فرید بک سٹال ۴۰ اردو بازار لاہور، مطبع حامد اینڈ کمپنی پبلشر پرنٹر ایبٹ گن روڈ لاہور، ج ۱، ص ۲۰۹

۱۱۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، (مطبقۃ الحجازی قاہرہ ۱۹۳۷ء) ۳/۲۵۸

۱۱۵۔ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب، برقم ۱۶۳۱، ۳/۱۲۵۵

۱۱۶۔ البخاری، صحیح بخاری، کتاب الوصایا، باب وقف الارض المسجد، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ستمبر ۱۹۸۵) برقم ۴۵، ۲/۶۳

۱۱۷۔ سنن نسائی، کتاب الاحباس، جلد دوم، صفحات ۵۴۶، ۵۴۷۔

۱۱۸۔ ایضاً، ص ۵۴۷

۱۱۹۔ ایضاً، باب وقف المساجد، صفحات ۵۵۰، ۵۵۲، ۵۵۳

۱۲۰۔ ایضاً

۱۲۱۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوصایا، باب الاشھاد فی الوقف والصدقۃ، برقم ۳۴، ۲/۵۷، ۵۸

۱۲۲۔ سورۃ الروم: آیت ۳۸

۱۲۳۔ سورۃ البقرۃ: آیت ۲۷۳

۱۲۴۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب قول لایسئلون الناس الحاف، جلد اول، ص ۶۳۵

۱۲۵۔ ایضاً، کتاب الادب، باب فضل من یقول یتیما، حدیث نمبر ۹۴۲ جلد سوم، ص ۴۰۸۔

۱۲۶۔ ایضاً، باب تشمیت العاطس اذا حمد اللہ، حدیث نمبر ۱۱۵۲ جلد سوم، ص ۴۸۲۔

۱۲۷۔ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، جلد ۲، ص ۱۸۸۔

۱۲۸۔ ایضاً، کتاب السیر والصلہ والادب، باب نصر الاخ ظالماً اومظلوماً، جلد ششم، صفحات ۲۱۹، ۲۲۰۔

۱۲۹۔ ایضاً، کتاب الامارت، باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر والنھی عن التعریس فی الطریق، جلد پنجم، ص ۱۸۵

۱۳۰۔ سنن نسائی، کتاب الضحایا، باب من قتل عصفوراً بغیرھا، جلد سوم، ص ۲۱۸

۱۳۱۔ ایضاً، باب النھی عن المجثمۃ، رقم الحدیث ۴۴۴۳، ۴۴۴۴، ص ۲۲۱۔

۱۳۲۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث: سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ باب ما تجوز فیہ المسألۃ، حدیث نمبر ۱۶۲۶، جلد اول، ص ۶۰۶، صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، کتاب الزکوٰۃ باب من تحل لہ المسئلۃ، جلد سوم، ص ۶۳۔

۱۳۳۔ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، کتاب الذکر والدعا والتوبۃ، والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی التلاوۃ، جلد ششم، ص ۲۸۹۔

۱۳۴۔ الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، حدیث نمبر ۹۵۱ جلد سوم، ص ۴۱۱۔

۱۳۵۔ جامع الترمذی، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق (مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، بدون تاریخ) ج:۲، ص ۴۴۸

۱۳۶۔ ایضاً

۱۳۷۔ الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب الساعی علی الارملہ، حدیث نمبر ۹۴۳ جلد سوم، صفحات: ۴۰۸، ۴۰۹۔

۱۳۸۔ سورۃ البقرۃ: آیت ۸۳۔

۱۳۹۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا، جلد سوم، ص ۴۲۸۔

۱۴۰۔ ابن قیم، حافظ، زادالمعاد، (المصریہ، ۱۳۴۷ھ) ۳۸/۳ تا ۴۱

۱۴۱۔ نیشنل ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ فاؤنڈیشن پشاور: فلاحی معاشرے کی تعمیر میں عبادات کا کردار، ص ۲۱۳۔

۱۴۲۔ صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، کتاب البر والصلہ والادب، باب فضل عیادۃ المریض، جلد ششم، ص ۲۱۳۔

۱۴۳۔ Tehmina Durrani: Amirror to the blind ترجمہ سید طارق مسعود، کھلی کتاب (عبدالستار ایدھی سوانح حیات) صفحات ۲۰۹، ۲۱۰۔

۱۴۴۔ عنبر، سلمٰی، پاکستان میں این جی اوز کا کردار، روزنامہ نوائے وقت، ۲۳ اگست ۲۰۰۵ء۔

۱۴۵۔ گوہر، بشریٰ، سینٹ میں این جی اوز پر فنڈز ہڑپ کرنے کا الزام، ''سپارک'' شمارہ نمبر ۴۱، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۵۔

۱۴۶۔ ایضاً:

۱۴۷۔ ایضاً:

۱۴۸۔ ایضاً:

۱۴۹۔ سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۱۰۔

۱۵۰۔ سورۃ العصر: آیات ۱-۴۔

۱۵۱۔ سورۃ الزلزال: آیات ۷، ۸۔

۱۵۲۔ سورۃ الزاریات: آیت ۵۶

۱۵۳۔ نیشنل ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ فاؤنڈیشن پشاور: فلاحی معاشرے کی تعمیر میں عبادات کا کردار: ص ۲۱۸۔

۱۵۴۔ سورۃ المائدۃ: آیت ۲۔

۱۵۵۔ ابن سعد، طبقات ابن سعد اخبار النبیؐ، ترجمہ علامہ عبداللہ العمادی، نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ کراچی، جلد اول، ص ۱۹۹، ۲۰۰۔

۱۵۶۔ تحریر رفعت تاجک: ''این جی اوز کے لئے مفت مشورہ'' روزنامہ آج پشاور، جمعرات یکم جولائی ۲۰۰۴ء۔

باب سوم

پاکستان میں این جی اوز کی اقسام

فصل نمبر ۱

این جی اوز کی ضرورت

سال ۲۰۰۲ کے انسانی ترقیاتی جائزے کی رپورٹ کے مطابق پاکستان دنیا بھر میں ترقی کے ۱۳۸ ویں نمبر پر ہے۔ پاکستان میں سماجی شعبے کی کارکردگی کا اندازہ ایک افسوس ناک منظر پیش کرتا ہے۔ بدقسمتی سے پاکستان میں سماجی خدمات ناکافی ہیں۔ ۴۵% آبادی کو صحت کی سہولتیں نہیں ملتیں۔ ۴۰% لوگوں کو پینے کے صاف پانی تک رسائی نہیں۔ اور ۵۳% لوگ نکاسئی آب کی سہولیات سے محروم ہیں۔ جنوبی ایشیائی خطے میں بھی پاکستان کی شرح خواندگی سب سے کم ہے۔ تقریباً ۴۲% لوگ غربت کی حد سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ اور یہ تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بدقسمت لوگ نہ صرف زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہیں بلکہ خاندان کے لئے دو وقت کی روٹی بھی مشکل سے کماتے ہیں۔ اگرچہ ۹۵-۱۹۶۵ کے دوران غربت میں ۴۰% سے ۳۰% تک کمی ہوئی ہے لیکن اس عرصے کے دوران آبادی بڑھنے کی وجہ سے غریب لوگوں کی تعداد ۲۳ ملین سے ۴۲ ملین تک پہنچ گئی ہے۔ شہری علاقوں کے مقابلے میں دیہی علاقوں میں غربت کی شرح زیادہ ہے۔ خواتین پر غربت کے اثرات بہت زیادہ ہیں۔[۱]

پاکستان کے مستقبل کے لئے قدرتی وسائل اور ماحول، مقامی اور بین الاقوامی سطح پر نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر ماحول کے مسائل میں کرہ ارض کے درجہ حرارت میں اضافہ اور اس کی تہہ کا بتدریج خاتمہ شامل ہیں۔ جبکہ مقامی سطح کے مسائل میں آبی اور فضائی آلودگی، گندگی کے ڈھیر، کارخانوں اور گاڑیوں سے خارج ہونے والا دھواں، جنگلات کا خاتمہ، سیم و تھور اور زمینی کٹاؤ قابل ذکر ہیں۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ تمام مسائل ہمارے ملک کے لئے خطرناک شکل اختیار کرتے جارہے ہیں۔ اس بڑھتے ہوئے چیلنج کا مقابلہ کرنے اور ترقی کی راہ ہموار کرنے کے لئے حکومتی اداروں اور مقامی آبادی کے درمیان موثر روابط اور رفاقت ایک اہم مقام اور اہمیت اختیار کر گئے ہیں۔

اگر حکومتی ذمہ داریوں پر نظر ڈالیں۔ تو دیکھنے میں آتا ہے کہ حکومتی کاموں میں عمارتوں، شاہراؤں، سکولوں، ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کا قیام اور تعمیر شامل ہیں۔ لیکن حکومت کے یہ تمام کام عموماً مقامی آبادی کی شمولیت کے بغیر طے پاتے ہیں۔ حکومت کا یہ رویہ مقامی لوگوں کو سوچنے پر مجبور کردیتا ہے۔ کہ یہ تمام سہولیات اور بنیادی ڈھانچے مہیا کرنا صرف حکومتی اداروں کی ذمہ داری ہے۔ اور ان کو چلانے اور ان کی

دیکھ بھال کرنے میں عوام کا کوئی حصہ اور ذمہ داری نہیں۔ لہذا وہ اپنی تمام بنیادی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے صرف اور صرف حکومت پر انحصار کرتے ہیں۔ حکومت کا یہ طریقہ کار مقامی آبادی کو اس حق سے بھی محروم کر دیتا ہے کہ وہ ان مہیا کی جانے والی سہولیات میں اپنی ضروریات کے مطابق تبدیلیاں تجویز کر سکیں۔ دوسری طرف حکومت بھی اپنے محدود وسائل کی وجہ سے لوگوں کے تمام مسائل حل کرنے سے قاصر ہے۔ حکومتی اداروں میں دائمی مالی مسائل کی وجہ سماجی شعبوں میں فنڈز کی عدم دستیابی ہے۔ سالانہ قومی آمدن کی بہت کم مقدار سماجی شعبوں پر خرچ کی جاتی ہے۔ ہر سال بجٹ میں پبلک فنانس کے سماجی شعبوں کی نہایت اہم جزئیات مثلاً تعلیم، ، زراعت، فراہمی آب، نکاسئ آب اور ماحولیات کی بہتری کے لئے ناکافی رقم رکھی جاتی ہے جو کہ خاطر خواہ تبدیلی نہیں لا سکتے۔ یہ بات درست ہے کہ ترقی حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن نجی شعبے، سول سوسائٹی، اداروں اور متعلقہ عوام کو تبدیلی لانے کے لئے نیز مقامی وسائل میں اضافے کے لئے ضرور آگے آنا چاہیئے کیونکہ عام آدمی ہی سماجی مسائل و مصائب کا شکار ہوتا ہے اور نتیجتاً غربت کا شکار ہو جاتا ہے۔ حکومت کو بھی اب اس بات کا احساس ہو چکا ہے کہ مقامی آبادیوں اور تنظیموں کی عملی شمولیت کے بغیر وسائل کا بہتر استعمال ممکن نہیں۔ اور اس حقیقت سے بھی انحراف ممکن نہیں کہ مقامی لوگ اور تنظیمیں حکومت کے کاموں میں اس کی حریف یا رقیب نہیں، بلکہ پائیدار ترقی کے حصول میں اس کی برابر کی حصہ دار ہیں۔

ملکی ترقی میں مقامی آبادی اور تنظیموں کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے حکومت پاکستان نے مقامی لوگوں اور تنظیموں کو ترقیاتی پروگراموں میں اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے۔ یہ تنظیمیں حکومتی اداروں کے ساتھ مختلف شعبوں میں تعاون کر رہی ہیں اور مختلف سرگرمیوں میں اپنے علاقے سے باہر بھی خدمات انجام دے رہی ہیں۔

غیر سرکاری تنظیموں کی اقسام: Types of NGOs

ہمارے ملک پاکستان میں بہت سی غیر سرکاری تنظیمیں سرگرم عمل ہیں۔ جن میں بعض ملکی ہیں اور بعض غیر ملکی۔ ملکی تنظیمیں کچھ رجسٹرڈ ہیں اور کچھ غیر رجسٹرڈ۔ غیر سرکاری تنظیم اگر پاکستان میں رفاہی، فلاحی یا ترقیاتی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہتی ہے تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ وہ خود کو رجسٹرڈ کرائے البتہ چند مخصوص قسم کی سرگرمیاں ایسی ہیں جو اس تنظیم کے کسی خاص قانون کے تحت رجسٹرڈ ہونے کے بعد ہی انجام دی جا سکتی ہیں۔ رجسٹریشن کے بعد تنظیم کو چند ایسے فوائد حاصل ہو جاتے ہیں جو بصورت دیگر اسے حاصل نہیں ہوتے۔ تنظیم کو رجسٹرڈ کرنے سے پہلے اس بات کی وضاحت ضروری ہوتی ہے کہ تنظیم کے مقاصد کیا

ہونگے اور ان مقاصد کے حصول کے لئے کیا طریقہ کار اپنایا جائے گا۔ اگر تنظیم کو چلانے کے لئے قواعد و ضوابط بنا دیئے جائیں اور تنظیم کو رجسٹرڈ نہ کرایا جائے تو ان قوانین کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہوتی لیکن رجسٹریشن کے بعد یہی قواعد قانونی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔[۲]

رجسٹریشن کے بعد تنظیموں کو سرکاری سطح پر اور مالی اعانت کی تنظیموں کے مابین ایک قانونی مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ جس کے بعد ارکان اپنی تنظیم کی نمائندگی کر سکتے ہیں۔ تنظیم کے نام سے بینک اکاونٹ کھولا جا سکتا ہے اور تنظیم کی طرف سے معاہدوں پر دستخط کئے جا سکتے ہیں۔ رجسٹرڈ تنظیم مخصوص سرکاری اداروں اور مقامی، ملکی اور بین الاقوامی عطیہ دھندگان کی طرف سے مالی امداد بھی حاصل کر سکتی ہیں۔ اس کے علاوہ متعلقہ رجسٹریشن حکام کی طرف سے مدد اور رہنمائی، متعلقہ محکموں کی طرف سے معاہدے، عطیات اور تعاون، مخصوص آمدنیوں پر ٹیکس سے چھوٹ، تربیت کے مواقع، تکنیکی امداد، گاڑیوں، آلات اور اجناس کے حصول میں رعایت حاصل کر سکتے ہیں۔ تاہم یہ فوائد تمام رجسٹریشن قوانین میں یکساں طور پر میسر نہیں اور نہ ہی تمام غیر سرکاری تنظیمیں اس کا مطالبہ کر سکتی ہیں۔[۳]

پاکستان میں پانچ قوانین ایکٹ آرڈیننس موجود ہیں۔ جن کے تحت کسی غیر سرکاری تنظیم کی رجسٹریشن ہو سکتی ہے۔ ان قوانین کے تحت رجسٹرڈ ہونے والی تنظیموں کو پانچ بنیادی اقسام پر تقسیم کر سکتے ہیں۔

۱۔ سماجی بہبود کے ادارے (Social Welfare Agencies)

۲۔ سوسائٹیز (Societies)

۳۔ کوآپریٹیو ادارے (Cooperatives)

۴۔ غیر نفع بخش کمپنیاں (Non Profit Companies)

۵۔ وقف Trust

سماجی بہبود کے ادارے:

اس سے مراد ایسی تنظیمیں ہیں۔ جنہیں ایک شخص اپنی مدد آپ کے تحت اپنی مرضی سے قائم کرتا ہے۔ یہ تنظیمیں مختلف سماجی بہبود کے لئے کام کرتی ہیں۔ اور زیادہ تر مخیّر حضرات کے چندوں اور حکومتی امداد پر چلتی ہیں۔ ان اداروں کی رجسٹریشن سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے کروائی جاتی ہے[۴]۔ اس ایکٹ کے تحت آنے والی تنظیمیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ بچوں کی فلاح کے لئے بننے والی تنظیم۔

۲۔ نوجوانوں کی فلاح کے لئے بننے والی تنظیم۔

۳۔ عورتوں کی فلاح کے لئے بننے والی تنظیم۔

۴۔ ذہنی اور جسمانی طور پر معذور افراد کی مدد کرنے والی تنظیم۔

۵۔ خاندانی منصوبہ بندی کے لئے کام کرنے والی تنظیم۔

۶۔ لوگوں کو معاشرے کے منفی رویوں سے بچانے والی تنظیم۔

۷۔ افراد کو معاشرے کے مفید شہری بنانے والی تنظیم۔

۸۔ مختلف جرائم میں سزایافتہ افراد کو دوبارہ معاشرے میں باعزت مقام دلانے والی تنظیم۔

۹۔ رہائی پانے والے قیدیوں کی بہبود کے لئے کام کرنے والی تنظیم۔

۱۰۔ غریبوں، ناداروں اور گداگروں کی فلاح کے لئے کام کرنے والی تنظیم۔

۱۱۔ نشے کے عادی مریضوں کو دوبارہ سے صحت مند زندگی گزارنے کے لئے کام کرنے والی تنظیم۔

۱۲۔ ضعیفوں اور کمزوروں کی فلاح کے لئے کام کرنے والی تنظیم۔

۱۳۔ سماجی بہبود کے کام کرنے والے افراد کی ٹریننگ کے ادارے۔

۱۴۔ مندرجہ بالا تمام این جی اوز کو مربوط رکھنے والے ادارے۔

۱۵۔ ان کے علاوہ ایسے شعبے جو سماجی بہبود کے وسیع تر تعریف میں آتے ہیں سب شامل ہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ جس کام کے لئے وہ رجسٹرڈ ہوئی ہوں وہی کام کریں۔ یہی این جی اوز اور بھی مختلف کام کرسکتی ہیں۔ این جی اوز کے مختلف پراجیکٹس ہوتے ہیں جن کی پہلے ان افراد اور اداروں سے منظوری لی جاتی ہے۔ جو این جی اوز کو چندہ فراہم کرتے ہیں۔ چندہ دینے والے پراجیکٹ کو دیکھ کر اس کے مطابق گرانٹ مہیا کرتے ہیں۔ اور این جی اوز کے منتظمین پھر اس پراجیکٹ کے مطابق کام کا آغاز کردیتے ہیں۔۵

سوسائٹیز: Societies

کم از کم سات یا اس سے زیادہ افراد مل کر ایک سوسائٹی بناتے ہیں یہ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں ان کی رجسٹریشن ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹریز میں ہوتی ہے۔۶ اس میں درج ذیل قسم کی این جی اوز آتی ہیں۔

۱۔ خیراتی ادارے۔

۲۔ سائنس، ادب اور فنون لطیفہ کی ترقی کے ادارے۔

۳۔ سیاسی شعور اجاگر کرنے والے ادارے۔

۴۔ لائبریریوں کا قیام کرنے والے ادارے۔

۵۔ تاریخ، سائنسی ایجادات اور نوادرات کی حفاظت کرنے والے ادارے۔

۶۔ طبی سہولیات فراہم کرنے والے ادارے۔

۷۔ سوسائٹیز ان کے علاوہ اور کام بھی کر سکتی ہیں۔۷

کوآپریٹیو ادارے(Cooperative Societies):

یہ ادارے کواپریٹیو سوسائٹیز ایکٹ ۱۹۲۵ کے تحت رجسٹرڈ ہوتے ہیں۔ان کی رجسٹریشن رجسٹرار کواپریٹیو سوسائٹیز حکومت پاکستان سے ہوتی ہے یہ اگرچہ منافع کمانے والے ادارے ہیں لیکن یہ بھی دیگر این جی اوز کی طرح عوام کی خدمت کرتے ہیں۔۸ اس قانون کے تحت درج ذیل قسم کی این جی اوز آتی ہیں۔

۱۔ لوگوں کو نفع بخش کاموں کے لئے قرضہ فراہم کرنے اور دیگر اشیاء مہیا کرنے والے ادارے۔

۲۔ روزمرہ ضرورت کی اشیاء بنانے اور ان کو عوام تک پہنچانے والے ادارے۔

۳۔ صارف کی خدمت (ضرورت کی اشیاء سستے داموں فروخت) کرنے والے ادارے۔

۴۔ لوگوں کو سستے گھر مہیا کرنے والے ادارے۔

۵۔ جنرل سوسائٹیز:

جنرل سوسائٹیز درج بالا سوسائٹیز کی مدد بھی کرتی ہیں اور دیگر مختلف کام بھی انجام دیتی ہیں۔ جنرل سوسائٹیز کی فہرست میں درج ذیل ادارے بھی شامل ہیں۔

۱۔ قرض مہیا کرنے والے ادارے۔

۲۔ زراعتی اور غیر زراعتی ادارے۔

۳۔ کواپریٹیو سٹورز۔

۴۔ تعلیم عام کرنے والے ادارے۔

۵۔ دستکاری کے ادارے۔

۶۔ انجینئروں کی سوسائٹیاں۔

۷۔ ڈاکٹروں کی سوسائٹیاں۔

۸۔ وکلاء کی سوسائٹیاں۔

۹۔ گھروں اور فلیٹوں کے مالکان کی سوسائٹیاں۔

۱۰۔ بھکاریوں کی فلاح کے لئے کام کرنے والی سوسائٹیاں۔

۱۱۔ دیگر سوسائٹیاں۹

غیر نفع بخش کمپنیاں(Non Profit Companies):

یہ کمپنیاں ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ ہوتی ہیں ان کی رجسٹریشن پہلے رجسٹرار جائنٹ سٹاف کمپنیز کے دفتر میں ہوتی تھی اب سکیورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کے دفتر سے ہوتی ہے۔۱۰ اب تک بہت کم این جی اوز اس ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہوئی ہیں۔ جس کی سب سے بڑی وجہ لوگوں کی لاعلمی معلوم ہوتی ہے۔کوئی بھی ایسا ادارہ جو تجارت ،فنون لطیفہ، سائنس، مذہب اور سماجی خدمات کے میدان میں کام کرتا ہو وہ غیر نفع بخش کمپنی کی حیثیت سے رجسٹرڈ ہوسکتا ہے۔ یہ کمپنیاں منافع کو ممبران میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ ادارے کی ترقی کے لئے استعمال کرتے ہیں۔اس میں مندرجہ ذیل لوگ شامل ہوسکتے ہیں۔

۱۔ اپارٹمنٹس میں رہنے والے لوگ۔

۲۔ چھوٹے دکاندار۔

۳۔ شاپنگ سنٹروں اور کلبوں کے مالکان۔۱۱

وقف(Trust):

اوقاف کے اداروں کو ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ء کے تحت رجسٹرڈ کیا جاتا ہے۔ یہ ادارے ڈائرکٹریٹ آف انڈسٹریز سے رجسٹرڈ ہوتے ہیں۱۲ ایسے اداروں کی کوئی مخصوص شکل نہیں ہوتی ہے۔بس اتنا ہوتا ہے کہ کسی متعین سرمایے یا جائیداد کو لوگوں کے مخصوص فوائد کے لئے وقف کردیا جاتا ہے، مثلاً قبرستان، پارک، باغ یا تعلیمی ادارے وغیرہ۔ جائیداد یا سرمایے کو بطور تحفہ بھی دیا جاسکتا ہے یا پھر کسی فرد یا ادارے کو اس کے مالکانہ حقوق منتقل کئے جاسکتے ہیں۔جس شخص کے نام یہ جائیداد منتقل ہو جاتی ہے اسے ٹرسٹی کہتے ہیں اور جن لوگوں کیلئے یہ ٹرسٹ بنایا جاتا ہے انہیں Beneficiary کہا جاتا ہے۔ ٹرسٹ کسی بھی جائز کام کے لئے ہوسکتا ہے۔اس کا فائدہ کسی مخصوص فرد یا گروہ کے لئے نہیں بلکہ پورے معاشرے کے لئے ہوتا ہے۔ ٹرسٹ کے بنیادی مقاصد چار ہوتے ہیں۔

۱۔ مذہب کی ترویج واشاعت:

۲۔ علم کی اشاعت۔

۳۔ تجارت، صحت، اور لوگوں کی فلاح و بہبود۔

۴۔ انسانی فائدے اور ترقی کے لئے دیگر امور سرانجام دینا وغیرہ۔

ٹرسٹ کے تین بنیادی شرائط مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ بنانے والا۔

۲۔ ٹرسٹی جسکے ذمے تمام انتظامات کرنے ہوتے ہیں۔

۳۔ سرمایہ خواہ نقدی کی صورت میں ہو یا کسی عمارت اور جائیداد کی صورت میں۔[۱۳]

فصل نمبر ۲

خواندگی عام کرنے والی این جی اوز

این جی اوز مختلف کام کرتی ہیں۔ سروے کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ پاکستانی این جی اوز زیادہ تر تعلیم کو عام کرنے کے لئے کام کر رہی ہیں۔ خواندگی عام کرنے والی کچھ این جی اوز کے نام رجسٹریشن ایکٹ اور صدر دفاتر کا پتہ:

☆ الفتح ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ترین روڈ بہاول پور پنجاب۔

☆ کیوش ڈویلپمنٹ فاونڈیشن: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے اس کی رجسٹریشن ۱۹۹۸ کو ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر A-۱۳۹ گلی نمبر ۳۶ اسلام آباد

☆ آستان لطیف ویلفیئر سوسائٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ مئی ۱۹۸۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: اے/۳/۲۷ بلاک ۳ گلشن اقبال پوسٹ بکس نمبر ۱۷۹۳۵ کراچی سندھ۔

☆ المشرق ایجوکیشن ٹرسٹ: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: پلاٹ نمبر ۱، ایف ا، بازار نمبر ۵ سیکٹر I10/I جی پی او بکس نمبر ۱۵۴۲، اسلام آباد۔

☆ الزھرہ ویلفیئر ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: فلیٹ نمبر ۱۱۴، دہلی کالونی نشتر روڈ کراچی سندھ۔

☆ برائٹ ایجوکیشن سوسائٹی: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرد ہے۔

پتہ: ۱۱۵/۱۱۱ اسلامیہ کالونی کراچی، سندھ۔

☆ بنیاد لٹریسی کمیونٹی کونسل: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ اور سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے اس کی رجسٹریشن ۱۹۹۴ میں ہوئی۔

پتہ: ای ۸۹/۱۰۵ گلگشت کالونی نزد رشید ہسپتال ڈیفنس کینٹ لاہور پنجاب۔

☆ سٹیزن ایجوکیشن ڈویلپمنٹ فاونڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۸۸ کے ایچ، بحریہ، فیز ۵ ڈی ایچ اے کراچی سندھ۔

☆ کمیونٹی ڈویلپمنٹ فاونڈیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: حسین آباد ڈسٹرکٹ نواب شاہ سندھ۔

☆ کونسل فار انسانی بہبود: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۱۲/ ۲۲۶۰ گلی نمبر ۶ لوہاری گیٹ محلّہ محمدی ملتان پنجاب۔

☆ ڈویلپمنٹ اینڈ ویلفیئر سوسائٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس کی رجسٹریشن ۱۹۸۴ میں ہوئی۔

پتہ: جی-۱۲۷ ریل بازار بورے والا ۶۱۰۱۰ وہاڑی پنجاب۔

☆ ڈویلپمنٹ آف ایجوکیشن ان یوتھ ایجیز: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: پی او بکس نمبر ۶۳۴ ہیڈ آفس دیا سکھ میدان، سکردو، بلتستان۔

☆ ڈویلپمنٹ ان لٹریسی: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے اس کی رجسٹریشن جولائی ۲۰۰۰ میں ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر ۲، گلی نمبر ۱۶، سیکٹر ایف ۶۳، اسلام آباد۔

☆ دلاس گل ویلفیئر پروگرام: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن ۱۹۸۸ میں ہوئی۔

پتہ: بالمقابل عثمانیہ ہوٹل یونیورسٹی روڈ پشاور صوبہ سرحد۔

☆ ایجوکیشن فاونڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن اکتوبر ۱۹۹۶ میں ہوئی۔

پتہ: صوفی منشن پہلی منزل، سیون ایگرٹن روڈ لاہور پنجاب۔

☆ فاران ایجوکیشنل سوسائٹی: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۹۷۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: گلی نمبر ۴، سیکٹر ۱۴، اورنگی ٹاون کراچی سندھ۔

☆ فنڈامنٹل ہیومن رائٹس اینڈ رورل ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس

۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: وارڈ نمبر۴، ماشوری ہاؤس، تعلقہ گلارچی ضلع بدین، سندھ۔

☆ غزالی ایجوکیشن ٹرسٹ: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس کی رجسٹریشن فروری ۱۹۹۹ میں ہوئی۔

پتہ: ۱۶۶ ایف بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور، پنجاب۔

☆ ہیومن رائٹس ایجوکیشن پروگرام: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن ۱۹۹۶ میں ہوئی۔

پتہ: آئی/سی-۹، 8th ایسٹ، سٹریٹ I، فیز I ڈیفنس ہاوسنگ اتھارٹی کراچی، سندھ۔

☆ انسٹیٹوٹ آف بیہیویر سائیکالوجی: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۸۷ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ۴/۷-۱ے، ۱۴ لین، فیز سیون، ڈیفنس ہاوسنگ اتھارٹی کراچی، سندھ۔

☆ اسرا اسلامک فاونڈیشن: کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اگست ۱۹۹۰ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: اسرا یونیورسٹی ہالہ روڈ حیدرآباد، سندھ۔

☆ خویندوکور: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: گلی نمبر۳ پشت جابر فلیٹس نیوار باب روڈ یونیورسٹی ٹاون پشاور صوبہ سرحد۔

☆ کوشش فاونڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: گلی نمبر ۴۵ گلاس ٹاور کلفٹن روڈ کراچی، سندھ۔

☆ سوشل ٹیم فار ایجوکیشن اینڈ انوائرمنٹ پراسپیرٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۲۶۲/۲، المرتضٰی کامی وال روڈ، ضلع کبیروالہ خانیوال، پنجاب۔

☆ سوشل یوتھ کونسل آف پیٹریاٹس: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ فروری ۱۹۹۶ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: سیال ہاوس، فضل نگر مظفرگڑھ، پنجاب

☆ سوسائٹی فار کمیونٹی سپورٹ فار پرائمری ایجوکیشن ان بلوچستان: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ مارچ ۱۹۹۳ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: اے ۳ احمد ضیاء کالونی سریاب روڈ کوئٹہ، بلوچستان۔

☆ سوسائٹی فار دی ایڈوانسمنٹ آف ایجوکیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن جون ۱۹۸۲ میں ہوئی۔

پتہ: سی-۶۵ گارگن بلاک نیو گارڈن ٹاون لاہور، پنجاب۔

☆ سدھار: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۱۳۴، ابوبکر بلاک نیو گارڈن ٹاون لاہور، پنجاب۔

☆ تعلیم فاونڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جنوری ۱۹۹۳ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ہیڈ آفس بالمقابل ریلوے اکاونٹس اکیڈمی کوئٹہ، بلوچستان۔

☆ ویرڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۲، لیاقت علی خان روڈ ڈیرہ اسماعیل خان، صوبہ سرحد۔

☆ ولیج شادآباد ویلفیئر آرگنائزیشن جوہی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے

پتہ: پوسٹ آفس جوہی ضلع دادہ، سندھ۔

☆ وائس فار پور اینڈ نیڈی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن ۱۹۸۴ میں ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر ۳۸/۱۱۵/۴ آر یہو روڈ کوئٹہ بلوچستان۔

☆ ظہیر خان فاونڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: نشتر آباد پشاور، صوبہ سرحد۔

☆ زندگی ٹرسٹ: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: سویٹ ۲۰۱ انم ایمپائرز دبلوچ کالونی برج شاہراہ فیصل کراچی، سندھ۔[۱۴]

طریقہ کار کے لئے کچھ این جی اوز کو بطور نمونہ پیش کیا جارہا ہے۔

۱: دلاس گل ویلفیر پروگرام: (Da Laas Gul Welfare Programme)

دلاس گل ویلفیر پروگرام ایک غیر سرکاری تنظیم ہے جو ۱۹۸۶ء کو وجود میں آئی اور ۱۹۸۸ء میں رجسٹرڈ ہوئی۔ اس تنظیم کا بنیادی مقصد عورتوں اور بچیوں کی تعلیم اور فلاح ہے جبکہ دیگر مقاصد میں:

- ☆ ترویج تعلیم جسمیں مرکزیت خواتین اور بچیوں کو حاصل ہے۔
- ☆ خواتین کے لیے آمدنی حاصل کرنے کی سرگرمیوں کا بندوبست۔
- ☆ صحت کی تعلیم کے ذریعے تحفظ صحت۔
- ☆ خواتین کو ان کی سماجی اور شہری حقوق کے بارے میں آگاہی۔
- ☆ بچوں کی جبری مشقت کے خاتمہ کے لئے کوششیں۔
- ☆ بھکاری بچوں کی بحالی اور
- ☆ تحفظ ماحولیات شامل ہیں۔

ابتداء میں یہ تنظیم خواتین کے لئے ایک سلائی مرکز کی حیثیت سے وجود میں آئی۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ اس کی ہئیت میں پختگی اور تبدیلی آتی گئی اور آج دلاس گل عورتوں کی ترقی اور تحریک کے حوالے سے ایک نمائندہ تنظیم شمار ہوتی ہے۔ دلاس گل پشاور کے علاوہ ضلع صوابی، نوشہرہ اور خیبر ایجنسی کے دیہات میں بھی کام کر رہی ہے۔ تنظیم درج ذیل سرگرمیوں میں مصروف ہے۔

تعلیم:

ابتداء میں یونیسیف کے تعاون سے بچیوں کے لئے ایک پرائمری سکول ضلع نوشہرہ میں قائم کیا گیا یہ سکول ۱۹۹۷ سے مڈل کا درجہ حاصل کر چکا ہے۔ اب یہ سکول مقامی لوگوں کے تعاون سے چل رہا ہے۔ سکول حکومت کے پاس رجسٹرڈ ہے اس میں ۳۰۰ بچیاں زیر تعلیم ہیں شعبہ تعلیم میں دلاس گل ضلع صوابی اور خیبر ایجنسی میں دیہی تعلیم کمیٹیوں اور پرائمری سکولوں کے قیام میں مصروف عمل ہے۔ اس سلسلے میں ضلع صوابی میں مقامی آبادی کے تعاون سے چلنے والے ۳۰ اور خیبر ایجنسی میں دس سکولوں کا قیام عمل میں لایا گیا جن میں مجموعی طور پر ۱۴۰۰ بچیاں تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو رہی ہیں۔ غیر رسمی پرائمری تعلیم کے حوالے سے تنظیم صوبہ سرحد کے پرائمری ایجوکیشن پروگرام کے تحت تعلیمی میدان میں مصروف عمل ہے۔

بھکاری بچوں کی بحالی:

دلاس گل بین الاقوامی تنظیم برائے مزدوران (ILO) کے ساتھ مل کر صوبے میں بھکاری بچوں کی

بحالی پر کام کر رہی ہے۔ صوبے میں اپنی نوعیت کا یہ واحد پراجیکٹ ہے۔

تنظیم نے ان بچوں کے لئے جو اپنے خاندان کے ابتر معاشی حالات کی وجہ سے مشقت کرنے یا بھیک مانگنے پر مجبور ہیں ایک بحالی مرکز قائم کر رکھا ہے۔ اس بحالی مرکز میں ان بچوں کے لئے تعلیم، مشاورت، کھیل کود، بنیادی صحت، آمدنی حاصل کرنے کی سرگرمیاں اور دیگر سہولیات مہیا کی جاتی ہیں تا کہ یہ بچے اپنا بچپن کھوئے بغیر معاشرے کے کارآمد اور فعال شہری بن سکیں اب تک اس مرکز سے ۴۵ بچے مستفید ہو چکے ہیں۔

دستکاری وسلائی مرکز:

یہ مرکز جو کہ ۱۹۸۶ میں ایک چھوٹے سے سلائی سنٹر کی حیثیت سے قائم ہوا اب ایک توانا تربیتی مرکز اور بوتیک کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس مرکز میں خواتین روزانہ اجرت پر کام کرنے کے علاوہ سلائی وکڑھائی کی تربیت بھی حاصل کرتی ہیں۔ اس مرکز میں خواتین اور بچیوں کے لباس کے علاوہ گھریلو استعمال کی دیگر اشیاء مثلاً بیڈ کور، کشن، کڑھائی کی چادریں، وال پینٹنگ، بچوں کے بیگ، لانڈری بیگ اور کاسمیٹکس بیگ وغیرہ تیار کی جاتی ہیں۔ ان تمام تیار شدہ مصنوعات کی نمائش اور فروخت کے لئے وقتاً فوقتاً اہم مقامات پر سٹال لگائے جاتے ہیں تا کہ ان اشیاء کو لوگوں میں متعارف کرا کے کارکن خواتین کی حوصلہ افزائی کی جا سکے۔ [۱۵]

۲: خویندوکور

خویندوکور ایک غیر حکومتی ادارہ ہے جو ۱۹۹۳ میں رجسٹرڈ ہوا اس کے چھ بڑے مقاصد ہیں۔

۱۔ سماجی ترقی ۲۔ لڑکیوں کیلئے تعلیم ۳۔ بنیادی صحت

۴۔ خواتین کو ہنرمند بنانا ۵۔ اداروں کی مضبوطی وترقی ۶۔ ایڈوکیسی۔

بچیوں کی تعلیم پاکستان میں ہمیشہ سے زوال پذیر رہی ہے۔ اس کی وجہ غربت، بچیوں کی کم عمر میں شادی، سماجی حالات، بچوں اور بچیوں کی پرورش میں فرق ہے۔ لڑکیوں کو اس لئے پڑھنے نہیں دیا جاتا کہ وہ گھر میں ماں کی مدد کر سکے اور چھوٹے بہن بھائیوں کو سنبھالے۔ خاندان میں بچیوں کی تعلیم کو پیسے کا ضیاع سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر عوامل مثلاً خواتین ٹیچرز کی کمی اور لڑکیوں کیلئے گاؤں میں سکول کا نہ ہونا یا سکول کا گھر سے بہت دور ہونا یہ سب وہ عوامل ہیں جن کی وجہ سے تعلیم نسواں بہت کم ہے۔ خویندوکور نے

اس سلسلے میں پہلا قدم اٹھایا کہ لڑکیوں کو لڑکوں کے برابر تعلیمی سہولتیں فراہم کی جائیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے خویندوکور نے گرلز ایجوکیشن پراجیکٹ کے نام سے کام شروع کیا۔ اس پراجیکٹ کے ذریعے ادارے نے دیر میں ۳۷ سکول قائم کیے جن میں ۱۴۷ اساتذہ ہیں جبکہ طالبات کی تعداد ۱۴۴۸ ہے مذکورہ سکولوں میں ۵۵ طلبہ بھی زیر تعلیم ہیں۔ خویندوکور نے مقامی سطح پر والدین اور اساتذہ پر مشتمل تنظیمیں قائم کیں جو بچیوں کی تعلیم کیلئے والدین کو ترغیب دیتے ہیں۔ اسمیں خویندوکور کافی حد تک کامیاب رہی ہے۔ تاہم ان کامیابیوں کے ساتھ ساتھ ادارے کو سرکاری اداروں اور پالیسی سازوں تک پہنچنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان مشکلات پر قابو پانے کیلئے ادارے نے مختلف منصوبے بنائے ہیں جن میں ایک منصوبہ ایشیائی ترقیاتی بینک کے ساتھ ایک معاہدے کے تحت عمل میں آیا ہے جسکا نام (Reta ۵۸۸۹) ہے۔ اس منصوبے کا مقصد حکومتی سطح پر رسائی حاصل کرنا ہے تاکہ بچیوں کی تعلیم کیلئے پالیسی سازوں کے ساتھ بیٹھ کر لائحہ عمل بنایا جاسکے۔

گرلز ایجوکیشن پراجیکٹ کے چھ اجزاء ہیں:

۱۔ بچیوں کیلئے سازگار تعلیمی ماحول کا قیام۔

۲۔ صوبائی اور ڈویژنل سطح پر تعلیمی نیٹ ورک قائم کرنا۔

۳۔ پریشر گروپ بنانا جو حکومت کو تعلیمی پالیسی میں مناسب اور مثبت تبدیلیاں لانے پر مجبور کرسکیں۔

۴۔ ایسے اداروں کے اعداد و شمار اکھٹے کرنا جو لڑکیوں کو تعلیم دے رہے ہیں۔

۵۔ ورکشاپ اور سیمنار کا انعقاد کروانا جسکے ذریعے لوگوں کو لڑکیوں کی تعلیم کیلئے راغب کرسکیں۔ اور لڑکیوں کی تعلیمی اہمیت ان پر واضح کریں۔

۶۔ ایسے رسائل و جرائد کا اجراء جو بچیوں کی تعلیم کو فروغ دیں۔

پراجیکٹ کا دورانیہ ایک سال ہے اس کیلئے خویندوکور درج ذیل حکمت عملی اختیار کرے گی۔

۱۔ سال میں ایک دفعہ صوبائی سطح پر سیمنار کا انعقاد ہوگا۔

۲۔ سہ ماہی نیوز لیٹر جاری کرنا جس میں لڑکیوں کی تعلیم پر زور دیا گیا ہو۔

۳۔ خویندوکور کے تمام دفاتر میں ایجوکیشن ریسورس سنٹرز کا قیام۔

۱۹۹۶ء میں (ECG) ایجوکیشن کور گروپ کا قیام عمل میں آیا یہ کور گروپ صوبائی سطح پر قائم ہوا جسمیں صوبے کی تمام این جی اوز اور مقامی تنظیموں اور سرکاری اداروں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ فنڈز

کی کمی کے باعث دوسال تک یہ گروپ غیر موثر رہا لیکن ایشیائی ترقیاتی بینک کی فنڈنگ کی وجہ سے دوبارہ موثر طور پر سامنے آیا۔

جب سے ایشیائی ترقیاتی بینک کے ساتھ معاہدہ ہوا اور (Reta۵۸۸۹) وجود میں آیا اس وقت سے ادارے کے اراکین کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے جو اس پراجیکٹ کی بڑی کامیابی کی ضمانت ہے۔ ممبران کیلئے پراجیکٹ میں ڈویژن کی سطح پر ورکشاپوں کا انعقاد بھی ہے۔ ان ورکشاپوں کا بنیادی مقصد معلومات کا تبادلہ اور مشکلات وموانع پر بحث کرنا ہے۔ اس کے علاوہ اس مسئلے سے جڑے ہوئے دیگر مسائل، مشکلات کا حل اور تجربات کا تبادلہ خیال بھی شامل ہے۔

۱۔ صوبائی سطح پر سیمینار کا انعقاد اس وقت ہوگا جب ایجوکیشن کور گروپ قائم ہو جائے گا اور ڈویژنل سطح پر سیمینار کے انعقاد کے بعد صوبائی سطح پر انعقاد ہوگا۔ اس سیمینار کے مندوبین میں این جی اوز، مقامی تنظیمیں، ایجوکیشن کور گروپ، محققین، چندہ دینے والے، ایجنسیز، ذرائع ابلاغ اور سرکاری نمائندے شامل ہونگے۔ اس سیمینار کا بنیادی مقصد ایجوکیشن کور گروپ کی پالیسوں پر بحث کرنا اور ایجوکیشن کور گروپ کو اور زیادہ فعال بنانا ہے۔

۲۔ سہ ماہی خبرنامہ: ادارہ میگزین بھی شائع کرتا ہے اس کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ معلومات اور تجربات کا تبادلہ ہو اس میگزین کو زیادہ بہتر بنانے کیلئے ایک ماہر کی خدمات لی گئی ہیں۔ اس میگزین میں بچیوں کی تعلیم پر زور دیا جاتا ہے۔ نیز حاصل کئے گئے تجربات، تحقیقات اور حکومتی پالیسیوں کے بارے میں آرٹیکل شامل ہوتے ہیں۔

۳۔ ایجوکیشن ریسورس سنٹرز جو دفاتر میں قائم ہونگے ان کا کام نہ صرف اس پراجیکٹ کے حوالے سے ہوگا بلکہ یہ مستقبل میں بھی لڑکیوں کی تعلیمی پراجیکٹ کے سلسلے میں کارآمد ہونگے۔ ایجوکیشن ریسورس سنٹر کے دروازے ہر ایک کیلئے کھلے ہیں مثلاً محققین، سرکاری اور غیر سرکاری ادارے، تعلیمی تجاویز دے سکتے ہیں۔ اس سنٹر میں لائبریری کا قیام بھی عمل میں آیا ہے جس میں کتابوں کے علاوہ رپورٹیں، پراجیکٹ کی منصوبہ بندی اور آڈیو، ویڈیو مواد شامل ہے۔

نتائج:

اب تک کئی ڈویژنل ورکشاپ منعقد کی جا چکی ہیں۔ ورکشاپوں کی کامیابی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مختلف این جی اوز اور سی بی اوز کی خواہش ہے کہ وہ اس کور گروپ میں شامل ہوں۔ یہ

ورکشاپ جتنی جگہوں میں منعقد کی گئیں لوگوں کی رائے میں یہ توقع سے زیادہ کامیاب رہی ہیں۔

ڈی آئی خان میں ای سی جی کی ورکشاپ کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

خویندوکور بڑی کامیابی کے ساتھ ایجوکیشن کور گروپ (ای سی جی) کو فعال بنانے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے اس نے یہ تجویز پیش کی کہ ایک ایگزیکٹیو بورڈ بنایا جائے جو کہ صوبائی حکومت کو پالیسی بنانے میں مدد دے سکے اس ایگزیکٹیو بورڈ کے دس سے لے کر بارہ تک مستقل ارکان ہونگے۔ اور کچھ اعزازی رکن بھی ہونگے مثلاً ڈائریکٹر جنرل یا سیکرٹری ایجوکیشن اس کے اعزازی رکن ہونگے۔ ممبرز کو منتخب کرنے کا طریقہ یہ ہوگا اس کا تعلیمی میدان میں تجربہ دیکھا جائے گا۔ خاص طور پر لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں تجربہ کو اہمیت دی جائے گی۔ اس ایگزیکٹیو بورڈ کی وجہ سے حکومت براہ راست اس ادارے یا گروپ کے ساتھ رابطہ رکھ سکے گا جو کہ ماضی میں نہیں تھا۔ خویندوکور نے ان ڈسٹرکٹ ورکشاپوں اور مختلف ذرائع سے حاصل شدہ معلومات کی بنیاد پر ایشیائی ترقیاتی بینک کے ماہرین کی مدد سے ایک ایکشن پلان بنایا ہے۔ جن کا مقصد ان دو بڑے مسائل کو سب سے پہلے حل کرنا تھا۔

۱۔ سب سے پہلے ان مذہبی گروپوں کو جو کہ لڑکیوں کی تعلیم کے خلاف پروپیگنڈے میں مصروف تھے ان کو قائل کرنا یا ان کی سوچ کو تبدیل کرنا تھا۔ یہ مسئلہ کافی حد تک حل کر لیا گیا ہے۔ کیونکہ کئی ایسے گاؤں ہیں جہاں کے سربراہان نے مذہبی لیڈروں کو اس بات پر راضی کر لیا ہے کہ ان معاملات سے دور رہیں اور لڑکیوں کی تعلیم کی راہ میں رکاوٹ نہ بنیں۔ اس کے علاوہ کئی جگہوں پر لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں مقامی سطح پر ایسے اجلاس منعقد کئے گئے ہیں جہاں پر عام لوگوں کو لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں خاص طور پر ماؤں کو بچیوں کی تعلیم کے سلسلے میں مثبت رویہ اختیار کرنے کے لئے زور ڈالا گیا ہے۔

۲۔ دوسرا بڑا مسئلہ جو اس ورکشاپ کے ذریعے سامنے آیا وہ یہ تھا کہ جو کمیونٹی سکول این جی اوز کی طرف سے قائم کئے گئے ہیں ان کی مالی مدد نہیں کی جاتی بلکہ ان کو ایسے ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ خویندوکور نے لوگوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ محکمہ تعلیم سکول کے مالی حالات یا معاملات کا مستقبل میں ذمہ دار ہوگا۔ یعنی پانچ سال تک ان کے مالی معاملات کی ذمہ دار این جی اوز ہونگی اور اس کے بعد محکمہ تعلیم ہوگا۔ این جی اوز نے محکمہ تعلیم کو تجویز پیش کی کہ پانچ سال کے بعد ان سکولوں کے سرٹیفکیٹ اور امتحانات کا پورا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیں۔

خویندوکوراورای سی جی نے محکمہ تعلیم کو یہ تجویز بھی پیش کی کہ مقامی سکول کو بہتر طریقے سے چلانے کیلئے جو طریقہ وضع کیا گیا وہ دیگر سکولوں میں بھی رائج کیا جائے مثلاً اساتذہ کا والدین کے ساتھ ہر وقت رابطہ ہو اور خاص طور پر ماؤں کو اجلاس میں بلایا جائے۔

پراجیکٹ کا مستقبل کالائحہ عمل:

یہ تمام کام محدود مدت میں نہیں کئے جاسکتے اس کیلئے طویل المیعاد منصوبہ بندی کی ضرورت ہوتی ہے۔خویندوکور نے اس میدان میں کام کا آغاز کردیا ہے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ سرکاری ادارے اور وہ این جی اوز جو خواتین کے مسائل حل کرنے کیلئے کام کررہی ہیں اور صوبائی سطح پر وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اور نیشنل کمیشن برائے بحالی حیثیت خواتین، ان تمام اداروں کو مل کر کام کرنا ہوگا۔اس کام میں خویندوکوراورای سی جی بھی اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے سیکرٹری کو باقاعدہ ای سی جی کا ممبر بنانے کی دعوت بھی دی گئی ہے۔اگر ان تمام اداروں کو مل کر کام کرنے میں کوئی مسئلہ درپیش ہو یا رکاوٹ ہو تو ایشیائی ترقیاتی بینک بھی مدد فراہم کرسکتا ہے۔آخر میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ تعلیمی میدان میں سب سے بہتر کام اور مدد صرف حکومتی ادارے ہی فراہم کرسکتے ہیں۔ [16]

مغرب والوں کی یہ کوشش ہے کہ زمام اقتدار مغربی تعلیم یافتہ طبقے کے پاس ہو اور مسلمان ان کے ذہنی غلام ہوں۔اس مقصد کے لئے انہوں نے مسلم ممالک میں این جی اوز قائم کرکے تعلیمی نظام کو کنٹرول کیا۔چھوٹے بچے جلد اثر قبول کرتے ہیں۔اس لئے این جی اوز نے بچوں خصوصاً بچیوں کے لئے جگہ جگہ پرائمری سکول کھولے۔ان سکولوں میں بچیوں کو یہ باور کرایا جاسکتا ہے کہ آج تہذیب وشائستگی، ترقی وفلاح، مغرب کے نظام اور تہذیب کی پیروی سے میسر آسکتی ہے۔یہی سبق نہایت خوبصورت الفاظ اور جدید اصلاحات کے ساتھ مغربی ممالک کے چندوں سے چلنے والی این جی اوز بچوں کو سکھا رہی ہیں۔ایسی تعلیم کے حصول سے ہماری نئی نسل مغربی تہذیب وثقافت کو اپنا رہی ہے اور ملک میں فحاشی وعریانی کا باعث بن رہی ہے۔گویا یہ لوگ راگ رنگ اور لہو ولعب کو پاکستان کا کلچر بنانا چاہتے ہیں۔

تربیت اساتذہ کیلئے سرگرم عمل این جی اوز

خواندگی عام کرنے والی این جی اوز اساتذہ کو تربیت بھی دیتی ہیں کچھ این جی اوز جو تعلیم کے ساتھ ساتھ اساتذہ کو تربیت بھی دیتی ہیں۔وہ درج ذیل ہیں۔

☆ الفتح ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ترین روڈ بہاول پور پنجاب۔

☆ آگاہی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: لوہار بانڈہ مانسہرہ صوبہ سرحد۔

☆ چائلڈ کیئر فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جنوری ۱۹۹۲ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: B-۶۳ جہانگیر روڈ سینٹ جانز پارک لاہور پنجاب۔

☆ لیٹریٹ پاکستان: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: A-۱۲ بلاک ۱۳ گلشن اقبال کراچی سندھ۔

☆ سرسبز فاؤنڈیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جولائی ۱۹۹۶ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: پی او بکس نمبر ۲۹۳، A-۲۰۱ پیپلز کالونی نمبر I فیصل آباد پنجاب۔

☆ سندھ ایگریکلچرل اینڈ فارسٹری ورکرز کوارڈینیٹنگ آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: C-۴۱۵ مقابل بیکن ہاؤس سکول سسٹم قاسم آباد فیز I حیدرآباد سندھ

☆ سندھ ویلفیئر ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: شاہ میر پنہور کالونی نزد واٹر سپلائی ٹینک، سانگھڑ، سندھ۔

☆ سٹیزن ڈویلپمنٹ فاونڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: KH-۸۸ بحریہ فیز ۵ ڈی ایچ اے کراچی سندھ۔

☆ سوسائٹی فار ایجوکیشن پروموشن اینڈ رورل سپورٹ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ اور سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: سپیرز آفس نیو بلوچ کالونی ڈیرہ آلہ یار ضلع جعفر آباد بلوچستان۔

☆ دی سٹیزن فاؤنڈیشن کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ستمبر ۱۹۹۶ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: 7th فلور N/C بلڈنگ عباسی شہید روڈ کراچی، سندھ۔ ۱۷؎

تربیت اساتذہ میں مصروف چند این جی اوز کی تفصیل:

آگاہی

پاکستان میں تعلیم ہمیشہ سے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اس لیئے کہ دیگر ممالک کے مقابلے میں پاکستان میں خواندگی کی شرح انتہائی کم ہے۔ جبکہ پاکستان کے اندرونی پسماندہ علاقے تو تعلیمی لحاظ سے بہت ہی پیچھے ہیں۔ اسی مقصد کے تحت اگاہی نامی این جی او نے ۱۹۹۷ میں مانسہرہ کے مندرجہ ذیل علاقوں میں سکول کھولنے سے اپنے کام کا آغاز کیا ہے۔

۱۔ بفہ میرا ۲۔لبرکوٹ ۳۔ ماڑی خان خیل ۴۔سفیدہ

آگاہی کے بنیادی مقاصد میں اساتذہ کی تربیت اور پرائمری سطح پر تعلیم کو بہتر بنانا شامل ہیں۔

اگاہی کے تین مراکز ہیں جن میں سال میں دو مرتبہ اساتذہ کو تربیت دی جاتی ہے۔ کورس کا دورانیہ ۳ ہفتے کا ہوتا ہے۔ اس کورس میں اساتذہ کو مختلف مضامین مثلاً معاشرتی علوم، سائنس، ریاضی، انگریزی اور اداراتی علوم کے پڑھانے کی تربیت دی جاتی ہے۔ آگاہی ٹیم سکولوں کا دورہ کرتی ہے اور اساتذہ کی نگرانی کرتی ہے کہ آگاہی کے تربیت یافتہ اساتذہ اپنی تربیت پر کس طرح عمل کر رہے ہیں۔

آگاہی نے این جی او ''پلان'' کے ساتھ مل کر بھی تربیت اساتذہ کا ایک پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اس سلسلے میں ۱۷۵ اساتذہ (مرد اور خواتین) کو تربیت دی جا چکی ہے۔

اپنے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے آگاہی کو کنیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (CIDA) کی مدد حاصل ہے۔ ادارے کی نگران فرحت سلطان گزشتہ کئی سالوں سے کینیڈا میں مقیم ہے۔ وہ ہر چھ مہینے بعد آ کر کام کا جائزہ لیتی ہے۔ ادارے کی مالی امداد بھی کینیڈا ہی سے ہوتی ہے۔ [۱۸]

الفتح ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن

سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ترین روڈ بہاول پور پنجاب

ای میل ایڈرس: a fatah@mml.paknet.com.pk

ایگزیکٹیو ڈائرکٹر جمشید کریم خان ہیں سالانہ بجٹ ۵ سے ۱۰ ملین تک ہے ان کا بنیادی کام لوگوں کو تعلیم دینا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ اساتذہ کی تربیت بھی کرتے ہیں۔ کیونکہ تربیت یافتہ اساتذہ ہی بچوں کو

ان کی نفسیات کے مطابق تعلیم دیتے ہیں۔ تربیت سے صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔ اور کام کرنے کا طریقہ کار بہتر ہوتا ہے۔ تنظیم سال میں ۱۱ کے قریب تربیت اساتذہ کے پروگراموں کا انعقاد کرتی ہے۔

مشن:

تمام لوگوں کو بلا امتیاز رنگ ونسل تعلیم کی سہولتیں بہم پہنچانا، غریب لوگوں کی استعدار کاری میں اضافہ کرنا اور خواتین اساتذہ کی بالخصوص تربیت کرنا اور ان کی استعداد کاری کو بڑھانا۔ تنظیم صرف ضلع بہاول پور کے شہروں اور دیہاتوں میں کام کرتی ہے۔ ان کی ممبر شپ پاکستان این جی اوز نیٹ ورک کے ساتھ ہے۔

عملہ:

اعزازی ارکان ۱۸ ہیں۔ ۱۴ مرد اور ۴ خواتین۔ تنخواہ دار عملہ ۹ ہے۔ ۵ مرد اور ۴ خواتین، رضا کار ۳۰ ہیں ۲۲ مرد اور ۸ خواتین۔

وسائل:

اپنے ممبران سے فیس لیتے ہیں۔ قرض لیتے ہیں، حکومتی اور بین الاقوامی مالیاتی ادارے اور افراد بھی مدد کرتے ہیں۔ ان کو تین پراجیکٹ کے لئے یونیسف نے مدد فراہم کی ہے۔

مستقبل میں ان کا ارادہ ہے کہ ضلع کی سطح پر این جی اوز، سی بی اوز اور خواتین اساتذہ کو تربیت فراہم کریں تا کہ وہ اپنی قابلیت کو بہتر انداز سے ملک کی ترقی کے لئے استعمال کریں۔

☆ سٹیزن ایجوکیشن ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۸۸۔ KH بحریہ فیز ۵ ڈی ایچ اے کراچی، سندھ۔

ای میل ایڈریس: abawan88@hotmail.com

صدر عبدالباری اعوان ہیں۔ سالانہ بجٹ ایک ملین سے زیادہ ہے۔ بنیادی طور پر عوام کو تعلیم کی سہولتیں مہیا کرتے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے اساتذہ کو تربیت بھی دیتے ہیں۔ یہ کراچی اور اس کے گردونواح کی کچی آبادیوں میں تعلیم کو عام کرنے کیلئے کوشاں ہیں۔ ان کچی آبادیوں میں سکول قائم کرتے ہیں۔ اور ان سکولوں میں تربیت یافتہ اساتذہ کی تعیناتی کرتے ہیں۔۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے ہوم سکول اور موبائل سکول بھی بنائے ہیں۔ ہوم سکول سے مراد یہ ہے کہ گھروں میں ایک ہی استاد کے زیر تربیت کچھ طالب علم پڑھتے ہیں۔ اور موبائل سکول کہ جن علاقوں میں سکول نہیں ہیں وہاں پر گھوم پھر کے پہلے سے پروگرام کے

مطابق بچوں کو اکٹھا کر لیا جاتا ہے اور تربیت یافتہ اساتذہ وہاں پر دو گھنٹے کی کلاس لیتے ہیں۔ جن میں طلباء کو بنیادی تعلیم لکھنا پڑھنا اور حساب کتاب وغیرہ سکھایا جاتا ہے۔ بچوں کو یونیفارم اور کتابیں بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ ان کچی آبادیوں میں ان کے تین پروجیکٹ، ہوم سکول، موبائل سکول اور سٹوڈنٹس سپانسر شپ پروگرام پر اب بھی کام ہو رہا ہے۔

عملہ:

اعزازی ارکان ۱۷ ہیں ۶ مرد اور ۱۱ خواتین، تنخواہ دار عملہ ۱۶ ہے ۳ مرد اور ۱۳ خواتین۔

وسائل:

ممبر شپ فیس، ملکی اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی امداد اور کاروبار سے ہونے والا نفع ان کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے۔[۱۹]

این جی اوز میں زیادہ تر کا ہدف دیہاتی علاقے ہیں۔ دیہاتوں میں کم تعلیم یافتہ میٹرک اور ایف اے کی طالبات کو ورلڈ بنک کے تعاون سے تین تین مہینے کی تربیت دی جاتی ہے۔ اس کے بعد ان اساتذہ کو دیہاتی سکولوں میں تعینات کر دیا جاتا ہے۔ اساتذہ کے لئے یہ تربیتی کورسز خصوصی طور پر تشکیل دیئے جاتے ہیں۔ دینی شعور نہ ہونے کی وجہ سے ایسی لڑکیاں این جی اوز کی سازش کو سمجھ نہیں سکتیں اور ان ہی کے طریقہ کار کے مطابق مغربی تعلیم کو عام کرتی ہیں۔

دینی شعور اُجاگر کرنے والی این جی اوز

دینی مدارس:

دینی علوم کے ادارے بھی این جی اوز میں آتے ہیں حکومت کے پاس رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہوتے ہیں اور ہر سال ان کی رجسٹریشن کی تجدید ہوتی ہے۔ تاہم ۱۹۹۴ء میں بےنظیر حکومت کے دوران جب ان اداروں کے خلاف ایکشن ہوا تو اس کے بعد سے کسی ادارے کی رجسٹریشن نہیں ہوئی۔[۲۰]

اب مشرف حکومت نے دوبارہ ان مدارس کے خلاف ایکشن لیا اور تمام مدارس کو دسمبر ۲۰۰۵ تک رجسٹریشن کروانے کی ہدایت کی جس کے نتیجے میں بہت سے مدارس کی رجسٹریشن ہوئی۔

یہ ادارے مختلف وفاقوں کے تحت کام کرتے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ وفاق المدارس العربیہ:

دیوبندی مکتب فکر کے مدارس کا وفاق ہے ان کا اپنا امتحان لینے اور سندات جاری کرنے کا مستقل نظام ہے۔ اس سے تقریباً ایک ہزار دینی ادارے ملحق ہیں۔ [۲۱]

۲۔ تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان:

یہ تنظیم مئی ۱۹۶۰ء میں قائم ہوئی یہ بریلوی مکتب فکر کے مدارس کی تنظیم ہے جس کا نظام وفاق المدارس کے طرز کا ہے۔

۳۔ وفاق المدارس السّلفیہ پاکستان: (اہلحدیث)

یہ اہلحدیث مکتب فکر کے مدارس کا وفاق ہے ان کا صدر دفتر فیصل آباد میں ہے۔

۴۔ وفاق المدارس الشیعہ پاکستان:

یہ شیعہ مکتب فکر کا وفاق ہے۔ اہل شیعان کے مدارس اس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔

۵۔ نظام تعلیم رابطہ المدارس (جماعت اسلامی)

جماعت اسلامی والوں کا نظام تعلیم ہے ان کا صدر دفتر منصورہ لاہور میں ہے۔

ان تمام وفاقوں کا اپنا اپنا نصاب اور طریقہ کار ہے۔

حکومت پاکستان وزارت تعلیم نے ۱۹۸۸ میں دینی مدارس کی جامع رپورٹ تیار کی ہے ان کے جائزے کے مطابق ہر صوبے کے مدارس کی تعداد کچھ یوں ہے۔

صوبہ پنجاب: پنجاب میں کل دینی مدارس ۱۳۲۰ ہیں جو ملک کے تمام صوبوں کے مدارس سے تعداد میں زیادہ ہیں۔ یہ مدارس مختلف مسالک مثلاً دیوبندی، بریلوی، اہلحدیث، جماعت اسلامی اور شیعہ مکتب فکر سے متعلق ہیں۔

صوبہ سندھ: صوبہ سندھ کے دینی مدارس کی کل تعداد ۲۹۱ ہے جن میں ۲۸۰ مدارس کل وقتی ہیں اور باقی جز وقتی ہیں۔ یہ بھی مختلف مسالک سے تعلق رکھتے ہیں۔

صوبہ سرحد: صوبہ سرحد میں کل دینی مدارس ۶۷۸ ہیں ان میں ۴۴۱ مدارس کل وقتی ہیں اور باقی جز وقتی ہیں۔ یہ مدارس بھی مختلف مسالک سے متعلق ہیں۔

صوبہ بلوچستان: بلوچستان میں مختلف مسالک کے ۳۴۷ دینی مدارس ہیں۔ جن میں ۳۰۵ کل وقتی ہیں اور باقی جز وقتی ہیں۔

آزاد کشمیر میں کل ۷۶ دینی مدارس ہیں اور اسلام آباد کے مدارس کی تعداد ۴۷ ہے۔

شمالی علاقہ جات میں کل ۱۰۳ دینی مدارس ہیں جن میں اکثر کل وقتی ہیں۔ یہ مدارس بھی مختلف مسالک سے متعلق ہیں البتہ ملک کے اس حصے میں شیعہ مکتب فکر کے مدارس کی تعداد زیادہ ہے[۲۲]

یہ رجسٹرڈ مدارس کی تفصیل ہے غیر رجسٹرڈ چھوٹے چھوٹے مدارس بھی ملک میں موجود ہیں۔

ان بڑے مدارس میں کچھ ایسے بھی ہیں جن کو قومی اور بین الاقوامی طور پر خاصی شہرت حاصل ہے۔ ان میں سے چند کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

وفاق المدارس العربیہ سے منسلک چند مدارس:

جامعہ اشرفیہ لاہور:

جامعہ اشرفیہ قیام پاکستان سے قبل مسجد نور امرتسر میں مدرسہ نعمانیہ کے نام سے قائم ہوا تھا۔ ملک کی تقسیم کے بعد جہاں مسلمانوں کو مشرقی پنجاب منتقل ہونا پڑا وہاں اس مدرسہ کے کارکن اور اساتذہ بھی ہجرت کر کے آ گئے لاہور آمد کے بعد نیلا گنبد میں ایک متروکہ عمارت میں ۱۳۶۶ھ/ ۱۹۴۷ء کو جامعہ اشرفیہ' کے نام سے مدرسہ کی نشاۃ ثانیہ ہوئی۔ مدرسہ کے بانی مولانا محمد حسن تھے جنہوں نے مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت کی تھی اور مولانا ان کے خلیفہ بھی تھے اس لئے درسگاہ کا نام بھی جامعہ اشرفیہ رکھا گیا۔ جب نیلا گنبد کی متروکہ عمارت مدرسہ کی روز افزوں ترقی میں رکاوٹ محسوس ہونے لگی تو فیروز پور روڈ پر نہر کے قریب تقریباً ۱۲۵ کنال ۶۲۲۵۰۰ مربع گز وسیع رقبہ جامعہ کے لئے حاصل کیا گیا۔ ۱۶ شعبان ۱۳۷۴ھ بروز جمعہ اس جگہ مدرسہ کی بنیاد رکھی گئی۔

جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ میں مختلف شعبہ جات ہیں شعبہ حفظ وقرأت، ابتدائی درجات، شعبہ درس نظامی، شعبہ تبلیغ، شعبہ نشر و اشاعت وغیرہ۔ شعبہ نشر و اشاعت سے جامعہ نے مولانا تھانوی کی لاتعداد کتابیں شائع کی ہیں۔ مدرسہ کے شیخ الحدیث مولانا محمد موسیٰ صاحب نے کئی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن میں سے فلکیات جدیدہ وفاق المدارس کے نصاب میں شامل کی گئی ہے۔ جامعہ اشرفیہ وفاق المدارس کے ساتھ منسلک مدارس میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے۔[۲۳]

جامعہ مدنیہ لاہور:

۱۹۵۵ میں جامعہ کے بانی مولانا سید حامد میاں نے مسلم مسجد بیرون لوہاری دروازہ میں درس وتدریس کا آغاز کیا۔ چند طلباء اور تین اساتذہ سے ابتداء ہوئی۔ تھوڑے ہی عرصے میں طلباء کی تعداد بڑھ گئی اور جگہ تنگ ہوگئی تو درس وتدریس اور طلباء کی اقامت کا کام مکی مسجد انارکلی سے بھی لیا جانے لگا۔ کچھ عرصہ بعد نیلا گنبد میں بھی درس وتدریس ہونے لگی لیکن جامع کے وسیع مقاصد اور کثیر طلباء و اساتذہ کے لئے یہ جگہ بھی ناکافی ثابت ہوئی۔ آخر راوی روڈ پر کریم پارک میں کئی کنال کا وسیع قطعہ اراضی حاصل کیا گیا۔ ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء کو جناب سید حامد میاں صاحب نے کریم پارک راوی روڈ میں جامعہ مدنیہ کی تاسیس فرمائی۔ مدرسہ کے سرپرستوں اور معاونین میں مولانا احمد علی لاہوری، مولانا غلام دستگیر صاحب بھی شامل ہیں۔ جامعہ میں درس نظامی کے علاوہ شعبہ علوم جدیدہ برائے فضلاء کرام، شعبہ علوم دینیہ برائے جدید تعلیم یافتہ حضرات، شعبہ تربیت اطفال، شعبہ تصنیف وتالیف اور دارالافتاء ہے۔ یہ جامعہ وفاق المدارس میں ایک خاص حیثیت کا حامل ہے۔ مولانا سید حامد میاں کی وفات کے بعد مولانا سید رشید میاں نے جامعہ کے مہتمم کا عہدہ سنبھالا[۲۴۱]

مرکزی دارالقراء پشاور:

پشاور شہر کے وسط نمک منڈی میں ایک بہت بڑی مسجد کی تعمیر ہوئی۔ تعمیر کی تکمیل پر ۱۳۹۰ھ /۱۹۷۰ء میں مولانا قاری فیاض الرحمٰن صاحب نے اپنے شیخ قاری محمد شریف صاحب کے مدرسے کے طرز پر اسی نام سے جو انہوں نے ماڈل ٹاؤن لاہور میں قائم کیا تھا ایک مدرسہ مرکزی دارالقراء کی بنیاد رکھی۔ شروع ہی سے یہ مدرسہ قرأت سبع متواترہ کے طلباء کا مرکز رہا ہے پورے صوبے میں اور بیرون ملک اس مدرسے کے فارغ التحصیل فضلاء نمایاں حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔ اس مدرسے کے فضلاء قومی اور بین الاقوامی تجوید وقرأت کے مقابلوں میں شریک ہوتے ہیں اور نمایاں پوزیشن لیتے ہیں۔ تجوید وقرأت کے علاوہ درس نظامی کی تعلیم بھی دی جاتی ہے اور سینکڑوں حفاظ ہر سال یہاں سے حفظ قرآن کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس مدرسے میں طلباء کے علاوہ طالبات بھی علم حاصل کر رہی ہیں۔ طالبات کے لئے شعبہ بنات کے نام سے الگ درس وتدریس کا انتظام کیا گیا ہے۔ جس سے ہر سال کافی تعداد میں بچیاں قرآن پاک کا حفظ مکمل کرتی ہیں۔ طالبات کو بھی درس نظامی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ درس نظامی کے علاوہ جدید علوم بھی سکھائے جاتے ہیں۔ طالبات کے لئے دستکاری کا انتظام بھی موجود ہے۔ مدرسہ وفاق المدارس کے ساتھ منسلک

مدارس میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ ۲۵؎

دارالعلوم کراچی:

دارالعلوم کورنگی کراچی میں واقع ہے اس کی بنیاد مولانا مفتی محمد شفیع نے ۱۳۷۱ھ ۱۹۵۰ء کو رکھی۔ وہ خود دیوبند کے فاضل اور مدرس تھے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں تفسیر معارف القرآن، جواھر الفقہ، علمی کشکول وغیرہ زیادہ مشہور ہیں۔ ان کی علمی اور تبلیغی خدمات کو انتہائی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان کے چاروں بیٹے بھی جید عالم ہیں اور ہر ایک کی متعدد تصانیف ہیں ان کے بیٹے مفتی محمد رفیع عثمانی جو دارالعلوم کے صدر اور مہتمم ہیں نے صرف ونحو اور حدیث کے موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ چھوٹا بیٹا مفتی محمد عثمانی جو دارالعلوم کے استاد حدیث ہیں وہ بھی کثیر التصانیف ہیں۔

دارالعلوم میں مختلف شعبہ جات ہیں سب سے اہم دارالافتاء ہے جید اساتذہ کرام کے زیر نگرانی تخصص فی الافتاء کے طلباء کو متخصص بنایا جاتا ہے۔ دارالعلوم میں دوسرا شعبہ تجوید وقرأت کا ہے۔ اس شعبہ کے صدر پہلے قاری فتح محمد پانی پتی تھے۔ جو کہ قرأت عشرہ کے ماہر ہی نہیں محقق ومصنف بھی تھے۔ دیگر روایات مختلفہ پر بھی آپ کو عبور حاصل تھا۔ شعبہ نشر واشاعت بھی دارالعلوم کے اہم شعبہ جات میں سے ہے۔ اس شعبہ نے کئی قابل قدر ضخیم علمی کتب طبع کر کے اپنی افادیت تسلیم کرائی۔ اس شعبہ کے تحت علمی رسالہ ماہنامہ ''ابلاغ'' باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔ شعبہ عربی بطرز جدید میں دارالعلوم کو دیگر مدارس پر ہمیشہ خصوصیت حاصل رہی ہے۔ اس کی افادیت بڑھانے کے لئے عرب کے ماہرین لغات کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ دارالعلوم کی لائبریری ایک عظیم الشان بلاک میں قائم ہے۔ جس میں ہر فن کی کتب کے عظیم الشان ذخیرہ کے علاوہ قلمی مخطوطے بھی محفوظ کئے گئے ہیں۔

اس کے علاوہ عمارت چار وسیع بلاکوں پر مشتمل ہے ایک عظیم الشان مسجد اور درس گاہوں کے کمرے، دفاتر وڈاکخانے کی عمارت ہے۔ دارالعلوم کی کئی نئی شاخیں بھی ہیں جو کراچی میں جابجا موجود ہیں۔ قدیمی شاخ شہر کراچی کے وسط نانک واڑہ میں مصروف عمل ہے۔ ۲۶؎

تنظیم المدارس سے منسلک مدارس

جامعہ نعیمیہ لاہور:

یہ مدرسہ حضرت مولانا محمد نعیم الدین صاحب مراد آباد کے نام سے منسوب ہے۔ مفتی محمد حسین

نعیمی ان کے خاص شاگرد ہیں۔ مفتی صاحب اپنے استاد کے حسب ارشاد ۱۹۴۲ء میں تبلیغ دین کے لئے لاہور آئے۔ دس سال یہاں مقیم رہے۔ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء میں چوک دالگراں میں جامعہ نعیمیہ کے نام سے مدرسے کا افتتاح کیا۔ جگہ کی تنگی کی وجہ سے شاہی عیدگاہ گڑھی شاہو لاہور کی جامع مسجد اور اس سے متصل زمین اس مدرسے کو منتقل کر دی گئی۔ اس غیر آباد جگہ نے عظیم الشان دارالعلوم کی صورت اختیار کر لی۔ جو اس وقت اہل سنت و جماعت کی مرکزی درس گاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ آج کل دونوں جگہوں میں درس و تدریس کا انتظام ہے مدرسے میں مختلف شعبے ہیں مثلاً حفظ و تجوید، درس نظامی، علوم شرقیہ، شعبہ تصنیف و تالیف اور دارالافتاء۔

مدرسے کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ہر مہینے ماہنامہ ''عرفات'' شائع ہوتا ہے۔ یہ مدرسہ تنظیم المدارس کے ساتھ منسلک ہے۔[۲۷]

دارالعلوم امجدیہ کراچی اور سیز ہاوسنگ سوسائٹی عالمگیر روڈ کراچی:

دارالعلوم کراچی شہر کے وسط میں بندرگاہ کی طرف جانے والی سڑک پر علاقہ آرام باغ میں واقع ہے۔ اس کا شمار کراچی کے قدیمی مدرسوں میں ہوتا ہے۔

دارالعلوم کی تاسیس ۱۳۶۸ھ/ ۱۹۴۸ء میں مفتی مظفر علی نے کی۔ علاقے کے معززین نے اس کی سرپرستی کی۔ پھر مدرسے کا انتظام و انصرام ایک ٹرسٹ کے حوالے کر دیا گیا۔ ٹرسٹ کے تحت باقاعدہ درس و تدریس کا آغاز دوسرے سال ۱۹۴۹ میں ہوا۔ موجودہ تعمیر عالمگیر روڈ پر مکمل ہوئی تو ۱۹۶۳ء میں دارالعلوم یہاں منتقل ہو گیا۔ یہ دارالعلوم اپنے مہتمم کے پیرو مرشد اور صدر مدرس کے والد مولانا امجد علی صاحب کے اسم گرامی سے منسوب ہے۔ مدرسہ ابھی تک ٹرسٹ کے زیر انتظام ہے یہ مدرسہ تنظیم المدارس پاکستان کے ساتھ منسلک ہے۔[۲۸]

وفاق المدارس السّلفیہ سے منسلک مدارس:

الجامعہ السّلفیہ فیصل آباد:

جمعیت اہل حدیث کی یہ مرکزی درسگاہ نشاۃ آباد شیخو پورہ روڈ پر واقع ہے۔ ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء میں جمعیت اہل حدیث نے تقویت الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں دارالعلوم کی تاسیس کی۔ ۱۹۵۶ء میں یہ مدرسہ جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار پرانے لائل پور میں منتقل کیا گیا اور اس کا نام ''الجامعۃ السلفیۃ''

تجویز کیا گیا۔ تعمیرات کا ایک جامع منصوبہ مرتب کر کے کام شروع کیا گیا۔ پھر ۱۹۵۷ میں یہ مجوزہ عمارت ایک نئی جگہ شیخو پورہ روڈ پر منتقل کر دی گئی۔ جمعیت اہل حدیث پاکستان اس کو ایک مثالی اور معیاری درسگاہ بنانے کا ارادہ رکھتی تھی۔ اس کی ترقی اور عروج کے لئے انہوں نے تمام تر مساعی وقف کیں اور جامعہ قائم ہوا۔ اس جامعہ میں سلفیہ کا مرتب کردہ جدید نصاب رائج ہے۔ ۲۹

مدرسہ دارالاسلام کراچی:

جامع مسجد غربائے اہلحدیث آرٹلری میدان نمبر I کراچی۔ مدرسہ کا انتظام مہتمم غربائے اہلحدیث کراچی کے تحت ہے۔ صدر مدرس مولانا جلیل صاحب فاضل دارالکتب والسنہ (دہلی) ہیں۔ ۱۳۰۰ھ بمطابق ۱۸۸۲ میں حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب نے دہلی میں دارالکتب والسنہ کے نام سے مدرسہ کی تاسیس فرمائی تھی آپ کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادے مولانا عبدالستار صاحب نے مدرسے کا انتظام اپنے ذمہ لیا۔ تقسیم ہند کے بعد مدرسہ کراچی منتقل ہو گیا اور اس کا نام دارالاسلام تجویز ہوا۔ طالبات کے لئے مدرسہ البنات بھی قائم کیا گیا جن کو تعلیم و تربیت کے ساتھ امور خانہ داری کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔ ۳۰

وفاق اہل شیعہ سے منسلک مدارس:

جامعہ المنتظر لاہور:

وسن پورہ ایوب انصاری سٹریٹ لاہور میں ربیع الاخر ۱۳۷۴ھ بمطابق نومبر ۱۹۵۴ء کو شیخ اختر عباس صاحب نے مال خمس و زکوٰۃ دینے والے ہم مسلک شیعہ حضرات کے تعاون سے مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ ابتداء میں طلباء کی تعداد ۱۰ تھی وقت کے ساتھ ساتھ طلباء کی تعداد بڑھتی گئی اور مدرسہ میں بھی ترقی ہوتی گئی۔ مدرسہ میں جگہ کی تنگی کے باعث ماڈل ٹاؤن ایچ بلاک لاہور میں ۱۸ کنال قطعہ اراضی حاصل کی گئی اور اس پر جامع المنتظر کے لئے جدید عمارت تعمیر کی گئی۔ مدرسہ اب اس عمارت میں منتقل ہو گیا ہے اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ مدرسہ میں درس نظامی معمولی ترمیم کے ساتھ رائج ہے۔ کامیاب ہونے والے طلباء کو قمر الافاضل، شمس الافاضل اور سلطان الافاضل کی سندات دی جاتی ہیں۔

مدرسہ میں دارالافتاء موجود ہے جس کے ابتدائی مفتی شیخ اختر عباس صاحب تھے۔ جو عراق کے مشہور دارالعلوم نجف اشرف کی سند اجتہاد رکھتے تھے ۳۱

جامعہ امامیہ (مدرسۃ الواعظین):

یہ جامعہ ناظم آباد نمبر ۲ کراچی میں مسجد جامعہ امامیہ کے ساتھ قائم ہوا۔ ۱۳۷۶ھ/ ۱۹۵۶ء کو مولانا محمد بشیر اور نواب مظفر علی خان نے بنیاد رکھی۔ مدرسہ کی ایک عظیم الشان عمارت ہے جس میں درس کے لئے کمرے، ہاسٹل اور ایک لائبریری ہے۔ لائبریری میں دیگر کتب کے علاوہ قلمی مخطوطے بھی موجود ہیں جامعہ کا نصاب (معمولی تغیر کے ساتھ) درس نظامی ہے۔ اور وفاق المدارس الشیعہ کے ساتھ منسلک ہے۔۳۲

رابطہ المدارس سے منسلک مدارس:

جامعہ عربیہ گوجرانوالہ:

مدرسہ عربیہ کھیالی گیٹ گوجرانوالہ ۱۳۵۵ھ/ ۱۹۳۶ء میں قائم ہوا۔ خان بہادر مولانا امام الدین نے مدرسے کی تاسیس کی۔ مدرسہ کے مہتمم مولانا محمد چراغ فاضل دیو بند تھے جن کی سرپرستی میں مدرسے نے مفید علمی خدمات انجام دیں۔ طلبہ کی کثرت کی وجہ سے بعد ازاں مدرسہ جی ٹی روڈ منتقل کر دیا گیا۔ مولانا محمد چراغ کے بعد اب اس مدرسہ کا اہتمام ان کے بیٹے حافظ محمد انور کے سپرد ہے۔ مدرسہ عربیہ ان مضافات کی قدیم درس گاہوں میں سے ہے اور علمی دنیا میں ایک خصوصی اور امتیازی حیثیت کا حامل ہے۳۳ اس جامعہ میں رابطہ المدارس کا مرتب کردہ جدید نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

درس نظامی:

ان دینی اداروں میں جو مختلف وفاقوں کے تحت قائم ہیں معمولی رد بدل کے ساتھ طلبہ اور طالبات کو درس نظامی کی تعلیم دے جاتی ہے درس نظامی کو اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ملا نظام الدین سہالوی جو ملا قطب الدین بن عبد الحلیم کے صاحبزادے تھے، نے ترتیب دیا تھا اس نصاب میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ حالات کے مطابق تبدیلیاں ہوتی گئیں گویا یہ ایک خود رو نظام ہے۔ جو وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔۳۴

وسائل:

دینی اداروں کو حکومت کی طرف سے زکواۃ فنڈ میں سے بہت کم امداد ملتی ہے۔ یہ مخیر حضرات کے چندوں اور جن صاحب ثروت افراد کے بچے ان میں زیر تعلیم ہوتے ہیں، کی امداد سے چل رہے ہیں۔ البتہ

بارسوخ ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ ان کو بیرونی امداد بھی مل رہی ہے۔[۳۵]

دینی مدارس میں ایسا نظام تعلیم رائج ہے جو صرف ہماری مذہبی ضروریات پوری کرتا ہے۔ ہمارے علماء صرف انہی معلومات تک محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ سماجی علوم سے ناواقفیت کی بناء پر وہ مختلف قسم کے پیچیدہ مذہبی مسائل میں الجھ کر رہ گئے ہیں۔ ان میں عصر حاضر کی قیادت کے تقاضے پورے کرنے کی اہلیت نہیں ہے وہ تحقیق و جستجو سے پیچھے ہٹ گئے ہیں جو آجکل کی بنیادی ضرورت ہے۔ ان اداروں کے فارغ التحصیل طلباء دیوبندی، بریلوی اور شیعہ بن کر نکلتے ہیں۔ جو اپنے مسلک کے امام تو ہو سکتے ہیں معاشرے کے لئے کوئی قابل قدر فریضہ انجام نہیں دے سکتے۔ ان کا باہمی ربط و مشاورت کا نظام بہت کمزور ہے۔ اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ مدارس کے قیام میں کوئی منصوبہ بندی اور ترجیحات نہیں ہیں۔ جہاں جس کا جی چاہتا ہے ضروریات اور تقاضوں کو ملحوظ رکھے بغیر کسی بھی معیار اور سائز کا ادارہ قائم کر لیتا ہے اور چونکہ اوپر چیکنگ کا کوئی نظم موجود نہیں ہے اس لئے کارکردگی اور اخراجات کا دائرہ شخص واحد یا زیادہ سے زیادہ اس کے منظور نظر چند افراد تک محدود رہتا ہے۔ ان خود رو دینی مدارس میں بڑی تعداد ایسے اداروں کی ہے جو تعلیمی اداروں کی بجائے ''مذہبی دکانیں'' کہلانے کے زیادہ حقدار ہیں اور ان میں مالی بدعنوانیوں کا سلسلہ دراز ہوتا جا رہا ہے[۳۶]

فصل نمبر ۳

صحت کی سہولیات فراہم کرنے والی این جی اوز

صحت کی سہولیتیں فراہم کرنے والی این جی اوز میں سے چند کے رجسٹریشن ایکٹ اور صدر دفاتر کے پتے مندرجہ ذیل ہیں۔

☆ عمل ڈویلپمنٹ نیٹ ورک: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اگست ۱۹۹۷ کو رجسٹریشن ہوئی۔ بچوں اور خواتین کی صحت کے لئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۷ گلی نمبر ۶۲ جی سکس فور اسلام آباد۔

☆ ایسوسی ایشن فار ہیلتھ، ایجوکیشن اینڈ ایگریکلچر ڈویلپمنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: بنگلہ نمبر ۱۰۸۲/۱۰۵ ابلاک نمبر ۲ سانگھڑ سندھ۔

☆ کمیونٹی ڈویلپمنٹ اینٹی ٹی بی کنٹرول پروگرام: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: گاؤں تہرا گجران، تحصیل شکر گڑھ نارووال، پنجاب۔

☆ کسٹمرز ہیلتھ کیئر سوسائٹی: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۴۴۹ جہانزیب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور پنجاب۔

☆ فاطمید فاؤنڈیشن: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ فروری ۱۹۹۴ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ ۳۹۳ برائٹو روڈ گارڈن ایسٹ کراچی سندھ۔

☆ فرانٹیئر پرائمری ہیلتھ کیئر: سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۹۹۵ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: نیستہ روڈ بجلی گھر مردان صوبہ سرحد۔

☆ ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن ڈویلپمنٹ سوسائٹی: سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۳ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: B/1/۲۲۵ بلاک ۲ پی ای سی ایچ ایس کراچی سندھ۔

☆ (ھیواد) ھیلتھ انوائرمنٹ اینڈ ویمن ڈویلپمنٹ : سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جولائی ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: زیب پلازہ تہکال پایاں یونیورسٹی روڈ پشاور صوبہ سرحد

☆ ھیلتھ اورینٹڈ پریونٹیو ایجوکیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۱۵ امیر خسرو روڈ، بلاک ۷، کراچی، سندھ۔

☆ ھینڈز: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ قیام ۱۹۷۹ میں ہوا۔

پتہ: ھیڈ آفس کراچی میں ہے۔

☆ انفیکشن کنٹرول سوسائٹی پاکستان: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: C-۶۹ بلاک ۲ پی ای سی ایچ ایس سوسائٹی کراچی سندھ۔

☆ جوہی آرگنائزیشن فار رورل ڈویلپمنٹ اینڈ نیچرل ریسورس: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اکتوبر ۲۰۰۰ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: پوسٹ آفس اینڈ تعلقہ جوہی ضلع دادو سندھ۔

☆ میری ایڈ یلیڈ لپرسی سنٹر: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اپریل ۱۹۶۳ میں رجسٹریشن ہوئی۔ جزام اور ٹی بی کے خاتمے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ بینائی سے محروم افراد کی بھی مدد کرتے ہیں۔

پتہ: مریم منزل اے ایم ۲۱ ریگل صدر کراچی، سندھ۔

☆ میٹرنٹی اینڈ چائلڈ ویلفیئر ایسوسی ایشن آف پاکستان: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے ۱۹۶۳ میں رجسٹریشن ہوئی۔ خواتین کی صحت کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: ایم سی ایچ مکان نمبر ۲۹/۳۰ ایف گلبرگ ۲ لاہور پنجاب۔

☆ نیشنل ہیلتھ ایجوکیشن ریسرچ اینڈ ریسورس انسٹی ٹیوٹ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۷ میں رجسٹریش ہوئی۔ خواتین کی صحت کیلئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: B۲-۵۰ پنجاب گورنمنٹ ہاؤسنگ سوسائٹی نزد واپڈا ٹاؤن لاہور پنجاب۔

☆ پاکستان والنٹری ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن ایسوسی ایشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۹۷۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔ خواتین کو صحت کی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔

پتہ: C-9 18th کمرشل سٹریٹ کراچی، ۷۵۵۰۰ صوبہ سندھ۔

☆ شوکت خانم میموریل کینسر ہسپتال اور ریسرچ سنٹر:

پتہ: A-۷، بلاک آر-۳ جوہر ٹاؤن لاہور، پنجاب۔

☆ شفاء فاؤنڈیشن: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۹۹۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: کارپوریٹ آفس سیکٹر ایچ B/۴ اسلام آباد۔ ۳۷ے

☆ دی لیٹن رحمت اللہ بنوولنٹ ٹرسٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ اور ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن جون ۱۹۸۷ میں ہوئی۔

پتہ: سی۔ ۳۷ سن سٹ لین نمبر ۴ فیز ۲ ڈی ایچ اے کراچی، سندھ۔

صحت کی سہولتیں فراہم کرنے والی چند این جی اوز کی تفصیل:

ا۔ (ایل آر بی ٹی) دی لیٹن رحمت اللہ بنوولنٹ ٹرسٹ:

ایل آر بی ٹی کو ۱۹۷۴ میں اس مقصد کے پیش نظر قائم کیا گیا تھا کہ ان لوگوں کو آنکھوں کے علاج معالجے کی سہولت مفت فراہم کی جائے جو علاج کے اخراجات برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے۔ گراہم لیٹن جو ایک کامیاب بزنس مین کا پس منظر رکھتا ہے اور زکاء رحمت اللہ پاکستان کی ایک نمائندہ کاروباری شخصیت ہیں ان دونوں نے یہ چیلنج قبول کیا کہ پاکستان کے ان نادار اور مفلس مریضوں کی مدد کریں گے جو آنکھوں کے امراض میں مبتلا ہیں۔ ان کی بینائی جاچکی ہے یا جاسکتی ہے۔ آنکھیں اور ان سے متعلقہ امراض کے علاج کے لئے دونوں حضرات نے یہ ادارہ شروع کیا۔ آج وہ دونوں زندہ نہیں ہیں لیکن ایل آر بی ٹی نے اپنا کام جاری رکھا ہوا ہے۔ اس ادارے نے اب تک ۹ ملین سے بھی زیادہ مفلس اور نادار مریضوں کی آنکھوں کا مفت علاج کروایا ہے۔ اور ۹ لاکھ سے زائد آنکھوں کے چھوٹے اور بڑے آپریشن بالکل مفت کرائے ہیں۔ ادارے نے کراچی اور لاہور میں ہسپتال قائم کئے ہیں جو تمام جدید ساز وسامان سے لیس ہیں۔ ادارے میں ہونے والے آپریشنوں میں ۹۸% فیصد کامیاب ہوئے ہیں۔ ادارہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ سنئیر تکنیکی اور انتظامی عملے کی نگرانی اور راہنمائی کی جائے۔ ادارے کے اندرونی اور بیرونی آڈٹ ہوتے رہتے ہیں۔ جس کیلئے اعلیٰ تعلیم یافتہ، تجربہ کار اور ماہر سٹاف آتا ہے جسکا تعلق برطانیہ اور (WHO) عالمی ادارہ صحت سے ہے۔ ۱۹۹۸ء اور ۲۰۰۴ء میں یہ ٹیمیں آئی تھیں اور اُنہوں نے ایل آر بی ٹی کی کارکردگی

کو بہت سراہا۔ ۳۸

۲۔ ھینڈز

ہیلتھ اینڈ نیوٹریشن ڈویلپمنٹ سوسائٹی کراچی کی ایک ترقیاتی تنظیم ہے۔ جو سندھ کے مختلف علاقوں میں صحت اور تعلیم کے شعبوں میں کام کر رہی ہے۔ ہنڈز کی ابتداء ۱۹۷۹ء میں اس وقت ہوئی جب ممتاز معالج اطفال ڈاکٹر عبدالغفار اور ان کے ساتھیوں نے دور افتادہ علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے دیہات کا دورہ کیا۔ اس دورے میں اُنہیں دیہاتوں میں رہنے والے لوگوں کی حالت زار کا اندازہ ہوا جو صحت اور تعلیم سمیت ہر طرح کی بنیادی ضرورتوں سے محروم تھے اور نہایت پسماندگی کا شکار تھے۔

ڈاکٹر غفار اور ان کے ساتھیوں نے ایک رضا کار گروپ قائم کیا اور سول ہسپتال کراچی سے ۴۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک گاؤں میں عوامی بہبود کا کام سروع کیا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ گاؤں میں رہنے والے لوگوں کی صحت اور تعلیم میں بہتری لائی جائے۔ اس اقدام کے نتیجے میں کراچی کے دیہی علاقوں میں بنیادی صحت کا ایک منفرد نظام وجود میں آیا جس میں مقامی آبادی برابر کی شریک تھی۔

گاؤں کی آبادی میں سے چند ایسے ذہین لڑکے اور لڑکیاں منتخب کی گئیں جو مقابلتاً پڑھی لکھی تھیں۔ ہینڈز کی ٹیم نے گاؤں کی سماجی تنظیموں کی نگرانی میں ان نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو صحت کی بنیادی باتوں کی تربیت فراہم کیں۔ جنہوں نے دیگر لوگوں کو صحت سے متعلق آگاہی دینی شروع کی چند ہی برسوں میں اس کام کے مثبت نتائج سامنے آنے لگے اور علاقے کے لوگوں میں صحت کے متعلق شعور پیدا ہوا۔ ۳۹

۳۔ فرانٹیئر پرائمری ہیلتھ کیئر (FPHC)

فرانٹیئر پرائمری ہیلتھ کیئر (FPHC) ایک غیر سرکاری تنظیم ہے جو کہ سوسائٹیز ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہوئی اس سے پہلے یہ تنظیم آسٹریلین ریلیف کمیٹی پرائمری ہیلتھ کیئر (ARC/PHC) کے نام سے ۱۹۸۰ سے مردان اور صوابی کے اضلاع میں افغان مہاجرین کو صحت کی بنیادی سہولیات مہیا کرتی آرہی ہے۔

مقاصد:

۱۔ صوبہ سرحد میں لوگوں کو صحت کی بہتر سہولتیں فراہم کرنا بالخصوص مردان، صوابی اور چارسدہ میں۔

۲۔ تنظیم کو صحت کی سہولتیں مہیا کرنے کیلئے ایسا نمونہ بنانا جس سے دوسرے ادارے مستفید ہو سکیں۔

۳۔ علاقے میں تعلیم سے محروم بچیوں کیلئے بنیادی تعلیم اور دستکاری کی سہولتیں فراہم کرنا۔

۴۔ علاقائی تنظیموں (CBO's) کو صحت کے شعبے میں تکنیکی مدد فراہم کرنا اور ان کی استعداد بڑھانا۔

تنظیم علاقے کے لوگوں اور مقامی تنظیموں کی مدد سے، اپنے چھ مراکز صحت، ایک تربیتی پروگرام اور تین غیر رسمی سکولوں کے ذریعے مندرجہ بالا مقاصد حاصل کر رہی ہے۔ تنظیم کے صحت مراکز ضلع چارسدہ میں وردگہ کے مقام پر ضلع مردان میں کاگان اور باغیچہ کے مقامات اور ضلع صوابی میں اسماعیلہ، گندف گاؤں اور گندف کیمپ کے مقامات پر واقع ہیں۔ غیر رسمی سکول، باغیچہ، کاگان اور گندف کے مقامات پر جبکہ تربیتی مرکز اور صدر دفتر مردان شہر میں واقع ہیں۔

FPHC اپنے صحت کے مراکز کے ذریعے مقامی آبادی کو مندرجہ ذیل سہولتیں مہیا کرتی ہے:

- ☆ بیماریوں کی روک تھام۔
- ☆ ملیریا کنٹرول۔
- ☆ تپ دق کی روک تھام۔
- ☆ امراض اسہال کی روک تھام۔
- ☆ ماں اور بچے کی صحت۔
- ☆ نگہداشت قبل و بعد از زچگی۔
- ☆ دو سال سے کم عمر کے بچوں کا کلینک۔
- ☆ بحالی مرکز
- ☆ بحالی صحت بذریعہ غذا
- ☆ فزیوتھراپی۔
- ☆ تشخیص و علاج۔
- ☆ بیرونی مریضوں کو مشورہ۔
- ☆ نرسنگ کیئر۔
- ☆ لیبارٹری سروس۔
- ☆ فارمیسی۔

☆ دانتوں کی نگہداشت۔

☆ بہتر صحت۔

☆ ہوم وزٹنگ Home Visiting

☆ سکول ہیلتھ School Health

☆ صحت کی تعلیم Health Education

تربیتی پروگراموں کے ذریعے FPHC درجہ ذیل سرگرمیاں سرانجام دیتی ہے:

☆ درمیانہ درجہ کے صحت کے کارکنوں کی تربیت۔

☆ کمیونٹی ہیلتھ ورکرز کی تربیت۔

☆ دائیوں کی تربیت۔

☆ تنظیمی ارکان کی تربیت۔

غیر رسمی سکولوں کے ذریعے FPHC درجہ ذیل سہولتیں فراہم کرتی ہے۔

☆ بنیادی تعلیم۔

☆ سلائی کڑھائی۔

☆ صحت کی تعلیم۔

☆ تفریح بذریعہ سامان کھیل کود۔ یہ تعلیمی پروگرام ۸ سے ۱۲ سال کی عمر کی لڑکیوں کیلئے ہے۔

FPHC ہفتے میں پانچ دن کام کرتی ہے۔ صحت مراکز میں ایک دن OPD، دو دن مردوں کیلئے اور دو دن عورتوں کیلئے ہوتے ہیں۔ جبکہ بچے اور حادثات وغیرہ روزانہ دیکھے جاتے ہیں۔ بدھ کے دن فیلڈ میں کام ہوتا ہے۔ جس میں گھروں کے دورے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ٹی بی، حفاظتی ٹیکوں، ملیریا کنٹرول، لیبارٹری اور زچہ بچہ مرکز میں سہولیات روزانہ دستیاب ہوتی ہیں۔ FPHC جن علاقوں میں مصروف عمل ہے ان کی آبادی تقریباً ایک لاکھ ہے۔ جس میں ۷۰۰۰۰ پاکستانی اور ۳۰۰۰۰ افغان مہاجرین شامل ہیں۔

فنڈ کے سلسلے میں تنظیم علاقے کے لوگوں سے مدد لے رہی ہے۔ بیرونی امداد بھی مل رہی ہے۔ پچھلے دو سالوں کے دوران تنظیم کو حکومت پاکستان، فرنٹیئر ڈویلپمنٹ اتھارٹی، ایشیا فاؤنڈیشن، یو این ایچ سی آر وغیرہ کا مالی تعاون حاصل ہے۔ FPHC حکومتی اداروں کے ساتھ مختلف شعبوں میں تعاون کر رہی ہے۔ اور مختلف سرگرمیوں مثلاً پولیو ڈے اور حفاظتی ٹیکوں کی مہمات میں اپنے علاقے سے باہر بھی سرگرمیاں انجام

دیتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری NGO'sاور CBO's کو صحت کی مد میں تکنیکی امداد اور تربیت بھی فراہم کرتی ہے۔

پروگرام میں لوگوں کی شرکت:

تنظیم اپنے پروگراموں کو کامیاب بنانے کیلئے علاقے کے لوگوں کی اپنے پروگراموں میں شمولیت پر یقین رکھتی ہے۔اس مقصد کیلئے علاقے کی مقامی تنظیموں کی مدد سے رضا کار مرد اور خواتین کو ہیلتھ ورکر کے طور پر کام کرنے کی تربیت دی جاتی ہے تاکہ لوگوں میں یہ شعور بیدار کیا جائے کہ وہ اپنی صحت کی خود حفاظت کریں۔ FPHC علاقائی تنظیموں کے ساتھ کام کرتی ہے اور اب انہی تنظیموں کے اندر ہیلتھ کمیٹیاں بنا رہی ہے تاکہ یہ کمیٹیاں لوگوں کی طرف سے تنظیم کے کاموں میں مدد کر سکیں۔ تنظیم کی اپنی مشاورتی کونسل ہے جو انتظامیہ کو مختلف امور میں مشورہ دیتی رہتی ہے۔اس کونسل میں تنظیم کا اپنا عملہ ہوتا ہے جن میں سے کچھ منتخب شدہ ہوتے ہیں۔اور کچھ کو نامزد کیا جاتا ہے۔ان دنوں کونسل میں رضا کاروں کی شمولیت زیر غور ہے۔ تنظیم نے علاقے میں گروپ بنائے ہوئے ہیں جو ماؤں کو اپنا دودھ پلانے کے لئے آمادہ کر رہے ہیں۔ FPHC کے بورڈ آف گورنرز کے ممبران علاقائی آبادی سے تعلق رکھتے ہیں جو کہ تنظیم کے نگران ہیں۔[۴۰]

مریض چونکہ حالت مرض میں جلدی اثر قبول کرتے ہیں اس لئے مغربی ممالک کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ مسلم ممالک میں این جی اوز کے ذریعے ہسپتال اور شفاخانے قائم کر کے اپنا رسوخ قائم کریں اور لوگوں کو صحت کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔اپنی خدمات سے وہ لوگوں کے دلوں میں اپنے لئے جگہ بناتے ہیں اور ان کو ممنون احسان کر کے اپنی تہذیب وثقافت کی طرف مائل کرتے ہیں اور بسا اوقات وہ ان کو مذہب تبدیل کرنے پر بھی مجبور کر دیتے ہیں۔بعض این جی اوز خاندانی منصوبہ بندی پراجیکٹ پر کام کر رہی ہیں۔وہ ایک منصوبے کے تحت دیہاتوں میں مڈل اور میٹرک تک تعلیم رکھنے والی طالبات کو تین تین ماہ کے تربیتی کورسز کروا کر ان منصوبہ بندی سنٹروں میں ملازم رکھ لیتے ہیں۔جن کی دوائیوں اور علاج سے دیہاتی خواتین مختلف قسم کے مسائل کا شکار ہو جاتی ہیں۔اور کبھی کبھار تو موت کے منہ میں چلی جاتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ دیہاتوں میں تجربہ کار لیڈی ڈاکٹرز کو تعینات کریں تاکہ دیہاتی خواتین بھی علاج کی سہولتوں سے بہرہ مند ہوں۔

ماحول کا تحفظ کرنے والی این جی اوز

ماحول کی حفاظت کیلئے کام کرنے والی چند این جی اوز کے نام رجسٹریشن ایکٹ اور دفاتر کے پتے:

☆ ایکو کنزرویشن اینیشیٹو: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۴۱۰، گلی نمبر ۱، ۴/۱۸، اسلام آباد۔

☆ حاشر ایسوسی ایشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ڈھانگری روڈ مانسہرہ صوبہ سرحد۔

☆ آرگنائزیشن فار رورل ڈویلپمنٹ اینڈ ریسرچ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ایگریکلچرل ریسرچ انسٹیٹیوٹ رتہ کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد۔

☆ سوسائٹی برائے تحفظ ماحولیات: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۴ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: سنٹرل ہسپتال روڈ سیدو شریف، سوات۔

☆ سوسائٹی فار انوائرمنٹل اویرنس: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر B-۴۶ لیبر کالونی کوئٹہ بلوچستان۔

☆ سوسائٹی فار ایجوکیشن، انوائرمنٹ اینڈ پاپولیشن ویلفیئر: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: C-۱۶۴ مرغزار کالونی اعوان ٹاؤن ملتان روڈ لاہور پنجاب۔

☆ ظریف خان فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ماحولیات خاص طور پر حشرات الارض کی بقاء کے لئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: نشتر آباد پشاور صوبہ سرحد

☆ سوسائٹی فار کنزرویشن اینڈ پروٹیکشن آف انوائرمنٹ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۰ء میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: D-۱۴۱ بلاک ۲ پی ای سی ایچ ایس کراچی سندھ

☆ لیڈرشپ فار انوائرمنٹ اینڈ ڈویلپمنٹ پاکستان: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت

رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۹۹۶ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: پلاٹ نمبر ۱۵، لیڈ ہاؤس ۷-F مرکز اسلام آباد۔

☆ فاؤنڈیشن فار ریسرچ آن انٹرنیشنل انوائرمنٹ نیشن ڈویلپمنٹ اینڈ سیکورٹی: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اگست ۱۹۹۱ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر ۸۸ ریس کورس سکیم، ریس کورس روڈ راولپنڈی کینٹ پنجاب۔

☆ دی ہیومینیٹیرین: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۷ء میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ۱۹-C- گل مہر لین یونیورسٹی ٹاؤن پشاور صوبہ سرحد۔

☆ ینگ عمر ویلفیئر ٹرسٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: فلیٹ نمبر ۲، ثمرہ اپارٹمنٹ بلاک C-۱۳ گلشن اقبال کراچی سندھ۔

☆ سندھ گریجویٹس ایسوسی ایشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۷/۱۰ رمپا پلازہ ایم اے جناح روڈ کراچی سندھ۔

☆ شرکت گاہ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۷۶ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ۷۷-D بلاک ۲ کلفٹن کراچی سندھ۔[۴۱]

چند این جی اوز کی تفصیل

ایکو کنزرویشن انیشیٹیو:

☆ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۴۱۰، گلی نمبر ۱، ۴/۱۸ I اسلام آباد۔

اس کے صدر محمد اظہر قریشی ہیں۔ سالانہ بجٹ ۵ سے ۱۰ ملین روپے ہے۔ ان کا بنیادی کام ماحول کو بہتر بنانا ہے۔ اس مقصد کے لئے وہ تحقیقی کام بھی کرتے ہیں کہ کن طریقوں سے ماحول کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ ماحول کی بہتری کے علاوہ یہ زراعت، خوراک دیہی ترقی، ہنر سکھانے اور معاشرے کی ترقی کے لئے بھی کام کرتے ہیں۔ ان کا مشن ہے کہ عام آدمی کو ماحول کی آلودگی کے مضر اثرات سے آگاہ کیا جائے اور انہیں اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ خود ہی ماحول کو صاف کر کے رہائش کے قابل بنائے۔

مقاصد:

قدرتی وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کے لئے بہتر طریقے وضع کرنا، معدوم اور ختم ہونے والے قدرتی ذرائع کی دوبارہ بحالی کیلئے کام کرنا، لوگوں کو زراعت وخوراک میں خودکفیل بنانا اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنانا۔ یہ دیہی اور شہری علاقوں میں یکساں طور پر کام کرتے ہیں۔ ان کے موجودہ پراجیکٹ سکردو صوبہ سرحد، اوکاڑہ، رحیم یار خان، سرگودھا پنجاب اور حیدرآباد سندھ میں ہیں۔

عملہ:

اعزازی ارکان ۱۳ ہیں ۱۲ مرد اور ایک خاتون، ان کے اسلام آباد دفتر میں عملہ ۲۰ ہے۔ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ نیٹ ورک اور ۵ دیگر این جی اوز کے ساتھ بھی ان کا اتحاد ہے۔

وسائل:

ملکی اور بین الاقوامی امداد دینے والے ادارے اور افراد مدد فراہم کرتے ہیں۔ ان کو مختلف پراجیکٹ کے لئے آغا خان رورل سپورٹ پروگرام اور اقوام متحدہ کا ادارہ برائے ترقی نے مدد دی ہے۔[۴۲]

سوسائٹی برائے تحفظ ماحولیات Environmental Protection Society:

سوات کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے فارغ التحصیل چند ساتھیوں نے ۱۹۹۱ء کے اوائل میں آپس میں مل بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا کہ کوئی ایسی تنظیم بنائی جائے، جہاں وہ اپنے فارغ اوقات کا کچھ حصہ رضاکارانہ طور پر ایسی سرگرمیوں میں صرف کریں جس سے علاقے اور علاقے کے لوگوں کی زندگیوں میں تبدیلی لائی جاسکے۔ کافی بحث ومباحثے کے بعد تنظیم کے لئے سوسائٹی برائے تحفظ ماحولیات (EPS) کا نام تجویز کیا گیا۔ ابتدائی طور پر ضلع سوات کو سرگرمیوں کے لئے منتخب کیا گیا اور بعد میں سوائے چترال کے تمام ملاکنڈ ڈویژن تک اپنی سرگرمیاں وسیع کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔ ۱۹۹۴ء میں تنظیم کو سوسائٹیز ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کرایا گیا۔ موجودہ وقت میں تنظیم کے ممبران کی تعداد سو سے زائد ہے جو سالانہ اجلاس کے ذریعے بارہ رکنی کونسل کا انتخاب کرتے ہیں۔ یہ بارہ رکنی کونسل انتظامی اُمور چلانے کے لئے سات رکنی کابینہ کا انتخاب ایک سال کیلئے کرتی ہے۔

مقاصد

تنظیم کے اہم مقاصد میں علاقے کے قدرتی ماحول کا تحفظ اور قدرتی وسائل اور انسانی وسائل کا

بہتر انتظام کرنا، تحفظ اور ترقی کے عمل میں متعلقہ لوگوں کی شرکت اور مقامی وسائل کو بروئے کار لا کر مسائل کا پائیدار حل تلاش کرنا اور بہتر ماحول کیلئے دیگر افراد اور اداروں کے ساتھ معاونت کرنا شامل ہے۔

سرگرمیاں

مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کیلئے جو سرگرمیاں ترتیب دی گئی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

☆۔ ماحول سے متعلق مسائل کے بارے میں لوگوں میں شعور بیدار کرنے اور متعلقہ اداروں اور لوگوں کے درمیان روابط بڑھانے کیلئے مختلف قسم کے سیمینار، ورکشاپ، لیکچر، اور واک کا اہتمام کرنا اور کالجوں میں نوجوان بچوں اور بچیوں کیلئے مختلف سرگرمیاں منعقد کروانا۔

☆۔ تنظیم کے مقاصد سے ہم آہنگ ایسے پراجیکٹ تیار کرنا اور چلانا، جو قدرتی ماحول میں بہتر تبدیلی لاسکیں اس سلسلے میں جاری کاموں کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

☆ گاؤں گوگدرہ کی (CBO) کے ساتھ مل کر ایک نرسری قائم کرنے کے علاوہ گاؤں کے خالی پہاڑوں پر شجر کاری کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مقامی تنظیم کو فعال بنانے میں معاونت کی گئی ہے۔ یہ پراجیکٹ تین سال کا ہے۔

☆ وفاقی وزارت ماحولیات اسلام آباد کے مالی تعاون سے مینگورہ میونسپلٹی کے ساتھ مل کر مینگورہ شہر کے اندر مختلف جگہوں پر کوڑا دان تعمیر کیئے گئے ہیں جس سے صفائی کے انتظام میں بہتری آئی ہے۔

☆ مینگورہ شہر کے لئے ایک تین سالہ پراجیکٹ اربن پلاننگ مینجمنٹ سپورٹ پروگرام UPMSP کے نام سے جینوا یونیورسٹی کے تعاون سے چل رہا ہے۔ جس میں مختلف تحقیقاتی اداروں کے طلباء مختلف موضوعات پر تحقیق کر رہے ہیں جو مینگورہ شہر کی پلاننگ میں معاون ثابت ہو سکتے ہیں۔

☆ دریائے سوات میں آلودگی کے مسئلے کے حل کے لئے تنظیم، اقوام متحدہ کے پروگرام برائے ترقی UNDP کے تعاون سے منصوبہ شروع کر رہی ہے۔

دیگر منصوبے اور سرگرمیاں

ملاکنڈ ڈویژن کی تنظیمیں دوسرے علاقوں کی تنظیموں کے مقابلے میں کم فعال ہیں جس کی وجہ ان تنظیموں میں تربیت کی کمی ہے۔ اس کمی کو دور کرنے کے لئے اور مقامی تنظیموں کی کارکردگی بہتر بنانے کیلئے تنظیم اس سال مختلف تربیتی پروگرام شروع کر رہی ہے۔

☆ مقامی تنظیموں کی کارکردگی بہتر بنانا، ان کے آپس میں روابط بہتر بنانا اور معاون اداروں تک رسائی

میں ان کی مدد کرنا بھی تنظیم کی سرگرمیوں میں شامل ہے۔ اس سلسلے میں مقامی CBO's کیلئے مختلف تربیتی پروگراموں کا انعقاد اور کانفرنسوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔

☆ ۱۹۹۴ء سے تنظیم نے اپنا ایک سہ ماہی رسالہ Udyana Today کے نام سے شائع کیا ہے جو ممبران کے علاوہ مختلف تنظیموں، اداروں اور افراد کو بلا معاوضہ بھیجا جاتا ہے۔

سالانہ شجرکاری اور عالمی ماحولیاتی ایام پر عملی مظاہرے کرنا بھی تنظیم کی باقاعدہ سرگرمیوں میں شامل ہے۔ تنظیم لوگوں کو اس بات پر راغب کرتی ہے کہ اپنی مدد آپ، اور خودانحصاری کے جذبے کے بغیر ملک کبھی ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہوسکتا۔ اس لئے علاقے کے لوگوں اور مقامی تنظیموں کو اس طرف راغب ہونا چاہیئے تاکہ وہ اسی سوچ کے تحت آگے بڑھیں اور ایک دوسرے کے تجربات سے سیکھنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہیں۔

وسائل:

تنظیم کے انسانی وسائل ہی اس کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ مالی وسائل میں ممبران کا عطیہ، ممبرشپ فیس، اور مالی اعانت کے بین الاقوامی اداروں سے ملنے والی امداد شامل ہے۔ تاہم خودانحصاری کو مدِنظر رکھتے ہوئے بیرونی وسائل پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا اور تنظیم کی بھرپور کوشش ہے کہ مالی وسائل کے حوالے سے کوئی پائیدار حل تلاش کیا جاسکے۔ تنظیم ملاکنڈ ڈویژن میں عموماً اور ضلع سوات میں خصوصاً سرگرم عمل ہے اور علاقے میں ماحول اور ترقی سے متعلق تمام سرگرمیوں سے اپنے آپ کو باخبر رکھتی ہے۔ اس سلسلے میں دوسروں کے ساتھ معلومات کے تبادلے اور شمولیت کی بنیاد پر دوسروں کے ساتھ کام کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔[۴۳]

پاکستان کو اس وقت جن بڑے بڑے ماحولیاتی مسائل کا سامنا ہے ان میں پانی کی فراہمی، فضائی آلودگی، فضلہ ٹھکانے لگانے کے ناقص طریقے، جنگلات کی تباہی، حیاتیاتی تنوع کو پہنچنے والے نقصانات، صحرازدگی، قدرتی آفات اور موسمیاتی تبدیلیاں شامل ہیں ان تمام مسائل سے نمٹنے کے لئے سرکاری محکموں کے ساتھ ساتھ غیرسرکاری تنظیمیں بھی کردار ادا کررہی ہیں تاہم تنظیمیں ان حدود کے اندر رہتے ہوئے کام کرتی ہیں جو ڈونرز نے ان کے لئے مقرر کردی ہیں۔ ایسی صورتحال میں قدرتی ماحول کی بحالی اور تحفظ کا کام مشکل نظر آتا ہے اگر غیرسرکاری تنظیمیں تمام مسائل کے حل کے لئے آزادانہ طور پر کوشش کریں تو ممکن ہے کہ ہم ان مسائل پر قابو پالیں گے۔

معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والی این جی اوز

معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے والی این جی اوز میں سے چند کے نام،صدر،دفاتر کے پتے اور رجسٹریشن ایکٹ۔

☆ الاثر ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: الاثر کمپلیکس بلاک ۵ ڈیرہ غازی خان پنجاب

☆ ایسوسی ایشن فار کرپشن آف ایمپلائمنٹ (ALE) سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ستمبر ۱۹۹۷ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: آفس نمبر ۲۰۵ سیکنڈ فلور بلاک اے پشاور صوبہ سرحد۔

☆ بلوچستان انوائرمنٹل اینڈ ایجوکیشنل جرنی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: 48D سمنگلی ہاؤسنگ سکیم کوئٹہ بلوچستان۔

☆ برگد سوسائٹی آف ہیومن ریسورس: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: نذر محمد پلازہ فلیٹ I فرسٹ فلور ایونیو راولی گجرانوالہ پنجاب۔

☆ سول سوسائٹی ہیومن اینڈ انسٹی ٹیوشنل ڈویلپمنٹ پروگرام کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۲ گلی نمبر ۳۵، F۸/۱ اسلام آباد۔

☆ کمیونٹی ڈویلپمنٹ نیٹ ورک آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: شیخ عبدالنبی روڈ فرسٹ فیملی لین جیک آباد سندھ۔

☆ کمیونٹی موٹیویشن اینڈ ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے پائیدار ترقی کے لئے کام کرتے ہیں ان کا ایک پراجیکٹ بارودی سرنگوں سے بچاؤ کا بھی ہے۔

پتہ: سٹریٹ A ۲ شامی روڈ پشاور صوبہ سرحد۔

☆ کمیونٹی سپورٹ کنسرن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۸۹ء میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: DI-۳۱۴ نیو ٹاؤن شپ لاہور پنجاب۔

☆ کمیونٹی اَپ لفٹ پروگرام (CUP) کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: A ۱۲ اسٹریٹ ۲۸، F۸/۱ اسلام آباد۔

☆ ڈویلپمنٹ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ آف پاکستان: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر ۸ فرسٹ فلور گنز اسنٹر اسلام آباد۔

☆ ڈاکٹر حمید خان میموریل ٹرسٹ: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ بنیادی طور پر نکاسی آب کے منصوبوں پر کام کرتے ہیں اس کے علاوہ معاشرے کی ترقی کے لئے بھی کوشاں ہیں۔

پتہ: زیڈ اے ۲۵۶ گلی نمبر ۲۷ مظہر آباد راولپنڈی پنجاب۔

☆ فرنٹیئر ری کنسٹرکشن ویلفیئر ایجنسی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ غربت میں کمی کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

پتہ: D/۱۳ کوٹکہ عثمان غنی میر باز بار کزئی روڈ بنوں صوبہ سرحد۔

☆ گھوٹ سدھار سنگھٹ بخش: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: پی او شاہ پنجو سلطان، رادھان سٹیشن دادو سندھ۔

☆ ہیومن ریسورسز منیجمنٹ اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹر: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اگست ۱۹۹۴ میں رجسٹریشن ہوئی۔ افرادی قوت کی ترقی کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: F-۱۸ خوشحال خان خٹک روڈ یونیورسٹی ٹاؤن پشاور صوبہ سرحد۔

☆ ہیومن رائٹس فاؤنڈیشن آف پاکستان: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ اور ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۲۰۰۱ میں رجسٹریش ہوئی۔

پتہ: ۲۰۸ جاپان پلازہ ایم اے جناح روڈ کراچی سندھ۔

☆ ہیومنیٹیرین موومنٹ انٹرنیشنل: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ زراعت کی ترقی کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: قاضی سٹریٹ ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد۔

☆ انڈس ریسورس سنٹر: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جولائی ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔ غریب طبقے کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: B-۲ پلاٹ C ۱۳ کمرشل سٹریٹ توحید کمرشل ایریا ڈی ایچ اے فیز ۵ کراچی سندھ۔

☆ انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ملکی مفاد کے حوالے سے تحقیقات کرتے ہیں۔

پتہ: نصر چیمبرز بلاک ۱۹ ایف سیون مرکز اسلام آباد۔

☆ انٹریکٹیو ریسورس سنٹر: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۲۰۰۰ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: N-۴۸ ماڈل ٹاؤن ایکسٹنشن لاہور پنجاب

☆ اسلامک ریلیف کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اگست ۱۹۹۴ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر ۸۷، گلی نمبر ۵۹ F۱۰/۳ اسلام آباد۔

☆ کراچی ہیلتھ اینڈ سوشل ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اپریل ۱۹۸۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: گلی نمبر ۴ سیکٹر A/۵ منگو پیر روڈ کورنگی کراچی سندھ۔

☆ کشف فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۹۹۶ میں رجسٹریشن ہوئی۔ غربت میں کمی کے لئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر H-۱۱ گلبرگ ۲ لاہور پنجاب۔

☆ خیر خیگوہ تنظیم: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ایس جی پلازہ فلیٹ نمبر ۱۱۵ جمرود روڈ کارخانو مارکیٹ پشاور صوبہ سرحد۔

☆ محبوب الحق ہیومن ڈویلپمنٹ سنٹر: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اکتوبر ۱۹۹۲ میں رجسٹریشن ہوئی۔ افرادی قوت میں اضافے کے لیئے کوشاں ہیں۔

پتہ: ۱۴۲ ایمبیسی روڈ ۳/ G۶ اسلام آباد۔

☆ مجلس سماجی کارکناں پاکستان: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: B-۲۶ شاہ تاج کالونی والٹن روڈ لاہور پنجاب۔

☆ اورنگی چیریٹی ایبل ٹرسٹ: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ زراعت کی ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

پتہ: سٹریٹ ۴ سیکٹر F/A قصبہ ٹاؤن شپ منگو پیر روڈ کراچی سندھ۔

☆ ریسرچ اینڈ سوشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ

ہے۔ جنوری ۱۹۹۷ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ:C-۱۶ارحیم اپارٹمنٹ ۲۵ سٹریٹ کراچی سندھ۔

☆ روٹ ورک: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: سمنگلی ہاؤسنگ سکیم، سمنگلی روڈ کوئٹہ بلوچستان۔

☆ رورل کمیونٹی ڈویلپمنٹ سوسائٹی: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جولائی ۱۹۹۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: بھلے شاہ بازار، منڈی فیض آباد، ڈسٹرکٹ شیخوپورہ پنجاب۔

☆ سائبان ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: نزد کلاسک فرنیچر شاہراہ قراقرم مانسہرہ صوبہ سرحد۔

☆ سندھ یوتھ ویلفیئر آرگنائزیشن سکھر: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ پائیدار ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۱۰۹ گلی نمبر ۱ شاہ خالد کالونی سکھر سندھ۔

☆ سوشل ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ دیہی ترقی کے لئے منصوبے بناتے ہیں۔

پتہ: ۲۴۴ گلشن اقبال ہاؤسنگ کالونی پوسٹ بکس ۲۷ عارف والا ضلع پاک پتن پنجاب۔

☆ سوشل پالیسی اینڈ ڈویلپمنٹ سنٹر: کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ مئی ۱۹۹۵ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ۱۵ مقبول کواپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۷ کراچی سندھ۔

☆ سوسائٹی فار ڈویلپمنٹ تھرو اینٹی گریٹڈ اپروچ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اکتوبر ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر ۱۰۱، بلڈنگ C-11 سن سٹ بولی ورلڈ کمرشل ایریا ڈی ایچ اے کراچی سندھ۔

☆ سوسائٹی فار ایمپاورنگ ہیومن ریسورسز: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ اور سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے معاشرے میں غربت کو کم کرنے کیلئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: B-1 جناح ایونیو جناح ٹاون کوئٹہ بلوچستان۔

☆ سوسائٹی آف کولیکٹو انٹرسٹ اور ینٹیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔
جون ۱۹۹۸ کو رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: مقابل نیو برائیٹ فیوچر فیلوشپ سکول ارباب کرم خان روڈ شیخان کوئٹہ بلوچستان۔

☆ سوشواکنامک اینڈ بزنس کنسلٹنٹس: کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ستمبر ۱۹۸۷ میں
رجسٹریشن ہوئی۔ پائیدار ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: تھرڈ فلور اے ٹی ایس سنٹر اسلام آباد۔

☆ صوفی سچل سرمست ویلفیئر ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ
ہے۔فروری ۱۹۹۷ میں رجسٹریشن ہوئی۔معاشرے کی پائیدار ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: پوسٹ آفس تنجوانی تحصیل کن کوٹ، ضلع جیکب آباد سندھ ۔

☆ استحکام شرکتی ترقی (ایس پی او): کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۹ گلی نمبر G۶/۴،۸۹ اسلام آباد۔

☆ سسٹین ایبل ڈویلپمنٹ پالیسی انسٹی ٹیوٹ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت
رجسٹرڈ ہے۔ اگست ۱۹۹۲ میں رجسٹریشن ہوئی۔معاشرے کی پائیدار ترقی کیلئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۳ یو این بلیو وارڈ ڈپلومیٹک انکلیو G۵ اسلام آباد۔

☆ تنظیم زلے کول: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔دسمبر ۱۹۹۷ میں
رجسٹریشن ہوئی۔ پائیدار ترقی کے لئے کام رہے ہیں۔

پتہ: نیروز بلڈنگ رنزا پل سوات صوبہ سرحد۔

☆ تھرڈیپ رورل ڈویلپمنٹ پروگرام: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔۱۹۹۸
میں رجسٹریش ہوئی۔ دیہی ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: ٹی آر ڈی پی آفس مٹھی تھرپارکر سندھ۔

☆ دی لوئر سندھ رورل ڈویلپمنٹ ایسوسی ایشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ
ہے۔ ۱۹۹۰ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: پی او بکس ۷۵ میر پور خاص سندھ۔

☆ دی ریفارمرز پاکستان: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔دیہات کی

ترقی کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: ٹی آر پی ہاؤس اقبال ٹاؤن ایسٹ کینال روڈ نزد ہمدرد یونیورسٹی فیصل آباد، پنجاب۔

☆ ٹرسٹ فار رورل ڈویلپمنٹ: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ دیہات کی ترقی کیلئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: ۷۳-C، بی ایم بی قاسم آباد، حیدر آباد سندھ۔

☆ اربن ریسورس سنٹر: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جنوری ۱۹۸۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔ دیہاتوں کو شہروں کے برابر لانے کے لئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: ۳/۴۸ معلم آباد خالد بن ولید روڈ کراچی سندھ۔

☆ وائر انوائرمنٹ اینڈ سینیٹیشن سوسائٹی: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۲۸-A چمن ہاؤسنگ سکیم کوئٹہ بلوچستان۔

☆ ویمن ایسوسی ایشن سٹرگل فار ڈویلپمنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ نومبر ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔ غربت میں کمی کے لئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: مشعل نگر مقابل MCB صوابی صوبہ سرحد۔

☆ ینگ جنریشن ویلفیئر ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۱۹-A محمد نگر لانڈھی نزد داؤد چورنگی کراچی سندھ۔[۴۴]

این جی اوز معاشرے کی خدمت کیلئے ملک کے کونے کونے میں پہنچ جاتی ہیں۔ ان میں زیادہ تر خواتین کام کرتی ہیں اسلئے دیہاتوں اور پسماندہ علاقوں میں یہ خواتین مغربی تہذیب وثقافت کی ترجمانی کرتی ہیں جس سے وہاں کی سادہ لوح خواتین میں بھی بغاوت کا جذبہ ابھرتا ہے جو معاشرے کیلئے بہت بڑے نقصان کا باعث بنتا ہے۔ بعض این جی اوز خدمت کے بہانے علاقے کا سروے کرتی ہیں اور ملک کے قدرتی ذخائر تک رسائی حاصل کر لیتی ہیں جن سے فائدہ اٹھانے کی ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔ ایسی صورتحال سے مقامی لوگ بڑے فائدے سے محروم ہو جاتے ہیں۔ بعض این جی اوز کے بارے میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ وہ ملک کے حالات سے دوسروں کو باخبر کرتی ہیں گویا وہ جاسوسی کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔

فصل نمبر ۴

ناگہانی آفات میں مدد دینے والی این جی اوز

☆ ناگہانی آفات میں مدد دینے والی چند این جی اوز کے نام، پتے اور رجسٹریشن ایکٹ۔

ایدھی فاؤنڈیشن:۔ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۳۱۵، آف برائٹو روڈ گارڈن ایسٹ کراچی، سندھ۔

☆ بدین رورل ڈویلپمنٹ سوسائٹی: سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ دیہاتوں کی ترقی اور قدرتی آفات میں کام کرتے ہیں۔

پتہ: بالمقابل الہدیٰ پبلک سکول کلہان روڈ بدین، سندھ۔

☆ بہبود نسواں نیٹ ورک: بنیادی طور پر خواتین کے حقوق کے لئے کام کرتے ہیں اس کے علاوہ قدرتی آفات، بچوں کی تعلیم، قرضوں کی فراہمی اور ووکیشنل ٹریننگ بھی دیتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر P/۴۴۹ گلی نمبر ا محلّہ اسلام نگر فیصل آباد پنجاب

☆ چائلڈ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: وارڈ نمبر ۵ پھورو ڈ پوسٹ آفس جوہی ڈسٹرکٹ دادو، سندھ۔

☆ فیملی ویلفیئر کواپریٹو سوسائٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ پائیدار ترقی کے لئے اور قدرتی آفات میں کام کرتے ہیں۔

پتہ: ۶ حبیبیہ روڈ، نیلی بار مر اسلام پورہ لاہور، پنجاب۔

☆ فوکس ہیومینٹیرین اسسٹنٹس پاکستان: کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۳۱۵ آف برائٹو روڈ گارڈن ایسٹ کراچی۔

☆ گھوٹ سنگھار فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۹۹۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔ کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے لئے کام کرتے ہیں۔ نیز قدرتی آفات میں بھی مدد کرتے ہیں۔

پتہ: خان جو ر آفس علی رضا میر پور، پنجاب۔

☆ اسلامک ریلیف ایجنسی پاکستان: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

اپریل ۱۹۹۲ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: چنارروڈ یونیورسٹی ٹاون پشاور صوبہ سرحد۔

☆ اسرا اسلامک فاؤنڈیشن: اس این جی او کا ذکر خواندگی عام کرنے والی این جی اوز کے ذیل میں آچکا ہے تعلیم کے ساتھ ساتھ یہ قدرتی آفات میں بھی کام کرتے ہیں۔

☆ جہانداد سوسائٹی فار کمیونٹی ڈویلپمنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے

پتہ: N ۱۲۵ پشت نیلم ہسپتال سمن آباد لاہور، پنجاب۔

☆ کچھو فاؤنڈیشن: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ کمیونٹی ڈویلپمنٹ اور قدرتی آفات میں کام کرتے ہیں۔

پتہ: پوسٹ آفس جوہی ضلع دادو، سندھ۔

☆ ماروی ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: محلّہ امام بارگاہ پوسٹ آفس نیب سیار روڈ عمرکوٹ، سندھ۔

☆ مجلس سماجی کارکنان پاکستان: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ قدرتی آفات میں کام کرتے ہیں۔ اور ہنر بھی سکھاتے ہیں۔

پتہ: B-۲۶ شاہ تاج کالونی والٹن روڈ لاہور، پنجاب۔

☆ آرگنائزیشن فار کمیونٹی ڈویلپمنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اگست ۱۹۹۵ میں رجسٹریشن ہوئی۔ قدرتی آفات میں کام کرتے ہیں اور ہنر بھی سکھاتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۲۸۵ بلاک ۴ سٹلائیٹ ٹاؤن کوئٹہ، بلوچستان۔

☆ پاکستان کمیونٹی ڈویلپمنٹ پروگرام (PCDP) سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جنوری ۱۹۹۳ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: A/C ۴ پارک ایونیو یونیورسٹی ٹاؤن پشاور صوبہ سرحد۔

☆ پاکستان ایجوکیشن فورم: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ تعلیم اور ووکیشنل ٹریننگ کے ساتھ ساتھ قدرتی آفات میں بھی مدد کرتے ہیں۔

پتہ: NW-۳۳ گلی نمبر ۲ نزد گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج اصغر مال روڈ راولپنڈی پنجاب۔

☆ فلنتھروپ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۲۷ شینواری ٹاؤن گلبہار نمبر ۳، پشاور، صوبہ سرحد۔

☆ سماجی بہبود رابطہ کونسل صوابی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ نومبر ۱۹۹۴ میں رجسٹریشن ہوئی۔ افرادی قوت کے فروغ اور قدرتی آفات میں مدد فراہم کرتے ہیں۔

پتہ: مل لار جہانگیرہ روڈ صوابی صوبہ سرحد۔ ۴۵

ناگہانی آفات میں مدد دینے والی چند این جی اوز کی تفصیل:

☆ **فوکس ہیومینٹرین اسسٹنس پاکستان:** کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۳۱۵، آف برائٹو روڈ گارڈن ایسٹ کراچی، سندھ۔

ای میل ایڈریس executive office@focushumanitarian.pk.org

اس کے ایگزیکٹو ڈائریکٹر امین مٹھا ہیں اکتوبر ۱۹۹۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔ سالانہ بجٹ ۷۵ ملین روپے سے زیادہ ہے۔ یہ قدرتی افات میں مدد دیتے ہیں ان کا مشن ہے کہ قدرتی آفات اور انسانی غلطیوں سے ہونے والے نقصانات کا ازالہ کیا جائے اور ان نقصانات سے معاشرے کو بچانے کی تدابیر کی جائیں۔ یہ شہروں اور دیہاتوں میں یکساں طور پر کام کرتے ہیں۔

مقاصد:

۱۔ انسانی زندگی کو تحفظ فراہم کرنا۔

۲۔ کوشش کرنا کہ قدرتی آفات میں کم از کم انسانی جانوں کا ضیاع ہو۔

۳۔ قدرتی آفات میں بے گھر ہونے والے افراد کی آبادکاری کے لئے تگ و دو کرنا۔

عملہ:

ان کے اعزازی ارکان کی تعداد ۱۲ ہے۔ تنخواہ دار عملہ ۷۲ ہے جن میں ۵۸ مرد اور ۱۴ خواتین ہیں۔ رضا کار ۳۰ ہیں ۱۵ مرد اور ۱۵ خواتین: افغان مہاجرین کی بحالی کے پراجیکٹ میں آغا خان ڈویلپمنٹ نیٹ ورک اور اقوام متحدہ کے ادارہ برائے انسانی حقوق کے ساتھ ان کا اتحاد ہے۔ افغان بے گھر افراد کے لئے یہ مختلف پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں ان میں سے ایک پراجیکٹ جو ۱۹۹۹ سے ۲۰۰۲ کے دوران مکمل ہوا اس کا بجٹ ۴۰۸ ملین تھا۔ ایک اور پراجیکٹ جو ۱۹۹۹ سے ۲۰۰۲ تک مکمل ہوا ۳۸ ملین روپے کا تھا اس میں قدرتی آفات سے عوام کو آگاہ کرنا تھا اور یہ بتانا تھا کہ ان سے کس طرح نمٹا جائے کہ مالی نقصان کم سے کم ہو گویا ان کو شعوری طور پر تیار کرنا تھا۔ قدرتی آفات میں کام کرنے کے ساتھ ساتھ یہ این جی او مختلف قسم کے

ہنر بھی سکھاتی ہے۔ سالانہ تقریباً ۲۰ کے قریب تربیت کے مواقع فراہم کرتے ہیں اور ۵ تحقیقی مقالات بھی لکھتے ہیں۔

وسائل:

بین الاقوامی مالیاتی ادارے مدد فراہم کرتے ہیں۔[۴۶]

☆ **اسلامک ریلیف ایجنسی پاکستان:** سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے اپریل ۱۹۹۲ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ۱۱۔ چنار روڈ یونیورسٹی ٹاؤن پشاور صوبہ سرحد

اس کے صدر سید زاہد علی شاہ اور ڈائرکٹر مشتاق احمد ہیں۔ ان کا سالانہ بجٹ ایک ملین روپے سے زائد ہے۔ ان کا بنیادی کام قدرتی آفات میں مدد دینا ہے۔ قدرتی آفات کے اثر کو کم کرنے کے لئے تربیت دیتے ہیں۔ عوام کے ساتھ ساتھ وہ اداروں کے ملازمین کو بھی تربیت دیتے ہیں تاکہ وہ مزید لوگوں کو آگاہی فراہم کرسکیں۔ ان کا مشن یہ ہے کہ قدرتی آفات میں لوگوں کو ہر وقت مناسب امداد پہنچائی جائے۔

مقاصد:

قدرتی آفات سے متاثرہ لوگوں کو ان کی ضروریات کے مطابق مدد پہنچانا۔ اور ان کو آفات سے نمٹنے کے لئے ذہنی طور پر تیار کرنا۔

عملہ:

اعزازی ارکان کی تعداد ۷ ہے۔ تنخواہ دار عملہ ۳۹ ہے جن میں ۲۱ مرد اور ۱۸ خواتین شامل ہیں۔ رضا کار ۷۱ ہیں۔ جن میں ۵۳ مرد اور ۱۸ خواتین شامل ہیں۔ یہ صرف صوبہ سرحد کے شہروں اور دیہاتوں میں کام کرتے ہیں۔ ان کے مختلف پراجیکٹ پر ایبٹ آباد، مانسہرہ، پشاور اور سوات میں کام ہو رہا ہے۔

وسائل:

قومی اور بین الاقوامی اداروں سے مدد ملتی ہے اپنے ممبران سے فیس وصول کرتے ہیں نیز رقوم کو نفع بخش کاموں میں لگاتے ہیں اور ان سے حاصل ہونے والا نفع بھی قدرتی آفات میں کام آتا ہے۔[۴۷]

یہ این جی اوز دیگر مختلف قسم کے کام کرتی ہیں۔ جب ملک میں یا ملک سے باہر قدرتی آفات مثلاً زلزلہ، سیلاب، بم دھماکوں، جنگی صورتحال یا کوئی اور ہنگامی حالت ہو وہاں مدد کے لئے پہنچ جاتے ہیں اور حالات وضروریات کے مطابق مدد فراہم کرتے ہیں۔

قرضے فراہم کرنے والی این جی اوز

قرضے فراہم کرنے والی چند اپنی این جی اوز درج ذیل ہیں۔

☆ بانہلی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے ۱۹۸۷ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: A/۲، ۱۳ اسن سٹ سٹریٹ ڈی ایچ اے فیز II، ایکسٹنشن کراچی سندھ۔

☆ بلوچستان رورل سپورٹ پروگرام: کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: A-۵ سریاب روڈ کوئٹہ بلوچستان۔

☆ بہبود نسواں نیٹ ورک ناگہانی آفات میں مدد دینے والی این جی اوز میں اس کا ذکر ہے۔ یہ این جی او قرضے بھی فراہم کرتی ہے۔

☆ بہبود ایسوسی ایشن آف پاکستان: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن جنوری ۱۹۷۰ میں ہوئی۔

پتہ: Ne-2D/1 ٹیپو روڈ راولپنڈی، پنجاب۔

☆ جناح ویلفیئر سوسائٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۲ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: قلعہ مصطفیٰ آباد تحصیل کامونکی، ضلع گجرانوالہ۔

☆ آرگنائزیشن پین انوائرمنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۳۰ فٹ بازار گلی نمبر ۷ سی بلاک شاہین آباد گجرانوالہ، پنجاب۔

☆ پاکستان مائیکروفنانس نیٹ ورک: کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن ۲۰۰۱ میں ہوئی۔

پتہ: سیکنڈ فلور ربلاک ۱۴ اسوک سنٹر اسلام آباد۔

☆ پاکستان پاورٹی ایلیوشن فنڈ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۸-۶ پارک روڈ F-۸/۲، اسلام آباد۔

☆ سائبان: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: جی آر ای 319,2B برائٹو روڈ گارڈن ایسٹ کراچی، سندھ۔

☆ سرحد رورل سپورٹ پروگرام کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۱۲۹، گلی نمبر ۸، ڈیفنس آفیسر کالونی خیبر روڈ پشاور، صوبہ سرحد۔

☆ پاکستان انسٹیٹیوٹ فار انوائرمنٹ، ڈویلپمنٹ ایکشن، ریسرچ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔۱۹۹۲ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: آفس نمبر ۳، فرسٹ فلور، ۶۴ ایسٹ میسکو پلازہ بلیو ایریا اسلام آباد۔

☆ سسی فاؤنڈیشن:۔ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: G/۲ بلاک ۹ مین کلفٹن روڈ کراچی، سندھ۔

☆ شاہ عبدالطیف سماجی سنگھٹ تجوانی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: زیارت تالاش دیر لوئر، صوبہ سرحد۔

☆ عورت ایسوسی ایشن:۔سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔دسمبر ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: غازی کوٹ ٹاؤن شپ مین روڈ مانسہرہ صوبہ سرحد۔[۴۸]

قرضے فراہم کرنے والے کچھ اداروں کی تفصیل:

☆ بانہلی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔اس ادارے کی رجسٹریشن دسمبر ۱۹۸۷ میں ہوئی۔

پتہ: A/۲ ۱۳ اسن سٹ سٹریٹ ڈی ایچ اے فیز II ایکسٹنشن کراچی، سندھ۔

اس کے صدر جاوید جبار ہیں اور ڈائریکٹر یونس بنڈھانی ہیں۔زراعت کی ترقی کیلئے کام کرتے ہیں بچوں کی فلاح و بہبود، قدرتی آفات میں مدد کرنا، تعلیم کی فراہمی، صنفی امتیاز کے خاتمے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غربت کے خاتمے کے لئے قرضے فراہم کرتے ہیں۔اس کے علاوہ پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو بھی یقینی بناتے ہیں۔ ترقیاتی منصوبوں کو بنانے سے پہلے علاقے کا سروے کرتے ہیں۔تاکہ پتہ چلے کہ علاقے کی ضروریات کیا ہیں اور اسی کے مطابق ترجیحات کا تعین کرتے ہیں۔ادارہ ہر سال گیارہ کے قریب تحقیقات کرواتا ہے۔بانہلی ۲۰۰ مقامی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کر رہا ہے اور ان کو مالی، تکنیکی اور ادارتی امداد بھی فراہم کر رہا ہے۔یہ صرف صوبہ سندھ کے شہری اور دیہاتی علاقوں کے لئے کام کرتے ہیں اور ان کے زیادہ منصوبے کراچی، میرپور خاص، تھرپارکر اور ٹھٹھہ میں ہیں۔

۱۹۹۹ سے ۲۰۰۱ تک انہوں نے خواتین کی ترقی کا منصوبہ مکمل کیا جو کہ ایک کروڑ روپے کا تھا۔ایک

اور منصوبہ نگری نگری ۲۰۰۱ سے ۲۰۰۲ میں مکمل کیا یہ منصوبہ ۸۲. ۳ملین روپے کا تھا۔

۲۰۰۲ سے ۲۰۰۳ تک نکاسی آب، پینے کے پانی اور ماحول کو بہتر بنانے کا منصوبہ ۴۵. ملین کا مکمل کیا۔ جس میں یونیسف کی مدد شامل تھی۔

مقاصد:

ان معاشروں کی نشاندھی کرنا جو سب سے زیادہ پسماندہ اور نظرانداز شدہ ہوں۔ سندھ کے پسماندہ علاقوں میں اداروں کی ترقی کے لئے کام کرنا۔ لوگوں کو اس قابل بنانا کہ وہ معاشی لحاظ سے بہتر ہوں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ اس مقصد کے لئے ان کو چھوٹے پیانے پر قرضوں کی فراہمی کرنا۔ لوگوں کو مساوات کا درس دینا اور ان کو ذات پات کے چکر سے باہر لے کر آنا۔

مستقبل کا ارادہ:

موجودہ ترقیاتی منصوبوں کو مکمل کرنا، نئے منصوبوں کے لئے علاقے اور ضروریات کا تعین کرنا اور استعدادکاری کے ذریعے حکومتی اداروں میں ذہین لوگوں کو آگے لانا۔ [۴۹]

☆ **آرگنائزیشن پین انوائرمنٹ:** سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۳۰ فٹ بازار گلی نمبر ۷ سی بلاک شاہین آباد گجرانوالہ پنجاب۔

اس ادارے کے صدر میر محمد اسلام ہیں۔ یہ ادارہ صرف پنجاب میں کام کرتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد غربت کا خاتمہ کرنا اور لوگوں کو روزگار کی سہولت بہم پہنچانا ہے۔ اس مقصد کیلئے ادارہ لوگوں کو چھوٹے پیانے پر قرضے فراہم کرتا ہے اور غریب طبقے کو ہنر بھی سکھاتا ہے۔ اس کے علاوہ علاقے کے لوگوں کو صحت کی سہولیات فراہم کرتا ہے اور تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کیلئے کام کرتا ہے۔ ادارہ پنجاب کے شہری اور دیہاتی علاقوں کا سروے کرتا ہے اور جہاں پر ضرورت زیادہ ہو وہاں ترقیاتی منصوبے بناتا ہے اور علاقے کے لوگوں کی مدد سے اپنے منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچاتا ہے۔

مستقبل کا ارادہ:

علاقے سے بے روزگاری کو ختم کرنے کے لئے قرضوں کی فراہمی کرنا، لوگوں کو ہنر سکھانا اور کاروبار کے سلسلے میں ان کی راہنمائی کرنا، تاکہ علاقے کے تمام نوجوان اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں اور ملکی معیشت ترقی کرے۔ [۵۰]

☆ جناح ویلفیئر سوسائٹی: جناح ویلفیئر سوسائٹی ایک غیر سرکاری، غیر سیاسی ترقیاتی تنظیم ہے جو کہ ۱۹۹۰ء سے علاقے کی بہتری کے لئے کام کر رہی ہے۔ ۱۹۹۲ء میں دو سال کی مدت کے بعد جناح ویلفیئر سوسائٹی سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے رجسٹرڈ ہوا۔ تنظیم لوگوں کی ضروریات اور مسائل کا اندازہ لگا کر یہ کوشش کرتی ہے کہ لوگوں کے مسائل کو مل جل کر حل کیا جائے تنظیم اس بات پر یقین رکھتی ہے، کہ لوگوں کے مسائل کا پائیدار حل صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ان کو مناسب طریقے سے انسانی اور معاشی وسائل کے استعمال کے بارے میں آگاہی فراہم کی جائے۔

اغراض ومقاصد:

۱۔ شرح تعلیم میں اضافہ اور معیاری تعلیم کے لئے کام کرنا۔

۲۔ کسانوں کے سماجی اور معاشی حالات کو بہتر بنانا، اوران میں تحریک پیدا کرنا، تا کہ وہ جدید طریقہ کاشتکاری کو اپنا کر زراعت میں خود کفالت کی منزل حاصل کر سکیں۔

۳۔ کم آمدنی والے، ہنر مند وغیر ہنر مند، مرد وخواتین کو چھوٹے قرضہ جات فراہم کرنا۔

۴۔ لوگوں کے ساتھ مل کر علاقہ کے تعمیراتی منصوبوں کو مکمل کرنا۔

۵۔ لوگوں کو صحت وصفائی کی سہولیات فراہم کرنا، اوران میں حفاظتی تدابیر کے بارے میں شعور وآگاہی پیدا کرنا۔

ان مقاصد کے حصول کے لئے اور خاص طور پر قرضہ جات کی فراہمی کے لئے JWS نے خصوصی پروگرام شروع کئے۔

جناح ویلفیئر سوسائٹی ضلع گوجرانوالہ کے دیہی علاقوں کے لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کرنے کے لئے ان کو بنیادی ضروریات کی فراہمی اور علاقے کی تعمیر وترقی کے لئے مصروف عمل ہے۔ اس کے ابتدائی اہداف میں گوجرانوالہ کے تین تحصیلوں جن میں تحصیل کامونکی، تحصیل نوشہرہ ورکاں اور تحصیل گوجرانوالہ کی ۹ یونین کونسلوں کے ۵۹ دیہات شامل ہیں۔ ان دیہاتوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ کل آبادی ۱۳۶۶۳۹ گھرانے ۱۹۵۲۰۔

ذریعہ روزگار: زراعت، مویشی پالنا، مرغبانی، دوکانداری، چھوٹے کاروبار اور مزدوری ہے پاکستان کے دیگر علاقوں کی طرح یہ علاقے بھی بہت سے مسائل کا شکار ہیں مثلاً ناقص معیار تعلیم، ناقص خوراک، نکاسی آب کا ناقص انتظام، آبادی میں اضافہ، صحت اور بے روزگاری وغیرہ۔ ان کی وجوہات میں

ان پڑھ والدین ، غربت ، تعلیمی ڈھانچہ کا نہ ہونا ، اساتذہ کی کمی وغیرہ شامل ہیں ۔ آبادی میں اضافہ بے روزگاری کے بڑی وجہ ہے ۔ علاقے میں صنعت اور فیکٹریوں کی کمی نے لوگوں کو شہر کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے ۔ ہنر مند نوجوان روزگار کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں اور مایوسی کی صورت میں ذہنی دباؤ کا شکار ہو رہے ہیں ۔ بنیادی طور پر یہ علاقہ زرخیز زمین پر مشتمل ہے ۔ جس کی مشہور فصلوں میں گندم ، چاول ، گنا اور مکئی ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ سبزیوں کے حوالے سے بھی اس علاقے کی ایک خاص پہچان ہے مگر کھاد ، بیج ، کیڑے مار ادویات اور ڈیزل کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے کسان اپنی فصل سے خاطر خواہ منافع نہیں کما سکتا ۔ لوگوں کی معاشی حالت دن بدن کمزور ہوتی جارہی ہے اور وہ سرمائے کی وجہ سے اپنا کاروبار شروع کرنے سے قاصر ہیں ۔

علاقے کے لوگوں کے سماجی و معاشی حالات کو دیکھتے ہوئے جناح ویلفیئر سوسائٹی نے علاقے کے لوگوں کو قرض کی فراہمی ممکن بنانے کے لئے مختلف اداروں سے مالی و تکنیکی امداد لے کر لوگوں کے لئے قرضہ پروگرام کا اجراء کیا ، تاکہ لوگ معاشی مسائل سے چھٹکارا حاصل کر کے ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں ۔

چھوٹے سے گاؤں سے شروع ہونے والا یہ پرگرام اب اردگرد کے ۲۵ دیہی علاقوں میں اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہے ۔ ۱۹۹۷ء میں (SAP, PAK) ساؤتھ ایشیا پارٹنر شپ کے مالی اور تکنیکی معاونت سے جناح ویلفیئر سوسائٹی نے چھوٹے قرضے دینے کا پروگرام شروع کیا ۔ اس کے علاوہ (CRS) کیتھولک ریلیف سروس کا تعاون بھی ۱۹۹۸ میں تنظیم کے ساتھ رہا ۔ ۱۹۹۹ میں دی ایشیا فاونڈیشن (TAF) کے مالی تعاون سے خواتین کے لئے قرضوں کا پروگرام شروع کیا گیا ۔ ۲۰۰۰ میں تنظیم اپنا پروگرام کامیابی سے چلاتی رہی ۔

۲۰۰۱ ، ۲۰۰۲ میں (PPAF) فنڈ برائے خاتمہ غربت نے تنظیم کی سابقہ کارکردگی اور تجربہ کو دیکھتے ہوئے مالی مدد کی جس سے تنظیم نے اپنے کام میں وسعت پیدا کر دی ۔ مختلف شعبہ جات میں اب تک لوگوں کو ۲۱۴۲۷۵۰۵ روپے مہیا کئے جا چکے ہیں ۔ زرعی قرضوں کی صورت میں ۱۵۱۱۹۵۰۵ اور چھوٹے کاروبار کے لئے ۶۳۰۸۰۰۰ روپے مہیا کئے جا چکے ہیں ان میں ۱۲۵۸ مردوں کو قرض فراہم کیا گیا ۔ جس میں ۸۷۵ افراد کو زرعی قرضہ جات اور ۳۸۳ افراد کو چھوٹے کاروبار کے لئے قرضہ جات فراہم کئے گئے ۔ اسی مد میں ۱۱۱ خواتین کو بھی قرضے کی سہولت دی گئی ۔ جسکی کل رقم ۱۱۰۲۰۰۰ روپے بنتی ہے تنظیم اب تک ۲۱ گاؤں میں قرضہ جات فراہم کر چکی ہے جبکہ ۴ دیہات میں گروپوں کی تشکیل ہو چکی ہے اور ان کی تربیت کا مرحلہ جاری ہے ۔ ۱۵ قرضہ جات کی فراہمی دو بڑے شعبوں میں کی جاتی ہے :

۱۔ زراعت (مال مویشی، بھیڑ بکریاں، مرغبانی، فشن فارمنگ، زرعی کاروبار وغیرہ۔

۲۔ کاروباری ترقی کے لئے چھوٹے قرضہ جات۔

زراعت: Agriculture

زراعت میں خود کفالت اور آڑھتیوں کے استحصال سے غریب کسانوں کو بچانے کے لئے تنظیم ان کو آسان شرائط پر قرضہ جات مہیا کرتی ہے۔ یہ پروگرام چھوٹے کاشتکاروں کے لئے ہے۔ کاشتکاروں کو نہ صرف قرضے فراہم کئے جاتے ہیں بلکہ مختلف امور کے لئے ان کی تربیت بھی کی جاتی ہے تاکہ وہ جدید طریقہ کاشتکاری کو اپنا کر اپنی پیداوار میں اضافہ کر سکیں۔ پاکستان کا زرعی رقبہ آبادی میں اضافہ کی وجہ سے کم ہوتا جا رہا ہے۔ موجودہ رقبے کو لوگ گھروں کی تعمیر اور صنعتی مقاصد کے لئے استعمال کر رہے ہیں اس ملک کے لوگ خوراک کی کمی کا شکار ہیں۔ کھاد کی قیمتوں میں اضافہ، خشک موسم، بارشوں کا فقدان، جدید طریقہ کاشت سے انحراف، پانی کی کمی، کھاد، تیل اور دیگر زرعی ادویات میں اضافہ اور اجناس کی قیمتوں میں دن بدن کمی نے کسانوں کی زندگی کو دشوار بنا دیا ہے۔ ۱۹۹۷ میں JWS نے خوراک میں خود کفالت کے لئے زرعی پرگرام شروع کیا پہلے مرحلے میں تنظیم نے ایک سے بارہ ایکڑ تک کے کاشتکاروں کو کھاد اور زرعی ادویات کی فراہمی کا کام ارزاں نرخوں پر شروع کیا اس کے بعد کاشتکاروں سے باہمی صلاح مشورے کے بعد تنظیم نے ان کو قرضہ جات کی فراہمی کا سلسلہ شروع کیا تاکہ وہ اپنی مرضی سے اپنی ضرورت کی اشیاء خرید سکیں۔

تنظیم نے ایک سنٹر بھی قائم کیا ہے جہاں سے کسان اپنی ضرورت کی اشیاء مارکیٹ ریٹ پر خرید سکتے ہیں اور اپنی فصل کی اصل قیمت حاصل کر سکتے ہیں ۲۰۰۲ کے دوران ۹۲ لوگوں کو ۲۸۰۸۰۰۰ روپے کی رقم زرعی قرضہ جات کی مد میں تقسیم کی گئی۔[۵۲]

زرعی پروگرام کے مقاصد

۱۔ کاشتکاروں کو معاشی اور معاشرتی طور پر مضبوط بنانا۔

۲۔ فی ایکڑ پیداوار میں اضافے کے لئے ان کی تکنیکی اور مالی معاونت کرنا۔

۳۔ ان کو جدید طرز کاشتکاری سے روشناس کروانا۔

۴۔ کاشتکاروں کو آڑھتی کے استحصال سے نجات دلوانا۔

۵۔ مختلف اداروں سے کسانوں کے روابط بڑھانا۔

قرضہ پروگرام برائے مرد:

ٹارگٹ ایریا میں ۶۰% آبادی، زراعت کے شعبہ سے منسلک ہے مگر روزمرہ ضروریات کی اشیاء کی فراہمی کے لئے لوگوں نے چھوٹی چھوٹی دوکانیں، گاؤں کے گلی محلوں میں بنا رکھی ہیں۔ جبکہ مین سڑک کے کنارے میں واقع دیہات میں بڑی بڑی مارکیٹیں بن چکی ہیں۔ بعض گاؤں ایسے بھی ہیں جو کہ مختلف علاقوں کے وسط میں واقع ہیں اور ان کے اردگرد کے دیہات سے لوگ اپنی ضرورت کی اشیاء خریدنے کے لئے ان وسطی علاقوں میں آتے ہیں۔ لہذا یہاں پر واقع دوکانداروں کو ہر طرح کی اشیاء ضرورت کا ذخیرہ رکھنا پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو اپنے کاروبار کو مزید وسعت دینے کے لئے سرمائے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور یہ سہولت سوسائٹی قرضہ پروگرام کی صورت میں مہیا کرتی ہے۔ اندازاً اچپیس سے تیس فیصد لوگ اس کاروبار سے منسلک ہیں۔ دیگر کاروبار میں دودھ فروشی، قالین بافی اور دھاگے وغیرہ کا کام شامل ہے ان شعبہ جات کے لئے سوسائٹی قرض فراہم کرتی ہے اور ماہانہ اقساط کی صورت میں واپس لیتی ہے۔ یہ پروگرام صرف قرض کے لین دین تک محدود نہیں، بلکہ JWS کا استعدادکاری سیکشن کاروباری افراد کو ایسی تربیت بھی فراہم کرتا ہے جن سے وہ اپنے کاروبار میں مزید بہتری لا سکتے ہیں۔ اس پروگرام کے تحت ۲۰۰۲ میں ۱۵۹۰۰۰۰ روپے کی رقم ۱۴۷ افراد میں تقسیم کی جا چکی ہے۔

قرضہ پروگرام برائے خواتین:

ترقی کی راہ میں خواتین کا کردار بہت اہم ہے اور زندگی کی دوڑ میں کامیابی ان کے بغیر ممکن نہیں۔ ان کا کردار صرف گھر، گھرہستی کا انتظام وانصرام ہی نہیں بلکہ وہ معاشی ترقی میں بھی حصہ لے رہی ہیں۔ لہذا ان کا معاشرے میں دگنا کردار ہے خاص طور پر گاؤں کی خواتین اپنے مردوں کے ساتھ زرعی پیداوار میں اور جانوروں کی دیکھ بھال میں برابر حصہ لیتی ہیں۔ بعض علاقوں میں خواتین اپنے پورے خاندان کی مکمل طور پر کفالت کرتی ہیں۔ JWS نے ۱۹۹۹ء میں دی ایشیا فاونڈیشن کے تعاون سے پروگرام برائے خواتین شروع کیا۔ محدود وسائل کی وجہ سے ابتدائی طور پر ہنرمند اور غیر ہنرمند خواتین کو محدود پیمانے پر قرضے کی سہولت مہیا کی گئی۔ بعد میں فنڈ برائے خاتمہ غربت کے تعاون سے خواتین کے قرضے کی حد کو بڑھا دیا گیا۔ قرض کی زیادہ سے زیادہ مالیت ۱۰،۰۰۰ روپے رکھی گئی ہے اور کل قرض کا ۲۰% حصہ خواتین کے لئے مخصوص ہے فیلڈ سپروائزر خواتین کو کاروبار میں ترقی کے لئے معلومات فراہم کرتے ہیں۔ سال ۲۰۰۲ کے دوران ۱۸ خواتین کو ایک لاکھ اسی ہزار روپے مہیا کئے گئے۔ [۵۳]

پاکستان پاورٹی ایلیویشن فنڈ (PPAF) فنڈ برائے خاتمہ غربت:

پاکستان پاورٹی ایلیویشن فنڈ حکومت پاکستان کے تعاون اور ورلڈ بینک کی مالی معاونت سے فروری ۱۹۹۸ میں ایک غیر منافع جاتی خودمختار پرائیویٹ کمپنی کی حیثیت سے معرض وجود میں آئی۔ اس کے قیام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ غریب عوام کی مدد کر کے انہیں اس قابل بنایا جائے کہ وہ مفید خود روزگاری کے لئے وسائل تک رسائی حاصل کرسکیں۔ غربت کو کم کرنے اور آمدنی بڑھانے کے لئے سرگرمیاں شروع کرنے میں ان کی حوصلہ افزائی کی جائے اور ان کے معیار زندگی کو بہتر بنایا جائے۔

اس پراجیکٹ کا ہدف دیہی اور شہری آبادی ہے جس میں عورتوں کو خودمختار بنانے پر خصوصی توجہ ہے۔ بنیادی ڈھانچے کی بہتری اور آمدنی بڑھانے کے لئے کی گئی سرگرمیوں کے نتائج براہ راست غرباء کے فائدے کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ ایسے سرکاری اور غیر سرکاری ادارے جو کہ غربت کے خاتمے کے کام سے منسلک ہیں پی پی اے ایف کے معاون کردہ منصوبوں سے مستفید ہوسکتے ہیں۔ پی پی اے ایف کا انتظامی ڈھانچہ جنرل باڈی، بورڈ آف ڈائریکٹرز اور چیف ایگزیکٹیو پر مشتمل ہے۔

مقاصد:

☆ غرباء کو خودمختار بنانا اور ان کے ذرائع آمدن بڑھانا۔

☆ محروم طبقات کو بنیادی سہولیات تک رسائی کے قابل بنانا۔

☆ ساتھی تنظیموں کو قرضے مہیا کرنا اور ان کے چھوٹے قرضوں کے پروگرام کی توسیع میں مدد دینا۔

☆ چھوٹے پیمانے پر عوامی بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کے لئے مالی اشتراک کی بنیاد پر عطیات مہیا کرنا۔

☆ ساتھی تنظیموں کی اداراتی صلاحیتوں کو بہتر بنانا اور مقامی آبادی کے استعداد کاری کی کوششوں میں ان کی مدد کرنا۔

پروگرام کے شعبے:

۱۔ چھوٹے قرضے / کاروبار۔ ۲۔ معاشرے کی حقیقی ترقی۔

۳۔ استعداد کاری۔

اہلیت کا معیار:

پی پی اے ایف سے امداد حاصل کرنے کا اہل ہونے کے لئے مجوزہ ساتھی تنظیموں کو درج ذیل

معیار اہلیت پر پورا اترنا ہوگا۔

☆ مجوزہ ساتھی تنظیم کو پاکستان کے موجودہ رجسٹریشن قوانین میں سے کسی ایک کے تحت رجسٹرڈ ہونا چاہیے۔

☆ اسے آمدنی کے حصول کی ایسی سرگرمیوں میں مصروف ہونا چاہئے، جو چھوٹے قرضوں، کاروبار اور چھوٹے پیمانے پر مقامی آبادی کے لئے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر سے متعلق ہو۔

☆ ان کو چھوٹے قرضوں رکاروبار کے شعبے میں کام کا کم ازکم دو سال، اور چھوٹے پیمانے پر مقامی آبادی کے لئے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر میں ترقیاتی سرمایہ کاری میں کم ازکم تین سال کا تجربہ ہو۔

☆ عام لوگوں کی سطح پر شراکتی، ترقیاتی کاموں میں مصروف ہونا چاہئے اس میں اپنے دائرہ عمل کو توسیع دینے کی صلاحیت ہونی چاہئے اور مستقبل کیلئے واضح حکمت عملی اور منصوبہ بندی ہونی چاہئے۔

☆ مالی امداد کے موجودہ ذرائع شفاف ہونے چاہیں اور تنظیمی نظام جمہوری ہونا چاہیئے۔

☆ تنظیم کے حساب کتاب کا باقاعدہ نظام ہونا چاہئے۔

☆ تنظیم کے پروگرام عورتوں کے لئے چھوٹے قرضوں، چھوٹے کاروبار، چھوٹے پیمانے پر مقامی آبادی کے لئے بنیادی ڈھانچے کی تعمیر اور صلاحیتوں میں اضافے سے متعلق ہونے چاہیں۔

☆ جس تنظیم کو قرضہ یا عطیات دئے جائیں گے اسے باقاعدہ جائزہ رپوٹ پیش کرنا ہوگی اور اسے پی پی اے ایف یا اس کی طرف سے مقرر کردہ کسی بیرونی ادارے کی طرف سے نگرانی اور جائزے کے لئے تیار ہونا چاہئے۔

☆ تنظیم کا اپنا ایک اندرونی کنٹرول سسٹم اور بیرونی آڈٹ ہونا چاہئے جو تنظیم کی رجسٹریشن سے متعلق قوانین سے مطابقت رکھتا ہو، اسے پی پی اے ایف کے لئے قابل قبول چارٹرڈ اکاونٹنٹ کی کسی فرم سے بیرونی آڈٹ کے لئے رضامند ہونا چاہئے۔

☆ تنظیم کو مالی اعتبار سے مضبوط ہونا چاہئے یا پائیداری کی جانب رواں دواں ہونا چاہئے۔

☆ تنظیم کو قرضوں کے پروگرام کے تحت وصول کئے جانے والے مارک اپ سے پروگرام کو چلانے کے اخراجات بمعہ انتظامی اخراجات، مالیاتی اخراجات اور واپس نہ ملنے والے قرضوں کا خرچ پورا کرنے کے قابل ہونا چاہئے۔

☆ تنظیم کو پی پی اے ایف کی طرف سے حاصل ہونے والی مالی امداد کے بارے میں تمام ضروری

ریکارڈ، دستاویزات اور معلومات رکھنے کے قابل اور اس کے لئے تیار ہونا چاہئے اور انہیں پی پی اے ایف کو پیش کرنے کے لئے بھی رضامند ہونا چاہئے۔[۵۴]

یہ ادارے قرض دینے کے لئے بہت کڑی شرائط عائد کرتے ہیں۔ جسے عام لوگ پورا نہیں کر سکتے۔ اگر کوئی غریب آدمی ان شرائط کو پورا کرتا ہے تو پھر ان کو قرض پر بھاری سود ادا کرنا پڑتا ہے۔ یہ قرضے دے کر معیشت کو اپنا ماتحت کر لیتے ہیں۔ ان کا مقصد غربت کم کرنا یا غریبوں کی مدد کرنا نہیں بلکہ اپنا کاروبار چمکانا ہے۔ جس طرح ملکی بینک قرض دے کر بھاری سود وصول کرتے ہیں ایسے ہی یہ ادارے بھی مزدوروں کی محنت کی کمائی سے سود لیتے ہیں لوگ قرض لیتے ہیں اور سود ادا نہ کرنے کی وجہ سے سود در سود کے شکنجے میں جکڑتے چلے جاتے ہیں۔ گویا یہ ادارے غریبوں میں وسیع سودی جال بچھا لیتے ہیں۔

غیر سرکاری اداروں یعنی این جی اور کو فنڈز فراہم کرنے والے ادارے:

غیر سرکاری تنظیموں کے لئے فنڈز کی فراہمی :

کسی بھی تنظیم کو کامیابی سے چلانے اور اس کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے موثر تنظیمی ڈھانچے، مخلص کارکن اور بے لوث قیادت کے ساتھ ساتھ مالی وسائل بنیادی اہمیت رکھتے ہیں رضاکار تنظیموں کے مالی وسائل یا فنڈز کا بڑا حصہ عطیات کی صورت میں آتا ہے۔ ایک گاؤں کی چھوٹی سی تنظیم سے عالمی سطح پر کام کرنے والی بین الاقوامی تنظیم تک فنڈز سب کا بنیادی مسئلہ رہا ہے۔ فنڈز اکٹھا کرنے کے راستے تو بہت ہیں۔ مگر ان میں سے چند ہی ایسے ہیں جو کامیابی کی منزل کی جانب لے جاتے ہیں۔ فنڈز حاصل کرنے کے لئے چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے۔ قربانی کے کھالوں کے لئے اپیل کی جاتی ہے۔ مخیّر حضرات کے جذبات کو ابھارنے کے لئے علاقائی سطح پر سماجی پروگرام بنائے جاتے ہیں۔ خدمت کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے، کہ تنظیم اور عطیہ دھندہ کے لئے سودمند ثابت ہو مثلاً سیمینار، واک، اشاعتی پروگرام، میلہ اور دستکاریوں کی نمائش وغیرہ، اس کے ذریعے تنظیم کو ایسے لوگ عطیات دیتے ہیں جو تنظیم کے کام سے بہت متاثر ہوں۔ اس کے علاوہ ایسے لوگوں سے بھی رابطہ کیا جاتا ہے جو تنظیم کے کسی ہمدرد کو خصوصی اہمیت دیتے ہیں اور اس کے کہنے پر عطیات دے سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ نیشنل اور انٹرنیشنل ادارے بھی ہیں جو غیر سرکاری اداروں کو فنڈز فراہم کرتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ادارہ ان کے مقاصد کی تکمیل کرتا ہو اور ان کے منصوبوں کے مطابق کام کرتا ہو اور منصوبے ان کے معیار کے عین مطابق ہوں۔ غیر سرکاری تنظیموں کو فنڈز فراہم کرنے والے چند اداروں کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔

۱۔ ایکشن ایڈ(ACTIONAID):

یہ بین الاقوامی این جی او ہے۔ جو برطانیہ میں ۱۹۷۲ میں بنی پاکستان میں اس کا قیام ۱۹۹۲ میں عمل میں آیا۔ پشاور، اسلام آباد، ہری پور اور بہاول نگر میں اس کے دفاتر ہیں۔ جن مقاصد کے لئے یہ فنڈ دیتی ہے ان میں صحت، سماجی ترقی، تعلیم، انسانی حقوق، ہنگامی حالات، غربت کا خاتمہ اور خواتین کی ترقی شامل ہے۔

۲۔ آغا خان فاونڈیشن(AGHA KHAN FOUNDATION (AKF):

یہ بین الاقوامی این جی او ہے جو کہ سویٹزرلینڈ میں ۱۹۶۷ میں قائم ہوئی۔ پاکستان میں اس کا قیام ۱۹۶۹ میں ہوا۔ اس کا صدر دفتر کراچی میں ہے۔ یہ زیادہ تر صحت، تعلیم، سماجی ترقی، حقوق نسواں اور ماحولیات میں کام کرنے والی این جی اوز کو فنڈ فراہم کرتی ہے۔

۳۔ ایشیائی ترقیاتی بینک(ASIAN DEVELOPMENT BANK (ADB):

ایشیا کے مختلف ممالک اس ایجنسی کو فنڈ دیتے ہیں۔ اور ضرورت پڑنے پر یہ دیگر ممالک کو مدد فراہم کرتی ہے۔ اس کا قیام ۱۹۶۰ میں فلپائن میں عمل میں آیا پاکستان میں یہ ۱۹۸۹ میں قائم ہوئی۔ اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ جن مدات کے لئے یہ فنڈ فراہم کرتی ہے وہ یہ ہیں زراعت کی ترقی، صحت، سماجی ترقی، تعلیم، ماحولیات، حقوق نسواں۔

۴۔ آسٹریلیا کی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی (AUSAID)

AUSTRALIAN AGENCY FOR INTERNATIONAL DEVELOPMENT:

یہ ایجنسی دوملکوں کے درمیان معاہدے کے تحت عمل میں آئی۔ اس کا قیام ۱۹۷۰ کو آسٹریلیا میں ہوا۔ پاکستان میں ۱۹۸۹ میں قائم ہوئی۔ یہ تعلیم، صحت، سماجی ترقی اور حقوق انسانی کی مدوں میں مدد فراہم کرتی ہے۔ ان کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔

۵۔ آسٹریلین ہائی کمیشن(AUSTRALIAN HIGH COMMISSION (AHC):

آسٹریلیا اور پاکستان کے تعلقات جب سے قائم ہوئے اس وقت سے اس کا قیام عمل میں آیا۔ یہ براہ راست این جی اوز کو مدد فراہم کرتے ہیں۔ این جی اوز پروپوزل تیار کرتے ہیں اگر یہ پروپوزل ان کے معیار پر پورے اتریں تو مختلف مدات میں یہ مدد فراہم کرتے ہیں۔ جن میں زیادہ تر صحت، ثقافت، ماحولیات، اور حقوق انسانی شامل ہیں۔

۶۔ کینیڈین بین الاقوامی ایجنسی برائے ترقی (CIDA)

CANADIAN INTERNATIONAL DEVELOPMENT AGENCY :

یہ حکومتی سطح پر امداد دیتی ہے اس کا قیام کینیڈا میں ہوا۔ یہ ایجنسی اقتصادیات، انسداد منشیات، نوجوانوں کی ترقی، غربت کے خاتمے اور لوگوں کو ان کے حقوق سے آگاہ کرنے کیلئے مدد دیتی ہے۔

۷۔ کیتھولک ریلیف سروسز CATHOLIC RELIEF SERVICE (CRS):

یہ بین الاقوامی این جی او ہے۔ امریکہ میں اس کا قیام ۱۹۴۳ میں عمل میں آیا۔ پاکستان میں ۱۹۵۴ میں قائم ہوئی۔ اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ زراعت، صحت، تعلیم، سماجی ترقی، معاشی ترقی اور ماحولیات کیلئے کام کرنے والی این جی اوز کو فنڈ فراہم کرتی ہے۔

۸۔ چرچ ورلڈ سروس CHURCH WORLD SERVICE (CWS):

یہ بین الاقوامی این جی او ہے۔ امریکہ میں اس کا قیام ۱۹۴۸ میں عمل میں آیا۔ پاکستان میں ۱۹۵۴ میں قائم ہوئی۔ پاکستان میں اس کے دفاتر کراچی اور اسلام آباد میں ہیں۔ یہ بچوں کے حقوق، انسانی حقوق تعلیم، ہنگامی حالات، سماجی ترقی اور صحت کے لئے کام کرنے والی این جی اوز کو مدد فراہم کرتی ہے۔

۹۔ کمیشن برائے یورپین کمیونٹی COMMISSION OF EUROPEAN COMMUNITY(CEC):

یہ ایجنسی یورپی یونین میں شامل ملکوں کی امداد سے بنی ہے۔ ۱۹۶۷ میں یہ قائم ہوئی۔ پاکستان میں ۱۹۸۵ میں قیام عمل میں آیا اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ صحت تعلیم اور ماحولیات کے لئے مدد فراہم کرتی ہے۔

۱۰۔ شعبہ برائے بین الاقوامی ترقی (DFID)

DEPARTMENT FOR INTERNATIONAL DEVELOPMENT:

یہ ایجنسی برطانوی حکومت اور پاکستانی حکومت کے مابین معاہدے کی صورت میں قائم ہوئی اس کا قیام ۱۹۶۰ میں برطانیہ میں عمل میں آیا۔ پاکستان میں بھی ۱۹۶۰ ہی میں قائم ہوئی۔ اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ ایجنسی زیادہ تر تعلیمی وظائف وغیرہ دیتی ہے نیز صحت، ترقی اور حکومت چلانے کے لئے تکنیکی معاونت بھی فراہم کرتی ہے۔

۱۱۔ جاپان ایمبیسی (EMBASSY OF JAPAN):

پاکستان میں اس کا قیام ۱۹۵۲ میں ہوا۔ یہ حکومتی سطح پر مدد فراہم کرتی ہے۔ زیادہ تر صحت، سماجی ترقی، تعلیم، توانائی اور انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے مدد فراہم کرتی ہے۔

۱۲۔ عالمی ادارہ خوراک وزراعت (FOOD AND AGRICULTURAL ORGANISATION(FAO):

اس کا قیام ۱۹۴۵ میں اٹلی میں ہوا یہ اقوام متحدہ کی ایجنسی ہے۔ امریکہ، فرانس اور جرمنی ان کو مدد دیتے ہیں یہ ایجنسی ترقی پذیر ملکوں کو ان ضروریات کے مطابق مدد فراہم کرتی ہے یہ زراعت، سماجی ترقی، ہنگامی امداد، ماحولیات، صحت اور پیداوار بڑھانے کے مختلف طریقوں کیلئے سائنسی اور تکنیکی مدد کرتی ہے۔

۱۳۔ فریڈرک ایبرٹ سٹفٹنگ (FRIEDRICH EBERT STIFTUNG (FES) :

یہ بین الاقوامی این جی او ہے۔ جرمنی میں ۱۹۵۵ میں قائم ہوئی۔ پاکستان میں ۱۹۸۶ میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ زیادہ تر اقتصادی ترقی، اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے اور ماحولیات کے لئے مدد فراہم کرتی ہے۔

۱۴۔ فریڈرک نومن فاونڈیشن (FRIEDRICH NAUMANN FOUNDATION(FNF) :

یہ بین الاقوامی این جی او ہے۔ جرمنی میں ۱۹۵۶ میں قائم ہوئی۔ پاکستان میں ۱۹۹۱ میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ زیادہ تر بچوں کے حقوق، سماجی ترقی، حقوق نسواں، تعلیم، اداروں کی بہتر کارکردگی، اور ماحولیات کے لیے مدد فراھم کرتی ہے۔

۱۵۔ ہنس سیڈل فاونڈیشن (HANNS SEIDEL FOUNDATION(HSF) :

یہ بین الاقوامی این جی او ہے۔ ۱۹۶۷ میں جرمنی میں قائم ہوئی پاکستان میں ۱۹۸۳ میں قیام عمل میں آیا اس کے دفاتر اسلام آباد اور لاہور میں ہیں۔ یہ زیادہ تر اقتصادی ترقی، تعلیم خصوصاً ووکیشنل تعلیم، ماحولیات اور ایڈوکیسی کی مدوں میں کام کرنے والی این جی اوز کو مدد فراہم کرتی ہے۔

۱۶۔ ہنرچ بول فاونڈیشن (HEINRICH BOLL DOUNDATION (HBF) :

یہ بین الاقوامی این جی او ہے۔ ۱۹۸۷ میں جرمنی میں قائم ہوئی۔ پاکستان میں ۱۹۹۳ میں قیام عمل میں آیا۔ اس کا دفتر لاہور میں ہے۔ یہ تعلیم، ماحولیات، حقوق انسانی اور مذھب کے فروغ کیلئے مدد دیتی ہے۔ خاص طور پر خواتین کیلئے مذہب کے موضوع پر سیمینار اور ورکشاپ منعقد کروانے کیلئے مدد دیتی ہے۔

۱۷۔ بین الاقوامی ادارہ محنت INTERNATIONAL LABOUR ORGANISATION(ILO) :

یہ ایجنسی سویٹزر لینڈ میں ۱۹۱۹ میں قائم ہوئی۔ پاکستان میں ۱۹۴۷ میں قیام عمل میں آیا اس کا آفس اسلام آباد میں ہے۔ یہ ایجنسی زیادہ تر ترقی کے کاموں، ماحولیات، حقوق انسانی، اور پیداوار بڑھانے کے طریقوں کے لئے مدد فراہم کرتی ہے نیز غربت کے خاتمے اور صحت کی مد میں بھی مدد فراہم کرتی ہے۔

۱۸۔ ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی جاپان (JICA)

: JAPAN INTERNATIONAL COOPERATION AGENCY

یہ ایجنسی حکومتی سطح پر امداد فراہم کرتی ہے۔ ۱۹۷۴ میں جاپان میں قائم ہوئی پاکستان میں اس کا قیام ۱۹۸۳ میں ہوا۔ اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ زیادہ تر ہنگامی امداد فراہم کرتی ہے نیز زراعت کی ترقی، سماجی ترقی، تعلیم، صحت اور ماحولیات کی مدوں میں بھی مدد دیتی ہے۔

۱۹۔ بین الاقوامی ادارہ ترقی ہالینڈ (نیدرلینڈ) (NOVID) NETHERLANDS ORGANISATION FOR

:INTERNATIONAL DEVELOPMENT COOPERATION

بین الاقوامی این جی او ہے۔ نیدرلینڈ میں ۱۹۵۶ میں اس کا قیام ہوا۔ پاکستان میں اس کا کوئی دفتر نہیں کیونکہ ان کو آفس کی ضرورت نہیں۔ یہ براہ راست امداد دیتے ہیں یہ زیادہ تر غربت کے خاتمے، صحت، سماجی ترقی، حقوق انسانی، ماحولیات، تعلیم اور ایڈووکیسی کی مدوں میں کام کرنے والی این جی اوز کو مدد فراہم کرتی ہے۔

۲۰۔ کمیٹی برائے قحط و خشک سالی برطانیہ OXFORD COMMITTEE FOR FAMINE (OXFAM) :

بین الاقوامی این جی او ہے برطانیہ میں اس کا قیام ۱۹۴۲ میں ہوا۔ پاکستان میں ۱۹۶۸ میں قائم ہوئی یہ غربت کے خاتمے، ہنگامی امداد، تعلیم، تحقیق اور حقوق نسواں پر کام کرنے والی این جی اوز کو فنڈ فراہم کرتی ہے۔

۲۱۔ فنڈ برائے خاتمہ غربت PAKISTAN POVERTY ALLEVIATION FUND(PPAF) :

یہ قومی فنڈنگ ایجنسی ہے۔ پاکستان میں ۱۹۹۸ میں اس کا قیام ہوا۔ اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ حقوق نسواں کے لئے فنڈ فراہم کرتی ہے نیز غربت کے خاتمے کے لئے چھوٹے پیمانے پر قرضے بھی مہیا کرتی ہے۔

۲۲۔ پلان انٹرنیشنل(PLAN INTERNATIONAL):

بین الاقوامی این جی او ہے۔ ۱۹۳۷ میں سپین میں قیام عمل میں آیا۔ امریکہ میں رجسٹرڈ ہے۔ پاکستان میں ۱۹۹۷ میں قائم ہوئی۔ کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں دفاتر ہیں۔ یہ زیادہ تر صحت، حقوق نسواں، تعلیم، ماحولیات، سماجی ترقی، ثقافت اور غربت کے خاتمے کے لئے مدد دیتی ہے۔

۲۳۔ سیودی چلڈرن (SAVE THE CHILDREN):

بین الاقوامی این جی او ہے۔ برطانیہ میں ۱۹۱۹ میں قیام عمل میں آیا۔ پاکستان میں ۱۹۸۰ میں قائم ہوئی۔ اس کے دفاتر کراچی، لاہور اور اسلام آباد میں ہیں۔ یہ بچوں کے حقوق، ان کی صحت، بچوں کی تعلیم، سماجی ترقی اور حقوق انسانی کی مد میں کام کرنی والی این جی اوز کو فنڈز فراہم کرتی ہے۔

۲۴۔ سوشل ایکشن پروگرام SOCIAL ACTION PROGRAMME (SAP):

قومی فنڈنگ ایجنسی ہے۔ حکومت پاکستان نے ۱۹۹۲ میں ملک کی ترقی کے لیے سوشل ایکشن پروگرام شروع کیا۔ اس کے نو دفاتر ہیں۔ اسلام آباد میں دو، کراچی، کوئٹہ، لاہور، پشاور، پشاور (فاٹا آفس) گلگت، مظفر آباد AJK آفس۔ یہ ایجنسی مختلف مدات کیلیئے فنڈ فراہم کرتی ہے۔ جن میں تعلیم، سماجی ترقی، صحت، زراعت، حقوق انسانی، اداروں کی ترقی اور ان کو مضبوط بنانا شامل ہیں۔

۲۵۔ ساوتھ ایشیا پارٹنرشپ پاکستان SOUTH ASIA PPARTNERSHIP-PAKISTAN:

قومی فنڈنگ ایجنسی ہے لیکن ساوتھ ایشین انٹرنیشنل پروگرام کی ایجنسی کے ساتھ منسلک ہے۔ انہوں نے اپنا SAP بنایا ہوا ہے۔ پاکستان میں اس کا قیام ۱۹۸۹ میں ہوا۔ دفتر لاہور میں ہے۔ سماجی ترقی ماحولیات، صحت، تعلیم، غربت کے خاتمے، حقوق انسانی، اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے اور تحقیق پر کام کرنے والی این جی اوز کو مدد فراہم کرتی ہے۔

۲۶۔ سوس ایجنسی برائے ترقی وتعاون (SDC)

SWISS AGENCY FOR DEVELOPMENT COOPERATION:

یہ حکومتی سطح پر مدد کرتی ہے سویٹرلینڈ میں ۱۹۶۱ میں قائم ہوئی۔ پاکستان میں اس کا قیام ۱۹۶۶ میں عمل میں آیا۔ دفاتر لاہور اور اسلام آباد میں ہیں۔ یہ زیادہ تر صحت، ہنگامی حالات، انسانی حقوق، سماجی ترقی، تعلیم، زراعت، غربت کے خاتمے اور اقتصادی ترقی کے لئے فنڈ مہیا کرتی ہے۔

۲۷۔ انٹرکواپریشن سویٹزرلینڈ (INTER COOPERATION SWITZERLAND):

یہ بین الاقوامی این جی او ہے۔اس کا قیام ۱۹۸۲ میں سویٹزرلینڈ میں عمل میں آیا۔ پاکستان میں ۱۹۸۵ میں قائم ہوئی۔ اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ زیادہ تر سماجی ترقی، ماحولیات، تحقیق، اقتصادی ترقی، زراعت، غربت کے خاتمے اور حقوق انسانی کے لئے کام کرنے والی این جی اوز کو مدد فراہم کرتی ہے۔

۲۸۔ دی ایشیا فاونڈیشن (THE ASIA FOUNDATION (TAF:

بین الاقوامی این جی او ہے۔ اس کا قیام امریکہ میں ۱۹۵۴ میں عمل میں آیا پاکستان میں بھی ۱۹۵۴ میں قائم ہوئی۔ دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ تعلیم، صحت، تحقیق، سماجی ترقی، حقوق نسواں، حقوق انسانی، غربت کے خاتمے، اقتصادی ترقی، اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے مدد فراہم کرتی ہے۔

۲۹۔ جرمن ایجنسی برائے تکنیکی تعاون (GTZ)

THE GERMAN AGENCY FOR TECHNICAL COOPERATION :

یہ حکومتی سطح پر مدد کرتی ہے۔اس کا قیام جرمنی میں ۱۹۷۴ میں عمل میں آیا۔ پاکستان میں ۱۹۹۲ء میں قائم ہوئی۔ اس کے بہت سے دفاتر ہیں۔ یہ زیادہ تر توانائی، تعلیم، صحت، ماحولیات اور سماجی ترقی کے لئے کام کرنے والی این جی اوز کو فنڈ فراہم کرتی ہے۔

۳۰۔ اورسیز اکنامک فنڈ آف جاپان (OEFJ)

THE OVERSEAS ECONOMIC COOPERATION FUND OF JAPAN:

یہ حکومتی سطح پر فنڈ مہیا کرتی ہے۔ جاپان میں ۱۹۶۱ء میں قیام عمل میں آیا۔ پاکستان میں ۱۹۸۹ء میں قائم ہوئی۔ دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ تعلیم، سماجی ترقی، غربت کا خاتمہ، زراعت، حقوق انسانی، اور ھنگامی حالات میں فنڈ مہیا کرتی ہے۔

۳۱۔ رائل نیدرلینڈ ایمبیسی (THE ROYAL NETHERLANDS EMBASSY):

نیدرلینڈ میں قیام ہوا۔ پاکستان میں ۱۹۴۷ء میں قائم ہوئی۔ یہ صرف عورتوں کی خودمختاری پر کام کرنے والی این جی اوز کو مدد فراہم کرتی ہے۔

۳۲۔ ورلڈ بینک (THE WORLD BANK):

امریکہ میں ۱۹۴۵ میں قیام عمل میں آیا۔ پاکستان میں ۱۹۵۴ میں قیام ہوا۔ دفتر اسلام آباد میں

ہے۔ یہ غربت کے خاتمے، سماجی ترقی، اور اقتصادی ترقی کیلئے فنڈ مہیا کرتی ہے۔

۳۳۔ ٹرسٹ فار والنٹری آرگنائیزیشن(TVO) TRUST FOR VOLUNTARY ORGANIZATION:

یہ قومی فنڈنگ ایجنسی ہے۔ ۱۹۹۰ میں پاکستان میں قیام ہوا۔ اس کے بارہ دفاتر لاہور، ملتان، سرگودھا، پشاور، ڈی آئی خان، کراچی، حیدرآباد، لاڑکانہ، کوئٹہ، خضدار، مظفرآباد اور اسلام آباد میں ہیں۔ یہ تعلیم، صحت، غربت کے خاتمے، ماحولیات، حقوق نسواں، سماجی ترقی، اور مختلف قسم کی ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے فنڈ مہیا کرتی ہے۔

۳۴۔ اقوام متحدہ کا ادارہ برائے ترقی (UNDP)

UNITED NATIONS DEVELOPMENT PROGRAMME:

امریکا میں ۱۹۴۵ میں قیام عمل میں آیا۔ ہیڈکوارٹر نیویارک میں ہے۔ پاکستان میں ۱۹۵۴ میں قائم ہوئی۔ دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ غربت کے خاتمے، تعلیم، سماجی ترقی، زراعت، حقوق انسانی، اور ٹیکنالوجی کے فروغ کے لیے فنڈ مہیا کرتی ہے۔

۳۵۔ اقوام متحدہ کا ادارہ برائے تعلیم، سائنس وثقافت (UNESCO)

UNITED NATIONS EDUCATIONAL SCIENTIFIC CUCTURAL ORGANISATION:

اس کا قیام فرانس میں ۱۹۴۵ء میں ہوا۔ پاکستان میں اس کا قیام ۱۹۵۸ء میں عمل میں آیا۔ اس کا دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ سائنسی تعلیم پر خصوصاً اور اس کے علاوہ ثقافت، صحت، نوجوانوں کی تعمیری سرگرمیوں میں، سماجی ترقی، غربت کے خاتمے، حقوق نسواں، ماحولیات، انسداد منشیات اور ہنگامی حالات میں مدد فراہم کرتی ہے۔

۳۶۔ اقوام متحدہ کا ادارہ برائے انسداد منشیات (UNDCP)

UNITED NATIONS INTERNATIONAL DURG CONTROL PROGRAMME:

یہ ایجنسی آسٹریا میں ۱۹۷۰ء میں قائم ہوئی۔ پاکستان میں ۱۹۷۶ء میں قیام عمل میں آیا۔ دفتر اسلام آباد میں ہے۔ یہ زیادہ تر منشیات کی روک تھام اور اس سے منسلک تحقیقی کاموں کیلئے فنڈ مہیا کرتی ہے نیز جو ادارے منشیات کی روک تھام کے لئے تربیت دیتے ہیں ان کو فنڈ دیتی ہے۔

۳۷۔ اقوام متحدہ کا فنڈ برائے آبادی (UNFPA) UNITED NATIONS POPULATION FUND :

یہ ایجنسی امریکہ میں ۱۹۶۹ء میں قائم ہوئی۔ پاکستان میں ۱۹۷۱ء میں قیام عمل میں آیا۔ یہ زیادہ

تر تعلیم صحت، حقوق انسانی، ماحولیات، اور غربت کے خاتمے کے لئے مدد فراہم کرتی ہے۔

۳۸۔ عالمی ادارہ خوراک WORLD FOOD PROGRAMME (WFP) :

یہ ایجنسی اٹلی میں ۱۹۶۲ء میں قائم ہوئی پاکستان میں ۱۹۷۱ء میں قیام عمل میں آیا۔ یہ پیداوار بڑھانے کے لئے سائنسی تحقیقات کی مد میں خصوصاً اور صحت، حقوق نسواں، زراعت، سماجی ترقی، ماحولیات اور ہنگامی حالات میں عمومی مدد فراہم کرتی ہے۔ ۵۵؎

ترقی یافتہ ممالک اور مالیاتی ادارے قرضے دے کر ترقی پذیر ممالک پر معاشی تسلط قائم کر کے ان کی معیشت کو اپنا ماتحت بنا لیتے ہیں۔ اس طرح ان ممالک کے اندرونی معاملات میں ان کو مداخلت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ ساری امدادی مہم روز اول سے قرض دھندہ ملک کو وصول کنندہ ملک میں مسلسل اور غیر مختم مداخلت کا موقع دیتی ہے۔ بسا اوقات اس امدادی کوشش کے پردے میں خفیہ اپریشن کئے جاتے ہیں۔ اکثر یہ سرگرمیاں ترقیاتی امداد کے لبادے میں چھپا کر ہوتی رہتی ہیں۔

الزبتھ لیاگن امداد دینے کی ایک وجہ یہ بیان کرتی ہیں کہ مغربی ممالک آبادی کم کرنے کے لئے امداد دے رہے ہیں۔ کیونکہ امریکہ اور یورپی اقوام نے اپنی آبادی کی شرح خطرناک حد تک کم کر لی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ عام یورپی اور امریکی فرد خاندان اور بچوں کے جھنجھٹ میں پڑنا نہیں چاہتا۔ چنانچہ مغربی پالیسی سازوں کو اب یہی حل نظر آتا ہے کہ دوسرے خطے کے لوگوں کی آبادیاں بھی اس حد تک کم کر دی جائیں کہ کبھی ان کے مقابل آنے کا خطرہ پیدا نہ ہو سکے۔ اس کے لئے گزشتہ کئی دھائیوں سے ایک ہمہ گیر مہم چلائی جا رہی ہے۔ حکمت عملی یہ ہے کہ براہ راست بھی اور بالواسطہ طور پر عالمی اداروں کے ذریعے بھی غربت کے خاتمے، اقتصادی ترقی، ماں اور بچے کی صحت جیسے پروگراموں کے پردے میں تحدید آبادی کی مہم کو کامیاب بنایا جائے۔ اس ضمن میں اگر ترغیب و تحریص سے کام نہ نکل سکے تو جنگ، جبر، زور، زبردستی حتیٰ کہ ایٹمی اور کیمیائی جنگ کے بارے میں بھی سوچنے اور عمل کرنے کے لئے تیار رہا جائے۔ الزبتھ لیاگن نے اس مہم کے ان تمام پہلوؤں کی نشاندھی کرتے ہوئے اپنے دلائل کے لئے امریکہ، ورلڈ بنک اور دیگر عالمی اداروں کی دستاویزات کو بنیاد بنایا جو ناقابل تردید ہیں۔ ۵۶؎ وہ کہتی ہیں کہ آبادی کی بہبود اور انسانیت کی بھلائی کے نام پر امریکہ اور اقوام متحدہ کی طرف سے جو کروڑوں ڈالر اور بیش بہا انسانی و مادی وسائل پسماندہ قوموں اور ترقی پذیر ممالک میں بے دریغ خرچ کئے جا رہے ہین ان کا مقصد صرف اور صرف اپنی سیاسی برتری اور معاشی بالادستی کو قائم رکھنا ہے۔ ۵۷؎

فصل نمبر ۵

انسانی حقوق کی این جی اوز

انسانی حقوق کے اداروں میں سے چند کے نام، رجسٹریشن ایکٹ اور صدر دفاتر اور پتے:

☆ سوک اویرنس پرموشن سوسائٹی: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ لوگوں کو بنیادی انسانی حقوق سے آگاہ کرتے ہیں نیز انسانی حقوق کی پامالی کی صورت میں آواز بھی اٹھاتے ہیں۔

پتہ: ذیشان پلازہ لطیف آباد رنگ روڈ پشاور صوبہ سرحد۔

☆ دانش: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۲۵۲ گلشن اقبال ہاوسنگ کالونی عارف والا ڈسٹرکٹ پاک پتن پنجاب۔

☆ دامان ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے

پتہ: گاؤں پاریتی والا ٹکنی روڈ ڈاکخانہ ٹی قیصرانی تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان، پنجاب۔

☆ ہیومن ڈویلپمنٹ فاونڈیشن: کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے جون ۲۰۰۰ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر ۷۵۳ گلریز سکیم ۲ راولپنڈی پنجاب۔

☆ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ایوان جمہور، ۱۰۷، ٹیپو بلاک نیو گارڈن ٹاون، لاہور پنجاب۔

☆ پاکستان کونسل فار سوشل ویلفیئر اینڈ ہیومن رائٹس: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے

پتہ: سخی اعتبار سیالکوٹ، پنجاب، پاکستان۔

☆ سوسائٹی فار ہیومن رائٹس اینڈ پرزنرز ایڈ: (SHARP) سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اپریل ۱۹۹۹ میں رجسٹرڈ ہوئی۔ انسانی حقوق کے لئے کام کرتے ہیں نیز قیدیوں کو قانونی مدد بھی فراہم کرتے ہیں۔

پتہ: ۳ راول آرکیڈ ایف ۸، مرکز اسلام آباد۔

☆ فضل داد ہیومن رائٹس انسٹی ٹیوٹ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ مارچ ۲۰۰۲ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر اے ۱۵، گلی نمبر ۲۱، ایف ۷/۲، اسلام آباد۔ ۵۸

طریقہ کار کے لیے کچھ این جی اوز کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (HRCP):

مقاصد، تنظیم، طریقہ کار اور سرگرمیاں:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق ایک آزاد غیر سرکاری تنظیم ہے۔ جسے سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت رجسٹرڈ کروایا گیا ہے۔ کمیشن غیر سیاسی اور غیر منافع بخش بنیادوں پر رضا کارانہ طور پر خدمات انجام دیتا ہے۔ اس نے اپنے کام کا آغاز ۱۹۸۶ء میں کیا۔

مقاصد: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

☆ پاکستان میں انسانی حقوق کے آفاقی منشور اور اس سے متعلق چارٹروں، معاہدوں، میثاقوں، قراردادوں، سفارشات اور بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ اُصولوں کی منظوری وتوثیق اور ان پر عمل در آمد کے لیے جدوجہد کرنا ملک میں تحقیق ومطالعہ کا فروغ اور تسلیم شدہ اُصولوں کے حق میں رائے عامہ کو متحرک کرنے کیلئے ابلاغ کی تمام میسر ذرائع کا استعمال اور اس مقصد کے فروغ کیلئے دیگر سرگرمیوں کا اہتمام کرنا۔

☆ انسانی حقوق کے فروغ میں مصروف افراد، قومی اور بین الاقوامی گروپوں اور تنظیموں کے ساتھ تعاون اور امداد اور ملک میں اور ملک سے باہر انسانی حقوق سے متعلق اجلاسوں، مذاکروں اور سمیناروں میں شرکت۔

☆ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی روک تھام کیلئے مناسب اقدام، ان خلاف ورزیوں کا نشانہ بننے والوں اور انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے جدوجہد کرنے والے افراد اور گروپوں کی قانونی مدد اور دیگر معاونت۔

☆ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے الزامات کا نوٹس لینا اور مناسب ذرائع سے اس کی تفتیش کرنا، انکوائریاں منعقد کرنا اور دادرسی کے لئے متعلقہ حکام کو سفارشات وتجاویز پیش کرنا اور ان رپورٹوں

اور سفارشات کی اشاعت کا اہتمام کرنا۔۵۹

جنرل باڈی

ہر ایسا بالغ شخص، جو انسانی حقوق کے ساتھ والہانہ وابستگی (Commitment) رکھتا ہو، اور تنظیم کے مقاصد کے ساتھ اتفاق کرتا ہو، اس کا ممبر بن سکتا ہے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا بالاتر ادارہ، اس کی جنرل باڈی ہے جنرل باڈی کا سال میں کم از کم ایک اجلاس ہوتا ہے۔ جس میں تنظیم کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی جاتی ہے اور آڈٹ شدہ حسابات کی منظوری دی جاتی ہے۔ جنرل باڈی ہر تین سال بعد کونسل کے ارکان کا انتخاب کرتی ہے۔

کونسل:

تنظیم کے انتظامی اختیارات ہر تین سال بعد منتخب کی جانے والی کونسل کو حاصل ہیں۔ کونسل تنظیم کے عہدیداروں کا انتخاب کرتی ہے جن میں ایک چیئر پرسن زیادہ سے زیادہ پانچ وائس چیئر پرسنز، ایک سیکرٹری جنرل اور ایک خزانچی شامل ہوتے ہیں۔ ان عہدیداروں کا انتخاب تین سال کیلئے کیا جاتا ہے اور کوئی عہدیدار مسلسل دوبار سے زیادہ منتخب نہیں کیا جاسکتا۔ حکومت یا کسی سیاسی پارٹی کا صوبائی یا مرکزی سطح کا عہدیدار کمیشن کا عہدیدار نہیں بن سکتا۔ کمیشن کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور ترجیحات کا تعین کرنے کیلئے سال میں کونسل کے کم از کم دو اجلاس ہوتے ہیں۔ کونسل میں ملک کے تمام صوبوں وفاقی دارالحکومت اور ملک کی مذہبی اقلیتوں کے نمائندے موجود ہوتے ہیں۔

مالیات:

تنظیم کیلئے مالی وسائل کی فراہمی کا ذریعہ ممبر شپ فیس اور ایسے ہم خیال افراد تنظیموں اور اداروں کی عطیات ہیں جو انسانی حقوق کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ جملہ عطیات کی وصولی کیلئے کونسل کی منظوری لازمی ہے۔

موجودہ تنظیم:

تنظیم کے پہلے چھ برسوں میں اس کی سربراہی کا منصب سپریم کورٹ کے سابق جج جناب جسٹس دراب پٹیل کے سپرد رہا۔ وہ ۱۹۸۷ء اور ۱۹۹۰ء میں منتخب کئے گئے۔ ان کے بعد ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۹ء تک محترمہ عاصمہ جہانگیر بھی دوبار اس منصب کیلئے منتخب ہوتی رہیں۔ آج کل بھی وہ اس کی سربراہ ہیں۔

تنظیم کے عہدیداران ۱۹۹۹ سے ۲۰۰۰ درج ذیل تھے۔

جناب افراسیاب خٹک	چیئر پرسن
محترمہ حنا جیلانی	سیکرٹری جنرل
ائیر مارشل ریٹائرڈ ظفراے چوہدری	خزانچی

تمام صوبائی دارالحکومتوں میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی شاخیں کام کررہی ہیں جن کے سربراہ وائس چیئر پرسن ۱۹۹۹ء سے درج ذیل ہیں۔

سندھ:	جناب علی حسن	بلوچستان:	ڈاکٹر امیرالدین
سرحد:	محترمہ مسرت ہلالی	پنجاب:	محترمہ طاہرہ مظہر علی

لاہور میں مرکزی سیکرٹریٹ کے ڈائریکٹر جناب آئی اے رحمٰن ہیں کراچی، پشاور اور کوئٹہ میں ذیلی دفاتر ہیں۔ ایک سپیشل ٹاسک فورس حیدر آباد (سندھ) اور ایک ملتان (پنجاب) میں کام کررہی ہے۔ اسلام آباد میں کمیشن کے زیر اہتمام ایک مرکز برائے فروغ جمہوریت قائم کیا گیا ہے۔

قصبوں میں کور گروپوں کی سرگرمیوں کو منظم کرنے کیلئے رپورٹنگ سنٹرز بنائے جارہے ہیں تاکہ انسانی حقوق کے فعال اور سرگرم کارکن انسانی حقوق کی صورت حال کا جائزہ لے سکیں اور عوامی شعور بیدار کرسکیں۔ دور دراز علاقوں میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی صورت حال سے آگہی حاصل کرنے کیلئے کمیشن نے نامہ نگار مقرر کئے ہیں جن کی تعداد ۷۰ سے زیادہ ہے۔[۶۰]

سرگرمیاں:

پاکستان کمشین برائے انسانی حقوق کی سرگرمیوں کا دائرہ انسانی حقوق کے لئے شعور وآگہی کے فروغ، جائزہ ونگرانی اور حقائق کی تلاش تک پھیلا ہوا ہے۔ کمیشن ان سرگرمیوں کیلئے اپنے فعال کارکنوں کو متحرک رکھتا ہے۔ لابنگ، احتجاج اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور محرومیوں کے مقدمات میں عدالتی کاروائی میں شرکت ومداخلت بھی کمیشن کی سرگرمیوں کا حصہ ہے۔ کمیشن نے مختلف موضوعات پر جن سیمیناروں، ورکشاپوں اور دیگر سرگرمیوں کا اہتمام کیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

جمہوریت، دستور، عدلیہ، قانون:

☆ عدلیہ اور وکلاء کی آزادی ۱۹۸۹ء۔ آئینی اصلاحات ۱۹۹۱ء۔

☆ عدالتی تاخیر کے باعث فریقین کی مشکلات اور انصاف کاریاں ۱۹۹۱ء۔

☆ توہین عدالت کا قانون ۱۹۹۲ء۔ آئینی اصلاحات کا جائزہ ۱۹۹۲ء۔

☆ آٹھویں ترمیم ۱۹۹۳ء۔ جمہوری طرز حکمرانی ۱۹۹۳ء انتخابی قوانین اور روایات ۱۹۹۳ء۔

☆ جمہوریت کے لوازم ۱۹۹۳ء۔ توہین عدالت کے قانون میں ترامیم ۱۹۹۴ء۔

☆ محروم اور پسماندہ لوگوں کیلئے مسودہ قانون کی تیاری ۱۹۹۴ء۔

☆ پریس کی آزادی ۱۹۹۵ء۔ فوجداری انصاف ۱۹۹۵ء قبائلی علاقوں میں بالغ رائے دہی ۱۹۹۵ء۔

☆ پینل سسٹم ریفارم ۱۹۹۵ء۔ ریاستی اداروں کا احتساب ۱۹۹۵ء۔ معلومات کا حق ۱۹۹۵ء۔

☆ طرز حکمرانی ۱۹۹۵ء۔ تکثیریت Pluralism ۱۹۹۷ء۔ عدلیہ ۱۹۹۷ء۔ پولیس کا نظام ۱۹۹۷ء۔

☆ صوبائی خودمختاری ۹۹،۱۹۹۸ء۔ سیاست میں عورتوں کی شرکت ۹۹،۱۹۹۸ء۔۔

انسانی حقوق کے شعور اور سرگرم کارکنوں کی تربیت کیلئے ورکشاپ:

☆ حقائق کی تلاش کا مشن ۱۹۹۰ء۔ انسانی حقوق کے سرگرم کارکنوں اور نامہ نگاروں کی تربیت کیلئے ۴ ورکشاپوں کا سلسلہ ۱۹۹۱ء۔

☆ سرگرم کارکنوں کیلئے مانیٹرنگ کا طریقہ کار ۱۹۹۲ء۔ انسانی حقوق کی تنظیمیں ۱۹۹۳ء۔

☆ سرگرم کارکنوں کی ذمہ داریاں ۱۹۹۳ء۔ نوجوان اور انسانی حقوق ۱۹۹۳ء۔

☆ ایٹمی اسلحہ پر پابندی ۱۹۹۳ء۔ آلودگی ۱۹۹۳ء۔ سندھ کے قصبات میں بیداری و آگہی کیلئے سیمینارز ۱۹۹۳ء۔ زرعی سندھ میں گروی مزدوری ۱۹۹۵ء۔ فعال کارکنوں کی ذمہ داریاں ۱۹۹۵ء۔ فعال کارکنوں کی موبلائزیشن ۱۹۹۶ء۔ فعال کارکنوں کی تربیت کا دوسرا مرحلہ ۱۹۹۷ء۔ فعال کارکنوں اور نامہ نگاروں کی ورکشاپ ۱۹۹۸ء۔ کور گروپوں کی تشکیل ۱۹۹۸ء۔ کور گروپ کوآرڈی نیٹرز ورکشاپ ۱۹۹۹ء۔ سرگرم کارکنوں کی ورکشاپ ۱۹۹۹ء۔

خواتین، بچوں اور مزدوروں کے حقوق:

☆ عورتوں کے خلاف صنفی امتیاز کے قانون کی اہمیت ۱۹۸۷ء۔ سول لیبر فورس کے مسائل ۱۹۹۰ء۔

☆ حدود آرڈی نینس اور زنا ۱۹۹۲ء۔ بچوں کی مزدوری اور ان سے بدسلوکی ۱۹۹۲ء۔

☆ مزدوروں کے حقوق ۱۹۹۲ء۔ ایک پبلک ٹریبونل میں عورتوں پر تشدد کے مقامات ۱۹۹۳ء۔

☆ بچوں کے حقوق کا میثاق ۱۹۹۴ء۔ عورتوں کے حقوق ۱۹۹۴ء۔ عورتوں کو جلانا ۱۹۹۵ء۔

☆ عورتوں کی خرید وفروخت ۱۹۹۵ء۔ بچوں کے خلاف جرائم کا بل ۱۹۹۶ء۔

☆ جوانوں کے حقوق ۱۹۹۶ء۔ عورتوں پر کراچی اور حیدر آباد کے لسانی جھگڑوں کے اثرات ۱۹۹۶ء۔

☆ عورتوں کے حقوق کی بازیافت پر اثر انداز ہونیوالے سماجی ومعاشی حالات ایک مطالعہ ۱۹۹۶ء۔

☆ عورتوں کے خلاف صنفی امتیاز کے قانون سے متصادم قوانین کا جائزہ ۹۸-۱۹۹۷ء۔ عورتوں پر تشدد ۹۹-۱۹۹۸ء۔

☆ پنجاب کی جیلوں میں حوالاتی عورتیں، سیاست کے دھارے میں عورتوں کی شمولیت ۹۹۔۱۹۹۷۔

☆ گھریلو تشدد کا سروے ۹۹۔۱۹۹۸۔

☆ عورتوں کی نمائندگی بطور ایک انسانی حق ۱۹۹۸ء امن کے تصورات کی تعلیم بذریعہ زبان ۱۹۹۸ء۔

☆ عائلی قوانین پر سیمینار ۱۹۹۸ء۔

اقلیتیں، لسانی گروپ، قبائلی عوام:

☆ مذہبی، گروہی اور فرقہ وارانہ عدم رواداری ۱۹۹۱ء۔ قبائلی عوام کے حقوق ۱۹۹۲ء۔

☆ اقلیتوں کے حقوق ۱۹۹۲ء۔ اقلیتوں کی حیثیت ۱۹۹۳۔ سندھ میں امن کیلئے جدوجہد ۱۹۹۵ء۔ بلوچستان کے قبائلی جھگڑے ایک مطالعہ ۱۹۹۶ء۔

تحویل میں موت، تعذیب وجرم:

☆ تعذیب اور غیر انسانی سزائیں ۱۹۹۰۔ تعذیب اور تحویل میں موت ۱۹۹۳ء۔

☆ تعذیب ۱۹۹۷ء۔ غیر محفوظ قیدی ۱۹۹۷ء۔ فعال کارکنوں کے ذریعے جیلوں کی نگرانی ۱۹۹۷ء۔

☆ تعذیب کی روک تھام اُصول وطریقہ کار ۱۹۹۹ء۔ تشدد کی ممانعت ۱۹۹۹ء۔

☆ معیارات پر عمل ۱۹۹۹ء۔

حقائق کی تلاش کے مشن:

☆ فرقہ وارانہ فسادات، لاہور ۱۹۸۶ء۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کا تشدد سندھ ۱۹۸۶ء۔

☆ ننکانہ صاحب میں فسادات ۱۹۸۰ء۔ چک سکندر میں فسادات ۱۹۸۹ء۔

☆ سندھ میں لسانی جھگڑا ۱۹۹۰۔ بلوچستان کے خصوصی قوانین ۱۹۹۰ء۔

- ☆ غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کی توڑ پھوڑ ۱۹۹۲ء۔ گلگت کے فرقہ وارانہ فسادات ۱۹۹۳ء۔
- ☆ چولستان کے اونٹ سوار بچے ۱۹۹۳ء سندھ کے پرائیوٹ جیل ۱۹۹۳ء۔
- ☆ سندھ، انکوائری ۱۹۹۴ء۔ دینی مدارس میں بچوں کی بیڑیوں میں بندش ۱۹۹۴ء۔
- ☆ بچوں کی مزدوری، قالین بافی، کھیلوں کی صنعت، کان کنی اور غیر روایتی شعبوں میں ۱۹۹۴ء۔
- ☆ مسیحی آبادی پر حملے ۱۹۹۴ء۔ سندھ میں لاقانونیت ۱۹۹۴ء، ذکریوں کے خلاف مذھبی تعذیب ۱۹۹۴ء۔ کراچی میں امن کیلئے جدوجہد ۱۹۹۵ء۔ سندھ میں گروی مزدور بچے ۱۹۹۶ء۔ تھر انکوائری ۱۹۹۷ء۔
- ☆ اس کے علاوہ تحویل میں موت، توہین رسالت اور عورتوں پر تشدد کے بیسیویں واقعات کی تحقیق کی گئی۔

مطبوعات: سالانہ

- ☆ پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال۔
- ☆ ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۹ء تک سالانہ رپورٹیں انگریزی میں۔
- ☆ ۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۹ء تک ان سالانہ رپورٹوں کے اُردو ایڈیشن بھی شائع کئے گئے۔

سہ ماہی:

نیوز لیٹر انگریزی میں جنوری، اپریل، جولائی، اکتوبر کے مہینوں میں شائع ہوتا ہے،

- ☆ جہدِ حق اُردو جنوری ۱۹۹۳ء سے ہر ماہ شائع ہو رہا ہے۔
- ☆ جہدِ حق سندھی ایڈیشن نومبر ۱۹۹۷ء سے شائع ہو رہا ہے۔
- ☆ جہدِ حق کا پشتو، بلوچی، بروہی ایڈیشن بھی شائع ہو رہا ہے۔

سیمیناروں کی رپورٹیں:

گروی مزدوری CEDAW، مزدوروں کے حقوق، عدالتوں میں تاخیر، نظام سزا، جیلوں کی صورت حال، غیر محفوظ قیدیوں کے حقوق کے موضوعات پر سیمینار اور حقائق کی تلاش کے مشنوں کی رپورٹیں بھی شائع کی گئیں۔

عدالتی کاروائی میں شرکت:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے لاہور، کراچی، حیدرآباد، کوئٹہ، پشاور اور ملتان میں محدود

پیمانے پر متاثرین کو قانونی امداد فراہم کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ کمیشن کی طرف سے گروی مزدوری، قیدی عورتوں پر جنسی تشدد، نوعمر قیدیوں کے حالات، غیر قانونی حراست، تحویل میں اموات، مزدوروں کو مناسب اجرت سے انکار، سول حقوق سے انکار اور توہین مذہب کے متعدد مقدمات میں عدالتی کارروائی میں شرکت کی گئی۔

بین الاقوامی کانفرنسوں میں شرکت:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق بین الاقوامی سطح پر انسانی حقوق کی غیر سرکاری تنظیموں کی کانفرنسوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتا ہے۔[61]

☆ **دامان ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن:** سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: گاؤں پاریتی والا نکلی روڈ پوسٹ آفس ٹبی قیصرانی تحصیل تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان پنجاب۔

اس کے صدور وسیم واہگہ ہیں۔ سالانہ بجٹ ایک ملین روپے ہے۔ پنجاب کے مختلف دیہاتوں میں بنیادی انسانی حقوق کی بحالی کے لئے کام کررہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے بچیوں کو خواندہ کرکے انہیں اس قابل بناتے ہیں کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہوسکیں اور اپنے حقوق سے آگاہ ہوں۔ عوام کو بھی حقوق سے آگاہی دلاتے ہیں اور ان کی ترقی کے منصوبوں پر کام کرتے ہیں۔ تنظیم دیگر مقامی تنظیموں کو تربیت بھی دیتی ہے اور ان کو منصوبوں کی تکمیل کے لئے مالی مدد بھی فراہم کرتی ہے۔

تنظیم نے گذشتہ کئی سالوں میں جو پراجیکٹ مکمل کئے وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ ۲۰۰۳ میں ایکشن ایڈ کی طرف سے پراجیکٹ ملا تھا۔ اس پراجیکٹ کے تحت دامان میں امن کے لئے شعور بیدار کیا گیا۔

۲۔ ۲۰۰۳ میں دوسرا پراجیکٹ اقوام متحدہ کے ترقیاتی ادارے کی طرف سے جنگلی حیات کی بقاء کا ملا تھا

۳۔ تیسرا پراجیکٹ ۲۰۰۳ میں نیشنل ڈونر (TVO) ٹرسٹ فار والنٹری آرگنائزیشن کی طرف سے بچیوں کے پرائمری سکولوں کا ملا تھا۔

۴۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کی طرف سے صنفی امتیاز کے خاتمے کے لئے ۲۰۰۵ میں تحقیقی پراجیکٹ ملا تھا۔ مندرجہ بالا پراجیکٹ اپنے وقت پر پایہ تکمیل کو پہنچ چکے ہیں۔

تنظیم اپنا کام تائید و پرچار اور تحقیق کے ذریعے کرتی ہے۔[62]

☆ **دانش:** سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ۲۵۲ گلشن اقبال ہاوسنگ کالونی عارف والا ڈسٹرکٹ پاک پتن، پنجاب۔

اس کے صدر محمد جلیل بٹ ہیں۔ سالانہ بجٹ ایک ملین روپے ہے۔ انسانی حقوق کے لئے کام کرتے ہیں۔ خاص طور پر معاشرے کے نظر انداز کئے ہوئے طبقے یعنی خواتین کی ترقی کے لئے منصوبے بناتے ہیں۔ بچیوں کے لئے تعلیم کا انتظام کرتے ہیں۔ غربت میں کمی کے لئے منصوبے بناتے ہیں۔ اداراتی ترقی و بحالی کے لئے کام کرتے ہیں۔ ان مندرجہ بالا تمام اُمور پر تحقیق کرتے ہیں اور پھر اسے شائع کرتے ہیں۔

تنظیم نے ۵۰۰ لوگوں کو تربیت دینے کا پانچ سالہ منصوبہ شروع کیا ہے تاکہ یہ تربیت یافتہ افراد آگے چل کر انسانی حقوق اور معاشرے کی ترقی کے لئے کام کرسکیں۔ اپنے کام کے سلسلے میں ان کا جن بین الاقوامی این جی اوز کے ساتھ اتحاد ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

ہیومن رائٹس واچ، سیودی چلڈرن، ہیومن ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن یو ایس اے، چلڈرن بیورو ایکسپریس، ایکشن ایڈ، عورت فاؤنڈیشن اور سوشل ایکشن پروگرام۔

وسائل:

ممبر شپ فیس، افراد کی طرف سے مدد، قرضوں کا حصول اور بین الاقوامی مالی اداروں کی طرف سے مدد ملتی ہے۔[۶۳]

بچوں اور خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والی این جی اوز:

بچوں اور خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والی چند این جی اوز کے نام، رجسٹریشن ایکٹ اور صدر دفاتر کے پتے:

☆ آھنگ:۔ سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ اور کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ مئی ۱۹۹۴ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر G۲۸/۲۹ ایمبیسی ویلا ۱۰ چودھری خلیق الزمان روڈ کلفٹن کراچی سندھ۔

☆ عورت پبلیکیشن اینڈ انفارمیشن سروس فاؤنڈیشن: سوسائیٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۸۶ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ۱۸B ایل ڈی اے گارڈن ویو اپارٹمنٹس لارنس روڈ لاہور پنجاب۔

☆ اپوا: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: B/ ۶۷ گارڈن روڈ کراچی سندھ۔

☆ بلیوویز ویمن ویلفیئر اینڈ ریلیف سروسز: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ دسمبر ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ۲۱ سیکنڈ فلور اسلامیہ کلب بلڈنگ پشاور کینٹ صوبہ سرحد۔

☆ خیبر ویلفیئر ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: نیشنل بنک کالونی قاسم آباد وزیر باغ روڈ پشاور صوبہ سرحد۔

☆ فیملی پلاننگ ایسوسی ایشن آف پاکستان: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ خواتین کو صحت کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: A-۳ ٹیمپل روڈ لاہور پنجاب۔

☆ مکران ایجوکیشنل اینڈ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ خواتین کو تعلیمی سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔

پتہ: Absor تربت مکران صوبہ بلوچستان۔

☆ پاکستان ویمن لائر ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جولائی ۱۹۸۱ میں رجسٹریشن ہوئی۔ خواتین کو قانونی امداد فراہم کرتے ہیں۔

پتہ: ۱۰-۷، 7th فلور کاشف سنٹر کراچی سندھ۔

☆ سحر ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ خواتین کی ترقی اور تعلیم کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۷ گلی نمبر I مہاجر کالونی تحصیل چشتیاں ضلع بہاولنگر پنجاب۔

☆ صوابی ویمن ویلفیئر سوسائٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ نومبر ۱۹۹۲ کو رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: کرنل شیر خان ٹاؤن صوابی، صوبہ سرحد۔

☆ دی پروڈنٹس: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: E/۵-۶-۴۶ طلسہ روڈ لالہ زار راولپنڈی پنجاب۔

☆ وار اگینسٹ ریپ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن ۱۹۸۹ میں ہوئی۔ جن خواتین پر تشدد ہوتا ہے ان کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اور ان کو تحفظ فراہم کرتے ہیں۔

پتہ: 4th، 18-C کمرشل لین ذمزمہ، ڈی ایچ اے فیز ۵ کراچی، سندھ۔

☆ ورکنگ ویمن آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۹۸۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔ کام کرنے والی خواتین کے حقوق کے لئے جدوجہد کرتے ہیں۔

پتہ: ای ۶ ۳ گلی نمبر ۲ اقبال پارک والٹن روڈ لاہور کینٹ پنجاب۔ ۶۴

چند این جی اوز کی تفصیل:

☆ اپوا آل پاکستان ویمن ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس، ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے

پتہ: اپوا ہیڈ کوارٹر B/۶۷ گارڈن روڈ کراچی سندھ۔

اس تنظیم کی صدر بیگم تزئین فریدی ہیں۔ ۱۹۶۳ کو رجسٹریشن ہوئی۔ تنظیم کا بنیادی کام خواتین کی معاشی اور معاشرتی ترقی کے لئے کام کرنا ہے اور خواتین کو اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے فیصلے خود کر سکیں۔

اس کے علاوہ خواتین اور بچیوں کو صحت کی سہولتیں فراہم کرتے ہیں۔ خواتین کو قانونی مدد فراہم کرتے ہیں۔ ذراع ابلاغ میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے پروگرام کرتے ہیں۔ خواتین میں شعور بیدار کرنے کے لیے آگاہی پروگرام بھی کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے خواتین کو تربیت بھی دیتے ہیں۔ ۲۰۰۲ میں تقریباً دس کے قریب تربیتی پروگرام ہوئے۔ پانچ تحقیقی سروے منعقد ہوئیں۔

مقاصد:

☆ خواتین اور بچوں کو اخلاقی، سماجی اور معاشی ترقی کی راہ پر گامزن کرنا۔

☆ قابل خواتین کی ذہنی استعداد کو ملکی ترقی کے لئے استعمال کرنا۔

☆ خواتین کو قانونی امداد بہم پہنچانا، آئین میں جو انسانی حقوق ہیں ان کا تحفظ کرنا اور لوگوں کی معاشی حالت بہتر بنانا اور پورے ملک میں بلاکسی امتیاز کے سب کو صحت کی سہولتیں مہیا کرنا۔

وسائل:

ممبر شپ فیس، سروس فیس، حکومتی گرانٹ، نیشنل اور انٹرنیشنل ڈونرز مدد فراہم کرتے ہیں۔ نیز

مختلف پراجیکٹ میں لگائی ہوئی رقم سے بھی منافع آتا ہے۔ ان کے دفاتر پورے ملک میں ہیں۔۶۵

☆ ویمن ویلفیئر اینڈ ریلیف سروس:

اس تنظیم کی صدر شاہین قریشی ہیں ۔رجسٹریشن دسمبر ۱۹۹۹ء میں ہوئی یہ تنظیم خواتین کی صحت خصوصاً بریسٹ کینسر کے لئے کام کرتی ہے۔ان کا طریقہ کار یہ ہے کہ خواتین کے لئے تربیتی پروگراموں کا انعقاد کرتے ہیں اور انہیں اس موذی مرض سے بچنے کی تدابیر بتاتے ہیں۔اور اگر کسی کو یہ مرض لاحق ہو جائے تو اس کے علاج معالجے میں مدد کرتے ہیں اور ان کو آگاہی دیتے ہیں کہ مرض کا تدارک کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے تنظیم کے دفاتر میں ٹیلیفون کے ذریعے بھی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

مقاصد:

لوگوں میں کینسر کے متعلق شعور بیدار کرنا، اس مرض کے تدارک کے لئے یا ابتدائی مرحلے میں مرض کی تشخیص اور اس کے علاج کے لئے اقدامات کرنا۔اس مرض کے حوالے سے پمفلٹ، پوسٹر اور کتابچے شائع کرنا۔تنظیم صوبہ سرحد کے شہروں اور دیہاتوں میں کام کرتی ہے ان کے دفاتر ایبٹ آباد، اٹک، بنوں، چارسدہ، ہری پور، کوہاٹ، مانسہرہ، مردان، نوشہرہ، پشاور، صوابی، اور سوات میں ہیں۔

مستقبل کا ارادہ:

معاشرے کو خواتین کی صحت خاص بریسٹ کینسر سے آگاہ کرنا اور اس مرض سے حتی الامکان بچنے کی تدابیر کرنا۔حکومت کو اس بات کے لئے مجبور کرنا کہ وہ خواتین کی صحت کے حوالے سے قوانین بنائیں۔

تنظیم کا جگرانی فاؤنڈیشن یو ایس اے اور پاکستان ویمن نیٹ ورک کے ساتھ بھی رابطہ ہے۔۶۶

بچوں کی بہبود کے لئے کام کرنے والی این جی اوز کے نام، رجسٹریشن ایکٹ اور صدر، دفاتر کے پتے:

☆ ایسوسی ایشن آف نیٹ ورک فار کمیونٹی ایمپاورمنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔رجسٹریشن ۱۹۹۷ میں ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر 10 نیو شالیمار روڈ نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور پنجاب۔

☆ چائلڈ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: وارڈ نمبر ۵ کھوروڈ جوہی، پی او جوہی ڈسٹرکٹ دادو سندھ۔

☆ بابا زا فاؤنڈیشن ٹرسٹ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: C-۳۲سیان آرکیڈ فرسٹ سٹریٹ بدر کمرشل ایریا فیز ۵ ڈی ایچ اے کراچی سندھ۔

☆ چائلڈ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: وارڈ نمبر ۵، کھوروڈ جوہی، پی او جوہی، ڈسٹرکٹ دادو، سندھ۔

☆ کنسرن فار چلڈرن ٹرسٹ: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۷ میں رجسٹرڈ ہوئی۔

پتہ: بی ۶۳، اسٹیٹ ایونیو سائیٹ کراچی سندھ۔

☆ دارالخدمت ویلفیئر ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۳۔۱۷۵۔B محمود آباد کراچی I سندھ۔

☆ فلاورز: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: E/۸۴ رحمان بابا روڈ یونیورسٹی ٹاؤن پشاور صوبہ سرحد۔

☆ انسان فاؤنڈیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت ۱۹۹۳ میں رجسٹرڈ ہوئی۔

پتہ: ۳-A-۱۶۰ جوہر ٹاؤن لاہور پنجاب۔

☆ انسٹیٹیوٹ آف سوشل ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ فروری ۱۹۸۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: مکان نمبر D-۱۳۴ بلاک ۵ کہکشاں کلفٹن کراچی سندھ۔

☆ خبیب فاؤنڈیشن: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ قیدی بچوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۹ گلی نمبر ۴۴، F۸/i اسلام آباد۔

☆ ساحل: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اپریل ۱۹۹۷ میں رجسٹریشن ہوئی۔ بچوں پر جنسی تشدد کے خلاف کام کرتے ہیں۔

پتہ: ۱۳ فرسٹ فلور البابر سنٹر اسلام آباد۔

☆ سویرا: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ اور ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ رجسٹریشن ۱۹۹۵ میں ہوئی۔

پتہ: ۴۲۷ گلشن بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور پنجاب۔

☆ شاہ عبداللطیف سماجی سنگھٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ دسمبر

۱۹۹۱ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: تجوانی ڈسٹرکٹ جیک آباد سندھ۔

☆ ایس او ایس چلڈرن ویلیجز آف پاکستان: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ستمبر ۱۹۷۵ میں رجسٹریشن ہوئی۔ یتیم بچوں کی کفالت کے لئے پورے ملک میں گاؤں بنائے ہوئے ہیں جہاں پر ان کو تعلیم وصحت کی سہولتیں دی جاتی ہیں۔ نیز بچوں کی ہر قسم کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔

پتہ: فیروز پور روڈ لاہور، پنجاب۔

☆ گجرانوالہ کمیونٹی ڈویلپمنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: جناح روڈ نزد طارق ملز گجرانوالہ پنجاب۔ ۶۷

چند این جی اوز کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

☆ سپارک: سوسائٹی فار پروٹیکشن آف دی رائٹس آف چائلڈ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: فلیٹ نمبر ۱۴، 4th فلور، ۱۰۹ ویسٹ سردار بیگم پلازہ بلیو ایریا، اسلام آباد۔

اس تنظیم کے صدر جاوید جبار ہے اور ڈائریکٹر انیس جیلانی ہیں۔ ۱۹۹۲ میں اس کی رجسٹریشن ہوئی۔ تنظیم بنیادی طور پر بچوں کے حقوق کے حوالے سے کام کرتی ہے۔ معاشرے میں بچوں کو ان کا جائز حق دلانے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ بچوں کی صحت اور تعلیم کے لئے منصوبے بناتے ہیں اور ان کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتے ہیں۔ نیز بچوں پر جنسی تشدد، بچوں کی جبری مشقت اور بچوں کے اغواء کے خلاف کام کرتے ہیں۔ قیدی بچوں کو قانونی مدد فراہم کرتے ہیں۔ لوگوں کو بچوں کے حقوق سے آگاہی کے لئے تربیت دیتے ہیں۔ تنظیم نے پاکستان میں بچوں کی سمگلنگ اور گھروں میں کام کرنے والے بچوں پر تحقیق بھی کی ہے۔

مقاصد:

تنظیم کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کے حقوق محفوظ ہو جائیں اور اقوام متحدہ نے بچوں کے لئے جو قوانین تعلیم، انصاف اور جسمانی سزاؤں کے حوالے سے بنائے ہیں ان پر عملدرآمد کرایا جائے۔

تنظیم ملک کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر میں سرگرم عمل ہے۔ شہروں اور دیہاتوں میں یکساں طور پر کام کرتے ہیں۔ بین الاقوامی مالی ادارے تنظیم کی مدد کرتے ہیں جن میں نارویجن ایجنسی برائے ترقی، سوئس ڈویلپمنٹ کارپوریشن، کنیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی اور غلامی کے خلاف بین الاقوامی تنظیم شامل ہے۔۶۸

چائلڈ ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن

تنظیم کی صدر سعدیہ محمود ہیں۔ تنظیم بنیادی طور پر بچوں کے حقوق کے حوالے سے کام کرتی ہے۔ جن میں بچوں کی تعلیم، ماں اور بچے کی صحت کی بحالی اور بچوں کو معاشرے کی ترقی میں عملی حصہ لینے کے لئے راغب کرنا شامل ہیں۔

بچوں کے حقوق کے حوالے سے تنظیم دیگر تنظیموں مثلاً سپارک، لیس نیٹ پاکستان اور مقامی تنظیموں کے ساتھ مل کر بھی کام کرتی ہے۔ بچوں کے حقوق کے علاوہ تنظیم قدرتی آفات، معاشرتی ترقی، توانائی، ماحول کی بہتری اور صحت کی سہولیات بھی بہم پہنچاتی ہے۔ نوجوانوں کی بہبود کے لئے انفارمیشن ٹیکنالوجی کو فروغ دینے کے لئے بھی کام کر رہی ہے۔ یہ تنظیم صرف داد و صوبہ سندھ میں کام کر رہی ہے۔

وسائل:

ممبر شپ فیس، سروس فیس، قومی اور بین الاقوامی مالیاتی ادارے مدد کرتے ہیں۔۶۹

انسانی حقوق کی علمبردار زیادہ تر این جی اوز کو صرف خواتین کے حقوق نظر آتے ہیں کیونکہ جدید مغربی تہذیب کا یک دل پسند موضوع عورت ہے۔

مغرب سے اُٹھنے والی تحریک آزادی نسواں نے گذشتہ ایک صدی کے اندر نہ صرف یورپ اور امریکہ کو اپنی لپیٹ میں لیا بلکہ اکثر ایشیائی اور افریقی ممالک میں بھی پنجے گاڑ لیے ہیں۔ ان کا اصل ہدف مسلم معاشرہ اور اس کی اکائی مسلم خاندان ہے۔ مسلم معاشروں میں عورت کے حوالے سے اپنا الگ نظام ہے جس کا مرکز و محور عورت ہے۔ مغرب کی جدید تحریک نسواں کا المیہ یہ ہے کہ وہ عورت کے فطری دائرہ کار کو بدل کر معاشرے کے توازن کو درہم برہم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عورتوں کو خانگی ذمہداریوں سے نکال کر مردوں کے شانہ بشانہ دوڑانا چاہتے ہیں۔ جس سے بے حیائی و عریانی کا سیلاب آجائے گا۔ خاندانی نظام تباہ ہو جائے گا۔ اولاد یعنی نئی نسل تباہ ہو جائے گی۔ شوہر پریشان ہو جائیں گے۔ یہ سب کچھ وہ ایک سازش کے تحت

کررہے ہیں جس کا مقصد عورت کو خاندان کے بندھن سے آزاد کرنا ہے تاکہ مسلم معاشرے کا تار و پود بکھیر کر اسلامی معاشرے کو کمزور کر دیا جائے اور عورت کو اللہ کی مقرر کردہ حدود کے خلاف اکسا کر بغاوت پر آمادہ کیا جائے۔ خواتین کو عریاں اور بے حجاب کرنے کے لئے بے شمار تنظیمیں وجود میں آگئی ہیں۔ وہ خواتین کو ہر طرح سے مساوات مرد و زن کے پرفریب نعروں کے ذریعے گھروں سے نکلنے کی ترغیب دے رہی ہیں۔ این جی اوز نے آج تک کشمیر کی مظلوم عورتوں کی حمایت نہیں کی۔ فلسطین کی روتی عورتیں ان کو نظر نہیں آتیں۔ وہاں قتل ہونے والے بچے اور تڑپتی لاشیں کبھی ان کا موضوع سخن نہیں ہے۔ عراق و افغانستان کے مظلوم عوام پر لاکھوں ٹن کی بارود کی بارش سے ان کو کبھی ظلم و ستم کی بو نہیں آئی۔ ان کو دہشت گردی صرف مسلمانوں میں نظر آتی ہے۔ انسانی حقوق کا واویلا کرنے والے بارود برسا کر پہلے خود معذور کرتے ہیں اور پھر ہمدردی کرتے ہوئے ان کا علاج کرتے ہیں۔ بارودی سرنگیں بچھاتے ہیں اس کے نتیجے میں معذور ہونے والے افراد کے علاج کے لئے این جی اوز قائم کر لیتے ہیں جو معذوروں کا علاج کر کے ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ این جی اوز نے چائلڈ لیبر کے نام پر پاکستان کی قالین بانی کی صنعت کو بھی بہت نقصان پہنچایا حالانکہ امریکہ میں کئی بچے معاش کمانے میں مصروف ہیں۔

ووکیشنل تعلیم دینے والی این جی اوز

خواتین اور بچوں کی بہبود کے لئے کام کرنے والی زیادہ تر این جی اوز ہنر بھی سکھاتی ہیں۔

☆ بہبود نسواں نیٹ ورک: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر P/۹۴۴۹ گلی نمبر I، محلہ اسلام نگر، فیصل آباد پنجاب۔

☆ چلڈرن اینڈ ویمن رائٹس ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: نزد یوتھ کمیونٹی ماڈل سکول پیپل سٹاپ ورسک روڈ پشاور، صوبہ سرحد۔

☆ ڈویلپمنٹ فار ایجوکیشن، انوائرمنٹ، پاورٹی ایلیوشن اینڈ پاپولیشن ویلفیئر: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: فرسٹ فلور ریلوے ریزرویشن ایجنسی سرکلر روڈ دولت گیٹ ملتان، پنجاب۔

☆ ایکو کنزرویشن انسٹیٹیو: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ پائیدار ترقی کے لئے کام کرتے ہیں۔ مختلف قسم کے ہنر بھی سکھاتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۱۰۴۱ گلی نمبر I ۱۸/۴ I اسلام آباد

☆ اسکاوٹس فاؤنڈیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: اسکاوٹس ہاؤس ۲۶ ڈیوس روڈ لاہور، پنجاب۔

☆ فاطمہ میموریل ٹرسٹ ہسپتال: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۴۴ میں رجسٹریشن ہوئی۔ بنیادی طور پر صحت کے لئے کام کرتے ہیں۔ نیز ہنر بھی سکھاتے ہیں۔

پتہ: فاطمہ میموریل ہسپتال شادمان لاہور پنجاب۔

☆ فیلکن یوتھ ویلفیئر آرگنائزیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: گاؤں خالو، تحصیل غازی، ضلع ہری پور صوبہ سرحد۔

☆ حسن آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: حسین چوک مین بازار سکردو، صوبہ سرحد۔

☆ ھیلتھ انوائرمنٹ اینڈ ویمن ڈویلپمنٹ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ مارچ ۱۹۹۹ء میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: زیب پلازہ تہکال پایان یونیورسٹی روڈ پشاور، صوبہ سرحد۔

☆ ہیومن ڈویلپمنٹ سوسائٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ کمیونٹی ڈویلپمنٹ کے لئے کام کرتے ہیں۔ اور مختلف ہنر بھی سکھاتے ہیں۔

پتہ: فلیٹ نمبر ۱۷ کمرشل ایریا چمن ہاؤسنگ سکیم کوئٹہ بلوچستان۔

☆ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ نیٹ ورک: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ افرادی قوت کی ترقی کے لئے مختلف ہنر سکھاتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۱۴۱ گلی نمبر ۵۶، F۶/۴ اسلام آباد۔

☆ جوہر میڈیکل اینڈ ایجوکیشنل ٹرسٹ: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: جوہر ہاؤس B/۶۹۵ ماڈل ٹاؤن خان پور ڈسٹرکٹ رحیم یار خان پنجاب۔

☆ کراچی ووکیشنل ٹریننگ سنٹر: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اگست ۱۹۹۱ میں رجسٹریشن ہوئی۔ معذوروں کو ہنر سکھاتے ہیں۔

پتہ: P-۱۰ کمرشل ایونیو فیز ۴، ڈی ایچ اے کراچی سندھ۔

☆ لائیٹ ہوم فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اپریل ۱۹۹۱ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: ایس ٹی۔۱۳ امجید آباد بجلی گھر مردان، صوبہ سرحد۔

☆ لیاری کمیونٹی ڈویلپمنٹ پراجیکٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اپریل ۱۹۶۳ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: نزد مولوی عثمان پارک، چکی واڑہ نمبر ۲ لیاری کراچی سندھ۔

☆ مدنی ویمن ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: کاشی آٹو مارکیٹ جی ٹی روڈ کوٹ ادو، سندھ۔

☆ ملاکنڈ رورل سپورٹ تحریک آف ہیومینٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جنوری ۱۹۹۰ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: گاؤں ہیبت گرام، پوسٹ آفس تھانہ، ملاکنڈ صوبہ سرحد۔

☆ مسلم ایجوکیشن ویلفیئر سوسائٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ :B۔۶۲ سیکٹر ۲، خیابان سرسید راولپنڈی پنجاب

☆ نیشنل رورل سپورٹ پروگرام :کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔غربت کو مٹانے کے لئے لوگوں کو ہنر یافتہ کررہے ہیں۔

پتہ :۴۶ آغا خان روڈ F۶/۴ اسلام آباد۔

☆ پاکستان رورل ورکرز سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن :سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔لوگوں کو مختلف قسم کے ہنر سکھا کر دیہاتوں کو ترقی یافتہ کررہے ہیں۔

پتہ :۳۱ گلستان کالونی نزد الیس ٹی این ٹاور بہاول پور پنجاب۔

☆ پاکستان یوتھ آرگنائزیشن :سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ :میاں افضل ہسپتال سیالکوٹ روڈ گجرانوالہ پنجاب

☆ پاکستان ویلج ڈویلپمنٹ پروگرام :سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔جون ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ :A۔۸۸، سٹریٹ نمبر ۱۰ ڈیفنس آفیسر کالونی خیبر روڈ پشاور صوبہ سرحد۔

☆ پارٹیسپیٹری انٹی گریٹڈ ڈویلپمنٹ سوسائٹی :سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔مارچ ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ :مکان نمبر A۔ ۱۱، چمن ہاؤسنگ سکیم کوئٹہ بلوچستان۔

☆ رائز نگ سن ایجوکیشنل اینڈ ویلفیئر سوسائٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔جولائی ۱۹۹۵ میں رجسٹریشن ہوئی۔معذوروں کو صحت کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔نیز ان کو ہنر بھی سکھاتے ہیں۔

پتہ :مکان نمبر ۹۸/۹۷ نثار کالونی شامی روڈ لاہور پنجاب

☆ رورل ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن :سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ : چک نمبر JB۔ ۳۶۱ تحصیل گوجراں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ پنجاب۔

☆ صوابی وویمن ویلفیئر سوسائٹی :سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ : شیوہ اڈہ نواں کلی صوابی، صوبہ سرحد۔

☆ سیوا ڈویلپمنٹ ٹرسٹ سندھ :سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ دسمبر ۲۰۰۰

میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: A-۳ تھرڈ فلور سوک سنٹر خیر پور سندھ

☆ سوشل، کلچرل اینڈ ایجوکیشنل ویلفیئر ایسوسی ایشن: کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: یونیک اکیڈمی چوک نشتر آباد سرکلر روڈ پشاور صوبہ سرحد۔

☆ سوسائٹی آف کولیکٹیو انٹرسٹ اور ینٹیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۹۹۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: بالمقابل نیو برائیٹ فیوچر فیلوشپ سکول ارباب کرم خان روڈ شیخان کوئٹہ بلوچستان۔

☆ دی ڈویلپمنٹ اینڈ ویلفیئر ایجنسی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۱۵۰ فیز ۲ سیکٹر I بنوں صوبہ سرحد۔

☆ ٹرسٹ فار رورل اپ لفٹ اینڈ کمیونٹی ایجوکیشن: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: A-۲۲ پارک روڈ سکیم ۲ چک شہزاد اسلام آباد۔

☆ یونائیٹڈ رورل ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ فروری ۱۹۹۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔

پتہ: رحمان پلازہ بالمقابل جی پی او پشاور کینٹ صوبہ سرحد۔۷۰

ووکیشنل تعلیم دینے والی چند این جی اوز کی تفصیل:

☆ بہبود نسواں نیٹ ورک: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر P/۴۴۹ گلی نمبر I محلہ اسلام نگر فیصل آباد پنجاب۔

ای میل ایڈرس: bmn_fsd@hotmail.com

ایگزیکٹو ڈائریکٹر شازیہ غلام نبی ہیں۔ سالانہ بجٹ ۲ ملین سے ۵ ملین روپے تک ہے۔ یہ ہنر مند افراد میں اضافہ کر کے معاشرے کی ترقی میں حصہ لیتے ہیں۔ ہنر سکھانے کے علاوہ خواتین اور خصوصاً معذور خواتین کو تعلیم کی سہولت بھی پہنچاتے ہیں۔ ان کو صحت کی سہولت، قانونی امداد اور قرضوں کی فراہمی بھی کرتے ہیں۔ ان کا مشن یہ ہے کہ خواتین میں آگاہی پیدا کریں۔ اُنہیں ہنر یافتہ کر کے معاشرے کا مفید شہری بنائیں۔

مقاصد:

غریب طبقے کی خواتین کو اس قابل بنائیں کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکیں اپنے لئے روزگار تلاش کر سکیں اور دوسروں کے سامنے دست سوال نہ پھیلائیں۔ خواتین کی قابلیت کو سامنے لانے اور دوسرے لوگوں کو ان کی قابلیت سے استفادہ کرنے کے مواقع فراہم کریں۔

حکومت کو اس امر پر مجبور کریں کہ وہ خواتین کو مناسب سہولتیں فراہم کرنے کے لئے قوانین وضع کریں۔ اور ان کے حقوق کا تحفظ کریں۔ ان کے قومی اور صوبائی سطح پر مختلف اداروں کے ساتھ رابطے ہیں۔ تاکہ دیگر اداروں کے تجربات سے بھی استفادہ کیا جا سکے۔

عملہ: اعزازی ارکان ۱۱ ہیں۔ ۶ مرد اور ۵ خواتین۔ تنخواہ دار عملہ ۱۷ ہے۔ ۵ مرد ۱۲ خواتین، رضا کار ۲۲ ہیں۔ ۷ مرد ۱۵ خواتین۔

یہ این جی او پاکستان این جی او فورم کی کمیٹی کی ممبر ہے۔ اور پنجاب این جی اوز کوارڈی نیشن کونسل، نیٹ ورک فار کمیونٹی ایمپاورمنٹ اور سٹیزن ایکشن کمیٹی کے ساتھ ان کا اتحاد ہے۔ فی الحال صرف پنجاب کے ضلع فیصل آباد کے دیہاتوں میں کام کر رہے ہیں۔ مستقبل میں ان کا ارادہ ہے کہ خواتین کو ہنر سکھا کر اس قابل بنائیں کہ وہ گھروں میں چھوٹے پیمانے پر کاروبار شروع کر سکیں اور اپنی معیشت کا کوئی انتظام کر سکیں۔

وسائل: ساؤتھ ایشیاء فاؤنڈیشن، عورت فاؤنڈیشن اور دیگر بین الاقوامی مالیاتی ادارے مدد کرتے ہیں۔ ممبر شپ فیس بھی لیتے ہیں۔ اور مختلف مواقع پر تربیت یافتہ ہنر مند خواتین کی بنائی ہوئی مصنوعات کی فروخت سے جو منافع ملتا ہے وہ بھی انہی کاموں پر خرچ ہوتے ہیں۔ اے

☆ **فیلکن یوتھ ویلفیئر آرگنائزیشن:** ۱۹۸۷ء میں پشاور یونیورسٹی کے چند طلباء نے علاقہ غازی کے نوجوانوں اور سکولوں کے اساتذہ پر مشتمل ایک گروپ کے اشتراک سے علاقائی ترقی اور انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے فیلکن یوتھ ویلفیئر آرگنائزیشن کے نام سے ایک رفاعی تنظیم کی داغ بیل ڈالی۔ فیلکن یوتھ ویلفیئر آرگنائزیشن کو مروجہ قواعد کے مطابق چلانے کیلئے صوبہ سرحد کے محکمہ سماجی بہبود سے رجسٹریشن کرائی گئی۔ جبکہ نوجوانوں کے مسائل کو موثر انداز سے حل کرنے کیلئے یوتھ افیئر ڈویژن اسلام آباد سے الحاق کیا۔ ابتدائی سالوں میں تنظیم کے پلیٹ فارم سے نادار، مستحق اور جان بلب مریضوں کو خون کے عطیات دینے کے علاوہ طلباء و طالبات کی بہبود کے مختلف پروگرام ترتیب دیئے گئے۔ جبکہ نوجوانوں کی جسمانی نشوونما کیلئے مختلف کھیلوں کے مقابلوں کا

اہتمام کیا جاتا رہا۔

۱۹۹۱ء میں سابق وفاقی وزیر مرحوم عمر اصغر خان کی کاوشوں سے سنگی ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن اور فیلکن یوتھ کے اشتراک سے ذرائع ابلاغ کانفرنس منعقد کی جس میں غازی بروتھا پراجیکٹ کی تعمیر اور اس سے پیدا ہونے والے ماحولیاتی مسائل اور عوامی خدمت پر تفصیلی غور وحوض کیا گیا۔ کانفرنس میں سنگی ترقیاتی فاؤنڈیشن اور فیلکن یوتھ نے مشترکہ طور پر پراجیکٹ سے متاثرہ دیہات کے عوام کی مفت وکالت کا فیصلہ کیا۔ (FYWO) اس دن سے آج تک فلاحی سرگرمیوں کے علاوہ متاثرین کی مفت وکالت کا فریضہ انجام دے رہی ہے۔

ورلڈ بنک غازی بروتھا کنٹریکٹرز (GBC) نے جب اپنا کام شروع کیا تو (FYWO) نے عوامی لیبر یونین کے ساتھ مل کر مقامی افراد کی بھرتی میں اہم کردار ادا کیا۔ جس سے مقامی ہنرمند افراد کو روزگار کے مواقع ملے۔ جبکہ علاقہ بھر کے غیر ہنرمند افراد نے مددگار کے طور پر کام شروع کر کے مختلف پیشوں میں مہارت حاصل کر لی اور پراجیکٹ کی تکمیل کے بعد اندرون و بیرون ملک خدمات انجام دینے لگے۔ ایشین ڈویلپمنٹ بنک اور اس کے علاوہ تنظیم کے دیگر سرکاری/غیر سرکاری اور ملکی و بین الاقوامی اداروں سے روابط بڑھ گئے۔ ۱۹۹۵ء میں غازی بروتھا پراجیکٹ کی تعمیر شروع ہوئی اور ساتھ ہی پراجیکٹ NGO کے طور پر غازی بروتھا ترقیاتی ادارہ کا قیام عمل میں آیا۔

فیلکن یوتھ نے پراجیکٹ این جی او اور دیگر فلاحی اداروں کے ساتھ مل کر متاثرین غازی بروتھا کی ہر سطح پر ترجمانی کے فرائض نبھائے جوں جوں پراجیکٹ NGO کا کام آگے بڑھا دیہی ترقی کے سفر پر فیلکن یوتھ نے غازی بروتھا ترقیاتی ادارہ کی سرگرمیوں میں بھرپور معاونت کی۔ ۲۰۰۱ میں غازی بروتھا ترقیاتی ادارہ اور فیلکن یوتھ کی ترقیاتی سرگرمیوں کے حوالہ سے پہلی شراکت وجود میں آئی جس کے تحت ایک سلائی کڑھائی سنٹر قائم کیا گیا۔ جس سے ۷۰ سے زائد مقامی خواتین ہنریاب ہوئیں۔ ایک سال کے اس کامیاب تجربہ کے بعد چیئرمین غازی بروتھا ترقیاتی ادارہ جناب شعیب سلطان خان کی خصوصی ہدایت پر جی بی ٹی آئی اور فیلکن یوتھ کے درمیان سال ۲۰۰۲ میں ایک معاہدہ طے پایا جسکی رو سے دونوں اداروں کے باہمی اشتراک سے ہیومن ڈویلپمنٹ سنٹر کے نام سے سلائی کڑھائی اور کمپیوٹر ٹریننگ سنٹر کا قیام عمل میں آیا۔ یہ کام فیلکن یوتھ کے لئے ایک سنگ میل ثابت ہو اور تنظیم شراکتی دیہی ترقی میں عملی طور پر شامل ہوئی۔ فیلکن یوتھ کے شراکتی ترقی کے کردار کو تسلیم کرتے ہوئے غازی بروتھا ترقیاتی ادارہ کے بورڈ آف ڈائریکٹرز نے یکم جنوری ۲۰۰۴ سے

ادارے کوسپورٹ آرگنائزیشن قرار دیا۔ جس کے تحت فیلکن فیلڈ سپورٹ یونٹ نے غازی بروتھا ترقیاتی ادارہ کے غازی ریجن کے تمام تر سرگرمیوں کی انجام دہی اور معاونت کا سلسلہ شروع کر دیا۔

فیلکن یوتھ کیلئے ایک طرف یہ بڑے اعزاز کی بات تھی تو دوسری طرف یہ ایک بہت بڑا چیلنج تھا کہ پاکستان میں دیہی ترقیاتی پروگراموں کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی مقامی تنظیم کوسپورٹ آرگنائزیشن بنایا گیا۔ مرحوم اختر حمید خان کے جانشین شعیب سلطان خان نے فیلکن یوتھ کو ایک ماڈل کے طور پر جو ذمہ داری سونپی ہے تنظیم کے ممبران نے اور عملے نے دن رات محنت کر کے ان کے اس اعتماد پر پورا اترنے کی پوری کوشش کی ہے اور علاقائی ترقی میں لوگوں کی بھر پور شرکت کی سعی کر رہے ہیں۔

اس وقت فیلکن یوتھ نہ صرف غازی بروتھا ترقیاتی ادارے بلکہ کئی دوسرے اداروں کے ساتھ ترقیاتی سرگرمیوں میں مصروف عمل ہے۔ سنگی ترقیاتی فاؤنڈیشن، سیو دی چلڈرن، بارانی ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ، سرحد رورل سپورٹ پروگرام، پتن ترقیاتی تنظیم، شرکت گاہ، وائلڈ لائف ڈیپارٹمنٹ صوبہ سرحد، ایکشن ایڈ، آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر (PFOL) اور پائلر جیسی NGO's کے ساتھ فیلکن یوتھ مختلف سرگرمیوں میں شامل ہے۔ یہ سرگرمیاں مندرجہ ذیل ہیں۔

تنظیم سازی (Social Mobilization)

مردانہ تنظیمات	:	۹۴	ممبر گھرانے	:	۱۷۴۳
کل بچت	:	۱۴۹۲۲۴	بنک اکاونٹ	:	۵۳
زنانہ تنظیمات	:	۱۰۲	ممبر گھرانے	:	۱۷۵۳
کل بچت	:	۲۲۸۸۱۰	بنک اکاونٹ	:	۶۶

پرانے قرضہ جات:

کل رقم (روپے)	ریکوری (روپے)	بقایا رقم (روپے)
۱۴۶۱۱۳۶	۷۶۵۹۳۷	۶۹۵۱۶۵

نئے قرضہ جات:

کل رقم	مرد قرض خواہ	خواتین قرض خواہ	شرح واپسی
۲۵۳۵۰۰۰	۱۳۶	۱۰۲	۱۰۰ فیصد

سلائی کڑھائی وکشیدہ کاری تربیت:

یونین کونسل غازی، قاضی پورا اور کوٹیڑہ کی ۵۱ خواتین تنظیمات کی ۷۹۴ خواتین ممبران کو سلائی کڑھائی اور کشیدہ کاری کی تربیت دی گئی۔

کمپیوٹر ٹریننگ:

گاؤں ہیملٹ، خالو، غازی اور حسن پور کی ۹ تنظیمات کی ۱۷ خواتین ممبران نے اباسین کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ سے ای کامرس کا کورس کیا۔ جبکہ گاؤں خالو اور ہیملٹ کی ۱۷ تنظیمات کی ۷۴ خواتین ممبران نے کمپیوٹر کا بنیادی کورس مکمل کیا۔

دوپٹہ رنگائی تربیت:

غازی ریجن کی ۴۲ تنظیمات کی ۱۷۱ خواتین ممبران نے دوپٹہ رنگائی کی تربیت حاصل کی۔

انتظامی صلاحیتوں کا کورس:

غازی ریجن کی ۲۳ تنظیمات کی ۴۶ خواتین ممبران نے چار روزہ انتظامی صلاحیتوں کا کورس مکمل کیا۔ جبکہ ۷ مردانہ تنظیمات کے ۱۴ ممبران نے بھی یہ تربیت حاصل کی۔

(پولٹری) مرغبانی کی تربیت:

۶ خواتین تنظیمات کی ۱۵ ممبر خواتین نے مرغبانی کی تین روزہ تربیت حاصل کی۔

پھلدار پودوں کی دیکھ بھال کی تربیت:

۱۱ خواتین تنظیمات کی ۲۸ ممبر خواتین نے پھلدار پودوں کی دیکھ بھال کی ۴ روزہ تربیت حاصل کی۔

دائی کا کورس:

سول ہسپتال غازی کی خاتون ڈاکٹر کی زیرنگرانی ۱۰ خواتین تنظیمات کی ۲۲ ممبر خواتین نے ایک ماہ کی دایہ کی تربیت حاصل کی۔

سٹیزن کمیونٹی بورڈ(CCB) تربیت:

تحصیل غازی کی ۲۴(سٹیزن کمیونٹی بورڈ) کی ۱۸۶ ممبران نے دوروزہ تربیت حاصل کی۔

فریج ایئر کنڈیشن مرمت کی تربیت:

مقامی ورکشاپ میں چھ مرد تنظیمات کے ۹ مرد ممبران نے ایک ماہ کی فریج ائیر کنڈیشن مرمت کی تربیت حاصل کی۔

پاکستان غربت مکاؤ فنڈ:

پاکستان غربت مکاؤ فنڈ اور واپڈا کے مالی تعاون سے اٹھاون لاکھ ترپن ہزار چھ سو سات (۵۸۵۳۶۰۷) روپے کی مالیت کی ۲۲ تعمیراتی سکیمیں مکمل کی گئیں جس سے ۴۶۹۲ گھرانے مستفید ہوئے۔

شعبہ قدرتی وسائل (NRM) نے غازی ریجن کی دیہی ترقیاتی تنظیمات کے ساتھ مل کر ۴۵۰ جانوروں کو حفاظتی ٹیکہ جات لگائے۔جبکہ ۹۰ جانوروں کا علاج کیا گیا۔

چائنا لیمن کی گھریلو کاشت:

۱۰ اخواتین تنظیمات میں ۲۰۵ چائنا لیموں کے پودے رعایتی نرخوں پر تقسیم کیے گئے۔

مکئی کے نمائشی پلاٹ: ۲ مرد اور ۲ خواتین تنظیمات میں ۴ مکئی کے نمائشی پلاٹ لگائے گئے اور کاشت اور دیکھ بھال میں رہنمائی کی گئی۔

گندم کے نمائشی پلاٹ:

۶ مردانہ تنظیمات میں گندم کے ۶ نمائشی پلاٹ لگائے گئے۔

زیتون کی کاشت:

غازی ریجن میں ایک تنظیم کی درخواست پر ۲۰۰ پودوں کا باغ لگایا گیا۔

سٹیزن کمونٹی بورڈ پراجیکٹ:

یونین کونسل کے فنڈ ۲۳۵۱۱۴۲ روپے سے ۱۷ پراجیکٹ منظور کروائے گئے۔تحصیل کونسل کے فنڈ سے ۳۲۹۰۰۰ روپے کے دو منصوبے منظور کروائے گئے۔ ضلع کونسل کے فنڈ سے ۵۳۸۶۱۷ اروپے کے

پانچ منصوبے منظور کروائے گئے۔

ووکیشنل تربیت:

۸تنظیمات کے ۸ممبران نے مختلف شعبوں میں ۲ماہ کی ووکیشنل تربیت حاصل کی۔

صدور و مینجر کانفرنس:

۲۰خواتین تنظیمات کی ۴۸ممبر خواتین نے جبکہ ۲۲مردانہ تنظیمات کے ۵۳ممبران نے ایک روزہ صدور ومینجر کانفرنس میں شرکت کی۔

اجتماعی سوداکاری تربیت:

سپورٹ یونٹ کی ۴خواتین سٹاف ممبران نے آل پاکستان فیڈریشن آف لیبر کے ایجوکیشن پروگرام کے تحت پانچ روزہ سوداکاری تربیت حاصل کی۔

وائلڈ لائف ڈیپارٹمنٹ صوبہ سرحد:

مرغابی کے غیر قانونی شکار کی روک تھام کیلئے محکمہ وائلڈ لائف صوبہ سرحد کے تعاون سے ۵ تنظیمات (مردانہ) کے ۵ممبران کو نگران تعینات کرنے کیلئے منتخب کیا گیا۔

سیودی چلڈرن (Save the Children):

ماں اور بچے کی صحت اور دیکھ بھال کیلئے سیودی چلڈرن کے دس دیہاتوں میں معلوماتی کیمپ لگائے گئے۔[۲۱]

☆ صوابی وومن ویلفیئر سوسائٹی:

صوابی وومن ویلفیئر سوسائٹی ایک غیر سرکاری تنظیم ہے جو صحت، تعلیم، بہبود آبادی، معاشی ترقی ماحول اور عورتوں کی ترقی جیسے مسائل کو اپنی مدد آپ کے اُصولوں کے تحت حل کرنے کیلئے کام کر رہی ہے۔ یہ تنظیم جون ۱۹۹۲ء میں قائم ہوئی ملکی اور عالمی تنظیموں کی مدد سے ۳ملین کی آبادی کیلئے کام کر رہی ہے۔

مقاصد:

تنظیم کے اہم مقاصد میں ضلع صوابی کی خواتین کی صحت، معاشی حالت کو بہتر بنانا اور ان کو ترقیاتی کاموں میں شامل کر کے معاشرے کی تربیت کرنا شامل ہے۔ دیگر مقاصد میں:

☆ شرح پیدائش کو کنٹرول کرنا۔

☆ فلاحی مرکز اور زچہ و بچہ سنٹر قائم کرنا۔

☆ ہنر سیکھنے اور تربیتی استعداد بڑھانے کے مراکز قائم کرنا۔

☆ ضلع صوابی میں چھوٹی سطح پر کاروبار کو فروغ دینا۔

☆ دیہی خواتین کو کاروباری تربیت دینا اور ان کا عالمی اور کاروباری اداروں کے ساتھ رابطہ کرنا۔

☆ مختلف موضوعات پر سیمناروں اور ورکشاپوں کا انعقاد کرنا۔

☆ جہالت اور غربت کے خلاف جہاد کرنا وغیرہ۔

صحت اور خاندانی منصوبہ بندی:

صوابی وومن ویلفیئر سوسائٹی علاقے میں صحت کی حالت، خاص طور پر ماں اور بچے کی صحت کو بہتر بنانے کیلئے کام کر رہی ہے۔ مقامی آبادی کیلئے بہبود آبادی کا ایک منصوبہ ضلع صوابی میں نواں کلی، یار حسین اور گردونواح کی ۱۵ تحصیلوں میں ۳لاکھ کی آبادی کیلئے کام کر رہا ہے جس میں ۵۰ مقامی کارکن اور ۱۰ فیلڈ سپر وائزر مقامی آبادی کو خاندانی منصوبہ بندی اور صحت کی تعلیم اور معلومات مہیا کرتے ہیں۔ نواں کلی اور یار حسین میں دو فیملی ویلفیئر زچہ و بچہ سنٹرز ماہر لیڈی ڈاکٹر اور لیڈی ہیلتھ ویزیٹر کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ صوابی وومن ویلفیئر سوسائٹی نے ۱۰ نمائشی سنٹر قائم کئے ہیں جن میں صحت، ماحول اور صفائی وغیرہ کے بارے میں نشستیں منعقد کی جاتی ہیں۔ مثلاً بچوں کو دودھ پلانا، صفائی اور غذا کی اہمیت، زچگی سے پہلے اور بعد کی نگرانی، فیملی پلاننگ اور گھر کی صفائی وغیرہ۔ سوسائٹی نے ہر سنٹر میں چالیس خواتین پر مشتمل ایک تنظیم (CBO) بنائی ہے۔ جسکی سربراہ خاتون لیڈر کہلاتی ہے۔ سوسائٹی علاقے میں ان (CBOS) کی مدد سے خواتین کی فلاح و بہبود کیلئے کام کر رہی ہے۔

سوسائٹی کا تربیتی پروگرام:

صوابی وومن ویلفیئر سوسائٹی (CBOS) کی مدد سے خواہش مند خواتین کو مندرجہ ذیل نوعیت کی

تربیت فراہم کررہی ہے۔

☆ اچار مربہ جات بنانا: ☆ دوپٹے رنگنا ☆ شربت بنانا

اس کے علاوہ خواتین کیلئے کاروباری تربیت کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔اس سلسلے کی ورکشاپ ۱۹۹۶اور ۱۹۹۸ میں منعقد ہوچکی ہیں۔صوابی وومن ویلفیئر سوسائٹی ممبر خواتین کا مالیاتی اداروں مثلاً فرسٹ وومن بینک اور سمال بزنس فنانس کارپوریشن سے رابطہ کرواتی ہے۔ اب تک علاقے کی چھ خواتین فرسٹ وومن بنک سے کاروبار کیلئے ۲۵۰۰۰ تک کے قرضے حاصل کرچکی ہیں۔

مارکیٹنگ پروگرام:

صوابی وومن ویلفیئر سوسائٹی دیہی خواتین کیلئے گزشتہ ایک سال سے کامیاب مارکیٹنگ کررہی ہے۔جس میں ریڈی میڈ گارمنٹس سرفہرست ہیں۔مستقبل میں سوسائٹی اپنے مارکیٹنگ پروگرام کو مزید وسعت دے گی۔ اس سلسلے میں بینا بازار اور دوسری تقریبات میں سٹال لگائے جائیں گے۔

سوسائٹی مختلف دیہاتوں میں موبائل صحت کیمپ کا اہتمام بھی کرتی ہے۔جس میں فیملی پلاننگ سروس اور عام بیماریوں کیلئے ادویات مہیا کی جاتی ہیں۔اپنے مقاصد کے حصول کیلئے سوسائٹی مقامی این جی اوز اور سی بی اوز کے ساتھ قریبی رابطہ رکھتی ہے اور مقامی آبادی کا تعاون حاصل کرنے کیلئے مختلف قسم کے پروگراموں کا انعقاد کرتی ہے۔علاوہ ازیں کاروباری خواتین کے ذریعے بے روزگار مرد ممبران کو کاروباری سرگرمیوں میں شامل کیا جاتا ہے۔نیز مقامی آبادی کو آمدنی بڑھانے کی سرگرمیوں میں شامل کیا جاتا ہے۔

تعلیمی پروگرام:

مختلف موضوعات پر معلوماتی ورکشاپ کے علاوہ صوابی وومن ویلفیئر سوسائٹی نے دو جدید اسکول بھی کھولے ہیں۔جن میں ایک لڑکوں کیلئے اور دوسرا لڑکیوں کیلئے ہے۔جس میں غریب بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ان سکولوں میں کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ صوابی وومن ویلفیئر سوسائٹی کے زیرنگرانی گھر مکتب بھی کام کررہے ہیں۔ جن میں غریب بچوں کو مفت کتابیں وغیرہ دی جاتی ہیں۔ سوسائٹی پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ (PEP) کے تعاون سے علاقے میں اساتذہ اور والدین کی کمیٹیاں بنا رہی ہے۔تاکہ پرائمری سطح پر تعلیمی ترقی کو یقینی بنایا جائے۔

وسائل: تنظیم اپنی سرگرمیاں سرانجام دینے کیلئے مندرجہ ذیل اداروں پر انحصار کرتی ہے۔ ورلڈ بنک

بذریعہ نیشنل ٹرسٹ برائے بہبود آبادی۔ سوئس این جی او پروگرام آفس پاکستان، گورنمنٹ آف پاکستان، پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ، مقامی آبادی کے عطیات۔ اس کے علاوہ تنظیم ضلعی سطح پر زکوٰۃ کمیٹی، ڈسٹرکٹ پاپولیشن ویلفیئر کمیٹی اور بیجنگ فالواپ کور گروپ کی سرگرم رکن ہے۔[۳۳] سیکھنے کے عمل کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔ این جی اوز کی جتنی بھی ٹریننگ ہوتی ہیں وہ چند گھنٹوں، چند دنوں یا چند ہفتوں کی ہوتی ہیں۔ گویا وہ ڈونرز کو دکھانے کے لئے اس قسم کی ٹریننگ کا انعقاد کرتے ہیں تاکہ ان کی حمایت حاصل کر کے چندہ وصول کریں۔ اس قسم کی مختصر ٹریننگ سے مقاصل کا حصول ممکن نہیں۔ این جی اوز اگر واقعی اپنے کام میں مخلص ہیں تو وہ ووکیشنل تعلیم کے باقاعدہ ادارے بنائیں جہاں پر مکمل تعلیم کا انتظام ہو۔

فصل نمبر ٦

دیگر مختلف الانواع این جی اوز

مختلف الانواع این جی اوز کے نام، پتے، رجسٹریشن ایکٹ اور کام کی نوعیت:

☆ انجمن نوجوانان چارسدہ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ معذور افراد، نشے کے عادی افراد کی بحالی، سول سوسائٹی کو ترقی دینے اور غربت کے خاتمے کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: محمد اعظم خان سپیشل ایجوکیشن سنٹر فار ڈیف چلڈرن گلبہار کالونی مردان روڈ چارسدہ، صوبہ سرحد۔

☆ اثر ریسورس سنٹر: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ امن قائم کرنے، معاشرے کو ناجائز اسلحے سے پاک کرنے، کمیونٹی ڈویلپمنٹ، معاشی استحکام قائم کرنے، صنفی امتیاز کے خاتمے، قانونی امداد فراہم کرنے اور اقلیتوں کے حقوق کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: ۱۹٦ اے بی بلاک گلبرگ ۳ لاہور پنجاب۔

☆ ایسوسی ایشن فار چلڈرن وایموشنل اینڈ سرننگ پرابلمز: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جولائی ۱۹۷۵ میں رجسٹریشن ہوئی معذوروں کی بھلائی کے لئے خاص طور پر ذہنی معذوروں کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: ۸۔۱۹۷ رفیق شہید روڈ کراچی سندھ۔

☆ ایسوسی ایشن فار دی ری ہیبلیٹیشن آف دی فزیکل ڈس ایبل: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جولائی ۱۹۸٦ میں رجسٹریشن ہوئی۔ کمیونٹی ڈویلپمنٹ، تعلیم، صحت اور معذوروں کیلئے کام کرتے ہیں۔ نیز ہنر سکھاتے ہیں۔

پتہ: امید آباد نمبر ۲ سواتی گیٹ پشاور صدر صوبہ سرحد۔

☆ آواز فاؤنڈیشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جولائی ۱۹۹۷ میں رجسٹریشن ہوئی۔ شہروں اور دیہاتوں میں حکومت کے منصوبوں میں تکنیکی مدد فراہم کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ غریب لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ صنفی امتیاز کے خاتمے، ووکیشنل ٹریننگ اور ماحولیات کیلئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۸ N/۲۴۴۰ بلاک اے نیو شمس آباد کالونی ملتان پنجاب۔

☆ بوزہ خیل ویلفیئر سوسائٹی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ڈاکخانہ نظام بازار، ضلع بنوں، صوبہ سرحد۔

☆ سٹیزن کمیشن فار ہیومن ڈویلپمنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ دسمبر ۱۹۸۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔ اداروں سے رشوت کے خاتمے اور ترقی کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: ۴۲ ٹیپو بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور پنجاب۔

☆ کمیونٹی ڈویلپمنٹ نیٹ ورک آرگنائزیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ معاشرے کے لئے ترقیاتی منصوبے بناتے ہیں۔ اور خدمت خلق کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: شیخ عبدالنبی روڈ فرسٹ فیملی لین جیکب آباد سندھ۔

☆ کنزیومر رائٹس کمیشن آف پاکستان: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ عام آدمی کے فائدے اور صارف کی بہبود کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: پی او بکس ۱۱۳۷۹ اسلام آباد۔

☆ ڈویلپمنٹ کمیونیکیشنز نیٹ ورک: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ذرائع ابلاغ کو فروغ دینے کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: ۲۰۲ سیکنڈ فلور رائل سنٹر فضل الحق روڈ بلیو ایریا اسلام آباد۔

☆ ڈویلپمنٹ آف ایگزسٹنگ ریسورسز ٹرسٹ: استعداد کاری کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: A-۵۷، لین ۳ ذکریا روڈ ویسٹرج ۲ راولپنڈی پنجاب۔

☆ دوست ویلفیئر فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۹۲ میں رجسٹریشن ہوئی۔ نشے کے عادی افراد کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۸ سیکٹر B۲ حیات آباد پشاور صوبہ سرحد۔

☆ ادارہ استحکام شرکتی ترقی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: مکان نمبر ۹، گلی نمبر ۸۹، سیکٹر G-۶/۳، اسلام آباد۔

☆ ادارہ خدمت خلق:

پتہ: زیارت تالاش ضلع دیر، صوبہ سرحد۔

☆ اصلاحی ترقیاتی کمیٹی جامعہ نوردی: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: گاؤں وڈاکخانہ نوردی، ضلع ہری پور، صوبہ سرحد۔

☆ انسٹیٹوٹ فارڈ ویلپمنٹ سٹڈیز اینڈ پریکٹسز: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ تربیتی ادارے کے طور پر کام کرتے ہیں۔

پتہ: C-۳۲، ریلوے ہاؤسنگ سوسائٹی کوئٹہ بلوچستان۔

☆ انسٹیٹوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ملکی مفاد کے حوالے سے تحقیقات کرتے ہیں۔

پتہ: نصر چیمبرز بلاک ۱۹ ایف سیون مرکز اسلام آباد۔

☆ نئی زندگی:۔ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے نشے کے عادی افراد کی صحت اور بحالی کیلئے کام کر رہے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۳۸/۳۷ فرسٹ فلور بیورلی اسلام آباد۔

☆ نور پاکستان: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اکتوبر ۱۹۹۴ میں رجسٹریشن ہوئی۔ بین الاقوامی معیشت پر کام کرتے ہیں۔

پتہ: E-۸۳۷ جوہر ٹاؤن لاہور پنجاب۔

☆ پاکستان سنٹر فار فیلن تھراپی کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۲۰۰۱ میں رجسٹریشن ہوئی۔ خدمت خلق میں مصروف عمل ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۲۸ گلی نمبر ۵۶ F۶/۴ اسلام آباد۔

☆ پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف لیبر ایجوکیشن اینڈ ریسرچ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جون ۱۸۸۷ میں رجسٹریشن ہوئی۔ تائید و پرچار، مزدوروں کے حقوق اور سماجی انصاف کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: پائکر سنٹر ایس ٹی I کراچی سندھ۔

☆ پاکستان پریس فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ ۱۹۶۸ میں

رجسٹریشن ہوئی۔ ذرائع ابلاغ کے فروغ کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: پریس سنٹر شاہراہ کمال اتاترک کراچی سندھ۔

☆ پاکستان سوسائٹی فار دی ویلفیئر آف یوتھ اینڈ پیشنٹ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اپریل ۱۹۸۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔ نشے کے عادی افراد کی صحت اور بحالی کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: C-15 بلاک ۱۲ فیڈرل بی ایریا کراچی سندھ۔

☆ روزن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ دسمبر ۱۹۹۸ میں رجسٹریشن ہوئی۔ صنفی امتیاز کے خاتمے کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر A ۴ گلی نمبر ۳۴ F8/I اسلام آباد۔

☆ شیوہ ایجوکیٹڈ سوشل ورکرز ایسوسی ایشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔

پتہ: ایچ آر ڈی سنٹر پر مولی روڈ، گاؤں شیوہ، ضلع صوابی، صوبہ سرحد۔

☆ سوسائٹی فار ایڈوانسمنٹ آف کمیونٹی ہیلتھ، ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ مئی ۱۹۹۹ میں رجسٹریشن ہوئی۔ صنفی امتیاز کے خاتمے کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: البابر سنٹر پارک روڈ اسلام آباد۔

☆ ساؤتھ ایشیاء پارٹنرشپ: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ مارچ ۱۹۹۰ میں رجسٹریش ہوئی۔ جمہوریت کی بحالی کیلئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: حبیب میموریل ٹرسٹ بلڈنگ رائیونڈ روڈ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور پنجاب۔

☆ تانگھ وسیب تنظیم: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ اور ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ امن اور بین المذاہب تعلیم کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۳۴ گلی نمبر ۱ گلشن بشیر سرگودھا پنجاب۔

☆ دی ہیلپ لائن ٹرسٹ: ٹرسٹ ایکٹ ۱۸۸۲ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ نومبر ۱۹۹۵ میں رجسٹریشن ہوئی۔ صارفین کے حقوق کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ:C-۱۵، ۱۲ اتحاد لین کراچی، سندھ۔

☆ دی ریسرچرز: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ صنفی امتیاز کے خاتمے کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: سویٹ نمبر ۶ سیکنڈ فلور ملک کمپلیکس ۸۰ ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد۔

☆ عکس: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جولائی ۲۰۰۰ میں رجسٹریشن ہوئی۔ ذرائع ابلاغ کے فروغ کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر B-۱۰ گلی نمبر ۱۳، F۸/۳ اسلام آباد

☆ ویلفیئر ایسوسی ایشن فار نیو جنریشن: سوشل ویلفیئر اینڈ کنٹرول آرڈیننس ۱۹۶۱ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ جمہوریت کے فروغ کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: لسبیلہ بلوچستان۔

☆ سنگی ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن: سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ مئی ۱۹۹۰ میں رجسٹریشن ہوئی۔ اداراتی ترقی کے لئے کام کرتے ہیں۔

پتہ: مکان نمبر ۸۸۱/۸۸۰ نزد ریڈیو سٹیشن مانسہرہ روڈ ایبٹ آباد، صوبہ سرحد۔

☆ زیڈ وی ایم جی رنگون والا ٹرسٹ: کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اگست ۱۹۶۷ میں رجسٹریشن ہوئی۔ مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔

پتہ: پلاٹ نمبر ۵-۴ دھراجی کالونی کراچی سندھ۔ ۴۷

چند این جی اوز کی تفصیل:

ادارہ استحکام شرکتی ترقی بلوچستان (SPO):

بلوچستان کو درپیش سماجی، سیاسی، اخلاقی اور معاشی مسائل کے سدباب کا اولین حل یہ ہے کہ عوام کو زیادہ سے زیادہ بااختیار بنایا جائے تاکہ وہ اپنی زندگی سے جڑے ہوئے معاملات کا حل خود تلاش کر سکیں۔ اس مقصد کے لئے تنظیم ایس پی او وجود میں آئی اس تنظیم میں تعلیم یافتہ اور باصلاحیت افراد شامل ہیں جو عصری تقاضوں کے مطابق کام کرتے ہیں۔ تنظیم ۱۹۹۴ کو وجود میں آئی۔ اس کا مقصد عوام کو بااختیار اور باشعور بنانا نیز استعداد کاری، رابطہ کاری اور معلومات کی فراہمی، تکنیکی معاونت، فنڈز کی فراہمی اور عوامی نمائندگی کو

فروغ دینا ہے۔اس مقصد کی تکمیل کے لئے SPO گزشتہ دس گیارہ سال سے سرگرم عمل ہے اور SPO نے اپنے مقاصد میں کافی حد تک کامیابی حاصل کی۔

SPO بلوچستان کی گزشتہ دس سال یعنی ۱۹۹۴ء سے ۲۰۰۴ء تک کی کارکردگی ایک نظر میں۔

SPO بلوچستان نے گزشتہ دس سال کے عرصے میں ۱۷۵ مقامی تنظیموں (سی بی اوز) کے تقریباً ۶۰۰ مردوں اور ۳۰۰ عورتوں کو ڈویلپمنٹ پلاننگ اینڈ مینجمنٹ (ڈی پی ایم) ٹریننگ فراہم کی ہے۔ اس مدت میں ۷۰ خواتین تنظیموں کے قیام میں معاونت کی جن میں سے ۴۵ نے کامیابی سے ڈی پی ایم تربیت حاصل کی۔ اب ان میں سے ۳۵ فیصد روزگار کے منصوبے چلا رہی ہیں۔ ادارے کی طرف سے ۱۳۲ مقامی خواتین تنظیموں کو مالی مدد دی گئی جن کے مکمل ہونے والے منصوبوں سے اندازاً ۲۵۰۰۰ سے زائد افراد مستفید ہوئے ہیں۔

سول سوسائٹی کے استحکام کے ضمن میں ایس پی او بلوچستان نے دس برس کے دوران صوبے میں گیارہ سول سوسائٹی نیٹ ورکس کے قیام کے لئے تکنیکی اور مالی معاونت کی ہے۔ یہ نیٹ ورک تعلیم، صحت، ماحولیات، انسانی حقوق، اور حکومتی امور پر خدمات کی فراہمی اور پیروکاری میں مصروف ہیں۔ گوادر اور پنجگور کے اضلاع میں بھی نیٹ ورک کام کر رہے ہیں جن میں عوام، سرکاری نمائندے اور سول سوسائٹی تنظیمیں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ یونین کونسل بیدارک، ڈسٹرکٹ کیچ میں آٹھ کمیونٹی سنٹر اور کئی ترقیاتی اسکیموں کو مکمل کیا گیا ہے جن سے ۱۲۰۰۰ سے زائد افراد کو فائدہ پہنچا ہے۔

سوشل سیکٹر فنڈنگ کے حوالے سے ایس پی او بلوچستان نے پچھلے دس برس کے دوران ۱۳۰ ترقیاتی منصوبوں کے لئے ۱۰۴ مقامی تنظیموں اور ۲۶ خواتین تنظیموں کو ڈھائی کروڑ روپے سے زائد فنڈ فراہم کئے ہیں۔ ان منصوبوں کے ذریعے عوام کو تعلیم، صحت اور فراہمی آب و نکاسی آب کی بہتر سہولتیں ملی ہیں۔ جبکہ عوامی تنظیموں کی استعداد اور صلاحیتوں میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ خواتین کے لئے خودروزگاری کے مواقع بڑھے ہیں جن سے ان کے اعتماد میں اضافہ ہوا ہے۔ صوبے میں پانی کی صورتحال کے تناظر میں ایس پی او نے فراہمی آب کی سکیموں پر خاص توجہ دی ہے جس کے نتیجے میں فراہمی آب اور کاریزوں کے کئی منصوبے پایہ تکمیل کو پہنچے ہیں۔ ایس پی او بلوچستان نے صوبے میں معیار تعلیم کو بلند کرنے کے لئے متعدد منصوبے مکمل کئے ہیں۔ ان میں ڈسٹرکٹ کیچ میں ویلج ایجوکیشن پروگرام کے تحت ۱۵۶ انجمن زنانہ تعلیم کی تشکیل بھی شامل ہے۔ اس علاقے میں ایس پی او نے غیر رسمی تعلیم کے ۲۷ مراکز قائم کئے ہیں۔

جن کے لئے ۱۱۸ اساتذہ کو تربیت دی گئی جبکہ مجموعی طور پر ڈھائی ہزار سے زائد طلبہ وطالبات کو تعلیم دی گئی۔ ضلع گوادر اور ژوب میں توانا پاکستان پروجیکٹ کے تحت ۱۰۱ اسکولوں میں اسکول توانا کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ ۳۵ فیلڈ ورکرز اور ۱۰۱ مقامی تنظیموں کو بھی تربیت دی گئی ہے۔ یونین کونسل بالیچا کے ۱۸ خواندگی مراکز میں ۵۰۰ بالغان کو خواندہ بنایا گیا ہے۔

عوامی نمائندگی کے فروغ کے سلسلے میں ایس پی او بلوچستان کی جانب سے مقامی حکومتوں کے گزشتہ انتخابات میں بھرپور مہم چلائی گئی جس کے نتیجے میں ساتھی تنظیموں کے ۱۱۷ مرد اور ۵۷ عورتیں مقامی حکومتوں میں کونسلر، ناظم اور نائب ناظم کی نشتوں پر کامیاب ہوئے۔ ان میں سے بیشتر کا کوئی سیاسی ماضی نہ تھا اور نہ ہی وہ سیاست میں قدم رکھنے کے خواہاں تھے۔ ایس پی او کی جانب سے حوصلہ افزائی اور مطلوبہ مہارتوں کی تربیت کے ذریعے یہ افراد مقامی نمائندگی کے قابل ہوئے۔ ضلع بولان اور کیچ میں ایس پی او نے چار یونین کونسلوں کو ادارہ جاتی معاونت فراہم کی ہے جس کے تحت ۶۰ کونسلروں کو معلوماتی دوروں کے ذریعے آگاہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ضلع کیچ میں ۱۰۰ سے زیادہ خواتین کونسلروں کو منفی تصورات اور ترقی کے بارے میں تربیت دی گی۔ ایس پی او کی معاونت سے اب تک صوبے میں ۸۰ سے زیادہ سٹیزن کمیونٹی بورڈ بھی قائم ہو چکے ہیں۔

یہ تمام ترقیاتی کام گذشتہ دس سالوں میں بلوچستان میں سرانجام پائے کیونکہ بلوچستان کی ترقیاتی ضرورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے SPO نے اصولی طور پر یہ فیصلہ کیا کہ ادارے کے مجموعی وسائل کا ایک تہائی حصہ بلوچستان میں خرچ کیا جائے گا اور عنقریب صوبے میں ترقیاتی سرگرمیوں کی رفتار تیز کر دی جائے گی۔۵۷

شیوہ ایجوکیٹڈ سوشل ورکرز ایسوسی ایشن SESWA:

شیوہ گاؤں ضلع صوابی کے شمال مغربی حصے میں واقع ہے۔ اس گاؤں کی آبادی تقریباً پچیس ہزار (۲۵۰۰۰) نفوس پر مشتمل ہے۔ آبادی کے لحاظ سے یہ گاؤں ضلع صوابی کا تیسرا بڑا گاؤں ہے اسے علاقے میں مرکزی حثیت حاصل ہے۔ یہاں لوگوں کی معیشت کا زیادہ تر دارومدار زراعت پر ہے۔ تاہم ہنرمند اور کاروباری لوگ بھی معیشت میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ سیاسی اور سماجی اعتبار سے اس گاؤں کی مٹی بڑی زرخیز ہے اور ماضی میں یہاں نامی گرامی سیاسی وسماجی کارکن پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے مقامی و علاقائی سطح پر سیاسی وسماجی خدمات سرانجام دیں لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ یہاں پر باہمی اختلافات وسماجی

گروہ بندیوں کی وجہ سے گاؤں روبہ زوال ہوتا چلا گیا۔ سماج دشمن عناصر نے زور پکڑا اور کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو رہا تھا۔ ان گرگوں حالات کو دیکھتے ہوئے یہاں کے تعلیم یافتہ سماجی کارکنان نے گاؤں کے اجتماعی انتظام کاری کے لئے سوچنا شروع کر دیا اور آخر کار ۱۹۸۶ء میں سیسوا کے نام سے ایک سماجی فلاحی تنظیم کی بنیاد رکھی گئی اور یہ قرار دیا گیا کہ یہ تنظیم غیر سیاسی، غیر مذھبی، غیر لسانی، اور غیر طبقاتی بنیادوں پر ہوگی جو کہ عام لوگوں کی فلاح و بہبود کے لئے بلا امتیاز کام کرے گی۔

مقاصد:

سیسوا کے وجود کا بنیادی مقصد مقامی لوگوں کو منظم کر کے علاقے کی سماجی و معاشی ترقی، قدرتی وسائل کی ترقی، بہتر انتظام، لوگوں میں اجتماعی شعور کی بیداری، سماجی و معاشرتی برائیوں کا خاتمہ، دستیاب وسائل کا صحیح استعمال اور خواتین کی ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کرنا ہے۔

رکنیت:

علاقے کے معروضی حالات کو دیکھتے ہوئے سیسوا کی ممبر شپ کے لئے تعلیم کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے۔ چنانچہ ہر وہ شخص جو کہ مجرم پیشہ نہ ہو مقامی باشندہ ہو، کم از کم میٹرک پاس ہو، عمر چالیس سال سے زیادہ نہ ہو اور سیسوا کے آئین کے ساتھ پورا اتفاق رکھتا ہو اس کا ممبر بن سکتا ہے۔ البتہ خواتین کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں تعلیم اور ممبر شپ فیس میں رعایت دی گئی ہے۔ تاہم وہ حضرات جو ممبر شپ کی بنیادی شرائط پوری نہ کرتے ہوں اور جو سیسوا کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنا چاہتے ہیں۔ ان کو علیحدہ ممبر شپ دی جاتی ہے۔ اور ان ساتھیوں کو ملگرے یعنی (Associate Member) کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

تنظیمی ڈھانچہ:

سیسوا کے تنظیمی ڈھانچے میں جنرل باڈی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جس کے ممبران کی تعداد ۴۷۸ ہے ان ممبران کی ذمہ داری میں مرکزی کمیٹی کا انتخاب، آئینی ترامیم کی منظوری، سالانہ بجٹ کی منظوری اور مختلف کمیٹیوں کے لئے افرادی قوت وتجاویز کی فراہمی ہے۔ دوسرے نمبر پر مرکزی کمیٹی آتی ہے جس کو جنرل باڈی ایک سال کے خفیہ ووٹ کے ذریعے منتخب کرتی ہے۔ اس کے ارکان کی تعداد ۱۲ ہوتی ہے۔ مرکزی کمیٹی کے ذمے کابینہ اور دیگر کمیٹیوں کا انتخاب، روزمرہ کے فیصلے، تنظیمی پالیسی کی ترتیب و تعمیل وغیرہ شامل ہیں۔ کابینہ ۵ ارکان پر مشتمل ہے جس میں صدر، نائب صدر، جنرل سیکرٹری اور پریس سیکرٹری شامل

ہیں۔کابینہ تنظیم کے سارے کاموں اور جاری منصوبوں کی نگرانی کرتی ہے۔

شعبہ جات / کارگردگی

زراعت:

اس شعبے میں زمینداروں کی تربیت، کھاد اور بیج کے لئے قرضوں کی فراہمی، زمینوں کی ہمواری، آبپاشی کی سہولت اور آبپاشی کے نالوں کے پختگی شامل ہیں۔

تعلیم:

تعلیم کے شعبے میں لائبریری کا قیام، سکولوں کی تعمیر، سکولوں کے لئے مفت زمین کی فراہمی، سکولوں کا درجہ بڑھانے کی کوشش، علاقے میں پرائمری سکول کی سطح پر والدین اور اساتذہ کی تنظیمیں بنانا، سکول کے بچوں کو مفت یونیفارم ونصابی کتب کی فراہمی اور ایوارڈ وسرٹیفیکٹ کا اجراء شامل ہیں۔

صحت:

اس شعبے میں نالیوں اور گلیوں کی پختگی وصفائی، لیٹرینوں کی تعمیر، صاف پانی کی فراہمی، فری میڈیکل کیمپوں کا قیام، غریبوں کو علاج کے لئے مالی مدد دینا اور کارکنوں کو تربیت دینا وغیرہ شامل ہیں۔

منشیات کی روک تھام:

اس شعبے میں علاقے سے منشیات کا خاتمہ کرنے، نشے کے عادی افراد کا علاج، نشہ آور چیزیں فروخت کرنے والوں کا قلع قمع اور لوگوں میں صحت وصفائی برقرار رکھنے کے لئے شعور کی بیداری شامل ہے۔

قدرتی وسائل:

قدرتی وسائل میں جنگلات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ اس مقصد کے لئے سیسوا نے ۲۰ کنال کے رقبہ پر ایک نرسری قائم کی ہے جو سالانہ دو لاکھ پودے پیدا کرتی ہے جسے علاقے میں انفرادی واجتماعی شجرکاری کے لئے مہیا کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ علاقے میں چھ سو ایکڑ پہاڑی رقبے پر جنگلات لگائے گئے ہیں جس کا انتظام مقامی لوگ خود چلا رہے ہیں۔ تنظیم نے دوسو ایکڑ رقبے پر نجی شکارگاہ بنائی ہے اور ایک ریسٹ ہاؤس بھی تعمیر کیا ہے۔

انسانی حقوق:

انسانی حقوق کے حوالے سے سیسوا عوام میں شعور پیدا کرنے کیلئے مسلسل جدوجہد کر رہی ہے اور اس مد میں کام کرنے والے ان تمام اداروں کے تجربوں اور کامیابیوں سے استفادہ کیا جا رہا ہے۔

تعمیرات:

تعمیرات کا شعبہ نہ صرف سیسوا کی زیرنگرانی تعمیری منصوبوں پر کام کرتا ہے بلکہ گاؤں میں دوسرے سرکاری وغیرہ سرکاری اداروں کی طرف سے کئے جانے والے کاموں کی بھی نگرانی کرتا ہے اور متعلقہ حکام سے رابطہ رکھتا ہے تاکہ تعمیراتی کام کے معیار کو یقینی بنایا جائے۔

کھیل وثقافت:

سیسوا مقامی کھیل وثقافت کے فروغ کیلئے بھرپور کوشش کر رہی ہے جس سے ایک طرف قومی و مقامی کھیلوں کو فروغ دیا جاسکے گا او دوسری طرف نوجوانوں کو صحت مند سرگرمیوں کیلئے سازگار فضا مہیا کی جاسکے گی۔ اس سے نوجوان بھی غیر صحتمندانہ سرگرمیوں میں ملوث ہونے سے بچ جائیں گے۔

ذرائع آمدن:

تنظیم اپنے پروگرام چلانے کے لئے آمدنی کے مندرجہ ذیل ذرائع پر انحصار کرتی ہے۔

☆ بنیادی ممبر شپ فیس۔

☆ عطیات۔

☆ سرکاری وغیر سرکاری اداروں کی امداد۔

☆ نرسری۔

☆ جنگلات۔

☆ زرعی قرضوں کا پروگرام۔٦ے

اصلاحی ترقیاتی کمیٹی جامعہ نوردی ہری پور:

یونین کونسل ریحانہ ہری پور شہر سے ۱۵ کلومیٹر مشرق کی طرف واقع ہے۔ یونین کونسل میں ۱۷ گاؤں ہیں جن کی کل آبادی ۱۸۰۰۰ افراد پر مشتمل ہے۔۲ فیصد رقبہ پر آب پاشی ہوتی ہے باقی تمام زمین

بارانی ہے۔ گندم اور مکئی یہاں کی اہم فصلیں ہیں۔ تعلیم کی شرح ۴۷ فیصد ہے۔ ۳ فیصد لوگ گریجویٹ اور ایک فیصد پوسٹ گریجویٹ ہیں۔ علاقے میں لڑکوں کے دو ہائی سکول اور لڑکیوں کے دو مڈل سکول ہیں۔ سیاسی اعتبار سے اہم علاقہ ہونے کی وجہ سے اس علاقے میں گاہے بگاہے بہت سے ترقیاتی کام کئے جا چکے ہیں جن میں روڈ، سکول، ہسپتال اور بجلی کی رسد جیسے منصوبے قابل ذکر ہیں۔ لیکن جوں جوں آبادی بڑھتی گئی ضروریات میں بھی اضافہ ہوتا گیا مسائل بڑھتے گئے ان مسائل میں صحت، تعلیم، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، نکاسی آب غربت و بیروزگاری اور زرعی مسائل سرفہرست ہیں۔ ان مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے علاقے کے چند پڑھے لکھے نوجوان اور باشعور افراد نے سال ۱۹۹۱ میں گاؤں جامعہ نوردی میں اصلاحی کمیٹی کے نام سے ایک تنظیم کی داغ بیل ڈالی۔ ایک سال کے اندر تنظیم کو سوشل ویلفیئر آرڈیننس ۱۹۶۱ء کے تحت رجسٹرڈ کروایا گیا اس کے بعد اس CBO کو یونین کونسل کی سطح پر پھیلایا گیا آج اصلاحی کمیٹی کی ۲۰ ذیلی تنظیمیں علاقے میں کام کر رہی ہیں جن میں ۱۰ مردوں کی اور ۱۰ خواتین کی تنظیمیں شامل ہیں۔

تنظیم کے اغراض ومقاصد:

۱۔ عوام میں اپنی مدد آپ کی تحت کام کرنے کا شعور بیدار کرنا۔

۲۔ بچوں، عورتوں، نوجوانوں اور عمر رسیدہ افراد کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنا۔

۳۔ اجتماعی مسائل وضروریات کی معلومات حاصل کر کے ان کا حل تلاش کرنا۔

۴۔ لوگوں کو زندگی کی سہولیات مہیا کرنے خصوصاً پینے کا صاف پانی، تعلیم، چھوٹے پلوں کی تعمیر، روزگار اور دیگر کاموں کے لئے کوشش کرنا۔

۵۔ عوام کو سماجی انصاف فراہم کرنا نیز ان سے سماجی برائیوں اور کمزوریوں کو دور کرنا۔

۶۔ خواتین کیلیئے دستکاری سنٹر قائم کرنا اور ان کو چھوٹے کاروباری قرضے مہیا کرنے کیلیئے کوشش کرنا۔

۷۔ علاقے میں لائبریری اور ڈسپنسری کے قیام کی کوشش۔

۸۔ عوامی اور حکومتی اداروں کے مابین روابط بڑھانا۔

سرگرمیاں:

اصلاحی ترقیاتی کمیٹی کے زیر انتظام مندرجہ ذیل سرگرمیاں انجام دی جا رہی ہیں۔

۱۔ مقامی آبادی کو منظم کرنا۔

۲۔ مردوں اور خواتین کے لئے تربیتی پروگرام۔

۳۔ قرضہ و بچت پروگرام۔

۴۔ زراعت کی ترقی۔

۵۔ ماحولیات۔

۶۔ ترقیاتی منصوبے، پینے کا صاف پانی، گلیوں کو پختہ کرنا، نکاسی آب اور آبپاشی کے نالے تعمیر کرنا۔

۷۔ صحت وصفائی کا پروگرام۔

۸۔ ثقافتی سرگرمیاں، کھیل، تائید و پرچار۔

۹۔ خواتین کے لئے ذرائع روزگار کا بندوبست۔

مکمل شدہ ترقیاتی منصوبے:

اصلاحی ترقیاتی کمیٹی نے بہت سے پراجیکٹ مختلف اداروں اور مقامی آبادی کی شرکت سے مکمل کئے ہیں۔ یونین کونسل ریحانہ میں کل ۳۱ ترقیاتی سکیمیں مکمل کیں۔ ان منصوبوں میں غسل خانوں کی تعمیر، پینے کے صاف پانی کی فراہمی، نکاسی آب، نلکے لگانا، چھوٹے پلوں کی تعمیر اور نرسریوں کا قیام شامل ہے۔ یہ منصوبے گاؤں دڑنیاں، جامعہ نوردی، پیرکوٹ، کوٹھا، کوکا، ڈنگ اور بھٹڑی میں تعمیر کئے گئے ہیں۔ ان سکیموں سے ۲۰۰۰ افراد مستفید ہوئے ہیں۔ اصلاحی ترقیاتی کمیٹی کے صحت و نکاسی آب پروگرام سے خاص کر خواتین اور بچے مستفید ہوئے ہیں۔ ان منصوبوں میں مقامی آبادی کی مالی شراکت ۲۰% سے لے کر ۷۰% رہی۔ ان منصوبوں پر کل لاگت ۳۷۰۰۰۰۰ روپے آئی۔ مالی معاونت کرنے والے اداروں میں سنگی، سرحد رورل سپورٹ کارپوریشن، سیڈا، ٹی وی او اسلام آباد اور آکسفیم شامل ہیں۔

اصلاحی ترقیاتی کمیٹی ہزارہ این جی اوز اتحاد، سرحد این جی اوز اتحاد اور ڈسٹرکٹ سوشل ویلفیئر کوارڈینیٹنگ کونسل کا ممبر ہونے کے علاوہ فرانٹیئر ریسورس سنٹر FRC اور عورت فاونڈیشن کے ساتھ مل کر کام کر رہی ہے۔ اصلاحی ترقیاتی کمیٹی کو بیجنگ کانفرنس کے بعد صوبائی کور گروپ اور ڈسٹرکٹ کور گروپ ہری پور میں بھی نمائندگی حاصل ہے۔۷۷

بوزہ خیل ویلفیئر سوسائٹی:

بوزہ خیل ویلفیئر سوسائٹی علاقہ سورانی ضلع بنوں کی ایک مقامی تنظیم ہے۔ اس تنظیم کا دائرہ کار علاقہ

سورانی کے تقریباً ۶۲ گاؤں پر مشتمل ہے تنظیم کا قیام ۱۹۹۱ء کو عمل میں آیا۔ تنظیم کے بانیوں میں علاقے کے بزرگوں اور نوجوانوں کی کافی تعداد شامل تھی۔ تنظیم نے فلاحی اور سماجی کاموں کا آغاز اپنے گاؤں سے کیا اور فیصلہ کیا گیا کہ وقت کے ساتھ ساتھ اس کے دائرہ کار کو علاقے کے دوسرے گاؤں تک پھیلایا جائے گا۔ تنظیم کو ۱۹۹۷ء میں سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے رجسٹرڈ کرایا گیا۔

اغراض و مقاصد:

تنظیم نے فلاحی اور سماجی ترقی کے حصول کے لئے مندرجہ ذیل مقاصد طے کئے۔

- ☆ تحفظ ماحول اور آلودگی کا خاتمہ۔
- ☆ منشیات کی روک تھام اور اس کے مضر اثرات سے عوام کی آگاہی۔
- ☆ زراعت و شجرکاری۔
- ☆ بچوں اور بالغوں کے لئے تعلیمی مراکز کا قیام۔
- ☆ خواتین کے لئے کشیدہ کاری اور گھریلو صنعتوں کا فروغ۔
- ☆ بے روزگاری کے خاتمے کے لئے چھوٹی صنعتوں کا قیام۔
- ☆ سماجی برائیوں کے خلاف جہاد۔
- ☆ متحارب گروپوں کے درمیان مصالحت۔
- ☆ بچوں سے جبری مشقت کی حوصلہ شکنی۔
- ☆ جنگلات اور جنگلی حیات کا تحفظ۔
- ☆ تربیتی مراکز کا قیام۔

کمیٹیوں کی تشکیل:

تنظیمی سرگرمیاں سرانجام دینے کیلئے تین کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ا۔ عدلیہ کمیٹی:

اس کمیٹی کے ذمے متحارب گروپوں میں صلح صفائی کرانا اور گاؤں کے مستقبل کے فلاحی و ترقیاتی کاموں کے لئے تجاویز تیار کرنا ہے۔

۲۔ ورکنگ کمیٹی:

یہ کمیٹی عدلیہ کمیٹی کی طرف سے جاری شدہ احکامات پرعمل درآمد کو یقینی بناتی ہے۔اس کے علاوہ اس کے زمے تعمیری کاموں کی نگرانی ،لوگوں سے فنڈ جمع کرنا،خط وکتابت، تنظیم کے حسابات رکھنا،انتظامیہ سے روابط رکھنا اور مسائل کی نشاندھی کرنا شامل ہے۔

۳۔ ہراول کمیٹی:

یہ کمیٹی تنظیم کے نوجوان ممبران پر مشتمل ہے اس دستے کا کام کھیلوں اور تقریبات کا اہتمام کرنا، افرادی قوت جمع کرنا اور دیگر ایسے امور انجام دینا جن میں تگ ودو کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

سرگرمیاں اور کارکردگی:

علاقے سے سماجی برائیوں کا خاتمہ اور روک تھام تنظیم کا مشن ہے۔ اس سلسلے میں تنظیم اور انتظامیہ کے درمیان ایک اجلاس میں طے پانے والی ایک قرارداد کے تحت تنظیم نے یہذ مہ لیا ہے کہ وہ علاقے میں ہوائی فائرنگ ،منشیات فروشی اور دیگر سماجی برائیوں کے خاتمے کے لئے کوشش کرے گی۔تنظیم کو یہ اختیار حاصل ہے کہ دو متحارب گروپوں کے راضی نامے میں فریقین سے تنظیم کے لئے فیس وصول کرے اس کے علاوہ سماجی برائی اور ہوائی فائرنگ کا جرم ثابت ہونے پر جرمانہ وصول کرے۔تنظیم کو فنڈ مہیا کرنے کے لئے علاقے کے لوگوں نے آپس میں یہ طے کیا ہے کہ علاقے میں زمین کی خرید وفروخت پر خریدار اور بیچنے والے اس رقم میں سے ایک فیصد تنظیم کو دیں گے۔

آب رسانی ونکاسی آب:

تنظیم سال میں دو مرتبہ تین روزہ بھل صفائی پروگرام منعقد کرواتی ہے۔جس میں پورے گاؤں کے چھوٹے بڑے نکاسی آب کے نالوں کی صفائی اور مرمت کا بندوبست کرتی ہے۔ تنظیم اردگرد کے ۳۲ گاؤں کی آب رسانی کے لئے مشترکہ بند بنانے کے لئے افرادی قوت اور مالی مدد بھی فراہم کررہی ہے اس کے علاوہ تنظیم کی کوششوں سے دریائے کرم پر دس لاکھ روپے مالیت سے پکا بند بنانے کا منصوبہ TVO نے منظور کیا ہے اس لاگت کا ۴۰% فیصد حصہ علاقے کے لوگ مہیا کررہے ہیں اور بقیہ تنظیم فراہم کرے گی اس بند سے علاقے میں پانی کی فراہمی یقینی ہوجائے گی۔

مثالی گاؤں منصوبہ:

تنظیم گاؤں بوزہ خیل میں ایک منصوبے پر جولائی سے کام شروع کر رہی ہے جس میں گاؤں کی گلیاں پختہ کرنا، ٹیوب ویل لگانا، سڑکیں بنانا اور نکاسی آب کا انتظام بہتر کر کے بوزہ خیل کو ایک مثالی گاؤں بنانا ہے۔ اس منصوبے پر خرچ ہونے والی رقم کا ۲۰ فیصد مقامی لوگ ادا کریں گے اور بقیہ تنظیم فراہم کرے گی۔ تنظیم بچوں سے جبری مشقت کے حوالے سے بھی کافی سرگرم عمل ہے اور اس سلسلے میں لوگوں میں بچوں کے حقوق سے متعلق آگاہی پیدا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ تنظیم سرحد این جی اوز اتحاد کی بھی فعال رکن ہے صحت کے حوالے سے بھی تنظیم کام کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں تنظیم نے گاؤں کی خواتین کے لئے ایک ڈسپنسری منظور کرائی ہے جو جلد ہی کام شروع کر دے گی۔ اس کے علاوہ تنظیم نے علاقے کی غریب آبادی کے لئے فری طبی کیمپ منعقد کئے۔

دیگر سرگرمیاں:

مذکورہ بالا شعبوں کے علاوہ تنظیم دیگر سرگرمیوں میں بھی سرگرم عمل ہے جسمیں زکوۃ کی رقم تقسیم کرنا اور غریبوں، ناداروں کو گزارہ الاؤنس مہیا کرنا، غیر نصابی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے کوششیں، سکولوں کا قیام، چھوٹے بڑے پلوں کی تعمیر، فری ٹیوشن سنٹرز کا قیام، گھریلو تنازعات کا تصفیہ، خواتین کی بھلائی کے منصوبے اور ملکی و بین الاقوامی تنظیموں سے روابط شامل ہیں۔ ۸ے

ادارہ خدمت خلق زیارت تالاش ضلع دیر:

ضلع دیر صوبہ سرحد کا ایک پسماندہ ضلع ہے۔ اس کا رقبہ ۵۲۸۲ مربع کلومیٹر ہے۔ اس کے شمال میں چترال، مشرق میں سوات، جنوب میں ملاکنڈ اور مغرب میں باجوڑ اور افغانستان واقع ہیں۔ ۱۹۶۰ء تک دیر ایک ریاست کی شکل میں تھا جس کے دوران یہاں کے حکمرانوں نے عوام پر بہت سی پابندیاں لگا رکھی تھیں۔ وہ تعلیم کے سخت مخالف تھے جسکی وجہ سے یہاں کے باشندے غلامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور تھے۔ 1981ء کی مردم شماری کے مطابق دیر میں خواندگی کی شرح صرف ۶ فیصد تھی۔ ۱۹۶۰ء میں ریاست دیر پاکستان میں ضم کر لی گئی ۱۹۸۲ء میں ضلع دیر میں سکولوں کی بنیاد رکھی گئی اور یوں علاقے میں ترقی کا سفر شروع ہو۔ ۱۹۶۰ء میں جب ریاست دیر پاکستان میں ضم کی گئی تو عام لوگوں میں سیاسی بیداری کا فقدان تھا اور لوگ اپنے حقوق کے لئے چند بااثر افراد کے دست نگر تھے۔

مذکورہ بالا حالات کے پیش نظر علاقہ کے چند باصلاحیت افراد نے مل کر ایک تنظیم ادارہ خدمت خلق زیارت تالاش قائم کی۔ تنظیم نے لوگوں میں سیاسی بیداری کے لئے اپنی کاوشوں کا آغاز کیا اور مقامی مسائل کے حل کے لئے نوجوانوں کو منظم کرنا شروع کر دیا جس کے بعدازاں خاطر خواہ نتائج سامنے آئے۔

اغراض ومقاصد:

ادارہ خدمت خلق کے اغراض ومقاصد درج ذیل ہیں۔

☆ علاقے کی سماجی، اقتصادی اور معاشی ترقی کے لئے حکومتی اور غیر سرکاری تنظیموں سے امداد باہمی کے اصول پر تعاون کرنا۔

☆ معذوروں، بیواؤں اور یتیموں کو معاشرے کا کارآمد حصہ بنانے کے لئے مختلف پیشوں میں تربیت کا بندوبست کرنا۔

☆ قدرتی وسائل کی بہتری کیلئے علاقے میں دیہی ترقیاتی تنظیموں کے ذریعے شجرکاری کا اہتمام کرنا۔

☆ خواتین سے متعلق سرگرمیوں کی حمایت کرنا خصوصاً دستکار خواتین کی بہتری کے لئے کوشش کرنا۔

☆ حکومت اور غیر سرکاری تنظیموں کے تعاون سے علاقے میں عوامی بیداری کے لئے سماجی مہمات، سیمیناروں اور ورکشاپوں کا اہتمام کرنا۔

☆ علاقے کو بنیادی تعلیم، صحت، آبنوشی اور نکاسی آب کی سہولت مہیا کرنا۔

☆ علاقے سے سماجی برائیوں اور ناانصافیوں کے خاتمے کے لئے جدوجہد کرنا۔

تنظیم کی سرگرمیاں:

ادارہ خدمت خلق ایک فری ڈسپنسری چلا رہا ہے جس میں علاج معالجے کی سہولت موجود ہے۔ ادارہ کے ممبران ڈسپنسری میں رضاکارانہ خدمات انجام دیتے ہیں اور مستحق افراد کا علاج ترجیحی بنیادوں پر کیا جاتا ہے۔

☆ ادارہ خدمت خلق صحت عامہ کی خصوصی مہمات مثلاً پولیو ڈے وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔

☆ ادارہ خدمت خلق نے خواتین کے مسائل کو بہتر طور پر حل کرنے کے لئے علاقے میں عورتوں کی تنظیم ''انجمن بہبود خواتین'' کے قیام میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اس وقت یہ تنظیم تعلیم نسواں اور صحت نسواں پر کام کر رہی ہے۔

تعلیم وتربیت اور کاروبار:

☆ ادارہ خدمت خلق نے خواتین کے لئے ایک دستکاری مرکز قائم کیا ہے جس میں علاقے کی خواتین تربیت حاصل کرتی ہیں۔ اب تک سینکڑوں خواتین اس مرکز سے مختلف ہنر سیکھ کر اپنے گھروں میں اجرت پر کام کر رہی ہیں۔

☆ ادارہ خدمت خلق تربیت یافتہ خواتین اور منڈی کے درمیان رابطے کے فرائض بھی انجام دیتا ہے تاکہ دستکار خواتین اپنی تیار کردہ مصنوعات کا مناسب معاوضہ حاصل کر سکیں۔

☆ ادارہ چھوٹے کاروبار اور قرضہ جات پر ۹۶-۱۹۹۵ء میں دو تربیتی کورسز بھی منعقد کروا چکا ہے جس میں ۵۰ خواتین نے انجمن بہبود خواتین کے توسط سے شرکت کی۔

☆ ادارہ نے پڑھے لکھے افراد کی سہولت، مطالعے کی آبیاری اور رہنمائی کے لئے ایک لائبریری بھی قائم کی ہے۔ جس میں دینی، سماجی، اور قانونی موضوعات پر تقریب ساڑھے چار ہزار کتب دستیاب ہیں۔ سینکڑوں طالب علم اور دیگر نوجوان ادارے کی کتب سے مستفید ہو رہے ہیں۔

قدرتی وسائل کا انتظام:

☆ ادارہ خدمت خلق ماحول کے تحفظ پر گزشتہ ۷ برس سے کام کر رہا ہے۔ اس ضمن میں مختلف دیہاتوں میں نرسریاں قائم ہیں جہاں سے اب تک لاکھوں پودے پہاڑوں پر لگائے جا چکے ہیں۔ تقریباً ایک ہزار ایکڑ پر کی گئی شجرکاری ادارے کی ذیلی تنظیم کی نگرانی میں ہے جس کی حفاظت کے لئے ادارے نے اپنے نگران مقرر کئے ہیں۔

☆ ادارہ خدمت خلق علاقے میں آبی اور زمینی وسائل کی ترقی کے لئے بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیش نظر مربوط حکمت عملی پر سوچ بچار بھی کرتا ہے تاکہ قدرتی وسائل کے بہتر انتظام سے مقامی کاشتکاروں کو مناسب معاوضہ ملے، روزگار کے بہتر مواقع پیدا ہوں اور مقامی تنظیموں میں تکنیکی امور سے متعلق صلاحیت پیدا کی جا سکے۔

سماجی مہمات:

☆ ادارہ خدمت خلق کا کمیونٹی سنٹر علاقے کے لوگوں کو مل بیٹھ کر اپنے مسائل پر سوچنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ چونکہ یہ مرکز برلب سڑک ہے اس لئے علاقے کی دیگر تنظیمیں بھی اپنے اجلاس

یہیں منعقد کرتی ہیں اور علاقائی مسائل پر ان سب کے ساتھ گفت وشنید ہوتی ہے۔

☆ ادارہ خدمت خلق کا ترک منشیات کا شعبہ سماجی مسائل پر لٹریچر کی تقسیم اور سیمینار کا اہتمام کرتا ہے۔ اور انجمن بہبود خواتین کے ذریعے نشہ کے عادی افراد کے خاندان کی خواتین میں آگاہی پیدا کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ سکولوں میں اس موضوع پر تقریری مقابلے اور لیکچرز کا اہتمام بھی کیا جاتا ہے۔

خوراک کا انتظام:

☆ ادارہ خدمت خلق نے اپنی خدمات کے ذریعے گندم کا ایک چھوٹا سا ذخیرہ بھی بنا رکھا ہے۔ غریب ممبران ضرورت کے مطابق یہاں سے قرض غلہ حاصل کرتے ہیں اور فصل کی پیداوار پر وہ اسے واپس کر دیتے ہیں۔۹ے

مذکورہ بالا این جی اوز کے علاوہ کچھ اور این جی اوز بھی معاشرے میں سرگرم عمل ہیں مثلاً علم، علماء اور مدارس میں دلچسپی رکھنے والی این جی اوز یہ تنظیمیں جدید اسلام کی حامی ہیں اور اسلام کو بیرونی آقاؤں کی مرضی کے مطابق کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ زیادہ زور خواتین کی آزادی پر دے رہی ہیں۔ اور حدود آرڈیننس میں تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ اس قسم کی این جی اوز ملک میں فحاشی اور عریانی کو عام کرنے کا باعث بن رہی ہیں۔ مشنری این جی اوز اور بین المذاہب ہم آہنگی پیدا کرنے والی این جی اوز ملک میں ہسپتال، سکول اور کالجز قائم کرتی ہیں اور ان میں اپنی تعلیمات عام کرتی ہیں۔ گویا یہ تنظیمیں لوگوں کا مذہب تبدیل کرنے کے لئے راہ ہموار کر رہی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ نوید احمد شینواری: اداریہ، سہ ماہی میگزین، ''شعور'' شمارہ نمبر ۲، خیبر ریسورس سنٹر پشاور، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۲ء۔

۲۔ محمد قاسم جان: غیر سرکاری تنظیموں کے رجسٹریشن قوانین، سہ ماہی ''سھلکار'' شمارہ نمبر ۲، 1998ء فرنٹیئر ریسورس سنٹر پشاور۔

۳۔ ایضاً

۴۔ ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر: ڈائریکٹریٹ آف سوشل ویلفیئر گورنمنٹ آف این ڈبلیو ایف پی یونیورسٹی روڈ پشاور۔

۵۔ ایضاً

۶۔ ڈائریکٹر انڈسٹریز: ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹریز این ڈبلیو ایف پی پشاور ایف سی ٹرسٹ بلڈنگ پشاور کینٹ۔

۷۔ ایضاً

۸۔ رجسٹرار کواپریٹو سوسائٹیز گورنمنٹ آف پاکستان، بنوولنٹ فنڈ بلڈنگ پشاور کینٹ۔

۹۔ ایضاً

۱۰۔ سیکورٹی اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان، سٹیٹ لائف بلڈنگ پشاور کینٹ۔

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ڈائریکٹر انڈسٹریز: ڈائریکٹریٹ آف انڈسٹریز این ڈبلیو ایف پی پشاور، ایف سی ٹرسٹ بلڈنگ پشاور کینٹ۔

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ڈائریکٹری آف این جی اوز ان پاکستان، این جی او ریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن کراچی۔

۱۵۔ ڈائریکٹر ڈلاس گل ویلفیئر پروگرام ذاتی انٹریو، بالمقابل عثمانیہ ہوٹل یونیورسٹی روڈ پشاور۔

۱۶۔ ڈائریکٹر خویندو کور: ذاتی انٹرویو، خویندو کور گلی نمبر ۳، پشت جابر فلیٹس نیو ارباب کالونی، ارباب روڈ یونیورسٹی ٹاؤن پشاور۔

۱۷۔ ڈائریکٹری آف این جی اوز ان پاکستان، این جی او ریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن کراچی۔

۱۸۔ ڈائریکٹر آگاہی: ذاتی انٹرویو: لوہار بانڈہ، مانسہرہ۔

۱۹۔ ڈائریکٹری آف این جی اوز ان پاکستان، این جی او ریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن کراچی۔

۲۰۔ اسلامک ایجوکیشن ریسرچ سیل حکومت پاکستان وزارت تعلیم: دینی مدارس کی جامع رپورٹ 1988ء۔

۲۱۔ ایضاً:

۲۲۔ ایضاً:

۲۳۔ نذر احمد، حافظ، پرنسپل شبلی کالج و جنرل سیکرٹری مسلم اکادمی: جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان۔ مارچ ۱۹۷۲ ص ۱۸-۲۱

۲۴۔ ایضاً: ص ۲۴-۲۶

۲۵۔ نذر احمد، حافظ لیکچرار علوم اسلامیہ، لاہور کالج: جائزہ مدارس عربیہ اسلامیہ مغربی پاکستان مبسوط تاریخ واعداد وشمار، زیر اہتمام چشتیہ ٹرسٹ سرگودھا روڈ فیصل آباد، طابع انجمن حمایت اسلام پریس لاہور، ۱۹۶۰ء ص ۷۹- ۸۰

۲۶۔ جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان، مارچ ۱۹۷۲ء، ص ۴۷۵-۴۷۹

۲۷۔ ایضاً: ص ۲۱-۲۴

۲۸۔ ایضاً: ص ۴۸۳-۴۸۵

۲۹۔ ایضاً: ص ۲۶۲ - ۲۶۵

۳۰۔ ایضاً: ص ۳۱۴- ۳۱۶

۳۱۔ ایضاً: ص ۳۲-۳۳

۳۲۔ ایضاً: ص ۴۹۰

۳۳۔ ایضاً: ص ۲۳۲- ۲۳۴

۳۴۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب، لاہور، طبع اول ۱۹۸۴ جلد ۲۰ ص ۱۸۷

۳۵۔ سروے کے دوران یہ معلومات حاصل ہوسکیں۔

۳۶۔ الراشدی، مولانا، ابوعمار زاہد، ماہنامہ الشریفہ، گجرانوالہ، جنوری ۱۹۹۵۔

۳۷۔ ڈائریکٹری آف این جی اوزان پاکستان: این جی اوریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن کراچی۔

۳۸۔ این جی اوز میں انتظامی معیارات: سہ ماہی ''اخبار'' دسمبر ۲۰۰۴، این جی اوریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن۔ ص ۱۸

۳۹۔ ڈاکٹر ثروت مرزا: ہینڈز کا نگرانی اور جانچ کا نظام: سہ ماہی ''اخبار'' اکتوبر ۲۰۰۵، این جی اوریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن۔ ص ۲۰

۴۰۔ بجواب سوالنامہ: فرنٹیئر پرائمری ہیلتھ کیئر سنٹر نستہ روڈ بجلی گھر مردان۔

۴۱۔ ڈائریکٹری آف این جی اوزان پاکستان: این جی اوریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن کراچی۔

۴۲۔ ایضاً:

۴۳۔ بجواب سوالنامہ: انوائرمینٹل پروٹیکشن سوسائٹی (EPS) سنٹرل ہسپتال روڈ سیدو شریف سوات۔

۴۴۔ ڈائریکٹری آف این جی اوزان پاکستان، این جی اوریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن کراچی۔

۴۵۔ ڈائریکٹری آف این جی اوزان پاکستان، این جی اوریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن کراچی۔

۴۶۔ ایضاً:

۴۷۔ ایضاً:

۴۸۔ ایضاً:

۴۹۔ ایضاً:

۵۰۔ ایضاً:

۵۱۔ سالانہ رپورٹ ۲۰۰۲ء: جناح ویلفیئر سوسائٹی، قلعہ مصطفیٰ آباد، تحصیل کامونکی، ضلع گجرانوالہ۔

۵۲۔ ایضاً:

۵۳۔ ایضاً:

۵۴۔ بجواب سوالنامہ: پاکستان پاورٹی ایلیویشن فنڈ، ۸۔۶ پارک روڈ F-8/2 اسلام آباد۔

55. Directory of Donor Organization in Pakistan, NGO Resource Centre (A project of Agha Khan Foundation) Revised and updated Edition September

1998.

۵۶۔ الزبتھ لیاگن: انفارمیشن پراجیکٹ فار افریقہ: مترجم: محب الحق صاحبزادہ، طاقت اور مفادات کا عالمی کھیل، مطبع عبدالرافع کیمونی کیشنز، لاہور۔ زیر اہتمام انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز، بلاک ۱۹، مرکز F-7، اسلام آباد، ص A۹، ۹

۵۷۔ ایضاً: ص ۷

58. Directory of NGOs in Pakistan Agha Khan Foundation Karachi.

59. Human Rights Diary 2001, Published by Human Rights Commission of Pakistan, Aiwan-i-Jamhoor, 107-Tipu Block, New Garden Town Lahore Printed at Maktaba Jadeed Press-9-Railway Road Lahore.

۶۰۔ ایضاً:

۶۱۔ ایضاً:

۶۲۔ ڈائریکٹری آف این جی اوزان پاکستان، این جی او ریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن کراچی۔

۶۳۔ ایضاً:

۶۴۔ ایضاً:

۶۵۔ ایضاً:

۶۶۔ ایضاً:

۶۷۔ ایضاً:

۶۸۔ ایضاً:

۶۹۔ ایضاً:

۷۰۔ ایضاً:

۷۱۔ ایضاً:

۷۲۔ سالانہ رپورٹ ۲۰۰۴ء فیلکن یوتھ ویلفیئر آرگنائزیشن، گاؤں خالو، تحصیل غازی، ضلع ہری پور۔

۷۳۔ بجواب سوالنامہ: صوابی ویمن ویلفیئر سوسائٹی شیوہ اڈہ، نواں کلی صوابی۔

۷۴۔ ڈائریکٹری آف این جی اوزان پاکستان، این جی او ریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن کراچی۔

۷۵۔ مدیر آفتاب اقبال: سہ ماہی ''مشترکتی ترقی'' ادارہ استحکام شرکتی ترقی مکان نمبر ۹ گلی نمبر ۸۹ سیکٹر G-6/3 اسلام آباد، جنوری تا مارچ ۲۰۰۵ء۔

۷۶۔ بجواب سوالنامہ، سیسوا (SESWA) ایچ آر ڈی سنٹر پرمولی روڈ تحصیل شیوہ، ضلع صوابی۔

۷۷۔ اختر جلیل، بجواب سوالنامہ، اصلاحی ترقیاتی کمیٹی جامعہ نوردی گاؤں وڈاکخانہ نوردی، ضلع ہری پور۔

۷۸۔ جنرل سیکرٹری حاجی شفیع الرحمٰن، بجواب سوالنامہ، بوذہ خیل ویلفیئر سوسائٹی، ڈاکخانہ نظام بازار، ضلع بنوں۔

۷۹۔ بجواب سوالنامہ، ادارہ خدمت خلق زیارت تالاش ضلع دیر۔

باب چہارم

این جی اوز کا دائرہ کار

فصل نمبر ۱

کانفرنسوں، ورکشاپوں اور سیمیناروں وغیرہ کے ذریعے اپنے موّقف کو حکومت تک پہنچانا

کسی بھی این جی او کو کامیابی کیساتھ چلانے کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے مشن کو دوسروں تک پہنچائیں۔ عوام کا شعور بیدار کریں اور حکومت تک اپنا موّقف پہنچانے کی کوشش کریں۔اس مقصد کے لئے این جی اوز کانفرنسوں، ورکشاپوں اور سیمیناروں وغیرہ کا انعقاد کرتی ہیں۔ ان سرگرمیوں کے نتیجے میں ان کی کارکردگی بہتر ہوجاتی ہے، ان کے لئے ماحول سازگار بن جاتا ہے، حکومتی ادارے بھی ان کے ساتھ کام کرنے کے لئے تیار ہوجاتے ہیں اور عوامی تعاون بھی ان کو حاصل ہوجاتا ہے۔اپنے مقالے میں، میں گزشتہ ایک دہائی کے دوران ہونے والی این جی اوز کی ان سرگرمیوں کو مختصراً بیان کر رہی ہوں۔

۲۰۰۴ میں ادارہ استحکام شرکتی ترقی (ایس پی او) کی طرف سے عوامی شعور بیدار کرنے کے لئے ورکشاپس ہوئیں جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سٹیزن کمیونٹی بورڈ (سی سی بی) کو مستحکم اور فعال بنانے کے لئے صوبہ سندھ میں ادارہ استحکام شرکتی ترقی، اورڈیوولوشن ٹرسٹ فار کمیونٹی ایمپاورمنٹ (ڈی ڈی سی ای) اختیارات کو عوام کی سطح پر منتقلی کا ادارہ کے اشتراک سے تربیتی ورکشاپوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ ان کا آغاز ضلع خیر پور سے ہوا۔ جس کے لئے سب سے پہلے ادارہ استحکام شرکتی ترقی نے عوامی تنظیموں سے ساتھیوں کا انتخاب کیا۔ جنہیں یکم جون ۲۰۰۴ سے پانچ جون ۲۰۰۴ تک تربیت دی گئی۔ اگلے مرحلے میں سولہ تربیت کاروں پر مشتمل آٹھ ٹیموں نے ۱۲ ستمبر ۲۰۰۴ سے وسیع پیمانے پر ملاقاتوں اور تربیتوں کا آغاز کیا۔ ابتداء میں ضلع کی تمام ۷۶ یونین کونسلوں سے رابطہ کر کے ان کا اجلاس بلایا گیا۔ اس کے بعد کونسل ناظمین اور اختیارات کو عوام کی سطح پر منتقلی کے ادارے کے نمائندوں کی ملاقات کا اہتمام کیا گیا تاکہ استعدادکاری اور فنی معاونت کے لئے مفاہمتی یاداشت پر دستخط کئے جاسکیں۔ اگلے مرحلے میں ۲۵ ستمبر کو گورنمنٹ نازہائی سکول خیر پور میں ایک سیمینار منعقد کیا گیا جس میں ضلعی ناظمہ محترمہ نفیسہ شاہ، سیدہ ارشاد جیلانی، وسیم اشرف، اعجاز احمد، نظیر اجن اور بریگیڈیئر (ریٹائر) مسعود کے علاوہ ضلع کی تمام یونین کونسلوں کے ناظمین، نائب ناظمین اور کونسلروں نے شرکت کی۔ ایک اندازے کے مطابق اس سیمینار میں اٹھارہ سو افراد شریک ہوئے۔ سیمینار میں تمام یونین کونسل ناظمین کو

بیس ہزار روپے کے چیک کے علاوہ تربیتی مواد پر مبنی کٹ بھی دی گئی۔ جس میں سٹیزن کمیونٹی بورڈ (سی سی بی) چلانے کے لئے رہنما نکات پر مبنی آڈیو کیسٹ بھی شامل تھے۔ اس کے بعد تربیت کا سلسلہ شروع ہوا ہر یونین کونسل میں دونوں تنظیموں کی ٹیم نے عوامی شعور بیدار کرنے کی تین روزہ تربیت منعقد کی۔ ان تربیتوں میں یونین کونسل ناظمین، نائب ناظمین، سیکریٹری، تمام کونسلر جن میں خواتین کونسلر بھی شامل تھیں، مقامی صحافیوں اور وکلا کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ ۲۱ دسمبر ۲۰۰۴ تک ان ٹیموں نے ۴۰ کونسلوں کو باہم ملا کر اور ۱۴ یونین کونسلوں کو یونین کی سطح پر منصوبوں کو صحیح طور پر چلانے کی تربیت دی۔ عوامی شعور بیدار کرنے کی تربیت ۶۲ یونین کونسلوں کو دی گئی۔ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۴ کو ایک تقریب میں اگلے مرحلے کے لئے چیک دیئے گئے۔ اس تقریب میں اختیارات کو عوامی سطح پر منتقلی کے ادارے کے وسیم اشرف بریگیڈیئر مسعود اور عبدالواحد سنگر بھی شامل تھے۔[۱]

ویمن ہیلتھ پروجیکٹ کے تحت ورکشاپ

ادارہ استحکام شرکتی ترقی پشاور کے زیر اہتمام ویمن ہیلتھ پروجیکٹ کی ساتھی تنظیموں کے لئے تین روزہ ورکشاپ منعقد ہوئی۔ ورکشاپ میں صوابی ویمن ویلفیئر سوسائٹی (صوابی) سرو (ڈی آئی خان)، جی ڈی پی گدون ڈویلپمنٹ پراجیکٹ کوہاٹ اور سحر آرگنائزیشن (سوات) نے شرکت کی۔ اس ورکشاپ میں صورتحال کا شراکتی جائزہ، مالیاتی نظم ونسق جیسے امور پر تربیت دی گئی، سہولت کاری کے فرائض ثروت جہاں، صائمہ منیر، زبیر کیانی، عزیزہ نشاط اور ڈاکٹر وصف سید نے انجام دئے۔ اس کے علاوہ ویمن ہیلتھ پروجیکٹ کی ساتھی تنظیموں کا ورکشاپ کے بعد تنظیمی کارکردگی کا جائزہ بھی لیا گیا۔ پروجیکٹ کی ساتھی تنظیموں کے لئے کراچی میں ادارہ استحکام شرکتی ترقی کے زیر اہتمام صحت سے متعلق میلے کے مطالعاتی دورے کا اہتمام بھی کیا گیا۔ میلے کے بعد تنظیموں نے این جی او پاونا اور ہنڈز کا دورہ کیا۔[۲]

خواتین پر تشدد کے خلاف سیمنار

۲۵ نومبر کو خواتین پر تشدد کے خلاف عالمی دن منایا جاتا ہے اس سلسلے میں صنفی امتیازات کے خلاف کام کرنے والی تنظیم نے پشاور میں سیمینار منعقد کیا۔ سیمینار کے انعقاد کی ذمہ داری ادارہ استحکام شرکتی ترقی صوبہ سرحد کو سونپی گئی تھی۔ سیمینار کا افتتاح ڈاکٹر فخر الاسلام ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر صوبہ سرحد نے کیا انہوں نے کہا کہ خواتین پر تشدد دنیا کے تمام معاشروں میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ تاہم سول سوسائٹی

اداروں کی کوششوں سے اس مسئلے کے حوالے سے لوگوں میں شعور بیدار ہو رہا ہے۔ کاظم نیاز (پروجیکٹ ڈائیریکٹر، بارانی ایریا ڈویلپمنٹ پروجیکٹ) نے خواتین پر تشدد کے عالمی دن کا پس منظر، خواتین سے امتیازی سلوک کے خاتمے کے عالمی کنونشن اور قومی سطح پر منصوبہ بندی کرنے کے متعلق معلومات فراہم کیں سیمینار کے دوسرے حصے میں زمان آفریدی (ریجنل ڈائریکٹر ہیومن رائٹس ڈویژن) جمیلہ گیلانی (ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان) اور زہرہ کریم، (آغا خان ڈویلپمنٹ نیٹ ورک) نے خواتین پر تشدد اور امتیازی سلوک کے بارے میں شرکاء کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ آخری حصے میں شرکاء نے گروپ ورک کے ذریعے خواتین پر تشدد کی مختلف اقسام کی نشاندہی کی اور ان کے خاتمے کے لئے اقدامات تجویز کئے ۳؎

سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال (سی آر سی) سوات:

۳۰ اپریل ۲۰۰۵ کو سوات سی آر سی نے ایک سیمینار اور ایک پریس کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں اساتذہ، سماجی کارکن، صحافی، سیاسی کارکن اور سی آر سی ممبران نے شرکت کی۔ سی آر سی کوارڈینیٹر نے شرکاء کو تحفظ حقوق اطفال (سی آر سی) اور گروپ آن کمیونٹی ایجوکیشن (جی سی ای) کے بارے میں معلومات فراہم کیں۔ انہوں نے کہا کہ شرح خواندگی کو ۱۰۰ فیصد کرنے کے لئے لازمی تعلیمی ایکٹ کو عملی شکل دی جائے اور تعلیمی فنڈ میں اضافہ کیا جائے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ میٹرک تک تعلیم مفت قرار دی جائے۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ سوات کے دورافتادہ علاقوں میں تعلیمی ادارے کھولے جائیں ۴؎

سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال (سی آر سی) ایبٹ آباد:

۲۸ اپریل ۲۰۰۵ کو ایک واک کا اہتمام کیا گیا تاکہ عوام میں تعلیم کو عام کرنے کا شعور بیدار کیا جاسکے۔ یکم مئی کو گورنمنٹ پرائمری سکول لاڈی سیدان ایبٹ آباد میں ایک سیمینار ہوا قومی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر سردار یعقوب مہمان خصوصی تھے اس موقع پر تقریر کرتے ہوئے ایم پی اے صفدر خان نے کہا کہ ہم لازمی پرائمری تعلیمی ایکٹ ۱۹۹۶ کو عملی جامہ پہنانے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں انہوں نے سکول کے لئے دو کمروں اور ایک غسل خانے کی تعمیر اور سکول کو فرنیچر فراہم کرنے کا وعدہ کیا ۵؎

۸ مئی کو سی آر سی نے ایک مقامی ہوٹل میں ایک سیمینار کا انعقاد کیا جس میں ناظمین، کونسلروں، صحافیوں، وکلاء، اساتذہ، سماجی کارکنوں اور سی آر سی ممبران نے شرکت کی۔ سی آر سی کوارڈینیٹر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "ایبٹ آباد میں ۹۰ ہزار بچے جن کی عمر سکول جانے کی ہے لیکن وہ سکول نہیں جا رہے، یہ

بہت ہی تشویشناک بات ہے۔انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ پرائمری تعلیم کوجلد از جلد لازمی اور مفت کیا جائے تاکہ تعلیمی شرح ۱۰۰ فیصد ہو جائے''۔[۶]

سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال (سی آرسی) رحیم یار خان:

سی آرسی رحیم یار خان نے ۶ مئی کو ''بچوں سے جبری مشقت کا خاتمہ اور تعلیم کے فروغ'' کے موضوع پر ایک سیمنار کا اہتمام کیا۔ ڈسٹرکٹ آفیسر لیبر نے کہا کہ ''پاکستان میں ۸۰ لاکھ سے ایک کروڑ تک بچے جن کی عمریں پانچ سے چودہ سال کے درمیان ہیں محنت اور مشقت سے روزی کمار ہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب میں جون ۱۹۹۵ سے ایک قانون نافذ ہوا جس کے مطابق ۱۴ سے ۱۶ سال کے ہر بچے سے ۳ گھنٹے سے زیادہ کام کروانے کے بعد ایک گھنٹہ آرام کے لئے دینا ضروری ہے۔ انہوں نے بتایا کہ رحیم یار خان کے محلّہ میں لیبر سکول بنایا گیا ہے جس میں ۱۲۰ بچے مفت تعلیم حاصل کر رہے ہیں''۔ ۱۳۰ پریل کو سی آر سی نے ایک واک کا بھی اہتمام کیا جسمیں طلباء، اساتذہ، مقامی غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندوں اور صحافی حضرات نے بڑی تعداد میں شرکت کی، واک میں شامل لوگوں نے مختلف بینرز اٹھار کھے تھے۔ جن پر تعلیم کی اہمیت پر خصوصی زور دیا گیا تھا۔[۷]

آشا کے زیر اہتمام لاہور، اسلام آباد اور کراچی میں سیمینارز:

خواتین کو کام کی جگہ پر جنسی ہراساں کرنے کے خاتمے کے حوالے سے مختلف این جی اوز کی طرف سے بنائے گئے اتحاد ''آشا'' کے زیر اہتمام کراچی، اسلام آباد اور لاہور میں سیمیناروں کا انعقاد کیا گیا۔
۱۷ دسمبر ۲۰۰۴ء کو کراچی میں منعقد سیمینار میں خواتین کو جنسی ہراساں کرنے کے خاتمے کے حوالے سے کام کرنیوالی مختلف شخصیات کو ایوارڈز دیئے گئے جن میں فیکٹری مالکان، ٹریڈ یونین رہنما اور غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندے شامل تھے۔ ٹریڈ یونین کے حوالے سے یہ ایوارڈز آل پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن کے جنرل سیکٹری جناب گلزار احمد چودھری کو دیا گیا۔
۲۲ دسمبر کو اسلام آباد میں جبکہ ۲۸ دسمبر ۲۰۰۴ کو لاہور میں سیمینار منعقد کئے گئے۔ ورکنگ ویمن آرگنائیزیشن جو اس اتحاد کی فاونڈر ممبر ہے، کی صدر محترمہ روبینہ جمیل کی قیادت میں خواتین نے ان تینوں سیمیناروں میں بھرپور طریقے سے شرکت کی۔[۸]

انسانی حقوق کے حوالے سے ایک روزہ سیمینار:

ڈائریکٹریٹ آف ہیومن رائٹس، منسٹری آف لاء جسٹس اینڈ ہیومن رائٹس لاہور کے زیر اہتمام انسانی حقوق کے عالمی دن کے حوالے سے ایک روزہ سیمینار بعنوان ''انسانی حقوق کے تحفظ میں حکومتی کردار'' مورخہ ۲۱ دسمبر ۲۰۰۴ کو ہمدرد سنٹر لاہور میں منعقد ہوا اس سیمینار میں صوبائی وزراء کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کے حوالے سے کام کرنے والی مختلف تنظیموں اور شخصیات نے شرکت کی۔

اس سیمینار میں ورکنگ ویمن آرگنائزیشن کی نمائندگی محترمہ آمنہ محمود نے کی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ:

> ''اس بارے میں دو آراء نہیں ہو سکتیں۔ اگر ہم ایک صحت مند اور ترقی یافتہ سماج تشکیل دینا چاہتے ہیں تو پھر ضروری ہے کہ ہم انسانی حقوق اور ان کے تحفظ کو اپنی ترجیحات میں اولین مقام دیں۔ انہوں نے ڈائریکٹریٹ آف ہیومن رائٹس لاہور آفس کے کام کو سراہا اور کہا کہ یہ قابل ستائش ہے کہ لاہور آفس انسانی حقوق کے حوالے سے ایک متحرک کردار ادا کر رہا ہے اور اس کا تمام سہرا ریجنل ڈائریکٹر محترمہ کشور شاہین اعوان کو جاتا ہے''۔ ۹

(سی اے سی ایل) Coalition Against Child Labour بچوں کی مشقت کے خلاف بنایا گیا اتحاد نے خیر پور میں ۲۵ اپریل ۲۰۰۵ کو عالمی تعلیم کے سلسلے میں بچوں کے سکول میں ایک سیمینار کا اہتمام کیا۔ جسکی صدارت سی اے سی ایل خیبر پور کی ڈسٹرکٹ کوارڈینیٹر مس امبر خشک نے کی۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے سید دین محمد شاہ ممبر سی اے سی ایل نے کہا کہ:

> ''تعلیم ہر بچے کے لئے ضروری ہے۔ دنیا تیزی سے بدل رہی ہے اور مقابلہ کی اس فضا میں اگر ہمیں اپنے آپ کو تیار کرنا ہے تو اس کے لئے تعلیم کو عام کرنا ہوگا''۔ ۱۰
>
> ''مس نصرت نے کہا کہ ''بچیوں کی تعلیم بچوں کے مقابلے میں زیادہ اہمیت رکھتی ہے۔ کیونکہ آج کی بچی کل کی ماں ہے''۔ مس امبر خشک نے کہا کہ ''یہ دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے کہ اس سکول میں بچیوں کی ایک اچھی خاصی تعداد موجود ہے، یہ نہ صرف حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر کسی کو یکساں مواقع فراہم کرے، بلکہ والدین کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجیں''۔ ۱۱
>
> آخر میں انہوں نے شرکاء، بچوں اور اساتذہ کی سیمینار میں بھرپور شرکت پر شکریہ ادا کیا۔

تعلیم سب کے لئے:

تعلیم سب کے لئے کے موضوع پر ۲۸ اپریل ۲۰۰۵ کو لورالائی بلوچستان میں ایک سیمینار (سی اے سی ایل) بچوں کی مشقت کے خلاف بنائے گئے اتحاد کے صوبائی کوارڈینیٹر عطاء الحق خدرزئی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس موقع پر ریڈ ویلفیئر کے صدر محمد گل حمزہ زئی نے سی اے سی ایل کی سرگرمیوں پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ:

''تنظیم ملک کے چاروں صوبوں میں بچوں کے حقوق، مشقت کے خاتمے، تعلیم اور دیگر مسائل پر ایک مشن، جذبے، قوت اور حوصلہ کے ساتھ اپنی سرگرمیاں انجام دے رہا ہے اور اس کے ممبران ملک کے کونے کونے میں موجود ہیں''۔[۱۲]

ضلعی زکواۃ کمیٹی کے سابق چیرمین نجیب اللہ کاکڑ نے کہا کہ:

''یہ سیمینار منعقد کروانے پر میں سی اے سی ایل کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس پسماندہ علاقے میں یہ پروگرام منعقد کیا، انہوں نے کہا کہ لورالائی میں شرح تعلیم ۱۲ فیصد سے ۱۵ فیصد تک ہے۔ جو افسوسناک ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کے سلسلے میں لوگوں میں شعور اجاگر کرنے کی بہت ضرورت ہے''۔[۱۳]

جرنلسٹ فورم کے صدر حاجی پیر محمد کاکڑ نے کہا کہ:

''تعلیم حاصل کرنا ہر مرد اور عورت پر فرض ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے بچوں کے ساتھ ساتھ دیگر بچوں پر بھی توجہ دیں تاکہ وہ تعلیم حاصل کریں۔ صحافی حضرات کا یہ فرض ہے کہ وہ میڈیا میں تعلیم کی اہمیت اور افادیت کو اجاگر کریں''۔[۱۴]

تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کامران ملک نے کہا کہ:

''تعلیم حاصل کرنا صرف ایک قوم، ایک نسل، ایک مذہب اور ایک سوسائٹی تک محدود نہیں بلکہ تعلیم ہر انسان کا بنیادی حق ہے''۔[۱۵]

گورنمنٹ ٹیچرز ایسوسی ایشن کے ضلعی سیکٹری ضیاء الحق خدرزئی نے کہا کہ:

''تعلیم کے ذریعے انسان خلاء اور سیاروں تک پہنچ گیا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ملک میں اس بڑے مسئلے پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جا رہی''۔[۱۶]

پروگرام کے آخر میں صوبائی کوارڈینیٹر سی اے سی ایل بلوچستان عطاء الحق خدرزئی نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس پروگرام میں شرکت کی۔

ایک روزہ سیمنار:

پاکستان ویلج ڈویلپمنٹ پرگرام (پی وی ڈی پی) آگاہی ٹیم نے مختلف تعلیمی اداروں میں ایڈز کے خلاف شعور کی بیداری کے لئے ایک روزہ سیمینار کا انعقاد کیا۔ جن میں تقریباً ۱۶۷ طلباء وطالبات نے اس موذی مرض کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ان ۱۶۷ طلباء وطالبات میں ۱۶۲ نے پی وی ڈی پی ریسورس سنٹر کی ممبر شپ حاصل کی اور رضا کارانہ طور پر اس مہم میں حصہ لینے کی خواہش کا اظہار کیا۔ اس کے علاوہ کچھ جوڑے بھی سامنے آئے جو آگے جا کر آگاہی ٹیم سے تربیت حاصل کریں گے اور پھر اپنے دوستوں کے ساتھ اجلاس کریں گے تاکہ یہ پیغام جہاں تک ہو سکے پھیلایا جائے اور زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اس سیمینار میں طلباء وطالبات کے بہت سے شکوک وشبہات بھی دور ہو گئے اور ان کو نہ صرف ایڈز بلکہ ہپاٹائٹس کے بارے میں بھی معلومات مل گئیں۔ ۱۷

۹ دسمبر ۲۰۰۴ کو انسانی حقوق کے عالمی دن کے حوالے سے ورکنگ ویمن آرگنائیزشن نے قصور شہر میں ایک سیمینار منعقد کیا، جس میں مزدور خواتین، اساتذہ، گھروں میں کام کرنے والی خواتین اور زراعت سے تعلق رکھنے والی تقریباً ۴۰۰ خواتین نے شرکت کی۔ ان خواتین کا تعلق قصور شہر اور گردونواح کے مختلف دیہاتوں سے تھا۔ آرگنائزیشن کی صدر محترمہ روبینہ جمیل نے پروگرام کی صدارت کی۔ اس سیمینار کے مہمان خصوصی جناب حسین جہانیان گردیزی، صوبائی وزیر برائے لٹریسی پنجاب، جناب گلزار احمد چودھری، جنرل سیکرٹری، آل پاکستان ٹریڈ یونین فیڈریشن اور جناب رانا امتیاز، ضلعی ناظم قصور تھے۔ اس موقع پر شرکاء نے حکومت پر زور دیا کہ وہ انسانی حقوق کے اطلاق کو یقینی بنائے اور خواتین کے خلاف بنائے گئے تمام قوانین کا خاتمہ کرے۔ ۱۸

سول سوسائٹی اور ذرائع ابلاغ:

ملک کی چند نمایاں عوامی تنظیموں اور ذرائع ابلاغ کے ایک نمائندہ گروپ نے عہد کیا کہ وہ مل کر تنازعات اور نفرت کے خاتمے، امن، محبت اور افہام وتفہیم کے لئے کام کریں گے جس کے بعد دنیا امن و سلامتی کا گہوارہ بن جائے گی۔ اور آنے والی نسلیں اس سے فیض یاب ہوں گی۔

یہ قرارداد اس دوروزہ ورکشاپ کے اختتام پر پیش کی گئی تھی جسکا موضوع تھا ''سول سوسائٹی کے استحکام کے لئے ابلاغ'' یہ ورکشاپ کراچی میں این جی اوز ریسورس سنٹر کے تحت منعقد کیا گیا۔ جس میں این جی او ریسورس سنٹر نے عوامی تنظیموں میں مواصلات، ابلاغ اور پیغام رسانی کی ترقی کے لئے اکتوبر

۲۰۰۴ میں دوروزہ ورکشاپ کا اہتمام کیا۔ ورکشاپ میں پاکستان کی ۲۵ تنظیموں کے ان ۲۹ افراد نے شرکت کی جو اپنی تنظیموں میں ابلاغ و پیغام رسانی کے لئے کام کررہے ہیں۔ اس ورکشاپ میں سہولت کاری کے فرائض عباس حسین، قدیر بیگ اور صباحت سعید خان نے انجام دیئے۔

ورکشاپ کا مقصد بیان کرتے ہوئے قدیر بیگ نے ذرائع ابلاغ اور این جی او تعلقات کے لئے این جی او ریسورس سنٹر کی کوششوں کا مختصراً تذکرہ کیا جو اس نے گذشتہ چند برسوں میں انجام دی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ اپنی نوعیت کی پہلی ورکشاپ ہے جو ذرائع ابلاغ کی مدد سے عوامی تنظیموں کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش کر سکے گی۔ انہوں نے ۲۰۰۲ اور ۲۰۰۳ میں ذرائع ابلاغ اور عوامی تنظیمات کے تعلقات پر ہونے والی تحقیق کے نتائج کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ان نتائج سے یہ انکشاف ہوا ہے کہ ذرائع ابلاغ اور عوامی شعبے کی تنظیموں کے درمیان تبادلہ خیال اور پیغام رسانی کے حوالے سے ایک بڑا اخلاء موجود ہے۔

ورکشاپ کے شرکاء سے خطاب کرتے ہوئے این جی او ریسورس سنٹر کی اسٹرنگ کمیٹی کی رکن مس زہرہ یوسف نے ذرائع ابلاغ اور عوامی تنظیموں کے درمیان ہم آہنگی اور بہتر تعلقات پر زور دیا اور کہا کہ اس سے ان دونوں کے درمیان ربط و تعلق استوار ہوگا۔

شرکاء نے عہد کیا کہ وہ سول سوسائٹی کو مستحکم کرنے کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری ایمانداری اور لگن و عزم سے ادا کریں گے۔ خود کو، نسل پرستی، مذہبی، عصبی، صوبائی اور گروہی امتیاز سے دور رکھیں گے۔ معاشرے کے تمام افراد کی فلاح و بہبود کے لئے ذاتی اور پیشہ ورانہ مہارت بروئے کار لائینگے اور سول سوسائٹی کو مستحکم کرنے کے سفر میں اجتماعی افہام و تفہیم اور ہم آہنگی کے ساتھ اجتماعی ترقی کی کوشش جاری رکھیں گے۔ یہ ورکشاپ این جی او آر سی کی ان کوششوں کا نتیجہ تھا جو وہ عرصے سے ذرائع ابلاغ اور عوامی تنظیموں کے درمیان قریبی تعلقات کیلئے کرتی آرہی ہے۔ تاکہ یہ دونوں مل کر سول سوسائٹی کو مستحکم کرنے کے لئے اجتماعی کوششیں کریں۔ اس سے قبل بھی لاہور، کراچی اور اسلام آباد میں ذرائع ابلاغ کے نمائندوں اور این جی اوز نے ایک ساتھ ورکشاپ کا انعقاد کیا تھا۔ شرکاء نے ذرائع ابلاغ اور عوامی تنظیموں کے درمیان موجودہ صورت حال کا بھی تجزیہ کیا اور ان چیلنجوں کو اجاگر کیا جو ذرائع ابلاغ کو عوامی تنظیموں کی جانب سے درپیش ہیں انہوں نے وہ طریقے بھی بتائے جن کو اپنانے کے بعد ان چیلنجوں پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ شرکاء نے مواصلات اور تبادلہ خیال کی ترقی کے مختلف پہلوؤں پر گروپوں کی شکل میں کام کرتے ہوئے مختلف سطحوں پر پروگراموں کے مرکزی خیال کی حامل حکمت عملیاں تشکیل دیں جس کے باعث پاکستان میں ترقیاتی امور کی

رپورٹنگ میں بہتری آئے گی۔ اس سے قبل این جی او ریسورس سنٹر نے تین ورکشاپوں کا اہتمام کیا تھا جن میں عوامی تنظیموں اور ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کو مواصلات، ذرائع ابلاغ اور پیغام رسانی کے مختلف امور پر تربیت دی گئی۔اس سلسلے کا پہلا پروگرام اکتوبر ۲۰۰۴ کو کراچی میں منعقد کیا گیا۔ اس کے بعد نومبر اور دسمبر میں لاہور اور اسلام آباد میں ورکشاپ منعقد کی گئیں جن میں ذرائع ابلاغ کے نمائندے شریک ہوئے۔ان ورکشاپوں کا مقصد این جی اوز اور ذرائع ابلاغ کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنا اور ایکدوسرے کی ضروریات اور مسائل کو بہتر طور پر سمجھنا اور مل جل کر معاشرے کی ترقی کے لئے اجتماعی قدم اٹھانا تھا اس پروگرام کے لئے یورپین یونین نے مالی معاونت فراہم کی تھی۔ ۱۹

عوامی اور نجی شراکت پر ورکشاپ:

عوامی اور نجی شراکت کے موضوع پر اکتوبر ۲۰۰۴ کو لاہور میں دو روزہ ورکشاپ کا اہتمام ہوا۔ جس میں ۱۷ افراد نے شرکت کی۔اس تربیت کے درج ذیل مقاصد تھے شرکاء کو عوامی اور نجی شراکت کے تصور سے آگاہ کرنا، ترقی کے نمونوں اور نقشوں کی منتقلی، پبلک، پرائیوٹ پارٹنر شپ کو مؤثر انداز سے تیار کرنا۔ ورکشاپ میں قدیر بیگ نے سہولت کاری کے فرائض انجام دئے۔ ورکشاپ کا ایک اہم مقصد نجی اور عوامی کردار میں امتیاز کرنا تھا اس ضمن میں حکومت کا کردار بھی بتایا گیا اور حکومت اور عوامی تنظیموں کے درمیان بہتر تعلقات کے لئے حکمت عملی بھی تیار کی گئی۔

ورکشاپ کی ابتداء میں قدیر بیگ نے شرکاء کو اس کورس کی غرض وغایت سے آگاہ کرتے ہوئے عوامی ونجی اشتراک پر ایک تصوراتی فریم ورک بھی پیش کیا۔ اس ورکشاپ میں مقامی حکومت پنجاب کے ڈائریکٹر جنرل کے علاوہ (ADB) ایشائی ترقیاتی بینک کے ٹیم لیڈر رفیض شاہ نے بھی شرکاء کو مفید معلومات فراہم کیں۔ ۲۰

تربیت کاروں کی تربیت پر ورکشاپ:

یکم سے چار دسمبر ۲۰۰۴ تک اسلام آباد میں ''تربیت کاروں کی تربیت'' پر چار روزہ ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ یہ کورس سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کے ساتھ کام کرنے والے منیجر اور مشیروں کے لئے تھا جسکا مقصد ان تنظیموں کے لئے تربیتی پروگرام تیار کرنا اور ان کو تربیت دینا تھا۔ کورس کے دوران شرکاء کو آموزش کے مختلف طریقے بتائے گئے اور ان کے تربیتی پروگراموں کے لئے ہدایتی ڈھانچہ بھی دیا گیا۔

۱۴تنظیموں کے ۱۶افراد نے اس ورکشاپ میں شرکت کی جن میں سے ۷خواتین تھیں۔ کورس کے دوران معلومات وتجربات کا تبادلہ بھی ہوا۔ این جی او ریسورس سنٹر کی جانب سے سہولت کاری کے فرائض شاداب فریدالدین اور خرم بٹ نے انجام دیئے جبکہ عامر حسن نے اس کورس میں خصوصی طور پر شرکت کی۔ اختتام پر شرکاء میں سرٹیفیکیٹ تقسیم کئے گئے۔ ۲۱

نارووال رورل ڈویلپمنٹ پروگرام کا اساتذہ کی تربیت پر ورکشاپ:

این آرڈی (نارووال رورل ڈویلپمنٹ پروگرام) ایک غیر سرکاری، غیر منافع بخش اور غیر سیاسی تنظیم ہے جو کہ نارووال کے دور افتادہ علاقوں میں کام کر رہی ہے۔ بنیادی طور پر یہ تنظیم نارووال اور اس سے ملحقہ علاقوں میں بسنے والے غیر مراعات یافتہ طبقے کی سماجی اور تعلیمی حالت بہتر بنانے کے لئے کام کر رہی ہے۔ این آرڈی پی نے ''ساہی'' کو اپنے دیہی علاقوں میں کام کرنے والے کمیونٹی سکول اساتذہ کے لئے ایک رسمی تربیتی فہرست تیار کرنے کو کہا۔ یہ تربیت جو کہ سات دن پر محیط تھی (یکم فروری ۲۰۰۳ سے ۷ فروری ۲۰۰۳ تک) این آرڈی پی کے دفتر نارووال میں ہوئی۔ اس تربیت کے شرکاء کی تعداد ۱۴ تھی اور ان کے لئے اس طرح کی تربیت کا یہ پہلا موقع تھا۔ ۲۲

صحت کی ذمہ داریاں، مدر کئیر کے بارے میں ورکشاپ:

ایشیا فاونڈیشن اور مدر کئیر نے عورتوں کی صحت کے بارے میں قومی فورم کے تعاون سے اکتوبر ۱۹۹۸ء میں ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا۔ یہ ورکشاپ ماں اور بچے کی صحت اور غذائیت کے بارے میں مقامی سطح پر کام کے تجربات اور ابتدائی تحقیقی نتائج کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے منعقد کی گئی تھی۔ ۱۳۳ این جی اوز، چار تعلیمی اور تحقیقی اداروں کے نمائندوں، سرکاری اور نجی شعبے کے نمائندوں نے اس ورکشاپ میں شرکت کی۔ اس ورکشاپ کا مقصد قومی سطح پر صحت کے لئے بنایا گیا منصوبہ I کے تحت کی گئی ابتدائی تحقیق کے نتائج کو شرکاء تک پہنچانا اور این جی اوز کو اس بات کی دعوت دینا تھا کہ وہ ابتدائی تحقیق کی بنیاد پر قومی سطح پر بنایا گیا منصوبہ II پر عملدرآمد کے لئے حکمت عملی تیار کریں۔ ساتھی این جی اوز نے نوزائیدہ بچوں کی خوراک، ماؤں کے لئے غذا اور دوران حمل احتیاط اور دیکھ بھال کے موضوعات پر تحقیقی کام میں حصہ لیا تاکہ ماں کو دودھ پلانے کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی معلومات مہیا کی جاسکیں۔ اس تحقیق کا مقصد یہ تھا کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی ماؤں، اور ان کی صحت کی دیکھ بھال کرنے والوں کا صحت سے متعلق رویئے کو بہتر

بنانے کے طریقے تلاش کئے جائیں تاکہ ان کے عمل سے ماؤں اور ننھے بچوں کی صحت بہتر ہو سکے۔ اس تحقیق کا ہدف حاملہ عورتیں، دودھ پلانے والی مائیں اور ۲۴ ماہ یا اس سے کم عمر بچوں کی مائیں تھیں جو صحت مند تھیں، بیمار تھیں یا بیماری سے صحت یاب ہو رہی تھیں۔ اس ابتدائی تحقیق کے لئے جو طریقہ کار استعمال کیا گیا اس میں بہتر طریقوں کو آزمانا اور تفصیلی انٹرویو شامل تھے۔ بہتر تدابیر کو آزمانے کا طریقہ ۳۲ حاملہ عورتوں اور ۴۲ دودھ پلانے والی ماؤں پر یہ دیکھنے کے لئے آزمایا گیا کہ اس سے کس قسم کا رویہ ماؤں اور ان کے گھرانوں کے لئے فائدہ مند اور قابل قبول ہوگا۔ ایسے لوگوں کے تفصیلی انٹرویو کئے گئے جو عورتوں کی صحت سے متعلق فیصلوں پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں یعنی ساس، شوہر، لیڈی ہیلتھ وزیٹر، ڈاکٹر، خاتون کارکن صحت اور دائی۔ نومبر اور دسمبر ۱۹۹۷ء کے دوران ۱۸۸ انٹرویو اور آزمائشی تجربات کئے گئے۔ منتخب عورتیں، شوہر اور ساسیں کم آمدنی والے طبقات سے تعلق رکھتے تھے اور ان کی تعلیمی صلاحیت بھی پاکستان کی کم آمدنی والی آبادی کے لوگوں جتنی ہی تھی اور اس میں پاکستان کے سارے صوبوں کو نمائندگی حاصل تھی۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ این جی اوز نے اس تصور کو غلط ثابت کر دکھایا کہ اس قسم کی باقاعدہ تحقیق صرف سرکاری تحقیقاتی ادارے ہی کر سکتے ہیں۔

جو حکمت عملی سامنے آئی اس کے تحت ساتھی این جی اوز کے درمیان ایک دوسرے کے تجربات کو جاننے کے لئے رابطے قائم کئے جائیں گے۔ تحقیق کے نتیجے میں سامنے آنے والی دوسری تدابیر اور سرگرمیوں میں ایک دوسرے کا ساتھ دینا اور ماں اور بچے کی صحت اور نوزائیدہ بچوں کی غذا کے بارے میں تربیت اور مشاورت کے لئے ایشیا فاونڈیشن سے تکنیکی مدد حاصل کرنا اور ماں کی صحت اور نوزائیدہ بچے کی غذا کے بارے میں امدادی گروپوں کی مدد لیتے رہنا شامل ہیں۔[۲۳]

ترک منشیات کے موضوع پر ورکشاپ:

ترک منشیات کے عالمی دن کے موقع پر ٹرسٹ برائے رضا کار تنظیمات (TVO) نے دوست ویلفیئر فاونڈیشن کے ساتھ مل کر جون ۱۹۹۸ میں رورل اکیڈمی پشاور میں ایک ورکشاپ کا اہتمام کیا۔ این جی اوز، مقامی تنظیموں، حکومتی اداروں اور محکمہ صحت کے نمائندوں کے علاوہ طالب علم، اساتذہ اور مذہبی سکالر، اس ورکشاپ کے شرکاء میں شامل تھے۔ ورکشاپ کے دوران شرکاء نے منشیات کے استعمال سے ہونے والے نقصانات پر تفصیلی بحث کی، اس کے علاوہ منشیات کے استعمال کو روکنے میں نوجوان اور مقامی آبادی کے کردار اور ذمہ داریوں پر غور کیا گیا۔

شرکاء نے مختلف گروپ ورک کے دوران صوبے اور ملک میں منشیات کے استعمال کی موجودہ صورتحال اور وجوہ اور اس کی روک تھام کے لئے تجاویز پر بات کی۔ ورکشاپ میں ان افراد نے جو منشیات کے استعمال کے بعد دوست ویلفیئر کے زیر علاج رہے اور منشیات ترک کر چکے ہیں، اپنے تجربات بیان کئے۔ اس ورکشاپ کے نتائج میں یہ بات واضح طور پر سامنے آئی کہ کم علمی، منشیات کی بہتات اور گھریلو مسائل منشیات استعمال کرنے کی چند بڑی وجوہات میں شامل ہیں اور افراد اور معاشرے کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے ان مسائل کو کم کرنے میں مدد دیں۔ [۲۴]

حقوق اطفال پر ورکشاپ:

اعلامیہ برائے حقوق اطفال کے موضوع پر عورت فاونڈیشن نے ایک ورکشاپ پشاور یونیورسٹی کے گیسٹ ہاؤس میں ۱۳ سے ۱۶ جولائی تک منعقد کی، اس میں صحافیوں، وکلاء، لیبر ڈیپارٹمنٹ اور پولیس کے افسران نے شرکت کی، شرکاء کی تعداد ۲۲ تھی اس موقع پر لارا برن سکول کی پرنسپل شرین نیاز نے شرکاء کو تحفظ حقوق اطفال (سی آر سی) کی تاریخ اور شقوں سے آگاہ کیا۔ ورکشاپ کے آخری روز مہمان خصوصی انسپکٹر جنرل پولیس سید کمال شاہ نے ورکشاپ کے شرکاء میں اسناد تقسیم کیں۔ [۲۵]

بچیوں کے مسائل پر ورکشاپ:

اگست ۱۹۹۸ میں شعبہ ترقی خواتین حکومت صوبہ سرحد کے زیر اہتمام بہبود آبادی کی تعلیم میں بچیوں کے مسائل اجاگر کرنے کے موضوع پر اکیڈمی برائے دیہی ترقی پشاور میں ایک ورکشاپ منعقد ہوئی۔ ورکشاپ کے دوران پیش کئے جانے والے اعداد وشمار میں یہ بات سامنے آئی کہ صحت، تعلیم، خوراک، علاج اور دیگر روزمرہ کے رویوں میں بچوں کی نسبت بچیوں سے امتیازی سلوک برتا جارہا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے بنیادی حقوق سے محروم رہتی ہیں، اس بات پر شدت سے زور دیا گیا کہ قرآن وسنت، مذہب، اخلاقیات اور قوانین کی رو سے بچیوں اور بچوں کے بنیادی حقوق میں کوئی فرق نہیں اور دونوں ایک جیسی بنیادی سہولتوں کے حقدار ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ افراد اور معاشرہ اس توازن کو تسلیم کرے تاکہ بچیوں کی حق تلفی نہ ہو۔

ورکشاپ کے دوران حکومت اور غیر سرکاری اداروں کے نمائندوں نے موضوع کے حوالے سے اعداد وشمار اور مقالات پیش کئے۔ تقریب کی صدارت سیکریٹری بہبود آبادی حکومت صوبہ سرحد محترمہ علی بیگم

نے کی جبکہ اکیڈمی برائے دیہی ترقی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر عبداللہ مہمان خصوصی تھے، تقریب میں این جی اوز اور حکومتی اداروں سے تقریباً ۱۳۰ افراد شریک تھے۔ ۲۶ؔ

مشاورتی ورکشاپ:

اکتوبر ۱۹۹۸ کو بچوں سے جبری مشقت سے متعلق عالمی سطح پر منعقدہ گلوبل مارچ کا جائزہ لینے کے لئے ایک روزہ مشاورتی ورکشاپ منعقد کی گئی۔ اس ورکشاپ کا اہتمام سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال (SPARC) نے کیا اس ایک روزہ مشاورتی ورکشاپ کا اہم مقصد اس حکمت عملی اور طریقہ کار کا وضع کرنا تھا جس سے پاکستان سے بچوں کی جبری مشقت کا خاتمہ ہوسکے۔ دیگر مقاصد میں صوبہ سرحد میں ہم ذہن اداروں کا ایک ایسا گروپ تشکیل دینا تھا جو اس مقصد کے لئے کوشش کرے۔

اس سلسلے میں قبائلی علاقہ جات، خواتین، تعلیم وصحت، حقوق اطفال اور مشقت اطفال کے شعبوں کے لئے پانچ کمیٹیاں تشکیل دی گئیں یہ طے پایا کہ تمام کمیٹیاں اپنے باقاعدہ اجلاس منعقد کریں گی اور طے شدہ مقاصد کے لئے اپنے اپنے شعبوں میں کام کریں گی۔ اس سلسلے میں فرنٹیر ریسورس سنٹر (ایف آرسی) نے بچوں کے بنیادی حقوق کی حمایت کرتے ہوئے شرکاء کو اپنے تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ ۲۷ؔ

اسلام آباد میں ایک روزہ کانفرنس:

پاکستان میں بارودی سرنگوں کے مسئلے کے متعلق پیروکاری اور آگاہی پیدا کرنے کے لئے مہم برائے پابندی بارودی سرنگیں پاکستان (پی سی بی ایل) نے کمیونٹی موٹیویشن اینڈ ڈویلپمنٹ آرگنائیزیشن (سی ایم ڈی او) کے اشتراک سے ۱۰ جون ۲۰۰۳ کو مارگلہ ہوٹل اسلام آباد میں ایک روزہ کانفرنس منعقد کی۔ کانفرنس کا موضوع ''بارودی سرنگوں کے متاثرین خاص طور پر بچوں پر بارودی سرنگوں کے اثرات اور اس کے نتائج تھا''۔ کانفرنس کا بنیادی مقصد عمومی طور پر دنیا میں اور خصوصی طور پر پاکستان میں بارودی سرنگوں کے مسئلے کو اجاگر کرنا اور اس سے پیدا ہونے والے منفی اثرات خاص طور پر بچوں اور عورتوں پر اس کے منفی اثرات کے بارے میں آگاہی پیدا کرنا تھا۔

اپنی افتتاحی تقریب میں جناب فیض محمد خان ڈائریکٹر مہم برائے بارودی سرنگیں اور چیف ایگزیکٹو کمونٹی موٹیویشن اینڈ ڈویلپمنٹ آرگنائیزشن نے پی سی بی ایل، اس کے ایجنڈے اور بین الاقوامی منصوبہ برائے بارودی سرنگیں (ICBL) کے نیٹ ورک پر روشنی ڈالی انہوں نے بارودی سرنگوں کے مسئلے خصوصاً

پاکستان میں اس کی تباہ کاریوں کے حوالے سے بات کی۔ کانفرنس کی کاروائی دونشستوں پر مشتمل تھی۔ پہلی نشست میں جناب Bryan Burton ڈپٹی چیف کنیڈین ہائی کمیشن اسلام آباد، نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ جبکہ دوسری نشست کی صدارت جناب Jean Pierre ڈیفنس اٹاشی، فرنچ ایمبسی اسلام آباد نے کی۔ دوسری نشست کے دوران پاکستان میں سوئس ایمبسڈر جناب Christian Dumant نے بھی اظہار خیال کیا۔

باجوڑ اور کرم ایجنسی سے دو دو متاثرہ افراد بھی اس کانفرنس میں مدعو تھے انہوں نے اپنی اپنی روداد سنائی۔ کانفرنس میں شرکاء نے مختلف سوالات کئے اور ان کو جواب دیا گیا جن سے ان کے علم میں اضافہ ہوا اس کانفرنس کے انعقاد کا جو مقصد تھا اس میں کافی حد تک کامیابی حاصل ہوئی۔ آخر میں جناب فیض محمد خان نے ان سب لوگوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اس کانفرنس کے انعقاد کے سلسلے میں تعاون اور مدد فراہم کی۔[۲۸]

فصل نمبر ۲

رسائل وجرائد کے ذریعے عوامی شعور بیدار کرنا

گزشتہ کئی عشروں سے یہ بات شدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ معاشرے کو معلومات فراہم کرنے کے نظاموں کو فروغ دیا جائے۔ ان کی اہمیت وافادیت کو سمجھا جائے اس کے ساتھ ساتھ معلومات کو تیار کرنے، حاصل کرنے، اس کو منظم کرنے، اس کی تشہیر و پھیلاؤ کے لئے تمام وسائل کو بروئے کار لایا جائے اور ایسی گنجائش پیدا کی جائے کہ مقامی آبادیوں کے مسائل حل ہوں۔ اس مقصد کے لئے تنظیموں نے رسائل وجرائد کی اشاعت شروع کی۔ کسی بھی تنظیم کے لئے اس کا قیمتی آثاثہ اس کے ارکان کی تعداد اور بچت کی مقدار نہیں بلکہ وہ معلومات ہیں جو انہوں نے جمع کیں اور غریبوں کی ضروریات، تحریک مقاصد اور اس کے مسائل پر نظر رکھی اور ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی۔

معلومات عام طور پر دو طرح کی ہوتی ہیں:

ا۔ صاف اور مستند معلومات جسکی وضاحت آسانی کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ انہیں آسانی کے ساتھ سمجھا جاسکتا ہے، اس کی شناخت کی جاسکتی ہے، اسے دستاویزی شکل دی جاسکتی ہے، اسے آسانی سے منتقل کیا جاسکتا ہے اور دوسروں کے ساتھ ان کا تبادلہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس میں کوئی الجھن کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔

۲۔ دوسری جوڑ توڑ والی معلومات یا Tictic Knowledge جسے شعوری طور پر سمجھا جاسکتا ہے اور اس کو نافذ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس کی وضاحت مشکل ہوتی ہے یہ معلومات براہ راست تجربات اور عمل سے ترقی پاتی ہیں۔ اس طرح کی معلومات اعلیٰ معیار کی گفتگو، مباحثے اور تجربات میں شامل ہوتی ہیں۔ رسائل وجرائد، ویب پیج، دستاویزات، اعداد وشمار اور مطالعات پہلی قسم کی معلومات ہوتی ہیں[۲۹]

جن تنظیموں نے عملے، ان کے دائرہ کار اور ان معاشروں (جن کے لئے انہوں نے کام کیا) کے اندر موجود معلومات کو اہمیت دی اور اسے بیش قیمت آثاثہ سمجھا وہ کامیاب رہیں۔

پاکستان میں موجود تنظیموں نے اپنے اپنے رسائل وجرائد کا اجراء کیا۔ یہ رسائل اردو اور انگلش دونوں زبانوں میں ہیں۔ ان میں زیادہ تر این جی اوز اپنی سالانہ رپورٹیں بھی شائع کرتی ہیں۔ جن میں

ان کی سالانہ کارکردگی دکھائی جاتی ہے۔ ان رسائل وجرائد میں سے چند درج ذیل ہیں۔

جریدہ:

یہ رسالہ بقائے ماحول کی عالمی انجمن International Union of Conservation of Natures (IUCN) اور حکومت پاکستان کی طرف سے کینڈا کے بین الاقوامی ترقیاتی ادارہ CIDA کے تعاون سے شائع ہوتا ہے۔

زندگی سے تعلق رکھنے والی ہر چیز کا دارومدار بہتر ماحول پر ہے جریدہ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ ماحول کے تحفظ اور بقاء کے لئے حکومتی اور تنظیمی سطح پر دنیا بھر میں اور بالخصوص پاکستان میں کیا پیشرفت ہوئی ہے۔ ''جریدہ'' ماحول، سیاست اور ثقافت کے علاوہ دیگر موضوعات پر عمدہ معلومات فراہم کرتا ہے۔ تحفظ ماحول کے لئے جریدہ کے ذریعے کی جانے والی کوششیں لائق تحسین ہیں۔ کراچی سے لے کر سیاچن تک آئی یو سی این ''جریدہ'' کے ذریعے فروغ شعور کے لئے فعال کردار ادا کررہا ہے۔

سہ ماہی میگزین ''شعور'':

خیبر ریسورس سنٹر کی طرف سے شائع ہونے والے اس میگزین میں، معلومات اور ترقیاتی امور شائع کئے جاتے ہیں۔ اس میگزین میں فاٹا سے تعلق رکھنے والی این جی اوز اور سی بی اوز کی تحریروں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اس لئے کہ لوگوں کو قبائلی علاقوں کے حالات سے بھی آگاہی ہو۔

FRC فرنٹیئر ریسورس سنٹر کا شائع کردہ سہ ماہی رسالہ ''سھلکار'':

فرنٹیئر ریسورس سنٹر ایک غیر سرکاری اور غیر منافع جاتی معاونت فراہم کرنے والا ادارہ ہے جس کا بنیادی مقصد غیر سرکاری تنظیموں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے سازگار ماحول پیدا کرنا ہے۔ اس بنیادی مقصد کے حصول کے لئے فرنٹیئر ریسورس سنٹر، تربیت، رابطہ کاری، معلومات واطلاعات کی ترسیل اور تحقیق کے ذریعے غیر سرکاری تنظیموں این جی اوز اور سی بی اوز کی استعداد کاری میں کوشاں ہے۔ اس رسالے میں تنظیم کے کاموں کی صحیح عکاسی کے علاوہ اجتماعی امور پر بھی مواد شائع کیا جاتا ہے۔ پسماندہ، دورافتادہ علاقوں میں غربت، جہالت اور سماجی برائیوں کے خلاف مصروف جہاد تنظیمیں اس سے کافی مفید معلومات حاصل کرتی ہیں۔ اس مفید اور معلوماتی میگزین سے تنظیموں کے آپس کے روابط میں بہتری پیدا ہوئی ہے۔ نیز اداروں کو بطریق احسن چلانے کے لئے جن معلومات کی ضرورت ہوتی ہے وہ انہیں ''سھلکار'' سے مل جاتی ہیں۔

تنظیموں کے مسائل کے ساتھ ساتھ میگزین میں اہم قومی مسائل پر معلومات اور مضامین بھی ہوتے ہیں۔
FRC کو اپنے پروگرام چلانے کے لئے ایشیا فاونڈیشن اور سوئس این جی او پروگرام آفس (SNPO) سے مالی امداد ملتی ہے۔

این جی اور یسورس سنٹر کا شائع کردہ سہ ماہی رسالہ ''اخبار'':

این جی اور یسورس سنٹر ایک معاونت فراہم کرنے والا ادارہ ہے۔ جسکا مقصد غیر سرکاری تنظیموں کی کارکردگی کو مؤثر بنانے کے لئے ساز گار ماحول تشکیل دینا ہے۔ این جی او آر سی، تربیت کی فراہمی، رابطہ کاری اور اطلاعات کی ترسیل کے ذریعے غیر سرکاری تنظیموں کی استعداد کاری کو بڑھانے کے لئے کوشاں ہے۔ اس کی دلچسپی این جی اوز کے حوالے سے اہم پالیسی مسائل پر تحقیق کرنا اور تحقیق کے نتائج اور سفارشات میں متعلقہ سرکاری حکام اور ترقی کے شعبے میں کام کرنے والے دیگر اداروں اور افراد کو شریک کرنا ہے۔ این جی او آر سی کو کینیڈین انٹرنیشنل ڈویلپمنٹ ایجنسی (CIDA) اور آغا خان فاونڈیشن کینیڈا AKFC کے علاوہ پاکستان میں این جی اوز کی انتظامی صلاحیتوں کے فروغ کے پروگرام انٹرنیشنل مینجمنٹ سرٹیفیکیشن پروگرام (IMCP) کے تحت یو ایس ایڈ سے امداد ملتی ہے۔

پی وی ڈی پی انفارمیشن ریسورس سنٹر کا سہ ماہی نیوز لیٹر ''آگاہی'':

Pakistan Village Development Programe (پی وی ڈی پی) گزشتہ کئی سالوں سے ایڈز کے خلاف جہاد میں مصروف ہے۔ اسی مقصد کے تحت تنظیم نے آگاہی مہم شروع کی اور ملک بھر کے مختلف اضلاع اور ملک سے باہر ایڈز کے بارے میں تحریری مواد شائع کر کے بھجوایا تا کہ لوگ اس موذی مرض سے آگاہی حاصل کریں اور وہ اس سے بچاؤ کے لئے تدارک کر سکیں نیوز لیٹر ''آگاہی'' میں بھی ایڈز کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ اور ویب سائٹ پر بھی آگاہی ٹیم نے معلومات پہنچانے کا انتظام کر دیا ہے۔ اس ویب سائٹ کا ایڈریس ہے www.agaahi.com

''نیوز لیٹر'' پاپولیشن کونسل پاکستان کی طرف سے اردو میں شائع ہونے والا ماہنامہ ''نیوز لیٹر'' جسمیں صحت اور آبادی کے متعلق مفید معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی طرف سے بہت سی مطبوعات شائع ہوتی ہیں:

سالانہ: پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال، سالانہ رپورٹ انگریزی میں اور ان سالانہ رپورٹوں

کے اردو ایڈیشن بھی شائع کیے گئے۔

سہ ماہی: نیوز لیٹر انگریزی میں جنوری، اپریل، جولائی اور اکتوبر کے مہینوں میں باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔

ماہانہ: جہد حق اردو جنوری ۱۹۹۳ سے ہر ماہ شائع ہو رہا ہے۔ جہد حق سندھی ایڈیشن نومبر ۱۹۹۷ سے شائع ہو رہا ہے۔ جہد حق کا پشتو، بلوچی، بروہی ایڈیشن بھی شائع ہو رہا ہے۔ ان مطبوعات میں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپوٹ شائع ہوتی ہیں نیز کمیشن کی کارکردگی بھی دکھائی جاتی ہے۔

تانگھ وسیب تنظیم کی طرف سے شائع ہونے والا سہ ماہی نیوز لیٹر ''تانگھ''

تانگھ ایک غیر جانبدار، غیر سرکاری اور غیر منافع بخش تنظیم ہے تانگھ ایک ایسا فورم فراہم کرتی ہے جہاں تمام مذاہب کے لوگ سماجی ہم آہنگی اور قیام امن کے لئے تعمیری بحث و تمحیص کرتے ہیں۔ تانگھ ہر سال چار شمارے شائع کرتی ہے۔ ان شماروں کے ذریعے تانگھ وسیب اپنی تنظیم کی سرگرمیوں کے علاوہ بین الاقوامی اور قومی موضوعات سے متعلق معلومات لوگوں کو فراہم کرتی ہے۔

صارف کی پسند:

دی نیٹ ورک ادارہ برائے تحفظ صارفین کی طرف سے شائع ہونے والا ماہنامہ ''صارف کی پسند''۔ اس رسالے میں زیادہ تر صارف کے تحفظ کے تناظر میں تازہ ترین ملکی اور بین الاقوامی حالات پر بحث کی جاتی ہے اور صارفین کو حقوق سے آگاہی فراہم کی جاتی ہے۔ اس میں سیمیناروں، ورکشاپوں اور دیگر با مقصد تقریبات کی رپورٹ وغیرہ شائع ہوتی ہیں۔ اس میں صارفین شکایات مرکز بھی قائم کیا گیا ہے جسمیں صارف کی طرف سے بھجوائی جانے والی شکایات کے ازالے کے لئے ترجیحاً کوششیں کی جاتی ہیں۔ یہ مرکز صارف کو مفت قانونی مشورے بھی فراہم کرتا ہے۔ ایک اور سیکشن بھی قائم کیا گیا ہے جسمیں ٹی وی، ریڈیو، اخبارات میں نشر و شائع کئے جانے والے ایسے اشتہارات پر تبصرہ کیا جاتا ہے جو کسی بھی اعتبار سے غیر قانونی یا غیر اخلاقی ہوں۔ صارفین کے تحفظ کا ادارہ ایک اور سہ ماہی ممبرز نیوز لیٹر بھی شائع کرتا ہے جسمیں ادارہ کی وہ تمام سرگرمیاں شائع ہوتی ہیں جو ادارے نے تین مہینے میں انجام دی ہوتی ہیں۔

شرکتی ترقی:

ایس پی او Strengthening Participatory Organization ادارہ استحکام شرکتی ترقی کا سہ ماہی

اخبار ''شرکتی ترقی'' اردو میں شائع ہوتا یہی ادارہ انگریزی اخبار بھی شائع کرتا ہے۔

خبرنامہ:

ورکنگ ویمن آرگنائیزیشن کی طرف سے ہر دوسرے مہینے ''خبرنامہ'' شائع ہوتا ہے۔ جسمیں خواتین کی ترقی کے مضامین شامل ہوتے ہیں نیز عورتوں پر ہونے والے مظالم انکی حق تلفی، عوام میں خصوصاً محنت کش خواتین میں شعور کی بیداری اور اتحاد و اتفاق کے بارے میں معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ معلوماتی مضامین بھی پڑھنے کو ملتے ہیں۔

سہ ماہی ''مددگار'':

وکلاء برائے انسانی حقوق و قانونی امداد LHRLA نے ظلم و زیادتی کے شکار عورتوں اور بچوں کے لئے ایسا ادارہ بنانے کا ارادہ کیا جو ان مظلوم طبقات کی درست جگہ تک رہنمائی کر سکے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے LHRLA نے یونیسف کے تعاون سے پاکستان میں بچوں اور عورتوں کی مدد کے لئے حفاظتی خدمات کے مرکز ''مددگار'' کو قائم کیا۔ مددگار درج ذیل سہولیات مہیا کرتی ہے۔ زیادتی کے شکار بچوں اور خواتین کو طبی، جسمانی اور نفسیاتی مدد فراہم کرنا۔ ضرورت مند خواتین اور بچوں کو قانونی امداد کی فراہمی بتعاون LHRLA، زیادتی کی شکار خواتین اور بچوں کی متعلقہ سرکاری اور غیر سرکاری اداروں تک رسائی، عوام میں بچوں اور عورتوں کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کے متعلق شعور و آگہی پیدا کرنا اور اس مقصد کے لئے مختلف تربیتی ورکشاپوں اور سیمناروں کا انعقاد، عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے کنونشن کے نفاذ میں حکومت کی مدد کرنا، ۱۰۰ سے زائد سرکاری اور غیر سرکاری حکومتی اداروں سے روابط، مصیبت زدہ لوگوں کی ان اداروں تک رسائی کو آسان بنانا، بچوں اور عورتوں کے خلاف تشدد کے واقعات کا مکمل دستاویزی ریکارڈ، گمشدہ بچوں سے متعلق خصوصی معلوماتی ڈسک اور قانونی امداد کی فراہمی بتعاون LHRLA۔

سپارک:

سپارک ایک آزاد غیر سرکاری تنظیم ہے جو ۱۹۹۲ء میں قائم کی گئی۔ یہ تنظیم بچوں کے حقوق کے فروغ اور تحفظ کے لئے منظم اور مربوط اقدامات کر رہی ہے۔ ان کا رسالہ سپارک کی ان کوششوں کا حصہ ہے جن کا مقصد غربت کے شکار اور نظر انداز کئے جانے والے کروڑوں بچوں کی آواز کو بلند کرنا ہے۔ سپارک نے ضلعی CRC کمیٹیاں بھی تشکیل دی ہیں جن میں معاشرے کے مختلف طبقوں سے تعلق رکھنے والے رضا کار، ضلعی

سطح پر تحقیق ،آ گاہی اور مشاورت کر رہے ہیں اس کے علاوہ جیل میں موجود نو عمر بچوں کو قانونی اور مالی امداد بھی مہیا کر رہے ہیں۔ سپارک کا انگریزی زبان میں شائع ہونے والا میگزین SPARC's Discourse جو سالانہ شائع ہوتا ہے اس میں بچوں کے حقوق کے تحفظ پر بات ہوتی ہے۔اسکے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کے تحفظ کے بارے میں بھی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

سپارک کا ایک اور سہ ماہی رسالہ Global March Against Child Labour بھی شائع ہوتا ہے۔

اقوام متحدہ کا ترقیاتی پراجیکٹ UNDP کا ماہنامہ ''پیامبر'':

خواتین کی سیاسی عمل میں شمولیت کا یہ پراجیکٹ۔ وزارت ترقی، فلاح و بہبود، اور سپیشل ایجوکیشن، یو این ڈی پی اور نوریڈ نارویجن آرگنائیزیشن فار رورل ڈویلپمنٹ (NORD) کا مشترکہ منصوبہ ہے۔ اس رسالے میں خواتین کی سیاست میں شمولیت اور خواتین کے حقوق کے بارے میں معلومات شائع ہوتی ہیں۔

خبرنامہ:

عورت پبلیکشن اینڈ انفارمیشن سروس فاونڈیشن کا ''خبرنامہ'' یہ انگریزی اور اردو میں ہر دوسرے مہینے شائع ہوتا ہے۔

این جی او نیوز:

پاکستان ایشیا فاونڈیشن کا ''این جی او نیوز'' یہ ششماہی میگزین ہے جو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہوتا ہے۔

نیوز شیٹ:

سہ ماہی نیوز شیٹ''News Sheet'' ''اور خبرنامہ'' جو شرکت گاہ کی مطبوعات ہیں۔ نیوز شیٹ انگریزی میں اور خبرنامہ اردو میں شائع ہوتا ہے۔ جسے شرکت گاہ نے بین الاقوامی اتفاق رائے پیدا کرنے لئے تیار کیا ہے۔ ان رسالوں میں خواتین کے بارے میں دنیا بھر کے اخباروں میں شائع ہونے والی خبریں دی جاتی ہیں۔

Disciplining the Child Practices & Impact

یونیسف، سیودی چلڈرن اور حکومت پاکستان کی مشترکہ کوششوں سے تعلیم کے موضوع پر شائع ہونے والا رسالہ Disciplining the Child Practices & Impact بھی شائع ہوتا ہے۔ بعض جگہوں میں پڑھائی کے دوران بچوں کو جو پرتشدد سزائیں دی جاتی ہیں ان سزاؤں کا بچوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے اس رسالہ میں تشدد کے برے اثرات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور لوگوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ بچے کو مار سے نہیں بلکہ پیار سے پڑھانے سے زیادہ بہتر نتائج سامنے آتے ہیں۔

آہنگ کا شائع ہونے والا انگریزی میگزین "AAHUNG"

آہنگ ایک غیر سرکاری تنظیم ہے جو ۱۹۹۵ میں رجسٹرڈ ہوئی یہ پاکستان کی پہلی غیر سرکاری تنظیم ہے جو صحیح جنسی تعلقات کے بارے میں معلومات فراہم کرتی ہے۔

جنسی تعلقات جن سے ایک معاشرہ وجود میں آتا ہے ان کو صحیح نھج پر کس طرح استوار کیا جاسکتا ہے اور معاشرے میں جو غلط روئے پائے جاتے ہیں ان کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے اس میگزین میں ان کے بارے میں معلومات دی جاتی ہیں تا کہ ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آسکے۔

Women Association Struggle for Development "WASFD"

یہ ادارہ ۲۰ دسمبر ۱۹۹۸ کو وجود میں آیا ان کا اپنا ایک میگزین شائع ہوتا ہے WASFD کے نام سے یہ ادارہ صوابی کے ۲۵ گاؤں اور مردان کے ۱۰ گاؤں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ ان کے میگزین میں ادارے کی کارکردگی کو دکھایا جاتا ہے۔

Rural Social Development Programme "RSDP"

یہ ادارہ اکتوبر ۱۹۹۸ کو معرض وجود میں آیا۔ یہ پاکستان کی دیہی آبادی کے مسائل خاص طور پر عورتوں کے مسائل کے حل کیلئے کام کرتا ہے۔ یہ ادارہ دیہی علاقوں میں موجود این جی اوز اور سی بی اوز کے اشتراک سے ان علاقوں کو سہولیات فراہم کرتا ہے۔ اپنے میگزین میں بھی ادارہ انھی علاقوں کی ترقی اور ان کے مسائل کے حل کے لئے معلومات فراہم کرتا ہے۔

مندرجہ بالا ماہانہ، سہ ماہی، ششماہی رسائل وجرائد کے علاوہ این جی اوز میں سالانہ رپورٹیں بھی شائع ہوتی ہیں جن میں این جی اوز کی پورے سال کی کارکردگی دکھائی جاتی ہے ان سالانہ رپورٹوں میں سے

چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ جناح ویلفیئر سوسائٹی کی سالانہ رپورٹ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہوتی ہے۔

☆ فیلکن سپورٹ یونٹ غازی کی سالانہ رپورٹ اردو اور انگریزی زبانوں میں شائع ہوتی ہے۔

☆ کیتھولک ریلیف سروسز اسلام آباد (CRS) پاکستان کی سالانہ پبلک سمری انگریزی زبان میں شائع ہوتی ہے۔

☆ دی انٹرنیشنل ریسکیو کمیٹی (IRC) (پاکستان پروگرام) کی سالانہ رپورٹ انگریزی زبان میں شائع ہوتی ہے۔ یہ زیادہ تر مہاجرین کے لئے کام کرتے ہیں اور اپنی سالانہ رپورٹ میں سال بھر کی سرگرمیاں شائع کرتے ہیں۔

☆ SRSP سرحد رورل سپورٹ پروگرام۔ جو کہ پاکستان میں غربت کے خاتمے اور ترقیاتی کاموں کے لئے کوشش کرتے ہیں ان کا میگزین شائع ہوتا ہے اور سالانہ رپورٹ بھی جس میں وہ سال بھر کی کارکردگی دکھاتے ہیں۔

☆ سنگی ڈویلپمنٹ فاونڈیشن کی طرف سے بھی رسائل کا اجراء ہوتا ہے نیز ان کی سالانہ رپورٹ انگریزی زبان میں شائع ہوتی ہے۔

☆ :(BEST)Basic Education and Employable Skill Training

کی طرف سے بھی رسائل اور سالانہ رپورٹیں شائع ہوتی ہے جس میں تعلیم کی اہمیت بتائی جاتی ہے نیز تعلیم عام کرنے کے لئے جن منصوبوں پر کام کررہے ہیں ان کی تفصیل دی جاتی ہے سالانہ رپورٹ میں BEST کی سال بھر کی کارکردگی دکھائی جاتی ہے۔

یہ مختصراً کچھ رسائل و جرائد کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی تقریباً تمام این جی اوز کے اپنے دفاتر سے رسالے شائع ہوتے ہیں۔

فصل نمبر ۳

مختلف علاقوں میں اجتماعات منعقد کروانا

سماجی تنظیموں کا کام لوگوں کی شعوری آگاہی ہوتا ہے۔ لوگوں کو ان کے مسائل سے آگاہ کرنے کے لئے جو مختلف طریقے اختیار کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ مختلف مقامات پر اجتماعات منعقد کئے جائیں۔ یہ اجتماعات کہیں میلے کی صورت میں ہوتے ہیں کہیں واک کی صورت میں اور کہیں پر دیگر تفریح کے مواقع فراہم کر کے لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے اس طرح کھیل کھیل میں مقصد پورا ہو جاتا ہے ذیل میں گذشتہ ایک دھائی کے دوران ہونے والے اجتماعات میں سے چند کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

عوامی بیداری کے لئے میلہ:

سنگی ترقیاتی فاونڈیشن نے جو ایڈووکیسی ڈویلپمنٹ نیٹ ورک کا ایک رکن ہے، نے ۱۶ اکتوبر تا ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۸ کو ایک کسان میلہ منعقد کیا۔ یہ تاریخیں ۱۶ اکتوبر کو خوراک کے عالمی دن سے بھی میل کھاتی تھیں۔ اس میلے کے لئے جگہ کا انتخاب بھی خصوصی طور پر کیا گیا تھا۔ سنگی نے ریحانہ یونین کونسل کی مقامی تنظیم اصلاحی ترقیاتی کمیٹی کے تعاون سے یہ میلہ شہری مراکز سے دور چھاجاں خاص میں منعقد کیا۔ یہ گاؤں ہری پور سے ۲۵ کلومیٹر دور شمال مشرق میں واقع ہے۔ ایک ہزار سے زیادہ خواتین و مرد کسان (جن میں زیادہ تر چھوٹے قطعات کے مالک یا بے زمین تھے)، دستکاروں اور موسیقاروں، مقامی لوگوں کی تنظیموں، این جی اوز، ترقیاتی ماہرین، مزدور تنظیموں کے ارکان اور پاکستان کے چاروں صوبوں اور آزاد کشمیر سے سرکاری اہلکاروں نے اس میلے میں شرکت کی۔

یہ کسان میلہ ایڈوکیسی ڈویلپمنٹ نیٹ ورک (اے ڈی این) کے زیر اہتمام تقاریب کے سلسلے میں سے ایک تھا جو اس نے ۱۹۹۶ء کے اوائل سے ہی خوراک کے تحفظ کے سلسلے میں مسلسل ایڈووکیسی کے لئے شروع کر رکھی ہے۔ اے ڈی این آٹھ این جی اوز کا اتحاد ہے جس میں سنگی بھی شامل ہے۔ ایڈووکیسی کی اس مہم کا مقصد خوراک کے تحفظ کے بارے میں معلوماتی بحث کی حوصلہ افزائی کر کے ایک اجتماعی نقطہ نظر تشکیل دینا ہے۔ خوراک کے عالمی دن کو ایک مناسب موقع کے طور پر استعمال کرتے ہوئے انہی دنوں میں تقاریب کا پروگرام بنایا گیا اور اے ڈی این نے مختلف مفادات رکھنے والے جن میں کسان، مقامی تنظیمیں اور این جی اوز کے کارکن، محققین، ذرائع ابلاغ کے کارکن، سرکاری نمائندے اور دلچسپی رکھنے والے شہری شامل ہیں،

کی توجہ خوراک کے تحفظ کے بارے میں عوامی نوعیت کے مسائل کی طرف دلانے کی کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں اے ڈی این کے زیر اہتمام منعقد کی جانے والی ہر تقریب میں ۲۰۰ سے زائد نمائندے شریک ہوئے۔اسی حکمت عملی پر مسلسل عمل کرتے ہوئے کسان میلہ کا اہم ترین نتیجہ یہ رہا کہ خوراک کے تحفظ کے مسئلے پر ایک قرارداد پاس کی گئی۔ اس مسئلے پر معلوماتی بحث نے اس قرارداد کی منظوری میں مدد دی۔ پتن ترقیاتی تنظیم کے سرور باری نے کہا خوراک کے تحفظ کا تعلق صرف زراعت سے ہی نہیں ہے۔اسے اس سیاسی اور معاشی بحران سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا جس کا سامنا آج ہم کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خوراک کے عدم تحفظ اور سیاسی حوالوں کے درمیان تعلق کا تجزیہ کیا جانا چاہئے اس تقریب کا ایک اور نمایاں پہلو فصلیں اگانے کے قدرتی طریقوں کا کامیاب مظاہرہ تھا جو ہزارہ کے مقامی کسانوں نے سنگی کے تعاون سے بیجوں کی مقامی اقسام کو محفوظ کرنے اور پیداوار بڑھانے کے لئے کیا۔

کسان میلہ جس میں سنجیدگی اور جوش وخروش کا ملا جلا تاثر پایا جاتا تھا اپنے اندر باہمی اتحاد کی ایک خاص خوبی لئے ہوئے تھا۔ ملک بھر کے مختلف حصوں سے آنے والے شرکاء نے اپنی زبانوں میں نغمات پیش کئے اور اپنے علاقے کا رقص پیش کیا۔ خوراک کے تحفظ کے بارے میں ایکدوسرے کے مقامی سطح کے متصادم تصورات پر تبادلہ خیال کرنے سے وہ مختلف پہلوؤں اور مختلف مسائل کو بہتر طور پر سمجھ پائے۔ ایک مشترک نکتے کی نشاندہی نے ان کو متحد ہونے میں مدد دی، قراددادوں کی منظوری نے انہیں ایک مشترکہ پہچان دی۔ میلوں کو ہمیشہ ہی عوام کو متحرک کرنے کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ اس میلے نے بھی اسی روایت پر عمل کیا ہے۔[۳۰]

بچوں کا عالمی دن:

صوابی ویمن ویلفیئر سوسائٹی کے تعاون سے انجمن نو جوانان نواں کلی کے زیر اہتمام ایک رنگا رنگ تقریب کا انعقاد ہوا۔اس موقع پر نقشبند خان سرپرست اعلیٰ مہمان خصوصی تھے۔صوابی ویمن ویلفیئر سوسائٹی کے مینجر نے بچوں کے عالمی دن کے حوالے سے اس بات پر زور دیا کہ سماجی بہبود کے ادارے اپنے پروگراموں میں بچوں کے حقوق، بچوں کے جبری مشقت جیسے مسائل اور ان کے لئے صحت مند ماحول اور ان کی تعلیمی ضرورتوں کو اولیت دیں کیونکہ پاکستان کی ترقی وخوشحالی انہی سے وابستہ ہے اور ان کی ترقی ملک کی ترقی ہے۔دیگر مقررین نے اس موقع پر سماجی شعور کو اُبھارنے اور آپس میں اتحاد واتفاق کی ضرورت پر زور دیا۔ اس موقع پر مزاحیہ خاکے پیش کئے گئے۔ جسے موقع پر موجود بچوں اور شرکاء نے بہت سراہا۔[۳۱]

انٹرا ایکٹو تھیٹر:

جناح ویلفیئر سوسائٹی نے ۴ نومبر ۲۰۰۴ کو ہر پو کی گاؤں میں ایک پروگرام منعقد کیا جسکو انٹرا ایکٹو تھیٹر کہتے ہیں JWS کی ٹیم لوگوں کو باشعور کرنے کے لئے اسی قسم کے پروگرام تیار کرتی ہے جسمیں JWS کی ٹیم نے اداکاری کی۔ لڑکیوں کی تعلیم کے حوالے سے ان کو درپیش مسائل اور سماجی رویوں کے حوالے سے ڈرامہ ترتیب دیا گیا۔ جس کا موضوع تھا ''لڑکیوں کی تعلیم'' ڈرامہ دو حصوں پر مشتمل تھا۔ پہلے حصے میں تمام کرداروں نے مسئلے کو واضح کیا اور اس کا ایک حل بھی پیش کیا اور ساتھ ہی ناظرین کو دعوت دی کہ اگر وہ اس حل سے متفق ہیں تو ٹھیک ورنہ جو لوگ اس سے اختلاف کرتے ہیں وہ سٹیج پر آجائیں اور اپنی مرضی کا حل بتائیں۔ کیونکہ تبدیلی صرف اسی صورت میں آسکتی ہے جب ہم آگے بڑھ کر کوئی مثبت قدم اٹھائیں گے۔ لوگوں کی اس ڈرامے میں شمولیت کو انٹریکشن کہتے ہیں۔ ڈرامے کے پہلے حصے میں نمبردار لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرتا ہے اور یہ بھی خوشخبری دیتا ہے کہ گاؤں میں بچیوں کے لئے مڈل سکول منظور ہوگیا ہے۔ سب اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہیں لیکن ایک شخص کہتا ہے کہ وہ اپنی بچی کو نہیں پڑھائے گا کیونکہ گاؤں کی ایک لڑکی جو میٹرک کرگئی تھی، نے اپنے ان پڑھ نشئی منگیتر کے ساتھ شادی سے انکار کیا اور اس نے والدین سے بغاوت کی اس لئے وہ اپنی بیٹی کو نہیں پڑھائے گا پہلا حصہ یہیں پر ختم ہوا۔

دوسرے حصے میں لوگوں کو دعوت دی گئی کہ ڈرامے کے کردار کی حیثیت سے اس شخص کو قائل کریں۔ چنانچہ گاؤں کے ایک شخص نے آکر کہا کہ بیٹی کی تعلیم آج کے دور میں بہت ضروری ہے بیٹی ان پڑھ ہو تو اس کے رشتے نہیں آتے۔ اس پر بھی وہ شخص نہ مانا گاؤں کا ایک اور شخص اسکا بھائی بن کر آیا اور قائل کرنے کی کوشش کی اس پر اس شخص نے کہا کہ لڑکی کو نہیں پڑھاؤں گا کیونکہ وہ لڑکوں کو خط لکھے گی۔ ایک اور شخص آیا اس نے کہا ضروری نہیں کہ وہ لڑکوں کو خط لکھے وہ باپ کو بھائی کو بھی خط لکھ سکتی ہے۔ آدمی نے کہا تم اپنی رائے اپنے پاس رکھو میں لڑکی کو نہیں پڑھاؤں گا۔ اس کے بعد گاؤں کے ایک آدمی نے آکر احادیث مبارکہ کا حوالہ دیا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور دیگر بہت سی مثالوں سے وضاحت کی اور تعلیم کی اہمیت کو بیان کیا۔ اس طرح پروگرام کا جو حصہ ٹیم نے ادھورا چھوڑا تھا اسے گاؤں والوں نے پورا کیا اور لوگوں کو علم کے بارے میں آگاہی بھی ہوگئی۔ وہاں موجود لوگوں نے اس کو بہت پسند کیا اور اس عمدہ پیشکش پر ٹیم کو مبارکباد دی۔[۳۲]

رائل ناروتجین ایمبسی کے زیر اہتمام تصویری نمائش:

''رائل ناروتجین ایمبسی'' نے ناروتجین فوٹو گرافر جناب ''مورٹن کور گولڈ'' کی تصویروں پر مبنی ایک تصویری نمائش بعنوان ویمن کیئر کا اہتمام کیا۔ جناب مورٹن کور گولڈ ایک بین الاقوامی معیار کے فوٹو گرافر ہیں جنھوں نے ''کیئر ناروے'' کے تعاون سے دنیا بھر کے مختلف ممالک کا سفر کیا اور خواتین کی روزمرہ زندگی کے احوال کو اپنے کیمرے میں بند کیا۔ اس نمائش کا آغاز ۲۶ جنوری ۲۰۰۵ کو شاکر علی میوزیم لاہور میں ہوا۔

پاکستان میں ناروے کے سفیر جناب جینس بجورن کیناون 'Mr. Janis Bajovn Kanarin' اس موقع پر مہمان خصوصی تھے۔ جناب جینس کیناون نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ 'مورٹن کورگولڈ' کی تصوریوں کی نمائش لاہور میں منعقد کرنے کا مقصد آرٹ جیسے مضبوط ذریعہ کو خیالات کے اظہار کی آزادی کے طور پر پیش کرنا ہے۔ تصویریں حالات اور واقعات کو ریکارڈ کرتی ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ ان میں یہ طاقت ہوتی ہے کہ یہ ہمیں تصویر اور تصور سے بڑھ کر سوچنے کا موقع دیتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ آج دنیا بھر میں خواتین کے حالات اس بات کا تقاضہ کرتے ہیں کہ ہم نہ صرف اس پر بھرپور توجہ دیں، بلکہ ان کے حالات کی بہتری کے لئے جامع حکمت عملی اختیار کریں۔ ۳۳

ویمن ہیلتھ پروجیکٹ کی ساتھی تنظیموں کے لئے کراچی میں میلے کا انعقاد:

ضلع بدین، میرپور خاص، نوشیرو فیروز اور شکارپور میں عورتوں کی صحت پر کام کرنے والی عوامی تنظیموں کی استعداد کاری کے لئے ایس پی او اور سیودی چلڈرن کے اشتراک سے ویمن ہیلتھ پروجیکٹ شروع کیا گیا ہے اس سلسلے میں رابطوں میں اضافے کے لئے مختلف سرگرمیاں کی گئیں۔ مزید براں صوبائی سطح پر ایک ہیلتھ میلہ بھی منعقد کیا گیا۔ اس میلے میں صحت کے شعبے سے تعلق رکھنے والی سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے علاوہ بڑی تعداد میں عام شہریوں نے بھی شرکت کی۔ میلے میں چاروں اضلاع میں خدمات انجام دینے والی تنظیموں نے اسٹال لگائے۔ میلے کا مقصد مذکورہ اضلاع میں کام کرنے والی این جی اوز کے مابین زیادہ ہم آہنگی اور بہتر تفہیم کا فروغ تھا تاکہ عوام کو صحت کی زیادہ بہتر سہولتیں میسر آسکیں۔

میلے میں شرکاء نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اس موقع پر تنظیموں کو پانچ گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔ تاکہ اجتماعی غور و فکر کیا جاسکے۔ اس موقع پر تربیت، تحقیق، مطبوعات، خصوصی منصوبے، تربیتی مواد، تربیت کار، صحت کے منصوبے اور رسائل وغیرہ کی اشاعت جیسے امور پر غور کیا گیا۔ شرکاء نے میلے میں لگائے گئے

سٹالوں کا بھی دورہ کیا اور معلومات حاصل کیں۔ ۳۴؎

خواتین پر تشدد کے خلاف واک:

حقوق انسانی کے عالمی دن کے موقع پر عورتوں پر تشدد کے خاتمے اور حکومت کی جانب سے قانون کی منظوری کے لئے عورت فاونڈیشن کے زیر اہتمام واک ہوئی۔ جس میں مختلف سیاسی پارٹیوں، مزدور یونین، این جی اوز اور سکول کی بچیوں نے شرکت کی، واک پشاور پریس کلب سے شروع ہوئی اور جی ٹی روڈ سے ہوتی ہوئی سرحد اسمبلی کے سامنے پہنچی۔ واک میں شامل شرکاء نے عورتوں پر تشدد اور ان کے حقوق کے تحفظ کے بارے میں مختلف بینرز اور پلے کارڈ اٹھار کھے تھے۔ واک سے عورت فاونڈیشن کی ڈائریکٹر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''گزشتہ ۵۱ سالوں سے عورتوں کو بے پناہ تشدد کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اور اس کی روک تھام کے لئے حکومت نے ابھی تک کوئی قانون سازی نہیں کی اور اگر اس کے متعلق کوئی قانون بنایا بھی گیا ہے تو اس کا نفاذ ملک میں کہیں بھی نہیں ہو رہا ہے'' ۳۵؎ واک سے عوامی نیشنل پارٹی کی صوبائی صدر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم اسمبلی میں خواتین پر تشدد کے خاتمے کے لئے آواز اٹھائینگے۔ انہوں نے کہا کہ ہم جلد ہی ایک جامع قانون بنائیں گے جس میں عورتوں پر تشدد کو روکا جائے گا اور ان کو درپیش مشکلات کو فوری طور پر حل کیا جائے گا'' ۳۶۔ عورتوں پر تشدد کے خاتمے کے لئے ہونے والی اس واک میں پورے صوبے سے عورت فاونڈیشن کے زیر اہتمام اداروں کی خواتین نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ ۳۷؎

تقریب تقسیم انعامات وکتب:

۱۵ اپریل ۲۰۰۳ کو تانگھ وسیب تنظیم نے بچوں میں انعامات وکتب تقسیم کئے تقریب کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا ایک بچی نے نعت رسول ﷺ پیش کی اس کے بعد بچوں نے مل کر قومی نغمہ پیش کیا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی ملک خلیل احمد DSP مٹھ ٹوانہ سرکل ضلع خوشاب تھے۔ تانگھ وسیب تنظیم خوشاب کے کوارڈینیٹر شوکت غوری نے تانگھ وسیب تنظیم کا تعارف اور ضلع خوشاب میں جاری سرگرمیوں کے بارے میں بتایا اور آئندہ لائحہ عمل سے بھی تمام حاضرین کو آگاہ کیا۔ اس کے علاوہ دیگر معززین نے بھی خطاب کیا اور تنظیم کی انسانی تعمیر وترقی کے لئے کی جانے والی کوششوں کو تہہ دل سے سراہا۔ مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں تنظیم کی خوشاب میں سرگرمیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ میں بہت خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ میں آج ایسی تنظیم کی تقریب میں شریک ہوں جو ایسے بچوں کے لئے کام کر رہی ہے جو سارا دن قالین سازی کا

کام کرتے ہیں اور شام کو تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس کے بعد مہمان خصوصی نے فرسٹ، سیکنڈ اور تھرڈ پوزیشن لینے والے بچوں میں کتب و انعامات تقسیم کیے دیگر بچوں کو بھی کتابیں دی گئیں۔ آخر میں تنظیم کی ممبر ضلع خوشاب اور ایجوکیشن پروگرام کی ٹیچر مس ہادیہ فردوس نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ ۳۸

مرکز تعلیم بالغان برائے خواتین لاہور میں لیکچر کا اہتمام:

ورکنگ ویمن آرگنائزیشن کے زیر اہتمام ناخواندہ خواتین کی تعلیم کے لئے قائم کردہ مرکز تعلیم بالغان برائے خواتین میں محنت کش خواتین کو تعلیم کے ساتھ ساتھ مختلف قوانین مثلاً عائلی قوانین، قوانین محنت، صنفی تفریق اور معاشرے پر اس کے منفی اثرات کے حوالے سے بھی جانکاری کے لئے لیکچر کا اہتمام کیا جاتا ہے اس سلسلے میں چونگی امر سدھو لاہور میں قائم مرکز میں مورخہ ۲۶ اگست ۲۰۰۳ کو ایک لیکچر دیا گیا۔ جس میں محترمہ کنیز فاطمہ، ڈپٹی ڈائریکٹر (ڈائریکٹریٹ آف ایجوکیشن، لیبر، مین پاور اینڈ اور سیز پاکستان ڈویژن) نے خواتین کو صحت کے حوالے سے جانکاری دی۔ ۳۹

آئی یو سی این کی گولڈن جوبلی:

عالمی انجمن برائے تحفظ ماحول (IUCN) نے دنیا بھر میں اپنی پچاسویں سالگرہ ۵ نومبر ۱۹۹۸ کو منائی۔ آئی یو سی این نے اس ضمن میں پشاور میں ایک تقریب کا اہتمام کیا جس میں تنظیم کی بہت سی مطبوعات، پوسٹرز اور تصویریں نمائش کے لیے رکھی گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ IUCN کے مختلف ترقیاتی کاموں پر مشتمل مواد بھی تقریب میں رکھا گیا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی صوبائی وزیر بلدیات و دیہی ترقی جناب یوسف ایوب خان تھے۔ اس تقریب میں مختلف ذرائع ابلاغ، سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کے رفقاء نے شرکت کی۔ ۴۰

بچوں کا میلہ:

فلاح و معاشی ترقی خواتین کا منصوبہ سوشل ویلفیئر ویمن ڈویلپمنٹ اور بیت المال کے زیر اہتمام ضلعی حکومت اور سی اے سی ایل (Coalition Against Child Labour) پنجاب کی زیر نگرانی ''بچوں کا میلہ'' کی تقریبات رضا ہال ملتان میں منعقد کی گئیں جس کی صدارت ضلع ناظم پیر ریاض حسین قریشی نے کی جبکہ نائب ناظم ملک محمد عامر ڈوگر، ایم پی اے زیب النساء قریشی، آفیسر سوشل ویلفیئر سلمیٰ یاسمین، سی اے سی ایل پنجاب کی کوارڈنیٹر یاسمین خاکوانی کے علاوہ کثیر تعداد میں معززین نے شرکت کی۔ تقریب سے خطاب

کرتے ہوئے یاسمین خاکوانی نے کہا کہ بچے ہمارا مستقبل ہیں۔ بچوں پر توجہ دے کر ہم اپنے مستقبل کو محفوظ بنا سکتے ہیں۔ تعلیم اور صحت کی سہولیات فراہم کر کے بچوں کی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جاسکتا ہے۔ ضلع نائب ناظم ملک عامر ڈوگر اور ایم پی اے زیب النساء قریشی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ غربت کا خاتمہ کر کے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جاسکتا ہے۔ غریب والدین اپنی بساط کے مطابق بچوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دیں۔ چائلڈ لیبر، جبری مشقت اور بچوں پر عدم توجہ کا خاتمہ ہونا چاہئے، انہوں نے کہا کہ چائلڈ لیبر صرف پاکستان کا ہی نہیں پوری دنیا کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کو ہم ختم نہیں کر سکتے تاہم اس کے تدارک کے لئے لائحہ عمل بنا سکتے ہیں۔

اس موقع پر بچوں میں سی اے سی ایل پنجاب کی جانب سے انعامات اور سرٹیفیکیٹ تقسیم کئے گئے۔ محکمہ بہبودی آبادی کی طرف سے بچوں کے لئے تحائف اور حفیظ گھی اینڈ جنرل ملز شمع بناسپتی کی جانب سے میلے کے شرکاء کو اعزازات دیئے گئے۔ قبل ازیں میلے کے مختلف ایونٹس میں بچوں میں مختلف مقابلے منعقد کروائے گئے جس میں کوئز مقابلہ، کراٹے شو، ٹیبلو شو، بچوں کی تقاریر، بچوں کے ملی نغمے اور لوک رقص شامل تھا۔[۱۴۱]

پنجاب لوک بولی میلہ:

پنجاب کی لوک داستانوں اور قدیم تہذیب وثقافت کے امین ایک مصروف قصبے حجرہ شاہ مقیم کے قریب حویلی لکھا میں مورخہ ۲۵ جنوری تا ۲۹ جنوری ۲۰۰۵ء کو دوسرا سالانہ پنجاب لوک بولی میلہ منعقد ہوا۔ لوک بولی میلے کے انعقاد کا بنیادی مقصد پنجاب کی ثقافت کو فروغ دینا، مقامی بولیوں کی پہچان، بقاء اور پنجاب کے دونوں حصوں (مشرقی پنجاب اور مغربی پنجاب) میں مختلف مقامی بولیاں بولنے والے لوگوں کے مابین یکجہتی اور رابطوں کو فروغ دینا تھا۔ صارفین کے تحفظ کے ادارے دی نیٹ ورک نے اس میلے میں شرکت کر کے صارفین کے تحفظ اور صحت کے مسائل کے حل کے حوالے سے اپنا پیغام میلے کے شرکاء تک پہنچایا۔

دی نیٹ ورک کی ٹیم ۲۶ جنوری ۲۰۰۵ کی شام کو حویلی لکھا پہنچی جہاں پاکستان کے مختلف علاقوں سے سماجی، ثقافتی، ادبی اور سیاسی وفود آئے ہوئے تھے۔ دی نیٹ ورک کی ٹیم نے ان تمام وفود کے نمائندوں کو دی نیٹ ورک کے صارفین کے تحفظ کے پروگرام اور سرگرمیوں سے آگاہ کیا۔ میلے کے دوسرے روز دی نیٹ ورک نے لوک بولی میلہ میں فری میڈیکل کیمپ اور اپنی مطبوعات کے سٹال کا اہتمام کیا۔ اس فری

میڈیکل کیمپ سے مقامی لوگوں اور میلے کے شرکاء نے اپنا معائنہ کروایا۔ میلے میں دی نیٹ ورک کے میڈیکل کیمپ کے بارے میں پہلے ہی انتظامیہ نے قرب وجوار کے دیہاتوں میں اعلان کرر کھا تھا جسکی وجہ سے مقامی لوگوں نے اس سے بھر پور استفادہ کیا۔ دی نیٹ ورک کے سٹال سے بھی لوگوں نے کافی خریداری کی۔ ۲۷ جنوری کو دی نیٹ ورک کے زیر انتظام پیپلز ہیلتھ موومنٹ (PHM) کا سیمینار منعقد ہونا تھا۔ مگر تیز آندھی اور بارش کی وجہ سے کینسل کرنا پڑا اور اس کی جگہ بلوچستان اور سندھ سے آئے ہوئے وفود کے ساتھ ایک میٹنگ کی گئی اور پاکستان میں پیپلز ہیلتھ موومنٹ کو منظم ومتحرک کرنے کے حوالے مستقبل کا لائحہ عمل طے کیا گیا۔ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور اخباری نمائندوں کو انٹرویو دیئے گئے جو یقیناً دی نیٹ ورک کا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے حوالے سے سودمند ثابت ہونگے۔۴۲

عالمی ہفتہ تعلیم کے سلسلے میں تقریبات:

بچوں کی جبری مشقت کے خلاف اتحاد اور مقامی تنظیم نواز خان میموریل سوشل ویلفیئر ایسوسی ایشن کی طرف سے تھل میں تعلیم کے حوالے سے ایک ریلی نکالی گئی۔ ریلی کی قیادت یونین کونسل کے ناظم محترم محبوب علی سومرو نے کی۔ ریلی میں مختلف سکولوں کے طالب علموں کے علاوہ اساتذہ اور سماجی تنظیموں کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ریلی سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ علاقے کے بچے تعلیمی درسگاہوں میں جانے کے بجائے جبری مشقت کرنے پر مجبور ہیں اس سلسلے میں والدین سے گزارش ہے کہ اپنے بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں۔ تاکہ وہ پڑھ کر لکھ کر اچھے اور کارآمد شہری بن سکیں۔ جناب نذیر احمد بھٹی نے کہا کہ تھل کے ۹۰ فیصد سکول بند پڑے ہیں اکثر سکولوں میں وڈیروں کے گودام بنے ہوئے ہیں اور کتنے ہی سکول ویران پڑے ہیں۔ جناب عبدالرحیم کھنیو نے کہا کہ تعلیم عام کرنے کیلئے جدوجہد کرنا پڑے گی۔ جب تک تعلیم عام نہیں ہوگی معاشرہ ترقی نہیں کرسکتا مہمان خصوصی میر محبوب علی سومرو نے کہا کہ

> ''غریب لوگ جو صوبے کی آبادی کے ۸۰ فیصد پر مشتمل ہیں۔ اچھی اور اعلیٰ تعلیم سے محروم ہیں گاؤں میں سکولوں کی عمارتیں تو ہیں لیکن ویران ہیں ذہن تو ہیں لیکن ان کی نشوونما کون کرے استاد اچھے مستقبل کی ضمانت ہیں جو لوہے کو کندن بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں''۔۴۳

مندرجہ بالا اجتماعات کے علاوہ خواتین کے لئے ووکیشنل ٹریننگ کا اہتمام کرنے والی تنظیمیں مختلف دیہاتوں میں اجتماعات کا انعقاد کرتی ہیں جس میں خواتین کے ہاتھ کی بنائی ہوئی چیزوں کے سٹال

لگائے جاتے ہیں اور خواتین کو مختلف ہنر بھی سکھائے جاتے ہیں۔

ان اجتماعات کے انعقاد سے مقامی لوگوں کی تنظیموں، این جی اوز، تنظیموں کے اتحادوں اور نیٹ ورک کو مضبوط تر اور زیادہ با اختیار بنایا جاتا ہے۔ نیز اس سے ایسے مخلص کارکن تیار ہوتے ہیں جو معاشرے سے غربت کو کم کر کے سماجی حالات کو سدھارتے ہیں، خدمات فراہم کرتے ہیں، تحقیقی کام کرتے ہیں اور محروم طبقات خصوصاً عورتوں کو صحت، تعلیم اور قرضے کی سہولت تک رسائی حاصل کرنے کے قابل بناتے ہیں۔ ان کے اندر قائدانہ صلاحیتوں کو اجاگر کرتے ہیں اور ان کا معیار زندگی بہتر بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

فصل نمبر ۴

پاکستان میں این جی اوز کی عملی سرگرمیاں

(دیہی علاقوں میں تعلیم وتربیت)

این جی اوز کی عملی سرگرمیاں تو بہت سی ہیں نمونے کے طور پر چند کا ذکر کیا جارہا ہے۔

عمل سے سیکھنا:

(آئی ڈی ایس پی) انسٹی ٹیوٹ فار ڈیویلپمنٹ سٹڈیز اینڈ پریکٹس بلوچستان کا یہ مشن ہے کہ ہر حال میں انسانی وسائل کو پیدا کرنا ہے اور انہیں ترقی دینا ہے تاکہ ترقیاتی عمل کو تیز کر کے اور مقامی لوگوں کے ساتھ پائیدار اشتراک عمل قائم کر کے موجودہ نظام کو تبدیل کر سکیں۔ اس مقصد کے لئے وہ مقامی آبادی پر مبنی پروگراموں میں کام کرنے والے نوجوان مردوں اور عورتوں کو عملی طریقوں سے تعلیم دیتے ہیں تاکہ وہ ترقیاتی اقدامات کے ماہرین کے طور پر کام کر سکیں۔ اسی سلسلے میں آئی ڈی ایس پی نے دو مقامات بلوچستان اور پنجاب میں کورس کروائے۔ سندھ اور سرحد کو بھی شرکت کا موقع دیا گیا۔ بلوچستان میں چار ماہ کا کورس یکم جون تا ۳۰ ستمبر ۱۹۹۸ تک منعقد ہوا۔ ایک ہفتہ زبانی امتحانات اور جائزے کے لئے مخصوص تھا۔ کورس کا اہتمام بلوچستان اکیڈمی برائے دیہی ترقی میں کیا گیا تھا۔ کورس میں ۲۷ شرکاء موجود تھے جن میں ۹ عورتیں اور ۱۸ مرد تھے شرکاء دور دراز علاقوں سے آئے تھے کورس کے شرکاء کو مقامی لوگوں کی ترقی کے بارے میں مختلف نظریات سے متعارف کرایا گیا۔ اس میں خصوصی توجہ، پرانے نظریات پر دوبارہ غور کرنے اور ترقی کے نئے متبادل راستوں کے بارے میں خیالات اجاگر کرنے پر دی گئی۔ تربیتی کورسوں میں ثقافت اور ترقی، اصناف اور ترقی، تنظیمی انتظامات، اختیارات کا ڈھانچہ، شراکتی طریقہ کار، ایڈووکیسی اور خود باشعور ہونا شامل تھا۔

آئی ڈی ایس پی کا کورس بہت فصیح و بلیغ تھا ہر روز دن کی ابتداء شرکاء پچھلے دن کے بارے میں اپنے تاثرات لکھنے سے کرتے اور پھر رات گئے تک کام کرتے رہتے تھے۔ خود اپنے آپ کو باشعور بنانے اور اپنا تجزیہ کرنے پر خصوصی توجہ دی گئی جس کا پتہ ان تفصیلی ڈائریوں سے چلتا ہے جو تمام شرکاء روزانہ لکھتے تھے۔ شرکاء میں بڑا جوش وخروش تھا اور وہ مشکلات برداشت کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے تعلیمی ماحول

بے حد سازگار تھا مرد اور عورتیں ایک ہی ہاسٹل کی عمارت میں بے حد خوشگوار ماحول میں رہ رہے تھے مل جل کر ٹیم کی طرح کام کرنے کا جذبہ حاوی تھا۔ شرکاء نے مسائل کو سامنے لانا اور اختلاف کو دور کرنا سیکھا۔ ایکدوسرے کے سامنے جوابدہی اور شفاف طرزِ عمل ہر سطح پر موجود تھا۔ ڈاکٹر قرۃ العین جو اس پروگرام کی روح رواں تھیں، ان کو بھی بعض اوقات چیلنج کر دیا جاتا تھا وہ ان کی حوصلہ افزائی کرتی تھیں تاکہ یہ بات واضح ہو سکے کہ کوئی شخص بھی جوابدہی سے بالا نہیں ہے۔

بلوچستان کورس کے خاتمے پر شرکاء کو مطالعاتی دورے پر صوبہ سرحد کی وادی کاغان لے جایا گیا جہاں سنگی اپنا ایڈووکیسی کا کام کر رہا ہے۔ بلوچستان کے لوگوں کے لئے یہ دورہ زبردست تعلیمی تجربہ تھا۔ شرکاء کو بلوچستان اور صوبہ سرحد کی ثقافت اور ترقیاتی حوالوں سے موازنہ کرنے کا موقعہ ملا۔ رضیہ ناز بلوچستان کی ایک معاون معلّمہ نے کہا، یہاں اتنی زیادہ غربت ہے اور جغرافیائی حالات اتنے دشوار ہیں، مگر پھر بھی یہاں کی عورتیں زیادہ باشعور ہیں ان کے پاس زیادہ معلومات ہیں اور زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں۔ یہاں استانیاں دور دراز علاقوں سے آتی ہیں۔ بلوچستان میں ایسا نہیں ہوتا'' مطالعاتی دورے کے اختتام پر شرکاء نے اپنے تجربات پر بات چیت کی اور کورس کے مشمولات اور ڈیزائن کے بارے میں رائے دی، جو مسائل سامنے آئے ان کا تعلق ان باتوں سے تھا کہ مطالعاتی مواد انگریزی زبان میں تھا اور یہ کہ انگریزی سیکھنے اور کمپیوٹر کی تربیت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ گریڈنگ کا معیار اور طریقہ کار واضح اور شفاف ہونا چاہیئے، پڑھائی کے اوقات کو کم کیا جائے اور تدریس کے سمعی اور بصری طریقوں کو استعمال میں لایا جائے اور یہ کہ اس قسم کے کورسز کا اہتمام ہونا چاہیئے۔[۴۴]

پائیدار غیر رسمی سکولوں کی جانب بڑھتے ہوئے:

۱۹۹۵ میں ایشیا فاونڈیشن نے صوبہ پنجاب کے ضلع خانیوال کی تحصیل کبیر والا میں لڑکیوں کی پرائمری تعلیم کے سلسلے میں ماڈل سکولوں کو فروغ دینے، اس کا تجزیہ کرنے اور اسے آزمائشی طور پر پیش کرنے کے لئے تنظیم ''پائیدار'' کے ساتھ مل کر کام شروع کیا۔ پائیدار'' جو عملی تحقیق پر کام کرنے والی تنظیم ہے وہ یہ ثابت کرنا چاہتی تھی کہ کوئی بھی این جی او تھوڑی سی بیرونی امداد کے ساتھ کسی بھی دیہی علاقے میں لڑکیوں کو معیاری پرائمری تعلیم دینے کا پروگرام شروع کر سکتی ہے اور اسے آگے تک پہنچا سکتی ہے۔ اس مقصد کے لئے اٹھارہ سکول شروع کیے گئے۔ سکولوں کو چلانا اور مقامی لوگوں کو اس بات پر قائل کرنا بہت مشکل کام تھا جسے ''پائیدار'' نے چیلنج کے طور پر قبول کیا۔ والدین خاص طور پر ماؤں کو راضی کرنے کے لئے کام شروع

کیا گیا۔ مقامی آبادی کے اندر استانیاں تلاش کی گئیں۔ جن میں سے بعض نے میٹرک کیا ہوا تھا بعض مڈل تک پڑھی ہوئی تھیں اور بعض نے پرائمری تک تعلیم حاصل کی تھی۔ پہلے مرحلے میں اساتذہ کو تربیت دی گئی اور مقامی سکول کے بارے میں لوگوں کے اجلاس منعقد کئے۔

اور پھر باقاعدہ تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا گزشتہ کئی سالوں سے سکول کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ ''پائیدار'' کا تعلیمی نگرانی کا نمائندہ ہفتے میں ایک دن دو سکولوں کا دورہ کرتا ہے اور طلباء و طالبات کی ماؤں سے ملاقات کرتا ہے تا کہ ان کا جذبہ برقرار رہے۔ پائیدار کا نمائندہ اساتذہ کو تربیت کے طریقے بتاتا ہے۔ اور اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ مقامی آبادی معاوضہ ادا کرتی رہے اور بچوں کو سکول بھیجتی رہے۔ اس وقت سکولوں میں بچوں کی کافی تعداد تعلیم حاصل کر رہی ہے جن میں دس فیصد لڑکے ہیں۔ تمام سکول خود مختاری کے مختلف مراحل میں ہیں اور اب مڈل بن چکے ہیں۔ سکول اپنے مالی وسائل کا دو تہائی مقامی آبادی سے حاصل کرتے ہیں۔ اور ایک تہائی رقم ''پائیدار'' اور ایشیا فاونڈیشن مہیا کر رہی ہے۔ نو سکول سرکاری سکولوں کی عمارتوں میں شروع کئے گئے جنہیں حکومت نے ختم کر دیا تھا جبکہ باقی سکولوں کے لئے مقامی آبادی نے جگہ مہیا کی ہے۔

اس پروگرام کا اثر کئی سطحوں پر ہوا مقامی آبادیوں میں اب والدین اپنی بیٹیوں کو سکول بھیجنے لگے ہیں۔ ماؤں نے اپنی لڑکیوں کو سکول بھیجنے کے لئے وہ اضافی کام اپنے ذمے لے لیا ہے جو پہلے ان کی بچیاں کرتی تھیں۔ سکولوں کی کارکردگی نے دور دور تک لوگوں کو متاثر کیا ہے اور دوسرے دیہات اور علاقوں کے لوگ بھی پائیدار سے سکول کھولنے کے لئے رابطے کر رہے ہیں۔

مقامی لوگوں کی ملکیت پائیدار سکولوں کا یہ تجربہ نہایت کامیاب رہا اب دوسری این جی اوز اور مقامی تنظیمیں بھی اس کام میں آگے آ رہی ہیں۔ اور ملک کے دیہاتوں میں اس قسم کے سکولوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ ماڈل اس بات کی مثال ہے کہ جب دیہی آبادیوں کو اپنی ترقی کے لئے ذمہ داریاں اٹھانے کا موقع دیا جاتا ہے تو وہ کس طرح کشکول توڑ دیتی ہیں۔[۴۵]

عورتوں کی تعلیم:

سوسائٹی برائے فروغ تعلیم (ساہی) گزشتہ دو دہائیوں سے تعلیمی مسائل پر قابو پانے کے لئے کوشاں ہے۔ اس کے دائرہ کار میں وہ گاؤں اور علاقے شامل ہیں جہاں پر تعلیم کی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ساہی نے پنجاب کے علاقوں کا سروے کیا، سروے کے دوران ضلع لودھراں میں ایک ایسا

علاقہ سامنے آیا جہاں پر خواندگی کی شرح انتہائی کم ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم کے سلسلے میں حکومتی اور پرائیوٹ سیکٹر نے کوئی خاص پیش رفت نہیں کی۔

ساھی نے وہاں کی مقامی تنظیم کو ساتھ ملا کر کام شروع کیا۔ اس ضمن میں جب گاؤں کا سروے کیا گیا تو بہت سے ایسے گاؤں سامنے آئے جہاں پر خواتین کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا تھا۔ بستی سردار داس کے علاقے میں والدین اپنی بچیوں کو سکول بھیجنے کے سخت خلاف تھے۔ ساھی ٹیم نے جب خواتین سے بات کی تو انہیں مردوں کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ خواتین نے بتایا کہ وہ چاہتی ہیں کہ انکی بچیاں تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں لیکن وہ مردوں کی مخالفت سے خوفزدہ ہیں۔ جوان کی خاندانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر غالب ہیں۔ گفتگو کے دوران یہ بات بھی سامنے آئی کہ یہاں پر جوا عام ہے اور اکثر بیٹیوں کو بھی داؤ پر لگا کر ہار دیا جاتا ہے۔ ''ساھی'' نے بستی سردار داس کو اس بناء پر چنا کہ یہاں پر تبدیلی لانے کی بہت ضرورت ہے ''ساہی'' نے وہاں پر سکول کھولا اور لوگوں کو تعلیم کی اہمیت برابر سمجھاتے رہے۔ ان کی کوششوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ گزشتہ کئی ماہ سے سکول کامیابی سے چل رہا ہے اور سکول کے اساتذہ لوگوں کے ساتھ مل کر مسائل کے حل کے لئے کوشاں ہیں۔

اس علاقے کی خواتین اور بچیاں پر امید اور پر عزم نظر آتی ہیں اور وہ اپنے معاشرے کی معاشی اور معاشرتی حالت بہتر بنانے کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ یہاں کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو لڑکیوں کی تعلیمی اہمیت سے واقف ہیں اور اس سلسلے میں کام کرنا چاہتے ہیں۔ ۴٦

اساتذہ کی تربیت:

''ساہی'' نے ۲۰۰۲ میں ڈسٹرکٹ پاک پتن میں پرائمری سکول کے اساتذہ کے لئے ایک اساتذہ تربیت کے پروگرام کا اہتمام کیا۔ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے تعاون سے سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو بھی شریک کیا گیا۔ اور ڈسٹرکٹ پاکپتن میں این جی اوز سیکٹر میں کام کرنے والے اساتذہ اور ایڈمنسٹریٹرز نے بھی شرکت کی تربیت حاصل کرنے والے اساتذہ کی تعداد دو سو سے زیادہ تھی۔ اس تربیت سے شرکاء میں نہ صرف شعور بیدار ہوا بلکہ وہ اپنے آپ کو تخلیقی انسان بنانے میں بھی کامیاب ہوئے۔ پروگرام میں شرکاء نے گروپ کی صورت میں مباحثے اور رول پلے کا استعمال بھی کیا تا کہ مختلف تصورات کو سمجھا جا سکے۔ فلمیں بھی دکھائی گئیں اس تربیت کا دورانیہ ایک سال کا تھا جسمیں مزید ۳ مرحلے رکھے گئے اور ہر مرحلے میں دو ٹریننگ تھیں۔ یہ ٹریننگ مندرجہ ذیل عنوانات پر تھیں۔ عمل تدریس، انگریزی زبان کی فہم، ریاضی میں نئے تصورات

کو متعارف کرانا، معاشرتی علوم وغیرہ۔[۴۷]

پرائمری سکول اساتذہ کی تربیت:

''ساھی'' نے ان اساتذہ کے لئے ایک فہرست ''آؤ مل کر کام سیکھیں'' تیار کی ہے جنہوں نے ایسی جگہوں میں پڑھانا شروع کیا جہاں لڑکیوں کے لئے کوئی سکول نہیں۔ فہرست کے ساتھ ایک ''ٹیچنگ کٹ'' بھی ہے جو مختلف اشیاء پر مشتمل ہے۔ فہرست کی دو سو نقول اور ۶۵ کٹیں بھی تیار کی گئی ہیں جو نئے کمیونٹی سکولوں میں استعمال کی جا رہی ہیں یہ سکول پاکپتن اور لودھراں کے اضلاع میں قائم کئے گئے ہیں۔ فہرست کی ۵۰۰ مزید کاپیاں شائع کی گئی ہیں۔ پاکپتن اور لودھراں کے اضلاع میں تقریباً ۱۰۴ سرکاری سکولوں کے اساتذہ کو تربیت دی گئی۔ اسی طرح پاک پتن، لودھراں اور لاہور میں ۵۵ غیر رسمی سکول اساتذہ کو تربیت کی سہولت فراہم کی گئی تا کہ کام کی اس فہرست کو عملی طور پر استعمال میں لایا جا سکے۔

ساہی نے لودھراں میں یوتھ ویلفیئر سوسائٹی کے تعاون سے ایک ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفس قائم کیا ہے۔ پروگرام کا معائنہ کرنے کے لئے ایک ضلعی کوارڈینیٹر اور دو تعلیم پھیلانے والے (ایک مرد اور ایک خاتون) کی تعیناتی بھی عمل میں لائی گئی ہے۔ تا حال ضلع میں ۲۰ سکولوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اور لوگوں کی طرف سے مزید سکولوں کے قیام کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔[۴۸]

ڈبلیو ایف پی ورلڈ فوڈ پروگرام کی جانب سے سکولوں میں تیل پہنچانے کے لئے ٹرکوں کا عطیہ:

ڈبلیو ایف پی پاکستان بھر کے ۳۴ غریب ترین اضلاع اور آزاد جموں و کشمیر کے ۳۰۰۳ گورنمنٹ پرائمری سکولوں میں تین لاکھ سے زیادہ بچیوں کی مدد کر رہی ہے۔ اس مقصد کے لیے ورلڈ فوڈ پروگرام نے ۱۹ جولائی ۲۰۰۵ کو پاکستانی حکومت کو سات ٹرکوں کا عطیہ دیا تا کہ ان سکولوں میں کھانے کا تیل پہنچایا جائے۔ اس پروگرام کے تحت ہر بچی جو بیس روز تک سکول جاتی ہے اسے چار لیٹر کھانے کا تیل دیا جاتا ہے تا کہ لوگ اپنی بچیوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکول بھیجیں۔ پنجاب میں ڈبلیو ایف پی سات اضلاع کے ۷۰۰ سکولوں میں تقریباً ایک لاکھ بچیوں کو مدد فراہم کر رہی ہے۔ ۲۰۰۵ تا ۲۰۰۹ کے دوران اس پروگرام پر ۹۴۱۹۱۹ ملین روپے خرچ آئے گا۔ جس میں سے ۸۱۹۰۶۰ ملین روپے ڈبلیو ایف پی اور ۱۲۲۸۵۹ ملین روپے حکومت پنجاب خرچ کر رہی ہے۔[۴۹]

پاکستان میں این جی اوز کی عملی سرگرمیاں (شہری علاقوں میں تعلیم وتربیت)

جائزے اور رپورٹس:

پاکستان کے شہری علاقوں کی تعلیمی حالت دیہاتوں سے بہتر ہے اس لئے تنظیمیں زیادہ تر دیہاتوں میں تعلیم کے فروغ کے لئے کام کرتی ہیں۔ تاہم کچھ این جی اوز شہریوں کی ضروریات کے مطابق تعلیم وتربیت کے پروگرام منعقد کرواتی ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

استعدادکاری پروگرام:

سوشل سیکٹر تنظیموں میں کام کرنے والے پیشہ ور افراد کو جو ایک بڑا مسئلہ درپیش ہے وہ ہے مؤثر انداز میں اپنی بات پیش نہ کر پانا اور خاص طور پر انگریزی زبان میں اس مقصد کے تحت ''ساھی'' نے ایک تربیتی پروگرام کا انعقاد کیا جس کے ذریعے انگریزی لکھنے اور بولنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوا۔ یہ تربیت تعلیم میں کام کرنے والی تنظیموں کے لئے بھی بہت مفید ثابت ہوئی کیونکہ اس سے اساتذہ کی انگریزی پڑھانے کی صلاحیت میں اضافہ ہوا۔

کورس کے اجزاء

خاص مقاصد کے لئے انگریزی کا استعمال:

اس مرحلے میں شرکاء کو روزمرہ زندگی میں انگریزی زبان کے استعمال سے لے کر لوگوں سے ملنے ملانے، اجلاس میں شرکت اور مختلف مواقع پر استعمال ہونے والی زبان کے استعمال سے متعارف کروایا گیا۔

سننے سے مہارت میں اضافہ:

زبان بولنے کے لئے اس کا سننا بھی بہت ضروری ہے اس مقصد کے لئے تربیت کے دوران شرکاء کو آڈیو اور ویڈیو کے ذریعے پروگرام سنوائے گے۔

تلفظ: تربیت کے اس حصے کا مقصد تلفظ میں بہتری ہے۔ شرکاء کو مختلف الفاظ کی آوازوں اور ان کی صحیح ادائیگی کے متعلق بتایا گیا تاکہ وہ زیادہ جامع اور مؤثر انداز میں گفتگو کرسکیں۔

پڑھنے سے مہارت میں اضافہ:

پڑھنے کے لئے شرکاء کو آسان انگریزی میں چھوٹے چھوٹے کتابچے اور اخبارات وغیرہ دیئے گئے تا کہ ان کا پڑھنے کا شوق بڑھے اور اس طرح وہ پڑھنے میں مہارت حاصل کریں۔

جدید گرائمر: گرائمر کے تصورات کو واضح کرنے کے لئے گرائمر کی بہت سی مشقیں کروائی گئیں۔

لکھنے کی مہارت: اس مرحلے میں شرکاء کو ذخیرہ الفاظ کے استعمال اور جملوں کی ساخت کے مطابق پڑھایا گیا۔

نقطہ نظر پیش کرنے کی مہارت: اس مرحلے میں شرکاء نے مختلف مسائل پر اپنا نقطہ نظر دوسروں کے سامنے پیش کیا۔ اس سے ان کے اعتماد میں اضافہ ہوا اور دوسروں کے نقطہ نظر سے واقفیت بھی ہوئی۔

دورانیہ: ٹریننگ کا دورانیہ ۳۶ گھنٹے تھا۔ ۵۰

بچوں نے وزیر تعلیم کو پوسٹ کارڈ پیش کئے:

پاکستان کی ۱۲۵ این جی اوز پر مشتمل اتحاد ''پاکستان اتحاد برائے تعلیم'' نے عالمی مہم برائے تعلیم کے ہفتہ جدوجہد ۲۰۰۴ کے موقع پر پوسٹ کارڈ چھپوائے ہر کارڈ پر یہ پیغام درج تھا ''برائے مہربانی ہر بچے کو سکول جانے اور معیاری تعلیم حاصل کرنے کا موقع فراہم کیجئے'' ۳۲۰۰۰ سے زیادہ بچوں نے یہ کارڈز اپنے پیغامات اور تصاویر کے اضافے کے ساتھ اتحاد کو واپس کئے کہ انہیں صدر مملکت کو بھیجا جائے۔ تقریب میں شریک بچوں نے پوسٹ کارڈز وزیر تعلیم کو پیش کئے اور مطالبہ کیا کہ تعلیم کیلئے زیادہ کوشش کی جائے۔ پاکستان اتحاد برائے تعلیم کے اس ہفتہ جدوجہد کی سرگرمیوں کا اہتمام سپارک نے کیا تھا۔ تقریب میں وزیر تعلیم اور انٹر سروسز انٹیلی جنس کے سابق ڈائریکٹر جنرل، لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) جاوید اشرف قاضی مہمان خصوصی تھے۔ انہوں نے کم عمر ماہرین کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے ان کو تجاویز دیں کہ کس طرح پاکستان میں زیادہ بچے تعلیم تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا:

> ''ہر کسی کا خیال ہوتا ہے کہ وہ ماہر تعلیم ہے۔ اور وہ مشورے بھی دیتے ہیں مگر آج میں ان کم عمر ماہرین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے تمام بچوں کو تعلیم تک رسائی جیسے اہم مسئلے کے حل کے لئے اپنی قیمتی رائے دی'' ۵۱

یہ تقریب ۸ دسمبر کو اسلام آباد میں منعقد کی گئی۔

ایک ناقابل فراموش سبق:

۱۹اپریل ۲۰۰۳ کے دن دنیا کے مختلف علاقوں میں ۱۸لاکھ لوگوں نے مل کر اس دنیا کو نیا سبق دیا۔ جسے اب دنیا کا عظیم ترین سبق کہا جانے لگا ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم سے متعلق اس سبق کا اجراء عالمی مہم برائے تعلیم نے اپنے سالانہ ہفتے کے دوران کیا۔ اس کا مقصد ہر عمر کے مردوں اور عورتوں کو بتانا تھا کہ وہ ان لڑکیوں کے لئے کچھ کریں جو سکول نہیں جا سکتیں۔ اس قسم کی لڑکیوں کی تعداد اس وقت ساڑھے چھ کروڑ ہے۔ پاکستان میں فی الوقت سات کروڑ ان پڑھ لوگ ہیں ان میں عورتوں کی تعداد ۷۰ فیصد ہے چالیس لاکھ بچیاں سکول جانے کی عمر کی ہیں لیکن وہ سکول نہیں جا رہیں۔ پاکستان اپنے جی ڈی پی کا صرف ۲.۲ فیصد تعلیم پر خرچ کرتا ہے۔۵۲

دنیا کے عظیم ترین سبق کو اس روز پاکستان میں کامیابی سے منانے کیلئے سپارک نے اہم کردار ادا کیا۔ بے شمار سکولوں، غیر سرکاری تنظیموں، یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی اداروں سے درخواست کی گئی کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سبق میں شریک ہوں۔ سبق میں شریک ہونے والوں کی تعداد ۶۰ ہزار سے تجاوز کر گئی تھی۔ شرکت کرنے والوں میں بے حد جوش و خروش پایا گیا۔

متعلقہ ہفتے کے سلسلے میں شائع ہونے والے اشتہار اور اسٹکرز کے اردو میں بھی ترجمے کئے گئے اور ہر جگہ سبق میں شامل مردوں اور عورتوں میں تقسیم ہوئے۔ اخبار، ریڈیو، اور ٹیلی ویژن نے بھی دلچسپی کا اظہار کیا اور اس طرح بڑی کامیابی سے تعلیم نسواں کے نیک مقصد کو اجاگر کیا گیا۔ سپارک نے ۲۰۰ بینرز بھی تیار کروائے تھے جو پنجاب اور صوبہ سرحد کے مختلف شہروں میں لگائے گئے۔ ۵۳

جنوبی ایشیاء میں EFA کو مضبوط اور اکٹھا کرنا:

۲۱ مئی ۲۰۰۳ کو اسلام آباد میں Education for All (EFA) کا وزارتی اجلاس برائے جنوبی ایشیا منعقد ہوا۔ یہ وزارتی اجلاس یونیسکو نے منعقد کروایا اور حکومت پاکستان کی مہمانداری میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں جن ممالک کے نمائندے شریک ہوئے ان میں بنگلہ دیش، بھوٹان، بھارت، مالدیپ، نیپال، پاکستان اور سری لنکا شامل تھے۔ پاکستان میں غیر سرکاری تنظیموں کے عہدیداران بھی شریک ہوئے۔ شرکاء نے جو سفارشات پیش کیں ان میں مندرجہ ذیل فیصلے شامل تھے۔ EFA کے تحت ہر فرد کو مفت، معیاری اور بنیادی تعلیم فراہم کی جائے گی۔ ڈھاکہ کانفرنس میں جو فیصلے ہوئے تھے ان پر خلوص سے عمل کیا جائیگا۔ ۲۰۰۵ میں تمام اہداف کو حاصل کرنے کا تہیہ کیا جائے گا اور حکومتوں سے درخواست کی جائے گی کہ وہ کوشش

کر کے تعلیم پر GDP کا کم از کم چار فیصد صرف کریں۔ بالغوں کی تعلیم پر بھی زور دیا گیا خاص طور پر بالغ عورتوں کی تعلیم پر جس کا اقوام متحدہ نے اعلان کر رکھا ہے۔

اس اجلاس میں شریک غیر سرکاری تنظیموں نے اپنے ایک بیان میں اس پکے ادارے کا اظہار کیا کہ وہ ہر طرح سے اس منصوبے کو کامیاب بنانے میں مدد دیں گے اور ساتھ ہی اس مسئلے پر حکومت کیساتھ مل کر کام کرنے کو سراہا گیا۔ انہوں نے وزرائے تعلیم سے درخواست کی کہ کھٹمنڈو کے اعلان کی روح کو ہمیشہ سامنے رکھا جائے۔ اور ہر ممکن کوشش کی جائے کہ سول معاشرے کو اس کام میں پوری طرح شریک ہونے کا موقع ملے، لڑکیوں کی تعلیم اور غیر مراعات یافتہ لوگوں کی تعلیم کو خصوصی توجہ دی جائے۔ انہوں نے حکومتوں کے اس فرض پر بھی زور دیا کہ وہ تعلیم کے معیار کو بلند رکھیں۔[۵۴]

تعلیم برائے شہریت کورس:

ساھی نے اپنے لاہور آفس میں ۱۵ ستمبر تا ۵ اکتوبر ۲۰۰۳ ''تعلیم برائے شہریت'' کے موضوع پر اکیس روزہ کورس کا اہتمام کیا۔ اس کورس کا مقصد NGO کارکنان اور کالج کے اساتذہ کو پاکستان میں سیاسی اور ترقیاتی عوامل اور جمہوریت اور ڈکٹیٹر شپ اور اس کے تجربات کے حوالے سے ایک واضح ادراک اور شعور دینا تھا۔ کورس کا طریقہ کار سہولت کار کی طرف سے دیئے گئے لیکچر پر مشتمل تھا۔ کورس کے شرکاء کے مابین اجتماعی بحث مباحثوں کی نشستیں ہوئیں اور انہیں دستاویزی فلمیں بھی دکھائی گئیں۔ عملی مشق کے طور پر کورس کے شرکاء نے پاک بھارت ''واہگہ'' کا دورہ کیا اور جھنڈا اتارنے کی رسم دیکھی۔ انہوں نے شرکت گاہ، ویمن ریسورس سنٹر اور ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کا بھی دورہ کیا۔

شرکاء میں عذرا ملک، مہناز رفیق، میاں نعیم ارشد، روفس کامران، جلوت علی، میسون ضمیر، جاوید ارشد بھٹی، شاہدہ تنویر، احسن، فیصل، نوید طور، ندیم انتھونی، قاضی فخر عالم، وقار النساء، ایم صدیق، الڑو، سائرہ غنی، نصیب اللہ اور محمد عاصم لاشی شامل تھے[۵۵]

آغا خان ایجوکیشن سروسز کا منصوبہ:

آغا خان ایجوکیشن سروسز پاکستان نے ایک پراجیکٹ بنایا ہے جس کا نام Quaid ہے۔ جس کا مقصد اسکولوں میں معیاری تبدیلی لانا ہے۔ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے انہوں نے ۲۰ پروگرام افسروں کی ایک ٹیم تشکیل دی ہے۔ یہ ٹیم سندھ کے سو سے زائد نجی، سرکاری اور برادری کی سطح پر قائم اسکولوں کے

ساتھ کام کرے گی۔ اس ضمن میں ادارے نے NGORC سے رابطہ کیا اور گزارش کی کہ اسکولوں میں اعلیٰ معیار کی انتظامی تبدیلی لانے کے لیے ان کے تربیت دینے والے افراد کی تربیت میں مدد فراہم کریں۔

این جی او ریسورس سنٹر نے دو ماہ کا تربیتی اور مشاورتی پلان تیار کیا ہے جس کے تحت ابتداء میں پانچ روزہ بنیادی تصورات اور طریقوں کی تربیت دی جائے گی۔ اس کے بعد اعلیٰ تبدیلی کے مرحلے کو زیادہ اثر انگیز بنانے کے لئے دو ماہ کی مشاورت فراہم کی جائے گی۔ ہر ماہ کے اختتام پر دو روزہ اجلاس کا پلان بنایا گیا ہے تاکہ اس کے نقاد کا جائزہ لیا جاسکے اور تربیتی ڈیزائن کو مزید ترقی دی جاسکے۔ یہ پانچ روزہ تربیتی پروگرام NGORC کے ٹریننگ روم میں ہوا تاکہ اسکولوں میں اعلیٰ معیار کی تبدیلی کے لئے تصورات اور آلات کو متعارف کرایا جاسکے۔ آغا خان ایجوکیشن سروسز کے ۱۸ پروگرام افسروں نے اس تربیت میں شرکت کی۔ ۵۶

این جی او کی عملی سرگرمیوں کی فہرست بہت طویل ہے جن میں سے چند کا ذکر اس باب میں کیا گیا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ رپورٹ بلال نقیب: ''ملک بھر میں سول سوسائٹی نیٹ ورکس کے فروغ کیلئے جائزہ اجلاس کا انعقاد: سہ ماہی: ایس پی او: ادارہ استحکام شرکتی ترقی: اسلام آباد جنوری تا مارچ ۲۰۰۵، ص:۹

۲۔ ایضاً: ص۱۵

۳۔ ایضاً

۴۔ ایڈیٹر وسیم احمد: ''بین الاقوامی ہفتہ برائے فروغ خواندگی'' سپارک سی آر سی نیوز لیٹر اسلام آباد، لاہور، پشاور، کراچی: شمارہ نمبر۲: جون ۲۰۰۵، ص۵

۵۔ ایضاً: ص۴

۶۔ ایضاً:

۷۔ ایضاً: ص۵

۸۔ ایڈیٹر ناصر چوہدری: خبرنامہ: ورکنگ ویمن آرگنائزیشن (WWO) لاہور: جنوری تا فروری ۲۰۰۵ ص۷

۹۔ ایضاً: ص۱۲

۱۰۔ Coalition Against Child Labour ماہنامہ (CACL) ''عالمی ہفتہ تعلیم کے سلسلے میں تقریبات'' جون (۲۰۰۵) ص ۲

۱۱۔ ایضاً: ص۴

۱۲۔ ایضاً:

۱۳۔ ایضاً:

۱۴۔ ایضاً:

۱۵۔ ایضاً:

۱۶۔ ایضاً:

۱۷۔ چیف ایڈیٹر شازیہ حنا: سہ ماہی نیوز لیٹر ''آگاہی'' پی وی ڈی پی انفارمیشن ریسورس سنٹر پشاور: اپریل تا جون ۲۰۰۴، ص۱

۱۸۔ ایڈیٹر ناصر چوہدری: ''خواتین پر تشدد کے خلاف ۱۶ روزہ مہم'' خبرنامہ ورکنگ ویمن آرگنائزیشن لاہور (جنوری، فروری ۲۰۰۵، ص۴

۱۹۔ آغا خان فاؤنڈیشن پراجیکٹ: ''سول سوسائٹی اور ذرائع ابلاغ'' سہ ماہی ''اخبار'' این جی اور ریسورس سنٹر آغا خان فاؤنڈیشن کراچی دسمبر ۲۰۰۴، ص:۲۴

۲۰۔ ایضاً: ص۲۶

۲۱۔ ایضاً:

۲۲۔ ''ساحی نیوز لیٹر'': سوسائٹی برائے فروغ تعلم لاہور: شمارہ نمبر۶ نومبر ۲۰۰۳، ص۶

۲۳۔ مدر کیئر کے بارے میں ورکشاپ: ''این جی او نیوز'' ایشیاء فاؤنڈیشن اسلام آباد شمارہ نمبر۱: سرما بہار ۱۹۹۹، ص۱۱

۲۴۔ مدیر سہیل نذیر: ترک منشیات کے موضوع پر ورکشاپ: سہ ماہی "سھلکار" شعبہ معلومات فرنٹیئر ریسورس سنٹر پشاور: شمارہ نمبر ۳ ۱۹۹۸، ص ۱۷

۲۵۔ ایضاً:

۲۶۔ ایضاً: ص ۱۸

۲۷۔ ایضاً: ص ۲۱

۲۸۔ اسلام آباد میں ایک روزہ کانفرنس: سہ ماہی میگزین "شعور" کمیونٹی موٹیویشن اینڈ ڈیویلپمنٹ آرگنائزیشن پشاور: شمارہ نمبر ۴، اپریل تا جون ۲۰۰۳، ص ۵

۲۹۔ معلومات کی انتظام کاری ایک انقلابی اصطلاح: سماجی علوم کے بین الاقوامی ماہر پروفیسر عادل نجم سے این جی او آر سی کی خصوصی بات چیت: سہ ماہی "اخبار" این جی او ریسورس سنٹر آغا خان فاؤنڈیشن پاکستان ستمبر ۲۰۰۴، ص ۲۳-۲۵

۳۰۔ عوامی بیداری کیلئے میلہ: این جی او نیوز لیٹر سرما/بہار ۱۹۹۹، ص ۵

۳۱۔ بچوں کا عالمی دن: سہ ماہی "سھلکار" شمارہ نمبر ۴: فرنٹیئر ریسورس سنٹر: اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۸، ص ۲۳

۳۲۔ تحریر عزیز الرحمٰن باجوہ: انٹریکٹو تھیٹر: جناح ویلفیئر سوسائٹی سالانہ رپورٹ ۲۰۰۳، ص ۲۱،۲۲

۳۳۔ ایڈیٹر ناصر چوھدری: تصویری نمائش: "خبر نامہ" ورکنگ ویمن آرگنائزیشن جنوری، فروری ۲۰۰۵، ص ۱۷

۳۴۔ مدیر آفتاب اقبال: ایس پی او حیدر آباد کی سرگرمیاں: سہ ماہی "شرکتی ترقی" ادارہ استحکام شرکتی ترقی: جنوری تا مارچ ۲۰۰۵، ص ۹

۳۵۔ خواتین پر تشدد کے خلاف واک: سہ ماہی "سھلکا" شعبہ معلومات فرنٹیئر ریسورس سنٹر اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۸ء شمارہ نمبر ۴، ص ۲۱

۳۶۔ ایضاً:

۳۷۔ ایضاً:

۳۸۔ ایڈیٹر سہیل پیٹرک: خوشاب کی سرگرمیاں: سہ ماہی خبریں "تانگ" شمارہ دوم: جلد نمبر ۵ ۲۰۰۳، ص ۲۲

۳۹۔ ایڈیٹر ناصر چوھدری: "خبر نامہ" ورکنگ ویمن آرگنائزیشن شمارہ نمبر ۲۲: جولائی، اگست ۲۰۰۳، ص ۲۸

۴۰۔ مدیر سہیل نذیر آئی یو سی این کی گولڈن جوبلی: سہ ماہی "سھلکار" فرنٹیئر ریسورس سنٹر: شمارہ نمبر ۴: اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۸، ص ۲۳

۴۱۔ ایڈیٹر وسیم احمد: بچوں کا میلہ: نیوز لیٹر "سی اے سی ایل" جون ۲۰۰۵، ص ۱

۴۲۔ ممبرز نیوز لیٹر، سہ ماہی "رابطہ" دی نیٹ ورک صارفین کے تحفظ کا ادارہ: جنوری تا مارچ ۲۰۰۵، شمارہ ا جلد: ۲: ص ۳

۴۳۔ ایڈیٹر وسیم احمد: عالمی ہفتہ تعلیم کے سلسلے میں تقریبات، ماہنامہ "سی اے سی ایل، جون ۲۰۰۵، ص ۲

۴۴۔ عمل سے سیکھا: این جی او نیوز لیٹر سرما/بہار ۱۹۹۹، ص ۳،۴

۴۵۔ ایضاً: ص ۷،۸

۴۶۔ گل انور: تبدیلی کی ہوائیں: "ساھی نیوز لیٹر" سوسائٹی برائے فروغ تعلیم، شمارہ نمبر ۷: دسمبر ۲۰۰۳، ص ۵

۴۷۔ ایضاً: شمارہ ۶، ص ۵

۴۸۔ ایضاً: شمارہ ۷، ص ۷،۸

۴۹۔ سپارک: سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال: شمارہ نمبر۴۴: ستمبر ۲۰۰۵، ص۷

۵۰۔ گل انور: تبدیلی کی ہوائیں: ''ساھی نیوز لیٹر'' سوسائٹی برائے فروغ تعلیم: شمارہ نمبر۶: دسمبر ۲۰۰۳، ص۷

۵۱۔ سپارک: شمارہ۴۱: دسمبر ۲۰۰۴، ص۹

۵۲۔ ایضاً:

۵۳۔ ایضاً: شمارہ ۳۵ جون ۲۰۰۳، ص۳

۵۴۔ ایضاً: ص۶

۵۵۔ ساھی کی سرگرمیاں: تعلیم برائے شہریت کورس: ساھی نیوز لیٹر: دسمبر (۲۰۰۳)، ص۷

۵۶۔ آغا خان ایجوکیشن سروسز کا نیا منصوبہ، سہ ماہی ''اخبار'' این جی او ریسورس سنٹر آغا خان فاونڈیشن پاکستان، ستمبر۲۰۰۴، ص۱۰

باب پنجم

پاکستانی این جی اوز اور

بین الاقوامی این جی اوز کا تقابلی مطالعہ

فصل نمبر ۱

پاکستانی این جی اوز کے نظریات

کسی بھی ملک کی این جی اوز کے نظریات کو جانچنے کیلئے ضروری ہے کہ دیکھا جائے کہ اس کے اغراض ومقاصد کیا ہیں۔ اس کا طریقہ کار اور کارکردگی کیسی ہے۔اس کے تحقیق کا انداز اور دیگر لوگوں اور حکومت کے ساتھ ان کے تعلقات کیسے ہیں۔ اپنی صلاحیت اور گنجائش بڑھانے کیلئے کس طرح کی انتظامی، تکنیکی اور سماجی مہارت وصلاحیت رکھتے ہیں۔مندرجہ بالا باتوں کو پرکھنے سے ان کے نظریات سامنے آجاتے ہیں۔اس لئے میں ضروری سمجھتی ہوں کہ ان ممالک کی چند این جی اوز کا تذکرہ کیا جائے۔

انصار برنی ویلفیئر ٹرسٹ:

انصار برنی ایک درد دل رکھنے والے انسان ہیں وہ پیشے کے لحاظ سے وکیل ہیں۔ طالب علمی ہی کے زمانے سے ہی وہ مختلف جلسوں میں انصاف کی باتیں کیا کرتے تھے۔ ان کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اُنھوں نے صحیح معنوں میں پاکستان میں ایسی تنظیم قائم کی، جو انسانی حقوق کے لئے کام کرتی ہے۔ انصار برنی نے ۱۹۸۰ء میں کراچی میں اس این جی او کی بنیاد رکھی۔ یہ ایک انٹرنیشنل این جی او ہے جو عالمی سطح پر انسانی حقوق کے لئے کام کرتی ہے۔ ان کا ایک دفتر کراچی میں ہے اور دوسرا لندن میں ہے۔[۱] یہ این جی او ہر قسم کے تشدد کے خلاف آواز اُٹھاتی ہے۔ غریب کے ساتھ غیر انسانی سلوک، بچوں پر جنسی یا معاشرتی تشدد، عورتوں پر ہر قسم کا ظلم، گھر کے اندر اور باہر سب کے خلاف آواز اُٹھاتی ہے۔ یہ تنظیم دنیا بھر میں امن اور انصاف کیلئے کوشاں ہے۔ پولیس سٹیشن اور جیلوں میں اصلاحات لانے کیلئے کوشش کررہے ہیں۔ جو لوگ مشورے کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ان کو مشورہ دیتے ہیں جسکو قانونی مدد کی ضرورت ہو اس کی قانونی مدد کرتے ہیں۔ جو بغیر جرم کے جیلوں میں قید ہوتے ہیں ان کی رہائی کیلئے کوشش کرتے ہیں۔ ذہنی معذوروں کیلئے بھی کام کرتے ہیں۔ جو لوگ جیلوں میں نشہ آور اشیاء مہیا کرتے ہیں اس کا بھی تدارک کرتے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف بھی کام کا آغاز کردیا ہے۔ رنگ نسل اور مذہب کی بنیاد پر جو امتیازات برتے جاتے ہیں اس کو بھی ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ دنیا بھر کی جیلوں میں جتنے پاکستانی قیدی ہیں ان کے اعداد و شمار بھی ان کے پاس موجود ہیں۔ انصار برنی کی کوششوں سے کئی قیدیوں کو رہا کیا گیا اور پاکستان لایا گیا۔[۲]

دیگر مما لک کے جو قیدی پاکستانی جیلوں میں ہیں ان میں بہت سے قیدیوں کو رہا کرا کے ان کے وطن بھیج دیا ہے۔ تنظیم میں الگ سے ایک شعبہ بنایا گیا ہے جو قیدیوں کے لئے کام کرتا ہے۔ پاکستان کے مختلف جیلوں میں انصار برنی کے ۸۴ نمائندے مستقل طور پر موجود رہتے ہیں جو ذہنی طور پر معذور ملزمان کا خصوصی طور پر اور دیگر قیدیوں کا خیال رکھتے ہیں تاکہ ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک نہ ہو۔ انصار برنی کو انسانیت کی خدمت کرتے ہوئے پچیس سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے۔ اس میں اُنھوں نے چھ لاکھ بے گناہ قیدیوں کو جو غیر قانونی طور پر قید تھے ان کو رہا کروایا۔ ان میں بعض ایسے لوگ بھی تھے جو پچاس اور پچپن سال سے جیلوں میں تھے۔ کچھ ایسے بھی تھے جن کی پیدائش جیلوں میں ہوئی اور چالیس، پینتالیس سال کے بعد ان کو نکالا گیا۔ اُنھوں نے بیس ہزار لوگوں کو جو ذہنی معذوروں کے ہسپتال میں تھے، رہا کروایا۔ ایک لاکھ گمشدہ بچوں کو ان کے گھروں تک پہنچایا۔ اُن میں سے بعض ایسے بچے تھے، جو اینٹوں کے بھٹوں پر کام کرتے تھے اور غلاموں کی طرح زندگی گزارتے تھے۔ اُن ایک لاکھ بچوں میں سو بچے وہ بھی تھے جن کو متحدہ عرب امارات سمگل کیا گیا تھا اور وہاں کی مختلف ریاستوں میں اونٹوں پر باندھ کر ان کو دوڑایا جاتا تھا۔ ان میں کم سے کم چار سال کے بچے بھی شامل تھے اس غیر انسانی سلوک کے خلاف تنظیم نے آواز اُٹھائی اور ان بچوں کو ظالموں کے چنگل سے چھڑا کر گھر تک پہنچایا۔ عورتوں کیلئے بھی تنظیم نے بہت کام کیا۔ جن عورتوں کے ساتھ زیادتی ہوئی، عدالتوں کے ذریعے ان کو انصاف دلایا۔ اس تنظیم کی بدولت کئی منڈیاں، جہاں پر عورتوں کا کاروبار ہوتا تھا وہ بند ہو گئیں۔

پاکستان کے علاوہ دیگر مما لک میں بھی تنظیم نے کام کیا۔ کشمیر، افغانستان، عراق، بنگلہ دیش، بوسنیا اور کوسوو میں امدادی کاروائیوں میں حصہ لیا۔ سندھ میں بڑے زمینداروں کے چنگل سے دو ہزار ہاریوں کو پیسے دے کر چھڑوایا اور ان کو آزادی دلائی۔ مختلف ادوار میں ملک میں جو قدرتی آفات آئیں اُن میں بحالی کا کام کیا۔ انسانی اعضاء کی خرید و فروحت کے خلاف بھی کام کر رہے ہیں۔ انسانیت کی خدمت کے بدلے میں انصار برنی کو مختلف ادوار میں نظر بند کیا گیا۔ جیلوں میں بھی ڈالا گیا۔ کئی مرتبہ ان پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ اُن کے ایمبولنس پر حملے ہو چکے ہیں۔ اُنکو قتل کی دھمکیاں بھی ملتی رہتی ہیں لیکن ان سے وہ بچ گئے ہیں۔ ان کے ملازمین میں سے کئی کو قتل کیا جا چکا ہے اور کئی کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ اُن کے خاندان کے افراد پر بھی کئی مرتبہ حملے کیے جا چکے ہیں یہ حملے تا حال جاری ہیں۔[۳۰]

اعزازات:

انسانی حقوق کی دنیا میں جتنی بھی کانفرنسز ہوتی ہیں، ان میں انصار برنی کی شرکت لازمی ہوتی ہے۔ اور انکی شرکت کو وہ اپنے لئے باعث اعزاز سمجھتے ہیں۔

انصار برنی کو دنیا بھر میں خدمات کے عوض دو سو سے زیادہ ایوارڈ ز اور میڈلز مل چکے ہیں۔

۲۳ مارچ ۲۰۰۲ میں ان کو پاکستان کا سول ایوارڈ ستارہ امتیاز دیا گیا۔ جو ہیومن رائٹس کی تاریخ میں دیا جانے والا پہلا ایوارڈ ہے۔

تنظیم کا اپنا میگزین باقاعدہ شائع ہوتا ہے۔ جس میں انسانی حقوق کے بارے میں رپورٹیں بھی وقتاً فوقتاً شائع ہوتی ہیں۔ اِن رپورٹوں کی اشاعت کا مقصد یہ ہے کہ لوگ انسانی حقوق سے آگاہی حاصل کریں اور ان کے حصول کے لئے جدوجہد کریں۔[۴]

ایدھی فاؤنڈیشن:

عبدالستار ایدھی کے والد کا نام عبدالشکور ایدھی ہے ان کا تعلق ایک غریب کسان فیملی سے ہے جو دریا کے کنارے مختلف قبیلوں سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر دست وگریبان رہتے تھے۔ تین سو برس پہلے ٹھٹھہ میں ایک مذہبی پیشواء نے ان کے آباؤ اجداد کو مسلمان کر کے ان کا نام مومن رکھا جسکا مطلب پکا عقیدہ رکھنے والا صاحب ایمان ہے۔ بعد میں یہ نام بگڑ کر میمن بن گیا۔ ان کے خاندان والوں نے کاروبار شروع کیا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت عزت دی عبدالستار ایدھی کا تعلق بانٹوا میمن بستی سے تھا اس لئے یہ لوگ بانٹوا میمن کہلائے۔ نسلی طور پر ان کا تعلق ایدھی خاندان سے ہے۔ ایدھی محلّہ نام کا ایک گاؤں تھا جو وقت کے ساتھ ساتھ معدوم ہوگیا۔ گجراتی زبان میں ایدھی کا مطلب سست اور کاہل ہے لیکن عملی طور پر ایدھی قبیلے کے لوگ انتہائی محنت کش مشقت سے جی نہ چرانے والے اور پیدائشی طور پر انسان دوست تھے۔[۵]

عبدالستار کی گھٹی میں انسانیت کی خدمت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ان کی والدہ نے ہی انہیں اس بات کا عادی بنایا۔ اکثر ماں کی ہدایت پر بانٹوا کے گلی کوچوں میں کسی معذور یا اپاہج کی اعانت کیلئے گھومتے رہتے تھے۔ اس دوران کوئی حاجت مند مل جاتا تو گھر جا کر اس کی حاجت پوری کرتے۔ والدہ نے ابتدائی دنوں میں ان کے اندر سماجی خدمت کے کاموں کا جو چناؤ کیا اسی نے ان کے دل میں انسان دوستی کی بنیاد رکھ دی تھی۔ گیارہ سال کی عمر میں مدرسے کو خیر آباد کہا اور کپڑے کے ایک تاجر حاجی عبداللہ کی دکان پر نوکری کرنے لگے۔ ماں نے دوبارہ مدرسے میں ڈالا لیکن تیرہ سال کی عمر میں روایتی تعلیم کو چھوڑ دیا۔

۱۹۴۸ میں میمن برادری نے میٹھادر میں پہلی مخیر" تنظیم کی بنیاد رکھی تنظیم کا نام بانٹو امیمن ڈسپنسری تھا ان کے ممبران میں عبدالستار ایدھی بھی شامل تھے۔ تنظیم میں صرف برادری کے افراد کی فلاح و بہبود کا خیال رکھا جاتا تھا۔ جبکہ عبدالستار ایدھی کی طبیعت کو یہ بات گوارا نہ تھی اس لیے کہ وہ پوری انسانیت کی خدمت کرنا چاہتے تھے اس لئے کچھ عرصے کے بعد انہیں اس تنظیم سے فارغ کر دیا گیا۔

تنظیم:

۱۹۵۱ کے دوران جمع پونجی سے دو ہزار تین سو روپے کے عوض میٹھادر کے علاقے میں ایک دکان پگڑی پر لی اور اس میں ڈسپنسری قائم کی تنظیم کا نام " میمن والسیر کور" رکھا گیا چندہ اکٹھا کرنے کیلئے ٹین کا ایک ڈبہ بھی رکھا گیا تا کہ لوگ آتے جاتے اس میں ریز گاری ڈال دیں۔ وقت اور ضرورت کے تحت تنظیم میں تبدیلیاں آتی گئیں۔ میمن برادری کے بہت سے نوجوان تنظیم میں شامل ہو گئے۔ ڈسپنسری سے ہر ضرورت مند کی ضرورت پوری ہو جاتی تھی، مستحقین کو مفت دوائیں فراہم کی جاتیں، معائنے کیلئے مستقل ڈاکٹر کی خدمات لی گئیں جو لوگوں کا بغیر فیس کے معائنہ کرتا تھا۔ دو سال بعد ڈسپنسری کا نام بدل کر "مدینہ والسیر کور" رکھا گیا حاملہ عورتوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے ڈسپنسری کے اوپر والے حصے میں ایک لیڈی ڈاکٹر کی زیر نگرانی میٹرنٹی یونٹ کا آغاز کر دیا گیا۔

۱۹۵۷ کے دوران ملک بھر میں ہانگ کانگ فلو پھیل گیا تنظیم نے ادھار پر لئے ہوئے خیمے نصب کئے ملیر میں تیرہ امدادی کیمپ لگائے گئے، حفاظتی ٹیکے لگائے گئے، دوائیاں دی گئیں۔ میٹھادر سے باہر یہ پہلا سماجی کام تھا جس سے عوامی سطح پر ادارے کی شناخت ہوئی۔ ایک کاروباری میمن نے ادارے کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے ۲۰ ہزار روپے کا عطیہ دیا جس سے کام میں سرعت پیدا کرنے کیلئے ایک پرانی وین خریدی گئی۔ موبائل وین آنے سے لوگوں نے کسی بھی سانحہ کے رونما ہوتے ہی تنظیم کو مطلع کرنا شروع کر دیا۔ رضا کاروں نے میتوں کو دفن کیا، سمندروں سے پھولی ہوئی لاشوں کو نکالا، مرنے والوں کو ورثاء تک پہنچایا' کنوؤں اور سر راہ گڑھوں، مین ھولوں اور گٹروں سے لاشوں کو نکالا جنہیں لواحقین تک نے فراموش کر دیا تھا۔ تنظیم کے رضا کار میتوں کو کافور لگاتے انہیں کفن پہناتے اور دائمی آرامگاہوں میں لے جا کر دفن کر دیتے تھے۔

الزامات لگتے رہے لیکن ان کی پرواہ کئے بغیر تنظیم اپنے مقاصد کی طرف گامزن تھی۔ ڈسپنسری کا نام ایدھی ڈسپنسری اور وین پر ایدھی کے نام پینٹ کروائے گئے رسیدوں پر یہ الفاظ لکھوائے، اگر عطیات کے استعمال پر کسی کو شک ہے تو اسے حق حاصل ہے کہ وہ خیرات کردہ رقم واپس لے لے۔ ۱۹۶۵ پاک بھارت

جنگ کے دوران زخمیوں کی مرہم پٹی اور ہلاک ہونے والوں کی تجہیز و تکفین کیلئے دن رات مشقت کی گئی۔

۱۹ اپریل ۱۹۶۶ کو شادی ہوئی اور بلقیس کی صورت میں ایک ہمدرد اور دکھی انسانیت کی خدمت کرنے والا ساتھی مل گیا۔ اب سماجی بہبود کا کام اس کی شمولیت سے مزید آسان ہو گیا کیونکہ خواتین کے سارے کام بلقیس نے سنبھال لیے تھے۔

۱۹۷۲ میں بشام میں زلزلہ آیا تو تنظیم نے فری ڈسپنسری اور عبوری نوعیت کے چھوٹے سے ہسپتال کا اہتمام کیا۔

۱۹۷۳ میں سندھ زیر آب آیا۔ تو ایک بڑا کیمپ نوشہرو فیروز اور مورو میں لگایا گیا جہاں سیلاب زدگان کی مدد کی گئی، حفاظتی ٹیکے لگائے گئے، دوائیاں دی گئیں۔ عطیات کیلئے پورے ملک میں ہمہ گیر جال پھیلا دیا گیا۔ اخبارات اور لاوڈ سپیکر کے ذریعے لوگوں کو خدا ترسی کا احساس دلایا گیا۔

۱۹۷۳ میں خشکی کے راستے حجاج زیارت کو جانے لگے تو ایدھی بطور ایمبولنس ڈرائیور اور بلقیس ایدھی ان کے ساتھ بطور نرس شامل تھیں۔

۱۹۷۶ میں کراچی میں چھ منزلہ بسم اللہ عمارت گر گئی۔ تنظیم کے کارکنوں نے اس کے نیچے دبے ہوئے لوگوں کو بڑی کرینوں کی مدد سے نکالا۔ پچیس خاندان اس ناگہانی آفت کا شکار ہوئے۔ کچھ مر گئے کچھ ہمیشہ کیلئے معذور ہو گئے ساتھ ہی مرنے والوں کی اشیاء زندگی کی لوٹ مار کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔ بلقیس نے کچھ کارکنوں کی مدد سے بچا کھچا سامان نزدیکی سکول کی عمارت میں جمع کیا اور حکام کی نگرانی میں لواحقین میں تقسیم کیا۔ اب تنظیم کو قومی سطح پر تسلیم کیا گیا۔

۱۹۷۸ کے دوران افغانستان میں جنگ کے باعث ان گنت مہاجرین پاکستان آ گئے۔ بے پناہ بیرونی امداد کے باوجود ان کی بے بسی اور بے چارگی میں فرق نہ آیا۔ امداد کا بیشتر حصہ روایتی غاصوں نے ہڑپ کر لیا۔ اس وقت بھی تنظیم نے فرائض سنبھالے اور مناسب جگہوں پر عارضی امدادی مراکز قائم کئے۔

۱۹۸۶ میں ڈھاکہ میں سیلاب زدگان کی مدد کے لئے عبوری امدادی مرکز کا افتتاح کیا گیا اور ایمبولنس گاڑی بھی فراہم کر دی گئی۔

فلسطینیوں نے جب امریکی جہاز اغوا کیا تو صرف ایدھی والوں کو اجازت ملی کہ وہ امدادی کاموں میں اپنا کردار ادا کریں۔ اس سانحے میں ۲۲ افراد لقمہ اجل بنے تنظیم کے کارکنوں نے زخمیوں کو ہسپتال پہنچایا۔ مرنے والوں کا ساز و سامان امریکی اور بھارتی سفارتخانوں کے سپرد کیا۔

۱۹۸۸ میں اوجھڑی کیمپ کے حادثے میں بے پناہ جانی اور مالی نقصان ہوا اس وقت بھی ایدھی تنظیم کے رضا کاروں کی فوج ہمہ تن ماموراور فرض شناسی سے بھرپور جذبات کے ساتھ زخمیوں، بم دھماکوں کے صدمات سے دوچار، خوفزدہ افراد اور زخمیوں کی دیکھ بھال کر رہی تھی۔

بلوچستان جہاں خیرات وصدقات کے تصور سے لوگ بیگانہ تھے تنظیم نے وہاں پر بھی سماجی بہبود کے مراکز قائم کیے۔ اس مقصد کیلئے کچھ اساتذہ، ڈاکٹروں اور طلباء کی خدمات لی گئیں تاکہ وہ گھر گھر جا کر سماجی بیداری پیدا کریں۔ انہی دنوں ملتان میں بھی کام کا آغاز کیا گیا۔

فاؤنڈیشن کا قیام:

۱۹۹۴ میں تنظیم کو نئے سرے سے رجسٹرڈ کروایا گیا اور ایدھی فاؤنڈیشن کی بنیاد رکھی گی۔ فاؤنڈیشن نے رنگ ونسل قومیت اور جعلی نام ونمود سے ہٹ کر سماجی بہبود کے کام پر لوگوں کا اعتماد بحال کیا۔

ادارے کا دائرہ کار:

ہزاروں لاوارث بچے جو جھاڑیوں، ڈھیروں اور درگاہوں پر پھینکے جانے کے باوجود معجزانہ طور پر بچ جاتے ہیں ان کی میٹرنٹی یونٹ میں باقاعدہ پرورش کی جاتی ہے۔ رسوائی سے بچنے کیلئے ایسے ہزاروں بچے جنہیں بے دردی سے قتل کر دیا گیا انہیں دفنایا گیا اس مقصد کیلئے ایدھی سنٹروں کے باہر جھولے رکھوائے گئے جن کے ساتھ یہ درخواست بھی مشتہر کی گئی کہ معصوم جان کو قتل سے پہلے ہماری نگرانی میں دیجیے۔ اس موقع پر علماء نے بھی بہت مخالفت کی انہوں نے یہ فتویٰ صادر کر دیا کہ ایدھی کافر ہے اسے عطیات نہ دو۔

یہ کوشش کی گئی کہ وہ معصوم بچے جو جیلوں میں اپنی ماؤں کے پاس ہوتے ہیں۔ ایدھی فاونڈیشن کی نگرانی میں آجائیں۔ کیونکہ جیلوں سے نکلنے والے یہ بچے جرائم میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور انہیں چور، مجرم اور قاتل کہا جاتا ہے۔

لڑکوں کو ان کی بحالی کے مراکز میں ڈال دیا جاتا ہے۔ جنہیں نوجوان چلاتے ہیں وہ خود ہی اپنے کام کرتے ہیں برتن صاف کرتے ہیں، کپڑے دھوتے اور استری کرتے ہیں۔ آہستہ آہستہ سلائی کڑھائی اور ابتدائی الیکٹرک انجینئرنگ کے کاموں میں مہارت حاصل کرتے ہیں۔ یہ خود ہی ایدھی مرکز کا فرش کھڑکیاں اور گٹر صاف کرتے ہیں، کوڑا کرکٹ جلا کر ضائع کرتے ہیں۔ اس طرح نظم وضبط کی پابندی اور اپنی مدد آپ کے تصور سے وہ سادہ اور باوقار راستوں پر گامزن ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہزاروں بچے باعزت شہری کی

حیثیت سے اپنے گھروں کو لوٹتے ہیں۔ لڑکوں کے علاوہ لڑکیوں اور ذہنی امراض کے مراکز میں بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا جس سے قابل رشک نتائج سامنے آئے۔[٦]

خواتین:

خواتین کو اپنے پاؤں پر کھڑا کرنے کے لئے نرسنگ کی تربیت دی جاتی ہے اس تربیت سے ہزاروں خواتین خود کفیل ہو چکی ہیں۔ آنے والی لڑکیاں اکثر و بیشتر ان پڑھ ہوتی ہیں انہیں برتن دھونے یا دیگر گھریلو کام کاج کے سوا کچھ نہیں آتا نرسنگ کے پیشے میں تربیت ان کے اچھے مستقبل کیلئے بہترین متبادل صورت ہے۔ پرائیوٹ ہسپتال بھی گاہے بگاہے فاؤنڈیشن سے نرسوں کی خدمات طلب کرتے ہیں۔ ان کے کوائف کی باقاعدہ تصدیق کی جاتی ہے۔ اور ایدھی نرسنگ کارڈ دے کر انہیں روانہ کر دیا جاتا ہے۔ ایدھی سنٹر میں تین ماہ کا نرسنگ کورس کرنے کے بعد وہ آزاد ہوتی ہیں کہ جہاں کہیں وہ چاہیں کام کریں۔ کچھ لڑکیوں نے اپنے ذاتی کلینک کھول لئے ہیں لوگ بوقت ضرورت ان نرسوں کو گھروں پر بھی بلوا لیتے ہیں۔ ان غریب لڑکیوں کو عزت و احترام کے ساتھ خدمت کے عوض بطور شکر گزاری تحائف بھی ملتے ہیں۔ دیہاتی علاقوں میں عورتیں زچہ بچہ سہولت سے محروم ہیں اس مقصد کے تحت کراچی سے ملحقہ علاقوں اٹھل، تھر اور چولستان میں پچیس سے تیس سال تک کی عمر کی لڑکیوں کو دایہ گیری اور نرسنگ کی تربیت دی گئی اور چھوٹے چھوٹے ایدھی مراکز قائم کئے گئے جہاں پر مریضوں کا علاج ہوتا ہے۔

مردوں کے مقابلے میں خواتین سماجی بہبود کے کام میں زیادہ سود مند ثابت ہوتی ہیں اس لئے مختلف آسامیوں پر خواتین کو بھرتی کیا گیا۔ کاونٹروں پر عطیات وصول کرنے کیلئے محنتی دیانتدار اور منتظم خواتین کو مامور کیا گیا۔ ہنگامی حالات سے نمٹنے کیلئے نیز بم دھماکوں کے ہر لحظہ منڈلاتے ہوئے غیر یقینی خطرات کی صورت میں ٹرسٹ کی نرسیں سفید یونیفارم میں ملبوس بڑے حوصلے سے چلنے کیلئے اصرار کرتی ہیں۔

معصوم عورتوں پر جب زنا کاری کا الزام لگتا ہے تو فاؤنڈیشن ان کی بے گناہی ثابت کرنے کیلئے شہادتیں فراہم کرنے میں مدد کرتا ہے۔ ذہنی معذور خواتین جنہیں مرد جنسی مظالم کا نشانہ بناتے ہیں فاؤنڈیشن درندوں کے چنگل سے بچا کر ان کو پناہ دیتی ہے۔ اپنی مدد آپ کے تحت سینکڑوں خواتین کارکن ایدھی مراکز میں انتظامیہ کا حصہ بن کر کام کرتی ہیں۔ انہیں باقاعدہ اپنے بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کے مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔ ان کے بچے یہیں پر رہتے ہیں اور مخصوص بچگانہ مراکز میں پڑھتے ہیں۔ لڑکیاں کام کرتے کرتے جوان ہو جاتی ہیں تو ان کی شادیاں کر دی جاتی ہیں۔ ایسی شادیوں سے پہلے بلقیس رشتوں کی

خوب چھان بین کرتی ہے اور لڑکوں سے انٹرویو کرتی ہے جب بات ہو جاتی ہے تو بیاہی جانے والی لڑکیوں کے عروسی جوڑے اور دیگر اشیاء تیار کرتی ہے اور انہیں عزت و آبرو کے ساتھ گھروں کو رخصت کرتی ہے۔

ذہنی طور پر معذور افراد کی دیکھ بھال:

فاؤنڈیشن نے ذہنی معذور افراد کی بحالی کیلئے ایک جامع منصوبہ مرتب کیا۔ فاونڈیشن ان ستم رسیدہ معذوروں کو پناہ دیتی ہے جو فٹ پاتھوں پر ہوتے ہیں۔ آغاز میں ان ذہنی مریضوں کے علاج سے متعلق بے پناہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ مریضوں کی تعداد "بفرزون" ایدھی مراکز کی گنجائش سے بھی بڑھ گئی تھی۔ چنانچہ کراچی ہائی وے سے ملحقہ پینسٹھ ایکٹر زمین خریدی گئی جس کا نام "ایدھی ویلیج" رکھا گیا۔ تمام بیمار مردوں کو یہاں منتقل کر دیا گیا اور بفرزون کو صرف عورتوں کی پناہ گاہ بنا دیا گیا۔ ملک بھر کے طول وعرض میں رواں دواں ایمبولنس گاڑیوں کے ڈرائیوروں کو ہدایات دی گئیں کہ وہ ایسے ذہنی معذوروں اور اپاہجوں کو اٹھائیں جن کا کوئی پرسان حال نہیں۔ انہیں ابتداء میں مقامی مراکز میں رکھا گیا بعد میں "اپنا گھر" منتقل کر دیا گیا۔ جہاں انہیں بنیادی سہولتیں دستیاب ہیں۔ پاکستان بھر سے لائے جانیوالے بے دست و پا اور مخبوط الحواس مریضوں کی یہ پناہ گاہ ہے۔

بوڑھے افراد کی دیکھ بھال:

کچھ لوگ بزرگوں کو ناکارہ تصور کرتے ہیں اور انہیں ایدھی مراکز میں چھوڑ جاتے ہیں۔ ادارہ ان کی دیکھ بھال اور نگہداشت کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔

جانوروں کی دیکھ بھال:

انسانوں کی خدمت کیساتھ ساتھ جانوروں کی دیکھ بھال بھی کی جاتی ہے۔ ان کے علاج معالجے کیلئے حیوانات کے ماہر ڈاکٹر کی خدمات لیں گئیں اور چھوٹے چھوٹے باڑوں میں ان کے عارضی ٹھکانے بنائے گئے۔ عقابوں، چڑیوں، گدھوں، کتوں، بلیوں، گلہریوں، ہرنوں اور بندروں کو محفوظ جگہوں پر بساتے ہوئے ان کی نگرانی پر گونگے بہرے اور معذور افراد کو مامور کر دیا جاتا ہے کہ وہ بے زبانوں کا دکھ درد خوب جانتے ہیں۔ البتہ جگہ کی تنگی کے باعث کوشش یہی ہوتی ہے کہ علاج معالجے کے بعد ان کو آزاد کر دیا جائے۔

منشیات کے عادی افراد کی بحالی:

افغان جنگ کی آڑ میں نہ صرف اسلحے کی بھرمار ہوئی بلکہ بدنام زمانہ کاروبار ہیروئن کو بھی فروغ ملا ہزاروں افراد موت کے منہ میں چلے گئے۔ کھربوں روپیہ خرچ کرنے سے بھی یہ وبا ختم نہ ہوئی۔ فاؤنڈیشن کے رضا کاروں نے کوشش کی کہ نشے کے عادی افراد کی قوتِ ارادی کو مستحکم کیا جائے۔ اس سلسلے میں ہزاروں نشے کے عادی افراد کا علاج کیا گیا اور ان کو فارغ کیا گیا۔ بعض اپنی سابقہ قابل رحم حالت میں واپس آئے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ وہ فکر معاش کا بوجھ سہارنے لگے۔

رضا کاروں کی تربیت:

سماجی بہبود کے کام سے دلچسپی رکھنے والے رضا کاروں کو فاؤنڈیشن کے طریقہ کار کے مطابق تربیت دی جاتی ہے۔ اور وہ زینہ بہ زینہ تربیت حاصل کر کے ماہر بن گئے ہیں۔ انتہائی مشکل حالات میں بھی وہ انسانیت کی خدمت کے لئے کمر بستہ رہتے ہیں۔ اس طرح خدا ترس افراد کی ایک کھیپ تیار ہوگئی ہے۔ ان افراد کے عزائم پختہ اور اعصاب مضبوط ہیں۔ ان لوگوں نے بحالی اور آبادکاری کے کاموں میں بے حد گرمجوشی کا مظاہرہ کیا۔ ان کی شبانہ روز محنت نے ایدھی فاؤنڈیشن کو توانا کردیا۔ انہوں نے ذاتی مفادات پر انسانی خدمت کے فروغ کو ترجیح دے کر قوم کا سر فخر سے بلند کیا۔ آج کئی ہزار کل وقتی رضا کار بھرتی کئے جاچکے ہیں۔ جو ناداروں، بے کسوں اور زندگی کی آسائشوں سے محروم لوگوں کی مدد کر رہے ہیں۔ فاؤنڈیشن نے بحری سروس بھی شروع کردی ہے اس سلسلے میں رضا کاروں کو غوطہ خوری کی تربیت بھی دی گئی۔ ان کو ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کیلئے لائف جیکٹ اور ٹیوبز بھی دی جاتی ہیں۔ دریاؤں اور آبی ذخیروں میں، سیلابی موسم میں، کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کیلئے امدادی ٹیمیں روانہ کی جاتی ہیں۔ خطرناک حالات میں یہ رضا کار ہیلی کاپٹروں کے ذریعے خوراک پہنچانے اور سمندر سے لاشیں نکالنے کا کام بھی کرتے ہیں۔ آج ان رضا کاروں کی کوششوں کا ثمر ہے کہ ایدھی فاؤنڈیشن کا نیٹ ورک بیرونی ممالک تک وسعت اختیار کرتا چلا گیا۔ وہ لوگ جو کبھی سہارے کی تلاش میں مارے مارے پھرا کرتے آج خیرات پر جینے کی بجائے عزت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ ایدھی گھروں کے ان باسیوں نے تعمیراتی فنون، پینٹنگ، مکینیکل، الیکٹریکل، نرسنگ، کھانے پکانے اور مانیٹرنگ کے شعبوں میں بھی نام کمایا۔

غیر مسلموں کی مدد:

ایدھی فاؤنڈیشن نے ذات قبیلے سے بالاتر ہو کر تمام انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنایا۔ کیونکہ اسلام نے خدمت خلق کے حوالے سے مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق روا نہیں رکھا بلکہ بنی نوع انسان کو ایک برادری قرار دیا۔ تمام انسان ایک ماں باپ کی نسل سے ہونے کے باعث ایک دوسرے کے عزیز ہیں۔ اس لئے مسلمانوں پر غیر مسلموں کی خدمت بھی اسی طرح واجب ہے جیسے کہ مسلمانوں کی۔ اسلام کی انہی تعلیمات کے مدنظر ایدھی فاؤنڈیشن نے پوری دنیا کے انسانوں کی خدمت کا بیڑا اٹھایا اور جہاں تک ممکن ہو سکا ان کی خدمت کی۔ ایدھی کا کہنا ہے ''دنیا کا کون سا دین ہے جو ناداروں کی ضرورتیں پوری کرنے کی ہدایت نہیں کرتا کیا خدا تمام انسانوں کا رب نہیں ہے۔ کیا اسے ایک طبقے تک محدود کر دیا جائے''۔ [۷]

تعلیم:

فاؤنڈیشن نے ابتدائی تعلیم کا بھی آغاز کیا۔ پہلے مرحلے پر تمام مراکز کو ایک دری اور چاک دے کر عام خواندگی کا اعلان کیا گیا۔ مقامی لوگوں کو معلم مقرر کیا گیا۔ پروگرام یہ تھا کہ عورتیں اور بچے نماز مغرب اور عشاء کے درمیانی وقفے میں پڑھیں گے یہ سلسلہ جاری ہے اور آج عالم یہ ہے کہ بہت سے پڑھے لکھے طالب علم اور اساتذہ فاؤنڈیشن کے پلیٹ فارم سے ناخواندہ افراد کو لکھانے پڑھانے کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔

عطیات:

ڈسپنسری کے آغاز کے ساتھ ہی ٹین کا ایک ڈبہ بھی رکھ دیا گیا جس میں لوگ کچھ نہ کچھ ڈال دیتے تھے۔ ڈسپنسری کے اوپر بینر لگا دیا گیا جسکے ذریعے لوگوں سے عطیات کی اپیل کی گئی تھی اس بینر پر اکاونٹ نمبر ان دعائیہ الفاظ کے ساتھ درج تھا "انسانیت کے نام پر جو دے اس کا بھی بھلا جو نہ دے اس کا بھی بھلا" اس کے علاوہ خیرات، زکوٰۃ، صدقات، اور قربانی کی کھالیں بھی لی جاتی ہیں۔ خود عبدالستار ایدھی سر راہ چلتے ہوئے مسافروں سے چندہ لیتے ہیں لوگ ایدھی صاحب کو ایک جذباتی ملنگ سمجھتے ہیں جو چندے جمع کرتا ہے اور فقیروں کی خدمت کرتا ہے۔ حکمران مدد کیلئے چیک بھجواتے تو شکریے کے ساتھ واپس کر دیئے جاتے کہ ہم لوگوں میں خیرات کا شعور اور احساس اُجاگر کرنا چاہتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح کے خیراتی اداروں نے بھاری عطیات دینے کی پیشکش کی انہیں بھی معذرت کر دی کہ انشاء اللہ یہ ادارہ بیس سال بعد اس قابل ہو جائے گا

کہ وہ تیسری دنیا کے غریب ملکوں کو دے سکے گا۔ مخیّر حضرات جو بغیر کسی شرط کے عطیہ دیتے ہیں اُن کے عطیات قبول کئے جاتے ہیں۔

ہنگامی حالت میں ایدھی مراکز کے سامنے صدقہ دینے والوں کی لمبی لمبی قطاریں دیکھ کر پتہ چلتا تھا کہ لوگوں میں خیرات کا شعور جاگ اٹھا ہے۔ کئی صاحبان ثروت نے تو زندگی میں ہی اپنے حصے کی جائیدادیں خیرات کر دی ہیں۔ بلوچستان جیسے پسماندہ علاقے میں سماجی فلاح کا کام شروع کیا تو ایک پارسی نے پورا گھر فاؤنڈیشن کو عطیے میں دے دیا۔ ۱۹۸۸ کے دوران پاکستان میں متعین امریکی سفیر نے یو ایس ایڈ کی وساطت سے ایک ہیلی کاپٹر بطور عطیہ پیش کیا۔ یہ عطیہ اس لئے قبول کیا گیا کہ غیر مشروط تھا۔ مشروط عطیات خواہ وہ سرکاری ہوں، نیم سرکاری ہوں یا مخیّر حضرات کی طرف سے ہوں انہیں قبول نہیں کیا جاتا۔ وقت کے ساتھ ساتھ عطیات بھی بڑھتے گئے اور لینے کا نظام بھی نہایت ہی منظم ہو گیا۔ اب چھوٹے چھوٹے عطیات بھی رسیدیں جاری کر کے وصول کئے جاتے ہیں۔ ایک رسید لوکل ریکارڈ میں رہتی ہے دوسری ہیڈ کواٹر میں ہوتی ہے اور تیسری عطیہ دینے والے کے حوالے کر دی جاتی ہے کہ وہ اسے مرکزی دفتر کو پوسٹ کر دے۔ اسی طریقہ کار سے فاؤنڈیشن نے کرپشن پر قابو پایا ہے۔ عطیات چھوٹے ہوں یا بڑے انہیں باقاعدہ فاؤنڈیشن کے مقامی بینک اکاونٹ میں جمع کرا دیا جاتا ہے۔ ان رقوم کو ان علاقوں کی بہبود پر خرچ کیا جاتا ہے جہاں سے حاصل ہوتی ہیں۔ اگر عطیات جنس کی صورت میں ہوں تو انہیں گوداموں میں رکھ دیا جاتا ہے جو بعد میں حسب ضرورت باقی مراکز کو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔[۸]

ادارے کی دیگر سرگرمیاں اور کامیابیاں:

۱۹۵۱ میں تعمیر کردہ چھوٹی سی ڈسپنسری اب تیسری چوتھی منزل تک بڑھ گئی ہے۔ پاکستان کے طول وعرض تک پھیلے ہوئے نیٹ ورک کو آج ایک کمرے پر مشتمل ٹاور سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ ۱۹۹۰ تک ایدھی ایمبولنس گاڑیوں کی تعداد چار سو سے زائد ہو گئی تھی۔[۹]

اندازہ ہے کہ اس صدی کے آخر تک یہ تعداد آٹھ سو، ہزار تک ہو جائے گی۔ قومی سطح کی یہ مثالی پبلک سروس جدید مواصلاتی نظام سے لیس ملک کے دور افتادہ علاقوں تک ہر لمحہ مستعد چل رہی ہے۔ ۱۹۹۰ تک تقریباً ایک کروڑ انسانوں کی خدمت کا اعزاز ایدھی فاؤنڈیشن کو حاصل ہو چکا تھا۔ قومی مصائب میں امدادی کاروائیوں کیلئے سرکاری اداروں اور غیر سرکاری سماجی تنظیموں کو پچاس ایمبولنس گاڑیاں عطیہ کی گئیں۔ ۱۹۸۷ میں مریضوں کیلئے دو ہوائی جہاز اور ایک ہیلی کاپٹر پر مشتمل ایئر ایمبولنس سروس نے بھی کام

شروع کر دیا تھا۔ اگلے منصوبے کے تحت پانچ مزید ہیلی کاپٹر اور پانچ ہوائی جہاز خریدنے کیلئے رقم جمع کی جارہی تھی۔ فاؤنڈیشن کے ہوابازوں کو آرمی ایوی ایشن کے ماہرین نے باقاعدہ تربیت دی تھی۔ ایدھی ایئر سروس کے وسیلے سے دور دراز علاقوں میں ماہر ڈاکٹر اور معائنہ رپورٹیں بھیجنے اور دشوار گزار پہاڑوں اور صحراؤں تک امدادی کام تیز کرنے میں بڑی مدد ملی۔

"۲۵ کلومیٹر ہنگامی پراجیکٹ" کی بنیاد پر فلاحی مراکز کا سلسلہ سندھ بلوچستان پنجاب اور درہ خیبر سے سیاچن تک تمام بڑی شاہراہوں اور رابطہ سڑکوں پر سماجی خدمت میں مصروف ہے۔ تمام مراکز وائرلیس سسٹم سے مربوط ہیں۔ باقاعدہ پلان کے تحت مزید پانچ سو مراکز کی منظوری دی جاچکی ہے۔ اس مجوزہ پروگرام کے تحت اگلے چند سالوں میں ہر سو کلومیٹر پر ہسپتالوں اور حادثاتی مراکز کی تعمیر مقصود ہے۔

سندھ اور بلوچستان کے قحط زدہ علاقوں میں امداد کی باقاعدہ ترسیل کیلئے دیہی مراکز کو فعال بنایا گیا ہے۔ اور صرف تھر کے علاقے میں پچیس فلاحی مراکز کھول دیئے گئے ہیں۔ دیہی پروگرام کے دوسرے مرحلے میں ہر پچیس کلومیٹر کے فاصلے پر ایسے خصوصی مراکز کے قیام کا ارادہ ہے جہاں مفت تعلیم، لمبی نگہداشت، صحت وصفائی کے پروگرام، پینے کا صاف پانی اور اپنی مدد آپ کے تحت باہمی تعاون کی سہولتیں میسر ہوں۔ نیز گھروں میں جاکر عورتوں اور بچوں کو ٹیکے لگانے اور ابتدائی طبی امداد کی فراہمی کیلئے جائے حادثہ پر فوراً پہنچنے، منشیات زدہ مریضوں کی بحالی، فیملی پلاننگ اور ناخواندگی جیسے دیگر سماجی مسائل حل کرنے کیلئے ہنگامی بنیادوں پر چوکیوں کا قیام بھی اسی پروگرام میں شامل ہے۔

جسمانی اور ذہنی معذوروں اور گھروں سے بھاگنے والوں کیلئے بڑے شہروں میں پندرہ ایدھی ہوم بنائے گئے ہیں۔ اب تک کم وبیش تیس لاکھ بچوں کو مختلف ہنر سکھا کر بحال کیا گیا یا ان کے گھروں تک پہنچایا جاچکا ہے۔ بیس ہزار سے زائد بچے ایدھی جھولوں کے ذریعے موت کے منہ سے نکالے جاچکے ہیں۔ کراچی میں چھ نرسنگ سکول قائم ہیں جہاں پسماندہ علاقوں کی نادار خواتین ابتدائی تربیتی کورس مکمل کر رہی ہیں۔ اب تک تقریباً چالیس ہزار خواتین سرٹیفکیٹ حاصل کر کے مالی طور پر خود کفیل ہوچکی ہیں۔ چاروں صوبوں میں آٹھ خیراتی ہسپتال قائم کئے گئے اور موسیٰ لائنز کے گنجان آباد علاقے میں دوسو بستروں پر مشتمل ایک چھ منزلہ ہسپتال تعمیر کیا گیا ہے جہاں ضروری سہولتوں سے آراستہ زچہ بچہ گھر، آپریشن تھیٹر اور ایکسرے و معائنہ یونٹ موجود ہیں۔ اس کے علاوہ کراچی، حیدر آباد اور ملتان میں پچاس بستروں کے ہسپتالوں میں لاوارث مریضوں کا علاج ہو رہا ہے۔

فری ایدھی ڈسپنسریوں کے علاوہ آزاد کشمیر، جھنگ اور ٹیکسلا میں پندرہ ایسے گشتی شفا خانے بھی مصروف عمل ہیں جو اب تک تقریباً ہزاروں زخمیوں کا علاج کر چکے ہیں۔ کراچی سپر ہائی وے کے پہلو میں پینسٹھ ایکڑ وسیع زمین پر آٹھ بلاکوں پر مشتمل ایدھی ویلج میں سینکڑوں بچے زندگی کی سہولتوں سے بہرہ مند ہیں یہیں ایک بلاک منشیات زدہ مریضوں کی بحالی کیلئے مخصوص کیا گیا۔ ان میں سے جو افراد پڑھنا لکھنا چاہیں انہیں تعلیمی سہولتیں دینے کے ساتھ ڈرائیونگ اور ابتدائی طبی امداد کی تربیت فراہم کی جائے گی۔ جو لوگ پڑھ لکھ لیں اور ایدھی فاؤنڈیشن میں کام کرنا چاہیں انہیں محنت کا معاوضہ اور شادی کے اخراجات بھی بطور الاونس دیئے جائیں گے۔ ان تمام کوششوں کا مقصد یہ ہے کہ مل جل کر کام کرنے کا شوق پیدا ہو اور باہمی محبت سے مالا مال ایک مثالی سوسائٹی تشکیل پا سکے۔

''بفرزون'' میں ذہنی مریض عورتوں کے علاج معالجہ کیلئے ایک خصوصی نفسیاتی کلینک کا قیام عمل میں لایا گیا۔ نارتھ کراچی میں دو ہزار خواتین کے لئے ایک ہاسٹل اور تربیتی مرکز بنایا گیا ہے۔ یہ مراکز پاکستان فیملی پلاننگ اور یونیسف کی متعدی امراض سے بچاؤ کی ایسوسی ایشن کی مفت ماہرانہ رائے سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ قدرتی آفات اور ہنگامی حالات میں مطلوبہ اشیاء کی فوری فراہمی کیلئے آٹھ گودام مخصوص ہیں۔ یہاں سے فری راشن اور سرکاری ہسپتالوں میں مفت گوشت سپلائی کیا جاتا ہے اور اب تک سیلاب زدگان کے علاوہ لاکھوں معذور و بے گھر افراد کیلئے بستر، چارپائیاں، وہیل چیئرز، آکسیجن سلنڈر، واٹر پمپ اور بیساکھیاں مہیا کی جا چکی ہیں۔ انشاء اللہ اگلے سال تک کراچی، لاہور اور راولپنڈی کے بڑے شہروں اور قحط زدہ علاقوں میں مساکین اور نادار افراد کیلئے مفت ایدھی لنگر قائم ہو چکے ہونگے۔

ایدھی فاؤنڈیشن کی زیر نگرانی چھ بڑے شہروں میں قائم قبرستانوں میں ان گنت لاوارث میتیں دفنائی جا چکی ہیں۔ سہراب گوٹھ میں ساٹھ لاشوں کی گنجائش کا ایک مردہ گھر کام کر رہا ہے۔ کراچی میں دو بلڈ بنک سرکاری ہسپتالوں کو روزانہ آٹھ پینٹ خون سپلائی کرتے ہیں۔ اسی نوعیت کے دیگر بلڈ بنک میرپور اور کراچی میں خون کے علاوہ دیگر طبی سہولیات بھی فراہم کرتے ہیں۔ کراچی شاہراہ کی چار کنال اراضی پر جانوروں کے علاج اور دیکھ بھال کیلئے تین پناہ گھر بھی قائم کئے گئے ہیں۔ فاؤنڈیشن کی فراہم کردہ مفت قانونی امداد کے ذریعے ہزاروں لاوارث اور مخبوط الحواس قیدیوں کی ضمانتیں دے کر انہیں رہا کرایا جا چکا ہے۔ فاؤنڈیشن کے مقرر کردہ ڈاکٹر جیلوں میں مریضوں کی دیکھ بھال کیلئے جاتے ہیں اور قیدیوں کو کتابیں سٹیشنری، کھیلوں کا سامان، ٹیلی ویژن، کپڑے، ایمبولینس سروس اور خصوصی مواقع پر تحائف بھی پہنچاتے

ہیں۔ ۱۹۹۱ کے دوران خلیجی جنگ اور ایران میں زلزلے سے متاثرہ لوگوں کو خون کے عطیات، ادویات، طبی آلات اور خوراک کی صورت میں امداد دی گئی۔ ۱۹۹۲ میں مصر کے شہر قاہرہ میں زلزلہ آیا تو ایدھی رضا کاروں نے وہاں جا کر امدادی کارروائیوں میں حصہ لیا۔ اسی سال کویت میں جنگ کے نتیجے میں محصور ہونے والے پاکستانیوں کو گھروں تک پہنچنے میں معاونت کی۔ ۱۹۹۴-۱۹۹۳ کے دوران امیگریشن کے باعث عراق اور رومانیہ میں روکے گئے پاکستانیوں کو نجات دلائی۔ ۱۹۹۳ میں پاک فوج کے شانہ بشانہ صومالیہ کے شہر موگادیشو تک چاول اور خوردنی تیل پہنچایا۔ کروشیا کیمپ کو امدادی سامان دیا گیا۔ اس دوران آزاد کشمیر کی کنٹرول لائن تک امدادی رسد جاری رہی۔ ایدھی فاؤنڈیشن کی کارگزاریوں میں بنگلہ دیش، افغانستان، کشمیر کردستان، برما، نیپال، صومالیہ اور یوگنڈا سے آنے والے مہاجرین کو نقد اور جنس کی صورت میں امداد شامل ہے۔ اسلام آباد میں مقیم بوسنیائی مہاجرین کو بھی ہر قسم کی سہولیات بہم پہنچائی گئیں۔ امریکہ، برطانیہ، ہنگری، متحدہ عرب امارات، کینیڈا، جاپان بنگلہ دیش، افغانستان، بھارت، سری لنکا، سوڈان اور روس میں ایدھی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن کی برانچوں کا کام فعال انداز میں شروع ہو چکا ہے۔ فلاحی مراکز تنظیمی طور پر ایک دوسرے سے مربوط ہیں قومی سطح پر مریضوں کے علاج معالجے اور ایمبولنس سروس کا ایک جال، دور دراز دیہات تک پھیلانے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔ جبکہ حکومتی سطح پر ایسی سہولت موجود نہیں ہے۔ ایدھی فاؤنڈیشن نے اپنی بساط کے مطابق لاکھوں انسانوں کی خدمت کو دن رات اپنا شعار بنائے رکھا یہ سب کچھ مسلسل محنت کا ثمر ہے۔ ۱۰

ایوارڈز:

۱۹۸۶ میں فلپائن حکومت نے سماجی خدمات کے صلے میں اپنے ملک کا سب سے بڑا اعزاز "میگا سے" سے نوازا۔ ۱۹۸۶ ہی میں آرمینیا میں آنے والے زلزلے کے دوران فاؤنڈیشن کی کارکردگی کے صلے میں سوویت یونین نے امن انعام دیا۔ ۱۱ ۱۹۸۹ میں حکومت پاکستان نے نشان امتیاز سے نوازا۔

شوکت خانم میموریل ٹرسٹ اینڈ ریسرچ سنٹر:

اس کا قیام جوہر ٹاؤن لاہور میں دسمبر ۱۹۹۴ء میں ہوا۔ یہ سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ ۱۸۶۰ء کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ اس کا بانی سپر سٹار کرکٹر عمران خان ہے۔ شوکت خانم اُن کی والدہ تھیں۔ جو کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں اور اسی سے فوت ہوئیں۔ اس وقت عمران خان نے کینسر ہسپتال بنانے کا ارادہ کیا۔

ان کا مشن یہ تھا کہ وہ مستقبل میں ایسا سنٹر بنائے جو کینسر کے مریضوں کا نہ صرف علاج کرے بلکہ بیماری کے بارے میں تحقیق بھی کرے۔ یہ پاکستان کا پہلا کینسر ہسپتال ہے جہاں پر جدید ترین ٹیکنالوجی کے ذریعے کینسر کے مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے۔ یہ اس لحاظ سے بھی ایشیاء کا منفرد ہسپتال ہے کہ یہاں کینسر کے مریضوں کا مفت علاج کیا جاتا ہے۔

عمران خان نے ۱۹۸۹ء میں قذافی سٹیڈیم میں باقاعدہ اِس کا اعلان کیا۔ اُس وقت ان کے پاس ۲۹ لاکھ روپے اکٹھے ہوئے۔ اس کے بعد عمران خان نے پوری دنیا میں فنڈز اکٹھا کرنے کے لئے مہم چلائی۔ وہ پچاس مختلف ممالک گئے۔ اور وہاں سے فنڈز اکٹھے کئے۔ ڈیڑھ مہینے میں اُنھوں نے پندرہ لاکھ پاؤنڈ ۱۵۰۰۰۰۰ اکٹھے کئے۔ ۱۹۹۲ء کا ورلڈ کپ جیتنے کے بعد ان کی مہم میں تیزی آ گئی۔ عمران خان نے پچاسی لاکھ پاؤنڈ ۸۵۰۰۰۰۰ جو میچ میں جیتے تھے وہ بھی ٹرسٹ کو دے دیئے۔ ۱۹۹۴ء میں ایک مرتبہ پھر وہ فنڈز اکٹھے کرنے میں لگ گئے وہ ملک کے ۲۷ شہروں میں گئے۔ اور اس طرح ایک کروڑ بیس لاکھ ۱۲۰۰۰۰۰۰ روپے اکٹھے کئے۔ لوگوں نے کیش سے لے کر جیولری تک فنڈ میں دے دی۔

ٹرسٹ پر جو اخراجات ہوئے:

☆ کل رقم کا ۶۷٪ عطیات کی صورت میں ملا۔

☆ ۳۳٪ فیصد قرضوں کی صورت میں آیا۔

☆ زمین کی قیمت تیئس کروڑ دس لاکھ ۲۳۱۰۰۰۰۰۰ روپے ہے۔

☆ ڈاکٹروں کا سامان وغیرہ اکتیس کروڑ ۳۱۰۰۰۰۰۰۰ روپے۔

☆ دیگر ضرورت کا سامان ایک کروڑ بتیس لاکھ ۱۳۲۰۰۰۰۰ روپے۔

☆ کل ستاسٹھ کروڑ ۶۷۰۰۰۰۰۰۰ روپے خرچ ہوئے۔

ٹرسٹ کے دفاتر لاہور، کراچی، اسلام آباد، یو کے، یو ایس اے، دبئی اور پشاور میں ہیں۔

اعزازی ارکان میں:

بینکرز، محققین، کاروباری حضرات اور ڈاکٹرز شامل ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

چیئرمین: عمران خان

چیف ایگزیکٹو: ڈاکٹر نوشیروان برکی

دیگر حضرات میں، عاشق قریشی ، الیمہ خانم ، عظمیٰ احد، رشید خان، احسن رشید، سرفراز رحمان، جہانگیر خان ترین، زین شبیر، فرح عرفان خان، مجاہد حامد، امتیاز حیدری شامل ہیں۔

شعبہ جات:

1. Oncology
2. Nuclear Medicine
3. Pediatric Oncology
4. Rediation Oncology
5. Pharmacy
6. Radiology
7. Pathology
8. Medicine
9. Anaesthesiology

۱۔ :Oncology

اس شعبے میں کل وقتی ماہر ڈاکٹروں پر مشتمل سٹاف موجود ہے۔ جو مریضوں کو ہر قسم کی طبی سہولیات مہیا کرتے ہیں۔ سینے کا کینسر، خون کا کینسر، سر اور گردن کا کینسر اور گائناکالوجی کیلئے الگ الگ کلینک بنے ہوئے ہیں۔

۲۔ :Nuclear Medicine

اس شعبے میں مختلف طریقوں سے پتہ لگایا جاتا ہے کہ مریض کا کینسر کس مرحلے میں ہے۔ اس شعبے میں ایک کل وقتی ماہر ڈاکٹر موجود ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دو اور ڈاکٹر بھی ہوتے ہیں ایک ڈاکٹر علاج کرتا ہے۔ اور ایک ڈاکٹر ریڈیشن اور دوائیاں تجویز کرنے میں ماہر ہوتا ہے۔ کل وقتی نرسز بھی موجود ہوتی ہیں جو مریضوں کی دیکھ بھال کیلئے ہمہ وقت تیار رہتی ہیں۔

۳۔ :Pediatric

اس شعبے میں سالانہ دو سو پچاس مریضوں کا علاج کیا جاتا ہے اور سات ہزار آوٹ ڈور مریض سالانہ آتے ہیں۔ جن میں بچے، بڑے، مرد اور خواتین شامل ہوتے ہیں۔ ان کا معائنہ کیا جاتا ہے اور خصوصی

توجہ کے ساتھ ان کا علاج کیا جاتا ہے۔ یہ شعبہ مختلف سب سیکشن میں تقسیم ہے۔ وارڈ میں اکتیس بستر ہیں اور بچوں کے پندرہ سے اٹھارہ تک بستر ہوتے ہیں۔ دوسرا وارڈ کیموبے Camobay جس میں دس بستر ہیں۔ اس وارڈ میں کیموتھراپی علاج ہوتا ہے۔ جن مریضوں کو کیموتھراپی کی ضرورت ہوتی ہے اُنھیں اس وارڈ میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کلینک ہیں جن میں عارضی طور پر مریضوں کو رکھا جاتا ہے۔ یہ دو طرح کے کلینک ہیں ایک میں ان مریضوں کو رکھا جاتا ہے جن کو کینسر نہیں ہوتا۔ دوسرے میں کینسر کے مریضوں کو رکھا جاتا ہے۔ ان میں کل وقتی ماہر نرسز ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ ماہر غذائیت، فزیوتھراپسٹ اور سائیکالوجسٹ بھی ہوتا ہے۔

۴۔ :Rediation Oncology

اس شعبے میں کینسر کے مریضوں کا بہترین طریقہ سے علاج کیا جاتا ہے۔ یہاں پر جدید ترین لیزر ریڈیشن نصب ہوتی ہیں جو بالکل اسی جگہ جہاں کینسر ہوتا ہے ریڈیشن کرتی ہیں۔ اس مشین کو جو وہاں نصب ہوتی ہے کوبالٹ ۶۰ Cobalt, کہتے ہیں۔ اس شعبے میں ایک کل وقتی ماہر ڈاکٹر، ایک ٹیکنالوجسٹ اور ایک کل وقتی نرس ہوتی ہے۔ جو مستعدی سے اپنے فرائض انجام دیتے ہیں۔

۵۔ :Pharmacy

یہ بھی اس ہسپتال کا اہم ترین شعبہ ہے۔ اس شعبے میں نہ صرف ہسپتال میں داخل مریضوں کا علاج ہوتا ہے بلکہ OPD میں آنے والے مریضوں کی بھی مدد ہوتی ہے۔ اس میں کل وقتی مینجر بھی ہوتا ہے۔ ایک کل وقتی فارمسٹ، ایک فارمیسی ٹیکنیشن بھی ہوتا ہے۔ اس شعبے میں ہسپتال میں آنے والے تمام مریضوں کا کمپیوٹرائزڈ ڈیٹا موجود ہوتا ہے۔ ان کا یہ کام ہے کہ ہر مریض تک مناسب وقت میں صحیح دوائی پہنچائی جائے۔ اس مقصد کے لئے اس میں کل وقتی فارمسٹ اور ٹیکنیشن موجود رہتے ہیں۔ یہ شعبہ نئے آنے والے ڈاکٹروں کو تربیت بھی مہیا کرتا ہے۔ نیز یہیں سے دوسرے ہسپتالوں کو بھی خدمات کی فراہمی ہوتی ہے۔

۶۔ Radiology

یہ بھی ایک نہایت اہم شعبہ ہے اس میں سٹی سکین، ایم آر آئی اور الٹرا ساونڈ کی سہولتیں موجود ہیں۔ اس شعبے میں تین کل وقتی ماہر ڈاکٹر موجود رہتے ہیں اور ایک ریڈیالوجی ٹیکنالوجسٹ بھی موجود ہوتا ہے جو مریضوں کی خدمت میں دن رات حاضر رہتے ہیں۔

۷۔ Department of Pathology:

اس شعبے میں مریضوں کے ٹسٹ ہوتے ہیں۔اس شعبے کی آگے مزید شاخیں ہیں۔

1. Immunology
2. Hematology
3. Bio Chemistry
4. Micro Biology
5. Molecular Pathology

یہ سب مل کر ٹیسٹ کرتے ہیں۔اور پھر ٹسٹ رزلٹ دیتے ہیں۔ اس میں سالانہ دس ہزار سرجیکل ٹسٹ، چار ہزار Cytologic کینسر کے ٹسٹ، بارہ سو بون میرو کینسر کے ٹسٹ، چار لاکھ کلینیکل ٹسٹ ہوتے ہیں۔ اس شعبے میں اعلیٰ ماہر، پیتھالوجسٹ موجود ہوتا ہے جس کو امریکن بورڈ آف پیتھالوجی کا سرٹیفیکیٹ ملا ہوتا ہے۔

۸۔ Medicine:

اس شعبے میں کل وقتی ماہر ڈاکٹر، فزیشن اور نرسز موجود ہوتی ہیں۔اس میں کینسر سکریننگ کلینکس ہیں۔ اس شعبے کی آگے ذیلی شاخیں ہیں جن میں General Medicine, Pulmunary Medicine, Gastroenteralogy اور Endocrinology شامل ہیں۔

۹۔ Anaesthesiology:

اس شعبے میں کل وقتی ماہر Anaesthesiogylogist اور نرس سٹاف، ٹرینڈ آپریٹنگ، روم سٹاف اور ہر قسم کا جدید سامان موجود ہے۔

ہسپتال میں موجود کل وقتی عملہ:

۱۔ پیتھالوجسٹ، ۵ ماہر ڈاکٹر

۲۔ Anesthesia میں ۲ ماہر ڈاکٹر

۳۔ سرجری میں ۵ ماہر ڈاکٹر

۴۔ Pediatric Oncology ایک ماہر ڈاکٹر

۵۔ میڈیکل آنکالوجی میں ۳ ماہر ڈاکٹر

۶۔ میڈیسن میں ۵ ماہر ڈاکٹر

۷۔ ریڈیشن آنکالوجی میں ۳ ماہر ڈاکٹر

۸۔ ریڈیالوجی میں ۴ ماہر ڈاکٹر

۹۔ نیوکلیر میڈیسن میں ایک ماہر ڈاکٹر موجود رہتا ہے۔

جز وقتی عملہ:

۱۔ ہیڈ اینڈ نیک سرجری اور نیوروسرجن ایک

۲۔ آرتھوپیڈک میں ایک ڈاکٹر

۳۔ گائناکالوجی سرجری میں ایک ڈاکٹر

۴۔ (Opthalmic Surgeon) آنکھوں کے دو ڈاکٹر

۵۔ پلاسٹک سرجری میں ایک ڈاکٹر

۶۔ نیورالوجی میں ایک ڈاکٹر

۷۔ Cardiothoracic Surgery میں ایک ڈاکٹر

۸۔ یورالوجی میں ایک ڈاکٹر

۹۔ پیڈیاٹرک سرجری میں ایک ڈاکٹر

۱۰۔ Oral Surgery میں ایک ڈاکٹر خدمات انجام دے رہا ہے۔

ذرائع آمدن

ہسپتال کے اخراجات پورے کرنے کیلئے جو طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے وہ اس طرح ہے۔

۹۵۔۱۹۹۴ء اسی سال ہسپتال نے باقاعدہ علاج شروع کیا جو خرچہ ہوا اسمیں سے ۴.۴ ملین فیسوں کے ذریعے حاصل ہوئے۔ زکوٰۃ سے %۴۶.۷ ملین حاصل ہوئے۔ عطیات کی صورت میں ۴.۸۵ ملین اور دیگر ذرائع سے ۵ ملین کل ایک کروڑ ۴۲ لاکھ آمدن ہوئی۔ ۹۵۔۱۹۹۴ء میں سالانہ نئے داخل شدہ مریضوں کی تعداد ۶۴۱۵ تھی۔ OPD میں علاج کئے گئے مریضوں کی تعداد ۹۱۰۷ تھی۔ کیموتھراپی کئے گئے مریض ۴۵۱۵ تھے بڑے آپریشن ۲۸۱ مریضوں کے ہوئے جن مریضوں کے ٹسٹ ہوئے ان کی تعداد ۶۰۳۱۷ تھی۔ ۱۰۰ میں سے ۸۴ فیصد مریضوں کا خرچہ ہسپتال نے پورا کیا جبکہ ۱۶ فیصد نے اپنے اخراجات خود برداشت کئے۔

۱۹۹۵-۹۶ء

اس سال فیسوں سے ۳۵ ملین اور زکوٰۃ کی صورت میں ۱۰۹ ملین اکٹھے ہوئے۔ عطیات کی صورت میں ۸۶.۸ ملین ملے۔ دیگر ذرائع سے ۱۸ ملین کل ۲۴۹.۵ ملین اکٹھے ہوئے۔

۷۹% مریضوں کے علاج کا خرچ ٹرسٹ نے برداشت کیا۔ اور ۲۱% مریضوں نے خود خرچ برداشت کیا۔ کل نئے مریض ۵۹۱۷ تھے۔ OPD مریض ۳۶۳۱۷ تھے۔ کیموتھراپی ۱۷۱۱۱ مریضوں کے ہوئے۔ آپریشن ۹۵۷ مریضوں کے ہوئے۔ ریڈیشن کے ذریعے جن کا علاج ہوا ان کی تعداد ۲۳۰۷ تھی۔ جن مریضوں کا ٹسٹ ہوا ان کی تعداد ۲۲۰۶۰۰ تھی۔

۱۹۹۶-۹۷ء

۶۱.۸ ملین آمدن فیسوں سے ہوئی۔ زکوٰۃ سے ۱۱۷.۳ ملین حاصل ہوئے۔ عطیات ۱۰۵.۲ ملین ملے۔ دیگر ذرائع سے ۷.۳ ملین ملے۔ کل ۲۹۱.۶۰ ملین آمدن ہوئی۔

۷۸% مریضوں کا علاج ہسپتال نے اپنے خرچ پر کیا۔ ۲۲% مریضوں نے اپنا خرچ خود برداشت کیا۔ نئے آنے والے مریضوں کی تعداد ۴۸۸۳ تھی۔ OPD مریض ۴۷۲۱۱ تھے۔ کیموتھراپی ۱۲۶۶۵ مریضوں کے ہوئے۔ آپریشن ۱۴۱۵ مریضوں کے ہوئے۔ ریڈیشن کے ذریعے ۱۶۸۲۰ مریضوں کا علاج ہوا۔ ٹسٹ ۲۷۹۱۲۵ مریضوں کے ہوئے۔

۱۹۹۷-۹۸ء

فیسوں سے ۸۹.۹ ملین آمدن ہوئی۔ زکوٰۃ میں 99.01 ملین ملے۔ عطیات ۱۰۳.۳ ملین ملے۔ دیگر ذرائع سے ۱۱.۴ ملین آمدن ہوئی۔ کل آمدنی ۳۰۳ ملین۔

۸۵% مریضوں کا خرچ ہسپتال نے برداشت کیا۔ ۱۵% نے خود اپنی رقم سے علاج کروایا نئے مریضوں کی تعداد ۳۲۸۹ تھی۔ OPD مریض ۲۷۶۸۴ تھے۔ کیموتھراپی طریقہ علاج ۱۲۵۶۴ مریضوں کا ہوا۔ آپریشن ۱۶۷۰ مریضوں کے ہوئے۔ ریڈیشن کے ذریعے ۱۸۹۱۸ مریضوں کا علاج ہوا ٹسٹ ۲۹۷۰۹۳ مریضوں کے ہوئے۔

۱۹۹۸-۹۹ء

فیسوں سے ۱۱۲.۸ ملین آمدنی ہوئی۔ زکوٰۃ ۱۰۰ ملین۔ عطیات ۱۲۹.۱ ملین ملے۔ دیگر ذرائع سے

11.1 ملین ملے کل آمدنی ۳۵۳.۰۱ ملین روپے۔

%۸۵ کا علاج ٹرسٹ کے خرچ پر ہوا %۱۵ نے خود خرچ برداشت کیا۔ نئے مریضوں کی تعداد ۳۳۵۹ تھی۔ OPD مریض ۳۰۳۹۲ تھے۔ کیموتھراپی طریقہ علاج ۱۰۸۱۴ مریضوں نے کروایا۔ آپریشن ۱۶۳۰ مریضوں کے ہوئے۔ ریڈیشن کے ذریعے ۲۲۲۰۱ مریضوں نے علاج کروایا۔ ٹسٹ ۳۶۰۰۵۲ مریضوں کے ہوئے۔

۱۹۹۹-۲۰۰۰ء

فیسوں سے ۱۳۸.۸ ملین آمدنی ہوئی۔ زکوٰۃ کی صورت میں ۱۱۶.۵۸ ملین ملے۔ عطیات ۱۵۱.۶ ملین ملے۔ دیگر ذرائع سے ۱۷.۲ ملین ملے۔ کل آمدنی ۴۲۵.۱۸ ملین روپے۔

%۸۷ مریضوں کا علاج ہسپتال کے خرچ پر ہوا۔ %۱۳ نے خود خرچ برداشت کیا۔ نئے مریضوں کی تعداد ۳۴۵۱ تھی۔ OPD ۳۸۰۴۲ مریض تھے۔ کیموتھراپی علاج ۱۰۸۳۱ مریضوں کا ہوا۔ آپریشن ۱۵۹۶ مریضوں کے ہوئے۔ ریڈیشن کے ذریعے ۲۲۳۷۷ مریضوں کا علاج ہوا۔ ٹسٹ ۳۸۲۶۸۷ مریضوں کے ہوئے۔

۲۰۰۰-۲۰۰۱ء

فیسوں کے ذریعے ۲۱۱.۴ ملین روپے ملے زکوٰۃ کی صورت میں ۱۳۱.۱ ملین روپے ملے۔ عطیات کی صورت میں ۱۸۹.۵ ملین روپے ملے۔ دیگر ذرائع سے ۱۷.۵ ملین ملے۔ کل آمدنی ۵۴۷.۲۰ ملین روپے۔

%۸۲ مریضوں کا خرچہ ٹرسٹ نے برداشت کیا۔ %۱۸ نے خود علاج کروایا۔ نئے مریضوں کی تعداد ۳۴۴۵ تھی۔ OPD مریض ۴۶۹۳۳ تھے۔ ۸۲۸۱ مریضوں نے کیموتھراپی طریقہ علاج کروایا۔ آپریشن ۱۵۱۱ مریضوں کے ہوئے۔ ریڈیشن کے ذریعے ۱۹۴۸۲ مریضوں کا علاج ہوا۔ ٹسٹ ۴۶۱۹۷۱ مریضوں کے ہوئے۔

۲۰۰۱-۲۰۰۲ء

فیسوں کے ذریعے ۲۳۴.۲۰ ملین روپے ملے۔ زکوٰۃ میں ۱۵۱.۵۹ ملین روپے ملے۔ عطیات کی صورت میں ۱۳۳.۴۷ ملین روپے ملے دیگر ذرائع سے ۷.۴۵ ملین ہوئے۔ کل ۵۷۰.۵۹ ملین آمدنی ہوئی۔

%۸۱ مریضوں کا علاج ٹرسٹ کے خرچ پر ہوا۔ 19% نے خود خرچ برداشت کیا۔ نئے مریض

۳۴۳۶ تھے۔ OPD مریض ۵۰۹۲۱ تھے۔ ۱۰۶۸۷ مریضوں کا کیموتھراپی علاج ہوا۔ آپریشن ۱۹۰۴ مریضوں کا ہوا۔ ریڈیشن کے ذریعے ۲۳۹۴۱ مریضوں کا علاج ہوا۔ ٹسٹ ۶۲۲۳۵۷ مریضوں کے ہوئے۔

۲۰۰۲-۲۰۰۳ء

فیسوں کے ذریعے حاصل ہوئے ۲۶۱.۶ ملین روپے۔ زکوٰۃ سے ۲۴۴.۲ ملین روپے حاصل ہوئے عطیات میں ۱۷۸.۱ ملین روپے ملے دیگر ذرائع سے ۱۴.۴ ملین روپے ملے۔ کل ۶۹۷.۳۰ ملین روپے ملے۔ ۷۹% کا علاج ٹرسٹ نے برداشت کیا۔ ۲۱% مریضوں نے اپنا خرچ خود برداشت کیا۔ نئے مریضوں کی تعداد ۳۱۵۶ تھی۔ OPD مریض ۴۸۴۲۴ تھے۔ کیموتھراپی طریقہ علاج ۱۲۲۸۲ مریضوں کا ہوا۔ آپریشن ۱۹۲۰ مریضوں کے ہوئے۔ ریڈیشن ۲۴۶۵۲ مریضوں کے ہوئے۔ ٹسٹ ۶۱۷۱۸ مریضوں کے ہوئے۔ جون ۲۰۰۲ سے ۳۰ جون ۲۰۰۳ تک کا سالانہ خرچہ۔

میڈیکل سٹاف کی تنخواہوں پر کل خرچہ سالانہ ۱۲۹.۱ ملین روپے یعنی ۱۷.۹%، ایڈمنسٹریشن کی تنخواہوں کے اخراجات ۴۸.۴ ملین روپے یعنی ۶.۷%، دواؤں کا خرچہ ۱۵۰.۸ ملین روپے یعنی ۲۰.۷% میڈیکل سامان وغیرہ کا خرچ ۱۱۱.۳ ملین روپے ۱۵.۵%، بلوں وغیرہ کے اخراجات ۳۱.۶ ملین، فنانس خرچہ ۱۶.۳ ملین روپے، یعنی ۲.۴%، مرمت اور دیکھ بھال وغیرہ کا خرچہ ۲۶.۲ ملین روپے یعنی ۳.۶% کل اخراجات ۷۲۲.۲۴ ملین روپے۔ یہ سب ایک سال کا خرچہ ہے۔

۲۰۰۳-۲۰۰۴ء

فیسوں سے ۳۷۴ ملین آمدن ہوئی، زکوٰۃ کی مد میں ۲۸۷ ملین روپے۔ عطیات کی صورت میں ۲۳۸ ملین روپے دیگر ذرائع سے ۱۴ ملین آمدن ہوئی کل ۹۱۳ ملین روپے ملے۔ اس سال ۷۲% مریضوں کا علاج ہسپتال کے خرچ پر ہوا۔ ۲۸% نے خود علاج کروایا نئے مریض ۳۸۳۵ تھے۔ OPD مریض ۶۲۷۷۶ تھے۔ کیموتھراپی ۱۴۲۷۹ مریضوں کے ہوئے۔ ۲۶۳۳ مریضوں کے آپریشن ہوئے۔ ۳۰۴۵۸ مریضوں کی ریڈیشن، ۱۰۱۳۹۸۳ مریضوں کے ٹسٹ ہوئے۔

۲۰۰۴-۲۰۰۵:

مریضوں کی کل تعداد ۳۱۵۱ تھی OPD مریض ۷۰۸۹ تھے۔ کیموتھراپی ۱۵۲۸۵ مریضوں کا ہوا۔ آپریشن ۳۱۱۴ مریضوں کے ہوئے۔ ریڈیشن ۳۳۵۱۳ مریضوں کے ہوئے۔ ٹسٹ ۱۲۹۳۹۸۸۰ مریضوں

کے ہوئے۔

پچھلے دس سالوں میں ۲۴۷۵۸ کینسر کے مریضوں کے کیسز رجسٹرڈ ہوئے۔ اسمیں خواتین ۴۹.۹% اور مرد ۵۱.۱% تھے۔ جن میں ۸۷.۹% بڑے ہیں۔ اور ۱۲.۱% بچے۔ صرف ۲۰۰۴ میں ۲۵۷۷ کیسز رجسٹرڈ ہوئے۔ کینسر کو ۵ سٹیجوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ یعنی زیرو سٹیج ۱، ۲، ۳، ۴ سٹیج۔ ۰.۵% مریض زیرو سٹیج میں تھے۔ ۱۳% سٹیج I میں، ۲۱% سٹیج II میں، ۲۰% سٹیج III میں، ۲۱% سٹیج IV میں اور ۲۵% مریض موت کے منہ میں تھے۔[۲]

اچھی بری این جی اوز سب جگہ موجود ہوتی ہیں پاکستان میں بھی دونوں طرح کی این جی اوز موجود ہیں لیکن جن پاکستانی این جی اوز کا ذکر کیا گیا ہے وہ مجموعی طور پر انسانیت کی بے لوث خدمت کر رہی ہیں۔ انصار برنی تنظیم انسانی حقوق کے لئے تگ ودو کر رہی ہے۔ تا کہ سب کو یکساں طور پر انصاف میسر ہو۔ ایدھی فاونڈیشن والے ہنگامی حالات میں امداد کی فراہمی کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

عمران خان کی این جی او کینسر کے مریضوں کو نئی زندگی دینے کے لئے اپنی صلاحیتیں بروئے کار لا رہی ہے۔ ان سب کا چندہ اکٹھا کرنے کا اپنا نظام ہے۔ یہ کسی کے دست نگر نہیں بننا چاہتے۔ مذکورہ بالا این جی اوز نہ صرف ملک میں بلکہ ملک کے باہر بھی انسانیت کی خدمت کر رہی ہیں۔

فصل نمبر ۲

عرب ممالک کی این جی اوز کے نظریات

عرب این جی اوز:

این جی اوز کا قیام دنیا بھر میں رواج بن گیا ہے۔ بڑی تعداد میں این جی اوز رجسٹرڈ ہو رہی ہیں۔ این جی اوز کے قیام کا یہ رواج ستر اور اسی کی دہائی میں زیادہ ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف نے پسماندہ علاقوں میں ترقی کیلئے مختلف اصلاحات نافذ کیں۔ مثلاً معاشی اصلاحات، پالیسی میں اصلاحات، انتظامی اصلاحات وغیرہ۔ یہ اصلاحات اُنھوں نے ایک منصوبے کے تحت کیں۔ ان پسماندہ علاقوں میں شروع سے ہی حکومت اور سول اداروں کو الگ سمجھا جاتا ہے ان میں بالکل رابطہ نہیں ہے۔ اس لئے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف نے منصوبہ بنایا اور عرب ممالک بھی اس میں شامل ہوئے۔

عرب ممالک میں این جی اوز کے قیام کے اور بھی محرکات ہیں۔

۱۔ عرب ممالک میں مطلق العنانی یعنی بادشاہت ہے اور سول سوسائٹیز جمہوریت کی طرف پہلے قدم کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جمہوریت اور سول سوسائٹیز ایک تصویر کے دو رخ ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے کے بغیر نہیں چل سکتے۔

۲۔ این جی اوز کے قیام کا رجحان اس لئے بھی زیادہ ہوا ہے کہ یورپ اور امریکہ کی طرف سے ان اداروں کو فراوانی سے فنڈز کی فراہمی ہو رہی ہے۔

۳۔ کمیونسٹ، سول سوسائٹی جیسے الفاظ کو معاشرے میں رواج دینے کے خلاف ہیں۔ اسلئے بھی یورپ اور امریکہ نے کمیونزم کو پھیلنے سے روکنے کے لئے ان اداروں کو بہت اہمیت دی ہے۔

این جی اوز کے قیام کے اس رجحان کو Ngoization کہتے ہیں ۱۹۹۰ء کے وسط تک عرب میں این جی اوز کی تعداد ستر ہزار ۷۰۰۰۰ تک پہنچ گئی ہے۔ صرف فلسطین میں یہ تعداد ۹۲۶ ہے۔[۱۲]

الهيئة الخيرية الاسلامية العالمية (IICO)

International Islamic Charitabal Organization اس تنظیم کا قیام ۱۹۸۶ء کو کویت کے قریب شہر سورۃ میں عمل میں آیا۔ یہ کویت کے قانون، لاء نمبر ۶۴ کے تحت رجسٹرڈ ہے۔ یہ انٹرنیشنل این جی

او ہے جو پوری دنیا کے لوگوں کیلئے بغیر رنگ ونسل و مذھب کی تفریق کے کام کر رہی ہے۔ ساٹھ مختلف ممالک میں اس کے پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے۔ کویت میں اس کی مزید شاخیں بھی ہیں۔ ایک کویت شہر میں الشرق کے علاقے میں ہے دوسری الاحمدی میں اور تیسری الجھر ہ میں ہے۔ اس کے علاوہ اس کے مختلف یونٹس بھی آٹھ مختلف مقامات میں قائم ہیں۔ اس تنظیم کے درج ذیل علاقائی تنظیموں کے ساتھ بھی قریبی روابط ہیں۔

۱۔ کویت نیشنل کمیٹی فار ایجوکیشن کلچر اینڈ سائنس

۲۔ سوشل ریفارم سوسائٹی

۳۔ کویتی ریڈ کریسن

۴۔ کویتی زکوۃ ہاؤس

۵۔ سوسائٹی فار ریوایول آف اسلامک ہرٹیج (Heritage)

۶۔ کویت جائنٹ کمیٹی فار ریلیف ایڈ

۷۔ چیرٹی ایبل سالویشن سوسائٹی (Charitable Salvation Society)

۸۔ شیخ عبداللہ النوری چیرٹی ایبل سوسائٹی Shaik Abdullah AlnooriCharilable Society

۹۔ کمیٹی فار مسلم آف افریقہ Committee for Muslims of Africa

۱۰۔ اسلامک پریزنٹیشن کمیٹی Islamic Presentation Committee

یوتھ کمیٹی، ہیلپ یور برادر کمیٹی، ویمن کمیٹی

رکنیت:

اس تنظیم میں یہ بھی خوبی ہے کہ اپنے باقاعدہ ارکان کے علاوہ عام شہری بھی فیس دے کر اس کے رکن بن سکتے ہیں۔ رکنیت کے لئے فیسیں مقرر ہیں۔

پلاٹینم ممبر شپ: اس کی فیس ۱۰۰ یو ایس ڈالر یا ۳۰ کویتی دینار ہیں۔

گولڈن ممبر شپ: اس کی فیس ۵۰ یو ایس ڈالر یا ۱۵ کویتی دینار ہیں۔

سلور ممبر شپ: اس کی فیس ۲۵ یو ایس ڈالر یا ۷.۵ کویتی دینار ہیں۔

اگر کوئی تنظیم اس کی اعزازی رُکن بننا چاہتی ہے اس کی فیس ۵۰۰ یو ایس ڈالر یا ۱۵۰ کویتی دینار ہیں۔

دائرہ کار

تنظیم کا دائرہ کار بہت وسیع ہے یہ مختلف کام کرتی ہے جسمیں مساجد کی تعمیر، صحت، تعلیم، زراعت کی ترقی، کنویں کھودنا، ٹریننگ سنٹرز کا قیام، امدادی کاروائیوں میں حصہ لینا، یتیموں کی کفالت، جنگ، قدرتی آفات اور قحط کی صورت میں مدد کی فراہمی اور ہنگامی مدد فراہم کرنا شامل ہے۔

مساجد کی تعمیر:

تنظیم نے اسلام کو پھیلانے میں مؤثر کام کیا۔ اس مقصد کے لئے مساجد کی تعمیر کو اولین اہمیت دی گئی یہ تنظیم دیگر لوگوں کو بھی مساجد کی تعمیر کے لئے فنڈز مہیا کرتی ہے۔

صحت:

صحت کے حوالے سے اُنھوں نے بہت کام کیا۔ ساٹھ ممالک میں ان کے پراجیکٹ صحت کیلئے بھی کام کر رہے ہیں جن میں ہسپتال بنانا اور کہیں کہیں پر بنیادی صحت کے مراکز (BHU) کی تعمیر شامل ہے۔

تعلیم:

سکولوں اور یونیورسٹیوں کے قیام کے لئے فنڈز مہیا کرتے ہیں نیز نصابی کتب بھی فراہم کرتے ہیں۔ تنظیم نے اب تک قرآن پاک کے کئی ہزار نسخے تقسیم کئے۔ اسلامی موضوعات پر مختلف کتابیں بھی مفت تقسیم کرتے ہیں۔ جن ممالک میں مسلمان اقلیت میں ہیں وہاں پر ایسے سنٹر قائم کرتے ہیں جن میں اسلام کی تبلیغ کی جاتی ہے۔ اس مقصد کے لئے عربی زبان کو فروغ دے رہے ہیں اور قرآن پاک کا ترجمہ بھی اسی علاقے کی زبان میں کر رہے ہیں تا کہ وہ قرآن کی تعلیمات سے بہرہ مند ہوں۔ ان سنٹروں میں لائبریریاں اور لیکچر ہال بھی ہیں۔ یہ تنظیم طلباء اور اساتذہ کو وظائف بھی فراہم کرتی ہے۔ جیسے الاذھر یونیورسٹی مصر، انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ملائشین اسلامک یونیورسٹی کوالالمپور، اسلامک یونیورسٹی نائجیریا اور اسلامک یونیورسٹی یوگنڈا کے طلباء اور اساتذہ کو وظائف دیئے گئے۔

ہنگامی امداد: ہنگامی امداد میں تنظیم درج ذیل اشیاء فراہم کرتی ہے۔ کھانا، کپڑے، رہائش مہیا کرنا، جن لوگوں کا روزگار نہیں ہوتا ان کو روزگار کی فراہمی اور لوگوں کو اپنی مدد آپ کی ترغیب دینا وغیرہ شامل ہے۔

یتیموں کی کفالت:

تنظیم نے یتیموں کے لئے یتیم خانے کھول رکھے ہیں جہاں ان کے رہن سہن کا انتظام ہوتا ہے اوران کی مالی معاونت بھی کی جاتی ہے۔

غربت کا خاتمہ:

غربت کے خاتمے کے لئے تنظیم نے تربیتی سنٹر قائم کئے ہیں جہاں پرلوگوں کو ہنر سکھایا جاتا ہے اوراُنھیں اس قابل بنایا جاتا ہے کہ اپنے گھر والوں کی کفالت کا انتظام کرسکیں۔

معذوروں کی مدد:

معذور بچوں کو ہنر سکھایا جاتا ہے تاکہ وہ بھی معاشرے کے مفید شہری بن سکیں اور باعزت زندگی گزارنے کے قابل ہوجائیں۔ یہ تنظیم عرب کی ثقافت کومحفوظ کرنے کے لئے بھی کام کرتی ہے یہ تنظیم بڑے منظّم طریقے سے کام کرتی ہے اس کے کارکن سوچ بچار اور جانچ پڑتال کے بعد بڑے سائنسی انداز سے اپنے کام کو بڑھاتے ہیں۔ کارکنوں کو تعلیمی اور تکنیکی تربیت بھی دیتے ہیں۔

ان کے کتابچے زیادہ تر خیراتی موضوعات پر ہوتے ہیں یعنی لوگوں کو فلاحی کاموں کی طرف راغب کرتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ، یوایس اے، اُردن، بحرین، یوگنڈا، نائیجیریا، نائیجیر، Benin, Comoros Islands اورسوڈان میں ان کے دفاتر ہیں یہ تنظیم درج ذیل اداروں کی ممبر بھی ہے۔

اقوام متحدہ کا کمیشن برائے مہاجرین، اقوام متحدہ کا ادارہ برائے تعلیم، سائنس اور ثقافت، ادارہ برائے خوراک وزراعت، بین الاقوامی فنڈ برائے زرعی ترقی۔ اس کے علاوہ تنظیم کے اسلامی ممالک میں کام کرنے والی کچھ تنظیموں کے ساتھ بھی قریبی روابط ہیں۔ جن میں مصر کی تنظیم ورلڈ اسلامک کونسل فار داوا اینڈ ریلیف، سعودی عرب کی تنظیم مسلم ورلڈ لیگ فنڈ شامل ہیں۔ اس تنظیم کو پوری دنیا سے فنڈ ملتا ہے یہ فنڈ عطیات، وقف، زکوۃ، صدقات، تحائف اور گرانٹ کی صورت میں ملتا ہے۔[۱۳]

المقاصد:

یہ تنظیم ۱۹۷۸ء میں لبنان کے شہر بیروت میں بنی۔ یہ لبنانی این جی او کے قانون کے تحت رجسٹرڈ

ہے۔ یہ اپنی مدد آپ کے تحت کام کرتے ہیں۔ ان کے اپنے ممبران ہیں جو فنڈ دیتے ہیں۔

یہ تنظیم انسانی ترقی کی مختلف جہتوں کے لئے کام کرتی ہے جسمیں تعلیم سرفہرست ہے۔ اس کے علاوہ صحت کی سہولتیں مہیا کرنا سماجی خدمات انجام دینا اور عرب کی ثقافت کو محفوظ کرنا بھی اس کے منشور میں شامل ہے۔

تعلیم:

یہ بنیادی تعلیم پر زیادہ توجہ دیتے ہیں۔ تعلیم کو عام کرنے کے لئے سکولوں کی تعمیر کر رہے ہیں۔ صرف بیروت شہر میں ان کے بنائے ہوئے سکینڈری سکولوں کی تعداد چھ ہے۔ ایلمنٹری سکول چار ہیں۔ دیہی علاقوں میں اُنھوں نے چونتیس سکول قائم کیے ہیں۔ یہ روشن خیال اسلام کے حامی ہیں اور اسی کی تعلیم دیتے ہیں ان کے سکولوں میں جو نصاب پڑھایا جاتا ہے وہ بھی روشن خیال اسلام کی تائید پر مبنی ہے۔ ان کے سکولوں میں لڑکے لڑکیاں ایک ساتھ پڑھتے ہیں حال ہی میں انہوں نے اپنے سکولوں میں سائنسی مضامین کو انگریزی زبان میں پڑھانے کا انتظام کیا ہے۔

المقاصد کے جتنے بھی سکول ہیں وہ جدید طرز کی تمام سہولیات سے آراستہ ہیں۔ ان میں جدید طرز کی لیبارٹریاں، بہترین گراؤنڈ، سپورٹس ہال اور تھیٹرز بنائے گئے ہیں۔ ان سکولوں میں تعلیم کے ساتھ ساتھ ذہین طلباء وطالبات کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں۔ ۱۹۹۵ء میں ہیروشیما (جاپان) میں امن کے موضوع پر گانوں کا جو مقابلہ ہوا تھا اسمیں تنظیم کے بنائے گئے سکولوں کے طلباء نے پہلی پوزیشن لی تھی۔

تنظیم کا بنیادی ڈھانچہ:

تنظیم کی ایک جنرل اسمبلی ہے بورڈ آف ٹرسٹی ہے اور ایک انتظامی شعبہ ہے۔ جنرل اسمبلی اس کا اعلیٰ اختیاراتی ادارہ ہے۔ اس میں کچھ اعزازی رُکن ہیں اور کچھ مستقل رُکن ہیں۔ بورڈ آف ٹرسٹی کے ممبران کی تعداد ۲۴ ہے۔ جن کا انتخاب جنرل اسمبلی کے اراکین کرتے ہیں۔ بورڈ پالیسی اور بجٹ بنانے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ جنرل اسمبلی کا ایک صدر ہوتا ہے۔ جو بورڈ آف ٹرسٹی کا چیئرمین بھی ہوتا ہے۔ صدر کے نیچے ۸ ڈائریکٹر کام کرتے ہیں یہ ڈائرکٹریٹ دو حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ایک مرکزی ڈائرکٹریٹ اور دوسرا مرکز سے باہر ہے، دونوں کے اپنے کام ہوتے ہیں۔[۱۴]

الحق:

فلسطینی علاقوں میں اسرائیلی حکام کی طرف سے ہونے والی زیادتیوں اور انسانی حقوق کی پامالی کے ردعمل کے طور پر ۱۹۷۹ء میں فلسطینی وکیلوں نے یہ تنظیم بنائی۔ اس تنظیم کا شمار عرب کی ابتدائی این جی اوز میں ہوتا ہے۔ شروع میں تنظیم کا کام یہ تھا کہ جن لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوتی تھی ان کے اعداد وشمار اکٹھے کرتے تھے اور اسرائیل کے ہاتھوں ظلم کا شکار ہونے والے انسانوں کو دنیا کے سامنے لاتے تھے اور ان مظلوم لوگوں کو قانونی مدد فراہم کرتے تھے اس مقصد کے لئے اُنھوں نے ایک خاص شعبہ بنایا ہوا تھا۔

۱۹۸۶ء کے بعد تنظیم نے اپنے کام کو وسعت دی اور حقوق نسوں اور مزدوروں کے حقوق کیلئے بھی کام شروع کیا۔ ۱۹۹۰ء میں ان کے ملازمین کی تعداد چالیس تھی۔ یاسر عرفات کے زمانے میں جب اسرائیل اور فلسطین کے درمیان امن معاہدہ ''اوسلو'' ہوا اس وقت تنظیم نے اپنا لائحہ عمل تبدیل کرلیا اور اپنے کئی دفاتر بند کردیئے۔ تاہم کچھ دفاتر میں کام ہوتا رہا، جس میں دنیا بھر کے انسانوں کے حقوق کی پامالی کے بارے میں تحقیق ہوتی تھی۔ ۱۹۹۸ء میں تنظیم کو نئے سرے سے منظّم کیا گیا۔ نیا عملہ بھرتی کیا گیا نیا بورڈ آف ٹرسٹی بنا۔ ۲۰۰۰ء میں تنظیم کو اقوام متحدہ کی سماجی، معاشی اور معاشرتی کونسل کی عارضی رکنیت دی گئی۔

۲۰۰۲ - ۲۰۰۱ء میں معاشی لحاظ سے مستحکم ہونے کے بعد تنظیم نے دوبارہ عالمی سطح پر دنیا بھر میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالی کے اعداد وشمار اکٹھے کرنے شروع کردیئے۔ شروع میں تنظیم اُردن کے قانون کے تحت رجسٹرڈ تھی اس لئے کہ فلسطین آزاد نہیں تھا۔ ۲۰۰۴ میں تنظیم کو فلسطین کے قانون کے تحت رجسٹرڈ کیا گیا۔

بنیادی ڈھانچہ:

تنظیم کا بورڈ آف ڈائرکٹر ہے۔ سال میں چھ بار بورڈ کے ممبران کا اجلاس ہوتا ہے۔ اس کی اختیاراتی کمیٹی ہے جس کا سربراہ جنرل ڈائرکٹر کہلاتا ہے۔ ایک انتظامی امور کا آفسر ہوتا ہے جو انتظامی امور سرانجام دیتا ہے۔ اس افسر کے تحت درج ذیل شعبے کام کرتے ہیں۔

۱۔ شعبۂ تحقیق اور تائید و پرچار

۲۔ شعبہ قانون

۳۔ شعبہ نگرانی ودستاویزات

ان تینوں شعبوں کا اجلاس ہفتے میں ایک بار ضرور ہوتا ہے۔ فلسطینی قانون کے اندر رہتے ہوئے تنظیم نے جنرل اسمبلی بنائی۔ اسمبلی کا اجلاس سال میں ایک دفعہ ہوتا ہے۔ اور یہ اسمبلی تنظیم کی اندرونی اور بیرونی تمام سرگرمیوں کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ یہ تنظیم جینوا عالمی کمیشن برائے انصاف، عالمی مسکن اتحاد، بین الاقوامی تنظیم برائے انسانی حقوق انسداد دہشت گردی کی عالمی تنظیم کی ممبر ہے۔

سرگرمیاں

تنظیم نے فلسطین میں انسانی حقوق کیلئے آواز اُٹھائی اور مقامی اور عالمی سطح پر اسرائیلی پالیسیوں کے خلاف کھل کر اظہار خیال کیا۔

حقوق نسواں اور مزدوروں کے حقوق کیلئے کام کیا:

۱۹۶۹ء میں جب اسرائیلی حکومت نے مسجد اقصیٰ کو جلایا اس میں کئی افراد بھی جل گئے تھے۔ ان زندہ جل جانے والے لوگوں کیلئے تنظیم نے اسرائیل کے خلاف تحقیق کی اور اسرائیلی مظالم سے دنیا کو آگاہ کیا۔ ۱۹۹۰ء میں امریکہ کی انسانی حقوق کی تنظیم نے "Carter" Menil Human Rights Prize دیا۔ ۱۹۹۴ء میں تنظیم نے فلسطین میں عورتوں، قانون اور انصاف کے بارے میں مختلف پراجیکٹس شروع کیئے۔

۲۰۰۶ء میں ہونے والی سرگرمیاں:

☆ ۱۰ فروری ۲۰۰۶ء کو تنظیم نے Quartat [۱۵] کے ثالثی کمیٹی کے ممبران کو فلسطینی باشندوں کے قتل عام کے بارے میں خط لکھا۔

☆ ۱۳ فروری کو تنظیم نے اقوام متحدہ کے کمیشن برائے انسانی حقوق کو اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں فلسطینیوں کے حقوق کی پامالی پر تین مختلف یاداشتیں پیش کیں۔

☆ ۲ مارچ کو فلسطینی گھروں کی غیر قانونی تلاشی پر اقوام متحدہ کو خط لکھا اور ان کو آگاہ کیا۔

☆ ۸ مارچ کو اسرائیلیوں کے ہاتھوں تین فلسطینی بچوں کی غیر انسانی ہلاکت پر غیر جانبدارانہ تحقیق کرانے کیلئے اقوام متحدہ کو خط لکھا۔

☆ ۲۱ مارچ کو تنظیم نے Quartat کو کھلا خط لکھا۔

غزہ میں ۱۵ اپریل کو جو بمباری ہوئی اس پر بھی تنظیم نے Quartat کو کھلا خط لکھا۔ [۱۶]

ہیومن اپیل انٹرنیشنل:

یہ تنظیم ۱۹۸۴ء میں متحدہ عرب امارات UAE میں قائم ہوئی۔اس کا ہیڈ آفس اجمان میں ہے۔
یہ تنظیم صرف عرب تک محدود نہیں بلکہ پوری دنیا کے لوگوں کیلئے کام کررہی ہے۔
یہ خیراتی تنظیم ہے زیادہ تر خیراتی کاموں کو ترجیح دیتی ہے اس کے علاوہ تعلیم اور صحت کے پراجیکٹ شروع کئے ہوئے ہیں۔نیز حادثاتی امداد بہم پہنچاتی ہے زراعت کیلئے بھی لوگوں کو امداد اور مشورے دیتی ہے۔ان کے پوری دنیا میں ۱۲ دفاتر ہیں۔

خدمات:

یہ تنظیم زیادہ تر غریب ،نادار، یتیم اور بوڑھے لوگوں کے لئے کام کرتی ہے۔اب تک اس تنظیم سے ایک کروڑ لوگوں نے فائدہ اُٹھایا ہے۔قیام سے لے کر اب تک تنظیم نے ۱۵۰۰ کے قریب پراجیکٹ مکمل کئے ہیں۔ان ۱۵۰۰ پراجیکٹس میں سے ۸۰ فیصد بچوں اور عورتوں کیلئے ہیں۔۸۵۰ کے قریب کنویں اور ٹیوب ویل ایسی جگہوں میں لگائے ہیں جہاں پانی بالکل نہیں تھا۔متحدہ عرب امارات میں بھی غریب اور نادار لوگوں کیلئے کچھ پراجیکٹس شروع کئے ہیں جو لوگوں کو خوراک، کپڑے، فرنیچر اور دیگر ضرورت کی اشیاء فراہم کرتے ہیں۔بوڑھے لوگوں کیلئے جو گھر بنے ہوئے ہیں ان کو امداد فراہم کرتے ہیں اور مقامی بے گھر افراد کو گھر فراہم کرتے ہیں۔ عید کے موقع پر غریب اور نادار لوگوں کو نئے کپڑے دیتے ہیں۔ اور روزے کے مہینے میں غریبوں کو افطاری کراتے ہیں۔عیدالاضحیٰ کے موقع پر ناداروں کے لئے قربانی کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔تنظیم اب تک تقریباً ۷۰۰۰ ٹن خوراک اور دوسری اشیاء ضرورت لوگوں تک پہنچا چکی ہے۔
یتیموں کو معاشی طور پر مستحکم کرتی ہے ان کو اندورنِ ملک علاج اور باہر علاج کی سہولیتیں فراہم کرتی ہے۔۲۶۰۰ یتیموں کی کفالت تنظیم نے اپنے ذمے لی ہے ان کو بنیادی ضروریات کے علاوہ تعلیم اور صحت کی سہولیتیں بھی مہیا کرتی ہے۔ نابیناؤں کے علاج معالجے کی کوشش کرنا ان کو عینکیں فراہم کرنا اور ان کی خدمت کرنا یہ سب تنظیم کی اولین ترجیح ہے۔

تعلیم

تنظیم نے اب تک ۲۰ سے زائد سیکنڈری اور ہائی سکول بنائے ہیں۔ ۱۰ کے قریب چھوٹے بچوں کے لئے سکول کھول چکی ہے۔ اس کے علاوہ ۱۵۰۳ ایسے تعلیمی سنٹر کھولے ہیں جن میں بالغوں کو تعلیم دی جاتی

ہے تنظیم نے سلائی سنٹر بھی کھولے ہیں۔

صحت

تنظیم ۳۰ سے زائد ہسپتال بنا چکی ہے۔ان کے ۳۸ موبائل کلینک بھی کام کر رہے ہیں۔۲۵۰ سے زائد صحت کے ایمر جنسی پروگرام کر چکے ہیں۔صحت کے جو سنٹر پہلے سے موجود ہیں ان کو مختلف قسم کی مشینری مہیا کرتے ہیں۔ہسپتالوں میں ایمبولنس اور دیگر ضروری آلات کی فراہمی بھی ان کی ذمہ داری ہے۔ تنظیم کو انسانیت کی خدمت کرتے ہوئے ۲۰ سال سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے۔لیکن انکے کارکن اپنے اس مشن کو پہلے سے زیادہ جوش اور جذبے کے ساتھ سرانجام دے رہے ہیں۔۱۷

:Egyptian Center For Womens Right (CWR)

تمام دنیا میں یہ بات مانی گئی ہے کہ عورتوں کو ان کی صحیح حیثیت دیئے بغیر ترقی ممکن نہیں۔اس مقصد کیلئے عورتوں کو تعلیم دی جائے ان کو ہنر سکھائے جائیں اور ان کو سیاست میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے اور اسمبلی میں آبادی کے لحاظ سے ان کو سیٹیں دی جائیں۔ مصر کی عورتوں نے بھی اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے ۱۹۹۶ء میں قاہرہ میں تنظیم کی بنیاد ڈالی تا کہ جن عورتوں کے حقوق غصب ہوئے ہیں ان کو قانونی امداد مہیا کی جائے۔اور خواتین کو ان کے حقوق سے آگاہ کرنے کیلئے ان کو تعلیم دی جائے۔خواتین کے بارے میں تنظیم کے پراجیکٹ اتنے کامیاب ہیں کہ ورلڈ بینک نے ان کا شمار پہلی دس تنظیموں میں کیا ہے۔ یہ تنظیم مصری سوشل افیئر ز ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ رجسٹرڈ ہے۔اس کا اپنا ایک بورڈ آف ڈائرکٹر ہے اس بورڈ آف ڈائرکٹر کے تحت بہت سے شعبے کام کر رہے ہیں۔ قانونی امداد دینے والے، انتظامی کام کرنے والے، سوشل ورکر جو اعزازی طور پر کام کرتے ہیں۔۸۰ چھوٹی اور مقامی CBo's بھی کام کرتی ہیں۔ان کے کام کو آگے بڑھانے کیلئے ان کے کارکن پندرہ مختلف عرب ممالک میں اور پانچ افریقی ممالک میں سرگرم عمل ہیں۔

طریقہء کار:

خواتین کو ان کے حقوق دلانے کے لئے حکومتی اور اپوزیشن پارٹیوں کے ساتھ اجلاس کرتے ہیں۔اپنے کام کو پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والے افراد کے ذریعے آگے بڑھاتے ہیں۔الیکشن کے دوران خواتین کیلئے یہ پریس کانفرنس کرتے ہیں۔سیمینار اور ورکشاپ کا انعقاد کرتے ہیں۔پوسٹر اور بروشر تقسیم کرتے ہیں۔ لوکل کونسل کے الیکشن میں مصر میں جو ۱۰۰ خواتین منتخب ہو کر آئیں ان میں سے ۹۷ کو انھوں

نے تربیت دی ہے۔ عورتوں کے حقوق کیلئے تنظیم تین طریقوں سے کام کرتی ہے۔

۱۔ عورتوں کے خلاف جو قوانین بنے ہیں ان کو تبدیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔ لوگوں کو ان کے حقوق سے آگاہ کرتے ہیں۔

۳۔ لوگوں کو براہ راست قانونی امداد دیتے ہیں، غریب عورتوں کو وکلاء کی سہولت فراہم کرتے ہیں۔

تنظیم ہر سال چوبیس کے قریب قانونی حقوق کے موضوعات پر تربیت کا انتظام کرتی ہے۔ جس سے ہر سال تقریباً ۶۰۰۰ عورتیں تربیت حاصل کرتی ہیں۔ عورتوں کو چھوٹے پیانے پر ہنر سکھانے کیلئے بھی پروگرام بناتے ہیں۔ ۸۰ تنظیموں میں سے ہر سال دس منتخب تنظیموں کی کارکن خواتین کو تربیت دی جاتی ہے۔ تربیت کے ساتھ ساتھ ہر تنظیم کو ۲۰ لاکھ مصری پونڈ بھی دیئے جاتے ہیں۔

تنظیم نے ایک فورم بھی بنایا ہے جسکا نام عرب ویمن فورم ہے یہ سولہ عرب ممالک پر مشتمل ہے۔ اس فورم کا ہر سال اجلاس ہوتا ہے جس میں مختلف موضوعات پر بحث ہوتی ہے اور مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کا اپنا ایک ویب سائٹ بھی ہے۔ اس کا ایڈرس www.awfarab.org ہے۔

تنظیم نے ۲۰۰۴ء میں ایک رپورٹ شائع کی ہے جس کا نام ہے Progress of Arab Women ہے اس رپورٹ میں ۱۹۹۶ء سے لے کر ۲۰۰۴ء تک تنظیم نے خواتین کے حقوق کیلئے جو کام کیا وہ پیش کیا ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ کون سے سیاسی عوامل ہیں جو عورتوں کے حقوق کی راہ میں حائل ہیں۔ اس رپورٹ میں تنظیم نے یہ بتایا ہے کہ عورتوں پر کس قسم کی زیادتی ہوتی ہے۔

۲۰۰۶ء کیلئے منصوبہ بندی:

۲۰۰۵ء میں مصر میں جو الیکشن ہوا تھا اس میں عورتوں کو بری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ عورتوں کی ناکامی کی جو وجہ سامنے آئی وہ یہ ہے کہ مصر کا نظام ایسا ہے کہ وہ سیاسی طور پر عورتوں کو آگے بڑھنے نہیں دیتا۔ ان کے ہاں عورتوں کے لئے الگ درجہ نہیں ہے بلکہ مردوں کے ساتھ ہی وہ الیکشن میں حصہ لیتی ہیں۔ اسی لئے بعض پارٹیاں عورتوں کو اس ڈر سے نامزد نہیں کرتیں کہ وہ کبھی بھی کامیاب نہیں ہوسکتیں۔ اس مقصد کیلئے تنظیم نے آواز اُٹھائی ہے کہ عورتوں کے لئے الگ درجہ ہوتا کہ تمام پارٹیاں عورتوں کو نامزد کریں۔

قانونی طور پر عورتوں کو انصاف دلانے کیلئے تنظیم نے نئے اہداف رکھے ہیں۔ خواتین پر تشدد صرف مصر کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری دنیا کا مسئلہ ہے۔ البتہ مصر میں گذشتہ چند برسوں سے تشدد میں حد سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ تنظیم ایسی تمام عورتوں کو جن کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے نہ صرف قانونی امداد دے گی بلکہ اس

پر تحقیق بھی کرے گی اور اس تمام صورتحال کو سامنے لائے گی جن میں عورتوں کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ خواتین کے حقوق سے متعلق عوام میں آگاہی پیدا کی جائے گی۔ حال ہی میں تنظیم نے ہاٹ لائن نمبر نکالا ہے جسمیں اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ جس عورت کے ساتھ زیادتی ہو وہ اس نمبر پر اطلاع دے چاہے یہ زیادتی پولیس کے اہلکاروں نے ہی کیوں نہ کی ہو۔

یہ بھی منصوبہ بندی کی گئی ہے کہ جن عورتوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے ان کیلئے پریس کانفرنس کا اہتمام کیا جائے۔ تاکہ ان کے ساتھ جو زیادتی ہوئی ہے وہ عوام کے سامنے لائی جائے۔ حکومت کو بھی اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ عورتوں کو پولیس تشدد، اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے تشدد سے تحفظ دلائے۔

تنظیم نے یہ منصوبہ بندی بھی کی ہے کہ مصری سول اداروں کا دنیا کے دیگر ممالک کے اداروں کے ساتھ مستقل رابطہ قائم کیا جائے تاکہ ان کے کام سے استفادہ کیا جا سکے اور ان کو مصر کے حالات سے بھی آگاہ کیا جا سکے۔ اس پروگرام کو "Window to the World" کا نام دیا گیا ہے۔ مصری (CBo's) مقامی سطح پر قائم تنظیموں میں خواتین ارکان کو دیگر ممالک کے دورے کروائے جائیں تاکہ وہ دنیا کے حالات سے باخبر ہوں اور واپس اپنے وطن آ کر مثبت تبدیلی لانے کی کوشش کریں۔ تنظیم نے خواتین کے حقوق پر کچھ کتابچے بھی شائع کئے ہیں۔ جو درج ذیل ہیں۔

1. The story of Safia and her official documents.
2. Bortus An Experience that means life.
3. Building Political Culture with young women as leaders.
4. Talking about politics.
5. story of Nabaweya.
6. A-B Law.
7. Cultrual note books [۱۸]

عرب این جی اوز میں سے بعض ایسی ہیں جو اپنے ممالک سے ہی چندہ اکٹھا کرتی ہیں ان کو دیگر عرب ممالک سے بھی فنڈز ملتا ہے ایسی این جی اوز اسلام کو فروغ دیتی ہیں اور انسانیت کی خدمت میں وہ مخلص ہیں۔ کچھ این جی اوز جو مغربی ممالک کے چندوں پر چلتی ہیں ان کو مجبوراً ڈونرز کے اشاروں پر چلنا پڑتا ہے گویا وہ ان ممالک کے مشن کو آگے بڑھا رہی ہوتی ہیں۔

فصل نمبر ۳

یورپی این جی اوز کے نظریات

یورپ میں سماجی خدمات کا بہت چرچا ہے اس سلسلے میں بہت سے ادارے سرگرم عمل ہیں۔ ان اداروں کے نظریات کو جاننے کے لئے کچھ کا ذکر کیا جارہا ہے:

عالمی تنظیم برائے مزدور International labour organization (ILO):

یہ اقوام متحدہ کا ماتحت ادارہ ہے جو لوگوں کو سماجی انصاف مہیا کرنے کیلئے کام کرتا ہے۔ اس کا قیام ۱۹۱۹ء میں عمل میں آیا یہ لیگ آف نیشن (جو یواین او سے پہلے بنا تھا) کا واحد ادارہ ہے جو ابھی تک کام کررہا ہے۔ ۱۹۴۶ء میں یہ اقوام متحدہ کا باقاعدہ ادارہ بنا۔ اس ادارے میں پوری دنیا کے مزدوروں کیلئے قوانین بنائے جاتے ہیں تاکہ دنیا بھر کے مزدوروں کیلئے بنیادی حقوق کی فراہمی کو ممکن بنایا جاسکے۔ فیکٹریوں میں مزدوروں کے لئے جو یونینز بنائی جاتی ہیں یہ ادارہ ان کو قانونی تحفظ مہیا کرتا ہے۔ یہ بات اس کے منشور میں ہے کہ مزدور یونین بنائیں اور اپنے حقوق کیلئے آواز بلند کریں۔ یہ ادارہ جبری مشقت کے خاتمہ کیلئے کام کرتا ہے نیز مزدوروں کی بنیادی ضروریات مثلاً صحت، تعلیم، مزدوروں کی حادثاتی موت کے بعد ان کے بچوں کو معاشی تحفظ فراہم کرنے کیلئے کوشاں ہے۔ ادارہ مزدوروں کو مندرجہ ذیل مدوں میں تکنیکی معاونت بھی فراہم کرتا ہے۔

۱۔ ووکیشنل ٹریننگ کے اداروں کیلئے۔

۲۔ مزدوروں کی تنظیموں کو فعال بنانے کیلئے۔

۳۔ کواپریٹو سوسائٹیز کو۔

۴۔ معاشرتی تحفظ کے اداروں کو۔

ادارہ مزدوروں اور مالکان کے درمیان رابطے کا کام کرتا ہے۔ یہ حکومت تک مزدوروں کے مسائل پہنچاتا ہے اور پھر حکومت کی طرف سے ان کی کوششوں سے جو پیشرفت ہوتی ہے اسے مزدوروں تک پہنچاتا ہے۔ اس کا مرکزی خیال دو صنعتکاروں نے دیا تھا۔ ایک کا نام Robert owen Wales اور دوسرے کا نام Daniel Legrand تھا۔ جن کا تعلق فرانس سے تھا۔ انھوں نے ۱۹۰۱ء میں ایک ادارہ

بنایا جس کو بعد میں یعنی ۱۹۱۹ء میں عالمی تنظیم برائے مزدور کا نام دیا گیا۔ شروع میں اس کے بنانے کا مقصد تمام انسانوں کیلئے کام کرنا تھا بعد میں اس کو مزدوروں کیلئے محدود کردیا گیا۔ مزدوروں کی صحت، انکے خاندانوں کی کفالت اور ترقی کیلئے کام ہونے لگا تا کہ معاشرے سے ظلم، معاشی استحصال اور محرومی کا خاتمہ ہو۔

ILO کی یہ کوشش ہے کہ صنعتکاروں اور مزدوروں کے مابین ایک مفاہمت کی فضا پیدا ہو جائے اور دونوں کے سیاسی حقوق کا تحفظ ہو سکے۔

یہ تنظیم مزدوروں کے معاشی استحکام کیلئے کام کرتی ہے اور صنعتکاروں کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ مزدوروں کو ان کی مزدوری کے موافق اجرت دی جائے اور دیگر معاشی مسائل کے حل مثلاً بیماری، موت اور شادی بیاہ وغیرہ میں ان کی مدد کرتی ہے۔

تنظیم جنگ کے دوران مزدوروں کے حالات کو بہتر بنانے اور ان کی بنیادی انسانی حقوق کو پامال ہونے سے بچانے اور جنگ کے بعد امن کے قیام کی کوششیں کرتی ہے اور دنیا میں امن کی فضا قائم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

ILO کا آئین جنوری اور اپریل ۱۹۱۹ء کے درمیان لکھا گیا۔ اس کے لکھنے والے مزدور کمیشن کے اراکین تھے اس کمیشن میں نو ممالک شامل تھے جن میں بیلجیئم، کیوبا، چیکوسلواکیہ، فرانس، اٹلی، جاپان، پولینڈ۔ برطانیہ اور امریکہ شامل تھے۔ اس کمیشن کا سربراہ Samuel Gompers تھا۔ پہلی سربراہی کانفرنس میں ہر ملک سے دو نمائندوں نے شرکت کی جن میں سے ایک کا تعلق حکومتی ارکان سے اور ایک کا تعلق صنعتکاروں اور کارکنوں سے تھا۔ یہ اجلاس ۲۹ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو شروع ہوا اور پہلے ہی اجلاس میں اُنھوں نے چھ مختلف قوانین پر دستخط کیے۔ جن میں سے پہلا فیکٹریوں میں کام کا دورانیہ مقرر کرنا تھا دوسرا بے روزگاری سے متعلق تھا۔ تیسرا ماؤں کو تحفظ مہیا کرنا اور رات کو کام کرنے والی خواتین کیلئے الگ قانون بنانا، مزدوروں کی کم سے کم عمر اور نوجوان مزدوروں کیلئے رات کے وقت کام کا دورانیہ مقرر کرنا تھا۔

ILO کا سب سے بڑا ادارہ اختیاراتی کونسل ہوتا ہے۔ جن کے ممبران کا انتخاب کانفرنس کے دوران ہوتا ہے۔ ان ممبران کا انتخاب دوسری آنے والی کانفرنس کیلئے ہوتا ہے۔ جن میں سے نصف حکومتی ارکان ہوتے ہیں چوتھائی مزدور راہنما اور ایک چوتھائی فیکٹری مالکان ہوتے ہیں۔ ILO کا پہلا

ڈائریکٹر Albert Thomas تھا۔ یہ شخص ایک فرانسیسی سیاستدان تھا جس کو سماجی مسائل پر کافی عبور حاصل تھا اس کے ماتحت دو ہی سالوں میں مزید دس قوانین منظور ہوئے گویا کل سولہ قوانین کی منظوری ہوئی اور اٹھارہ مزید قوانین غور وحوض کیلئے پیش ہوئے۔ اس کے دفتر کا افتتاح ۱۹۲۰ء میں جنیوا میں ہوا۔ ۱۹۲۶ء میں اس میں پیشرفت ہوئی اور ایک نگرانی کا نظام عمل میں آیا۔ کمیٹی میں مختلف مدوں میں تجربہ رکھنے والے لوگ شامل تھے۔ جو ہر ملک کے مزدور طبقے کے لئے بنائے گئے قوانین کا معائنہ کرنے کے مجاز تھے۔ ۱۹۳۲ء میں Albert Thomas کا انتقال ہوا۔ یہ وقت ایسا تھا کہ یورپ میں بدترین بے روزگاری تھی معاشی لحاظ سے یورپ دیوالیہ ہو گیا تھا اس کو انگریزی میں Great Depression کہتے ہیں۔ نئے ڈائریکٹر جس کا نام Herold Butler تھا اور اس کا تعلق انگلینڈ سے تھا کو اس غیر متوقع صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ دیوالیہ پن کی وجہ سے کارخانے بند ہوئے اور مزدور بے روزگار ہوئے لوگوں کو تاریخ کے شدید بحران کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

۱۹۳۴ء میں پہلی دفعہ امریکہ نے ILO کی ممبرشپ اختیار کر لی۔ ۱۹۳۹ء میں اس کی ڈائریکٹر شپ امریکہ کے ایک شخص John Winant کو سونپی گئی اس وقت دوسری جنگ عظیم شروع ہو گئی تھی اور لوگوں کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔ ۱۹۴۱ء میں ڈائریکٹر شپ ایک شخص Edward Philad جس کا تعلق آئرلینڈ سے تھا اس کو سونپ دی گئی۔ اس ڈائریکٹر کی کوششوں سے Declaration of Philadelphia جو باقاعدہ طور پر ILO کے آئین کا حصہ بنا اس کی ڈائریکٹر شپ کے دوران ہی ۱۹۴۸ء میں ایک اور قانون نمبر ۸۷ منظور ہوا۔ جس میں مزدوروں کو یونین بنانے اور ان کو تحریک چلانے کی مزید آزادی مل گئی۔

ILO کے زیادہ عرصہ رہنے والے ڈائریکٹر David Morse جن کا تعلق امریکہ سے تھا وہ ۲۲ سال ILO کے ڈائریکٹر رہے۔ ان کے عہد میں ILO کے ممبر ممالک کی تعداد دگنی ہو گئی اور اس ادارے کو مزید وسعت ملی۔ بجٹ میں پانچ گناہ اضافہ ہوا اور عملے کی تعداد دس گناہ ہو گئی۔ ۱۹۶۰ء میں ILO کے ماتحت ایک اور ادارہ وجود میں آیا جس کا نام International Institute for labour studies ہے اس کا ہیڈ کوارٹر بھی جنیوا میں ہے۔ ۱۹۶۵ میں اس کے ماتحت ایک اور ذیلی ادارہ International Training Center وجود میں آیا۔ ۱۹۶۹ء میں ILO کو اس کی پچاسویں سالگرہ پر امن کا نوبل انعام دیا گیا۔ ۱۹۷۷ء میں امریکہ نے ILO سے علیحدگی اختیار کر لی ۱۹۸۰ء میں دوبارہ شمولیت اختیار کر لی۔ ۹۰-۱۹۸۰ء کے درمیان ILO نے پولینڈ میں مطلق العنانی کے دوران مزدوروں کے حقوق کی بحالی کے لئے بہت کام

کیا۔ ۱۹۸۹ء میں مائیکل ہنسن ڈائریکٹر بنے۔ ان کا تعلق بیلجیئم سے تھا اور وہ وہاں کے وزیر برائے روزگار ومزدوران تھے ان دنوں سویت یونین اور امریکہ کے درمیان سرد جنگ کا خاتمہ ہوگیا تھا اور دنیا کو نئے چیلنجوں کا سامنا تھا۔ مائیکل ہنسن کی سربراہی میں ILO نے ان چیلنجوں کا مقابلہ کامیابی سے کیا۔ ۱۹۹۹ء میں Juan Somavia جو پیشے کے لحاظ سے وکیل تھے، کو ILO کا نواں ڈائریکٹر چن لیا گیا۔ ۲۰۰۵ء تک ILO کے ۲۹۴ اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔ ۱۹

(ICRC) International Committee of Redcross

اس ادارے کی بنیاد ۱۸۶۳ء میں سوئیزرلینڈ کے ایک شہری Henri Dunant نے رکھی تھی۔ مقصد یہ تھا کہ انسانوں کے معاشی استحکام اور غربت کے خاتمے کیلئے کام کر سکے، جنگ، سیلاب اور قدرتی آفات اور خانہ جنگی میں انسانوں کی بحالی کیلئے کام کر سکے۔ ۱۸۶۳ء میں تیرہ ممالک کی کانفرنس ہوئی جنھوں نے اس پر دستخط کئے اور اس کیلئے ایک منشور بنایا جسے جنیوا کنونشن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کنونشن کی رو سے انسانوں کو بنیادی انسانی حقوق، آزادی اظہار، آزادی مذہب، انصاف کی فراہمی، بروقت انصاف، امن کا قیام، دنیا کے قدرتی ذرائع پر ہر انسان کا حق وغیرہ دیئے گئے۔ اس کنونشن پر تیرہ ممالک نے دستخط کئے اور اسے دیگر ممالک کے سامنے پیش کیا کہ وہ بھی اس کو مان لیں لیکن کسی نے اس طرف توجہ نہیں دی۔

جب امریکہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی اُس زمانے میں ابراہیم لنکن بادشاہ تھا اُس وقت انسانی حقوق کی بہت پامالی ہوئی وہاں پر ایک نرس نے یہ نعرہ لگایا کہ امریکہ جنیوا کنونشن پر دستخط کرے۔ اُس نرس کا نام Clora Brton تھا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی آواز حکومت کے ایوانوں تک نہیں پہنچ رہی تو اُس نے ۱۸۷۷ء میں امریکہ کی سطح پر ریڈ کراس کا ادارہ بنایا اور امریکہ کو مجبور کیا کہ وہ جنیوا کنونشن پر دستخط کرے۔ اس طرح ۱۸۸۴ء کو امریکہ نے جنیوا کنونشن پر دستخط کر دیئے۔ پہلی جنگ عظیم تک ۴۷ ممالک نے اس پر دستخط کئے۔ دوسری جنگ عظیم تک اس کنونشن میں مزید ملکوں کا اضافہ نہیں ہوا لیکن بعد میں اس پر دیگر ممالک نے دستخط کر دیئے اور اب دنیا کے تمام ممالک نے اس کو تسلیم کر لیا ہے۔

اس ادارے کے مستقل دفاتر ۶۰ ممالک میں ہیں۔ اور یہ ادارہ ۸۰ ممالک میں کام کر رہا ہے۔ اس کا ہیڈ کواٹر سوئٹزرلینڈ کے دارالحکومت جنیوا میں ہے۔ اس کو فنڈ بھی سوئٹزرلینڈ حکومت دیتی ہے۔

ICRC کے موجودہ صدر J.Kellen Berger ہیں۔اس کی ایک اعلیٰ اختیاراتی اسمبلی ہے اس کے ماتحت ایک اسمبلی کونسل کام کررہی ہے۔اس کا ایک ڈائریکٹریٹ بھی ہے جو سوئٹزرلینڈ میں ہے۔صدر کے علاوہ اس کے دو نائب صدور بھی ہیں۔اسمبلی میں منصوبے بنتے ہیں اور فیصلے ہوتے ہیں اور ڈائریکٹریٹ اس پر عمل کرواتا ہے۔

ڈائریکٹریٹ کے ممبران چار سال کیلئے منتخب ہوتے ہیں۔موجودہ ڈائریکٹریٹ نے یکم جولائی ۲۰۰۲ء میں حلف اُٹھایا تھا۔ ICRC ایک آزاد اور خود مختار ادارہ ہے۔اس کا عملہ ۱۲۰۰۰ کے قریب ہے۔جو ۸۰ ممالک میں کام کرتے ہیں۔ بعض اسلامی ممالک میں یہ ہلال احمر کے نام سے کام کرتا ہے۔ ادارہ جنگ کے دوران اور جنگ کے بعد جنگ سے متاثرہ لوگوں کی بحالی کا کام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ جنگ کے دوران دیگر ممالک کی جیلوں میں جو قیدی چلے جاتے ہیں ان کی رہائی کے لئے کوشش کرتا ہے۔ جنگ کے دوران بچھڑے ہوئے لوگوں اور خاندانوں کو آپس میں ملانے کیلئے مؤثر کردار ادا کرتا ہے۔ ادارہ حکومت کے ساتھ مل کر بھی کام کرتا ہے۔

۲۰۰۴ء میں پانچ لاکھ ستر ہزار لوگوں کو اُنھوں نے پینے کا صاف پانی، رہائش، تعلیم، اور دیگر سہولیات فراہم کیں۔اس کے علاوہ ادارے نے دو کروڑ لوگوں کو اپنے مختلف پراجیکٹ کے ذریعے فائدہ پہنچایا۔دو کروڑ اسی لاکھ افراد کو صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کیں۔ دو کروڑ بیس لاکھ افراد کو گھریلو ضروریاتِ زندگی فراہم کیں۔ ایک کروڑ تیس لاکھ افراد کو خوراک مہیا کی۔ ایک کروڑ دس لاکھ افراد کو قرضے فراہم کئے تاکہ وہ اس قابل ہو جائیں کہ اپنے لئے کچھ کما سکیں۔آجکل ادارہ انڈونیشیاء کے آچے صوبے میں اُن لوگوں کی بحالی کیلئے کام کر رہا ہے جو سونامی سے تباہ ہوئے ہیں۔ افغانستان میں صحت، پینے کے پانی، معذوروں کی بحالی اور دیگر کاموں میں مدد کر رہا ہے۔ کروشیا میں خانہ جنگی سے ہونے والی تباہی کے اثرات کو کم کرنے اور متاثرین خانہ جنگی کی بحالی کے لئے ہر ممکن مدد کر رہا ہے۔ سوڈان کے شہریوں کا معیار زندگی بلند کرنے کے لئے کام کر رہا ہے۔ سوڈان کے ڈارفر صوبے جس کی آبادی چھ لاکھ کے لگ بھگ ہے کے مغرب میں لوگوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے اور نکاسی آب کیلئے کوشاں ہے۔

جارجیا میں لوگوں کے معاشی مسائل کے حل کیلئے کئی منصوبوں پر کام کر رہا ہے۔سری لنکا میں سونامی کے متاثرین کی بحالی کیلئے چار اضلاع میں کام کر رہا ہے۔ بوسنیا کے شہر SREBRENICA میں جنگ سے لاپتہ ہونے والے ۱۴۰۰۰ افراد کو ان کے خاندانوں سے ملانے کا کام کر رہا ہے۔ ۲۰۰۵ء میں

ادارے نے ۹۷۰ ملین سوئس فرینک (سوئیزرلینڈ کی کرنسی) کے برابر امداد فراہم کی۔[۲۰]

قدرتی آفات میں ہنگامی امداد دینے والا ادارہ International Rescue Committee(IRC):

یہ ادارہ ۱۹۳۳ء میں آئن سٹائن کے مشورے سے عمل میں آیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ ان لوگوں کی مدد کی جاسکے جو کہ ہٹلر کی وجہ سے بے گھر ہو گئے تھے۔ آئن سٹائن یہودی تھا اور ہٹلر یہودیوں کا سب سے بڑا دشمن، یہی وجہ ہے کہ وہ یہودیوں پر مظالم ڈھاتا تھا اس کے ردعمل کے طور پر یہ ادارہ عمل میں آیا۔ اس ادارے کا صدر دفتر نیویارک میں ہے۔ دوسرا بڑا دفتر سوئٹزرلینڈ یورپ میں ہے۔ دنیا کے مزید ۲۵ ممالک میں ان کے دفاتر ہیں۔ اس ادارے کے صدر کا نام George Rupp ہے، نائب صدر George Bidolle ہے اس کے سات نائب صدور ہیں۔ سال بھر میں جو شخص بہتر کارکردگی دکھاتا ہے اُسے ایوارڈ سے بھی نوازا جاتا ہے یہ Sarlo Foundation Humanitarian Award ہے۔ جارج سارلو جو IRC کے بورڈ کا ممبر ہے اور جس نے یہ فاؤنڈیشن بنائی ہے اسی کے نام پر یہ ایوارڈ دیئے جاتے ہیں۔ مختلف ممالک میں ان کے دفاتر ہیں۔ امریکہ میں ۵۰ ریاستیں ہیں اور ہر ریاست میں IRC کا دفتر ہے۔ ایشیاء میں پاکستان ،افغانستان ،انڈونیشیاء اور تھائی لینڈ میں اس کے دفاتر ہیں۔ یہ ادارہ بغیر کسی نسلی ،مذہبی تعصب کے پوری دنیا کے انسانوں کی مدد کرتا ہے۔

قیام کے وقت ادارے کا نام انٹرنیشنل ریلیف ایسوسی ایشن (IRA) تھا۔ ۱۹۴۰ء میں اس کا نام ایمرجنسی ریسکیو کمیٹی ERC رکھا گیا۔ ۱۹۴۲ء میں ان دونوں کو ملا کر انٹرنیشنل ریسکیو کمیٹی کا نام دیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم میں اس ادارے نے بہت اہم کردار ادا کیا لوگوں کو خوراک اور طبی امداد بہم پہنچاتے رہے۔ ۱۹۵۴ء میں شمالی ویت نام اور جنوبی ویت نام کی جنگ میں متاثرین کی ہر طرح سے مدد کی۔ ۱۹۵۶ء میں ہنگری میں انقلاب آیا اس دوران اس ادارے نے بہت کام کیا۔ ۱۹۶۰ء میں کیوبا سے جو لوگ فیڈرل کیسٹرو کے غیض وغضب سے بچنے کیلئے بھاگے، ان کی بحالی کیلئے کام کیا۔ ہیٹی میں فوجی انقلاب کے بعد جو حالات پیدا ہوئے اسمیں بھی ادارے نے لوگوں کی بہت مدد کی۔ ۱۹۶۲ء میں انگولہ سے جو لوگ زائر بھاگ گئے تھے ان کی ہر ممکن مدد کی۔ ۱۹۶۲ء میں چائینہ کی کمیونزم حکومت کے خوف سے جو لوگ ہانگ کانگ بھاگے تھے ان کی بحالی اور تعمیر نو کیلئے بہت کام کیا۔ ۱۹۷۱ء میں پاکستان اور بھارت کے درمیان ہونے والی جنگ میں جو لوگ مشرقی پاکستان سے ہندوستان چلے گئے تھے، ان کی صحت، تعلیم اور بچوں کی صحت کے لئے بہت کام کیا۔

۱۹۷۵ء میں چلی (ساؤتھ امریکہ) سے لوگ نارتھ امریکہ بڑی تعداد میں چلے گئے تھے اُن کو

وہاں پر رہائش اور دیگر ضروریات فراہم کرنے کیلئے بھیIRC نے بہت تگ و دو کی۔ ۱۹۷۶ء میں Endochini نسل کے لوگ برما سے تھائی لینڈ بھاگ گئے تھے، ان کی بحالی اور ان کو دیگر ضروریات فراہم کیں۔ ۱۹۷۷ء میں Endochini نسل کے لوگوں کو جو ویت نام، کمبوڈیا اور لاؤس میں تھے، ان کو جب وہاں کے لوگ نکالنے لگے توIRC نے ان کو وہاں کا مستقل شہری بنانے کے لئے کوششیں کیں جن کی وجہ سے ان کو وہاں مستقل شہریت ملی۔ اس وقت کے پریزیڈنٹ (IRC) Leo Cherne کی انتھک کوششوں سے کامیابی ملی۔ ۱۹۷۹ء میں سویت یونین سے جو لوگ آرمینیا بھاگ گئے تھے جن کی تعداد ۵۳۰۰۰ تھی، ان کو بھی IRC نے تعلیم، صحت اور رہائش وغیرہ کی سہولتیں فراہم کیں۔ ۱۹۸۰ء میں افغانستان کا مسئلہ پیش آیا اور بہت سے افغانی لاکھوں کی تعداد میں پاکستان آگئے ان کی مدد کیلئے بھیIRC نے مؤثر کردار ادا کیا اور ان مہاجرین کو بحال کرنے، ان کو تعلیم، صحت اور دیگر ضروریات فراہم کرنے میں ادارے نے مدد کی۔ ۱۹۸۲ء میں لبنان سے جو فلسطینی باشندے نکالے گئے، انکو جگہ فراہم کرنے میں بھی IRC نے بہت مدد کی۔ ۱۹۸۴ء میںEl.SalvaDor میں خانہ جنگی کے نتیجے میں جو لوگ بے گھر ہوئے IRC نے اُن کو رہائش مہیا کی، صحت کیلئے مناسب اقدامات کئے اور ان کو تعلیمی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ ۱۹۸۷ء میں پولینڈ میں پولش حکومت کے ساتھ ملکرIRC نے وہاں کے لوگوں کی صحت کی بحالی کے لئے بہت کام کیا۔ ۱۹۸۸ء میں افغانیوں کی دوبارہ بحالی کیلئےIRC نے مستقل بنیادوں پر کیمپ بنائے۔ ۱۹۸۹ء میں IRC نے مستقل کمیشن بنایا جس کا نام Womens Commission for Refugy Women and Children ہے۔ یہ IRC کا ایک ذیلی ادارہ ہے جو مستقل بنیادوں پر قائم ہوا۔ ۱۹۹۱ء میں سوڈان میں ۲۵۰۰۰۰ لوگ بے گھر ہوئے اُن کوIRC نے بنیادی ضروریات کی فراہمی میں اہم کردار ادا کیا۔ ۱۹۹۲ء میں یوگوسلاویہ میں جو نسلی فسادات مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان ہوئے اس میں بھیIRC نے متاثرین کو ہر طرح کی امداد پہنچائی۔ ۱۹۹۴ء میں روانڈا کی خانہ جنگی کے دوران جو لوگ تنزانیہ، ذائر اور کانگو چلے گئے تھے، ان کو بھی رہائش، تعلیم اور صحت کی بنیادی سہولیات فراہم کرنے میںIRC سب سے آگے تھا۔ ۱۹۹۵ء میں ایتھوپیا میں IRC نے زراعت کے میدان میں تربیت اور چھوٹے پیمانے پر قرضوں کی فراہمی کا پروگرام بھی شروع کیا۔ ۱۹۹۶ء میں برونڈی میں خانہ جنگی ہوئی توIRC نے برونڈی کے سولہ صوبوں کو ہنگامی امداد فراہم کی۔ ۱۹۹۷ء میں کوسوو سے جو لوگ میسوڈونیہ (Macedonia)، البانیہ، مانٹینگرو (Montenegro) اور بوسنیا چلے گئے تھے، ان کی بحالی کیلئے بھی IRC نے ہنگامی بنیادوں پر کام کیا۔ ۱۹۹۹ء میں انڈونیشیاء سے ایسٹ تیمور (مشرقی تیمور) نے جب

آزادی کے حصول کی کوششیں کیں، اس میں کافی لوگ بے گھر ہوئے، IRC نے ان کی آبادکاری اور بنیادی ضروریات کی فراہمی میں اہم کردار ادا کیا۔ ۲۰۰۰ء میں چیچنیا سے جو مہاجرین جنگ کی وجہ سے انگشتیا چلے گئے تھے ان کو بھی تمام ضروریات مہیا کیں۔ ۲۰۰۲ میں ایران اور پاکستان سے جو افغان مہاجرین دوبارہ اپنے ملک گئے ان کی آبادکاری میں بھی IRC نے اہم کردار ادا کیا۔ ۲۰۰۳ء میں عراق امریکہ جنگ کے دوران IRC نے متاثرین کی ہر ممکن مدد کی۔

۲۰۰۴ء میں IRC نے پوری دنیا میں ایک کروڑ پچاس لاکھ افراد کو امداد فراہم کی۔ ان میں ۳.۸ملین یا تراسی لاکھ لوگوں کیلئے پینے کے صاف پانی، صحت اور گندے پانی کی نکاسی کے پراجیکٹ شروع کئے اور پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ ۲۶۳۰۰۰ بچوں کو جن میں آدھے سے زیادہ لڑکیاں شامل ہیں، کو ان اساتذہ کے ذریعے زیور تعلیم سے آراستہ کیا جو IRC کے تربیت یافتہ تھے۔ ۳۰۰۰۰ بالغوں کو جن میں نصف خواتین ہیں کو خواندہ کیا، پچاس ہزار افراد کو ووکیشنل تربیت مہیا کی تاکہ اس کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے میں مدد فراہم کی جاسکے۔ چار ملین یعنی چالیس لاکھ افراد کو IRC کی طرف سے بنائے گئے صحت کے بنیادی مراکز میں صحت کی سہولتیں فراہم کیں۔ پندرہ ہزار ذہنی معذوروں کو معمول کی زندگی کی طرف لانے کے لئے مدد فراہم کی۔ آٹھ ہزار تین سو گمشدہ بچوں کو ان کے والدین سے ملوایا۔ جو لوگ امریکہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے ان میں سے بیس ہزار سات سو لوگوں کو IRC نے رہائش، تعلیم، صحت اور دیگر معاشی مسائل حل کرنے میں مدد کی۔

غربت کے عالمی سطح پر خاتمے کیلئے IRC نے ایک مہم شروع کی جس میں آٹھ اور ادارے بھی ان کے ساتھ کام کرتے ہیں یہ مہم ۲۰۰۵ء میں شروع ہوئی۔ اس کا خیال گیارہ ستمبر کے دہشت گردی کے واقعے کے بعد آیا کہ جو لوگ غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں وہی دہشت گردوں کے جال میں آسانی سے آجاتے ہیں۔ اسلئے مہم کا مقصد یہ ہے کہ غربت کا خاتمہ ہو جائے اور دنیا میں دہشت گردی بھی کم ہو جائے۔ اس مہم میں IRC کے ساتھ جو ادارے مدد کر رہے ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

1. Care
2. Child Reach
3. International Medical Corps
4. International Resourc Committee
5. Mercy Corps

6. Oxfam
7. Save the Children
8. World Concern
9. World Vision

ان تمام اداروں نے مل کر جو تنظیم بنائی ہے یہ دنیا کے ان ایک ارب لوگوں کی زندگی بہتر بنانے کیلئے کوششیں کر رہے ہیں جو غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ نو ملکوں کی اس تنظیم کو ۱۲ ممالک فنڈز فراہم کر رہے ہیں جس میں امریکہ پہلے نمبر پر ہے جو اپنی مجموعی قومی پیداوار کے 1/10 حصہ کا ایک فیصد اس تنظیم کو مہیا کرتا ہے۔ سابق امریکی صدر نوبل انعام یافتہ جمی کارٹر نے کہا ہے کہ کسی قوم کی بڑائی کا اندازہ اس قوم کے لوگوں کی سخاوت سے لگایا جا سکتا ہے ہمیں اس دنیا کو رہنے کے قابل بنانے کیلئے کام کرنا چاہیئے۔۲۱

IRC کا مشن:

درج بالا اعداد و شمار سے ادارے کا مشن ظاہر ہے کہ جو لوگ نسلی یا مذہبی منافرت کی وجہ سے دوسری جگہوں میں نقل مکانی کرتے ہیں یا پھر جنگوں یا تشدد کی وجہ سے بھاگ جاتے ہیں ان کی مدد کرنا۔ ہنگامی بنیادوں پر پانی، خوراک رہائش، طبی سہولتیں، گندے پانی کی نکاسی، ہنگامی حالات کے بعد بے گھر لوگوں کو تعلیم فراہم کرنا اور ان کو معاشی طور پر مستحکم بنانے کیلئے کام کرنا ہے۔ یہی IRC کا منشور اور مستقبل کا لائحہ عمل ہے یہ دنیا بھر کے تمام لوگوں کے بنیادی انسانی حقوق کو پامال ہونے سے بچانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

فنڈز:

جو بڑے ممالک اقوام متحدہ کے دیگر ممالک کو فنڈز فراہم کرتے ہیں وہی IRC کو بھی فنڈز دے رہے ہیں۔ ہر ایک ڈالر جو فنڈ میں ملتا ہے اس میں سے ۹۰ سینٹس لوگوں پر خرچ کرتے ہیں اور باقی ۱۰ سینٹس سے ادارے کے اخراجات پورے کرتے ہیں۔۲۲

IRC کے ذیلی ادارے:

1. Women Commission for Refugy Women and Children,

www.womens commission.orgویب سائٹ

2. Reproductive Health response and Conflect Consortium

www.rhrc.orgویب سائٹ

3. Spenish Refugies Aid

www.their. org/rra/ویب سائٹ

پلان:

پلان کا قیام ۱۹۳۷ء میں ایک برطانوی جرنلسٹ John Langdon Davies کے ذریعے عمل میں آیا۔ یہ ۱۹۳۷ء ہسپانی خانہ جنگی کے دنوں کی بات ہے کہ سپین کے ایک ریلوے سٹیشن Santander سے روزانہ گیارہ ہزار کے قریب مہاجرین دوسرے شہروں کو جاتے تھے۔ ان میں زیادہ تر یتیم بچے تھے ان میں سے ایک لڑکا Jose نام کا بھی تھا۔ اس کے والد نے اُسے ایک رقعہ لکھ کر دیا تھا کہ میں جوز کا باپ ہوں جس وقت Santander کا علاقہ دشمنوں کے قبضے میں ہوگا میں مارا جا چکا ہوں گا اس لئے جو شخص بھی میرے بیٹے کو زندہ حالت میں دیکھے اس سے میں اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے۔ خوش قسمتی سے یہ بچہ John Lagdon Davies کے ہاتھ آیا۔ اس نے بچے کو لیا اور ایک دوست کے پاس آیا جس کی مدد سے اس نے ایک تنظیم قائم کی جو اس جنگ میں یتیم ہونے والے بچوں کی پرورش کے انتظامات کرتی تھی۔ اس تنظیم یا ادارے کا نام Foster Parents Plan for Children in Spain رکھا گیا۔ اس ادارے میں بچوں کو خوراک، رہائش، اور دوسرا ضروری سامان مہیا کیا جاتا تھا تاکہ وہ مستقبل میں اچھے شہری بن سکیں۔ یہیں پر اُنھوں نے بچوں کیلئے کھیل اور دوسری تفریحات بھی مہیا کی تھیں تاکہ جنگ کے بُرے اثرات سے یہ بچے زیادہ متاثر نہ ہوں۔ تعلیم کے ذریعے بچوں کو نارمل زندگی گزارنے کے قابل بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ ورک شاپس کے ذریعے ان کو دیگر ہنر بھی سکھائے جاتے تھے جن میں کپڑے، کھلونے اور جوتے بنانے کے طریقے اور اس کے علاوہ سبزیاں اُگانے کے طریقے شامل تھے۔ جب دوسری جنگ عظیم کا آغاز ہوا تو اس ادارے نے دیگر ممالک کے بچوں کو جو جنگ سے متاثر تھے جن میں بیلجیئم، فرانس، جرمنی، برطانیہ اور ہالینڈ شامل تھے کی بڑی مدد کی۔

۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۰ء کے دوران یورپ کی معیشت جنگ کے اثرات سے نکلنے لگی اور یورپی ممالک نے غریب اور نادار بچوں کی کفالت کیلئے کام کا آغاز کیا تو اس ادارے نے بھی اپنا دائرہ کار کولمبیا، چین، ویت نام، ہندوستان، ایتھوپیا، کوریا اور سینیگال تک بڑھایا۔ ۱۹۷۰ء سے ۱۹۹۰ء کے درمیان Foster Parents

Plan نے اپنا دائرہ کار تینتیس ممالک تک بڑھایا جن میں انڈونیشیا، فلپائن، مالی، سرالیون، گھانا، ٹوگو، ایکواڈور، بولیویا، پیراگوئے، ایل سلواڈور، سوڈان، ہیٹی، ڈومینکن ریپبلک، جونڈراس، گوئٹے مالا، گنی، برکنیا واسوو، یوگنڈا، کینیا، تنزانیہ، ملاوی اور زمبابوے شامل ہیں۔ ان ممالک میں غربت بہت زیادہ تھی جسکی وجہ سے ادارے نے یہاں کام شروع کیا اور مستقل بنیادوں پر اپنے دفاتر کھولے۔ ان ممالک میں بہت سے پراجیکٹ کافی عرصے سے جاری ہیں جن میں صحت، تعلیم، ماحولیات، اور لوگوں کی زندگی بہتر بنانے کے لئے مختلف پراجیکٹ شامل ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں اس کا نام Foster Parents Plan for Children سے کم کر کے صرف پلان رکھا گیا۔ اس ادارے کا تمام کام بچوں کے حوالے سے ہوتا ہے۔

پلان کا نصب العین:

پلان محروم بچوں کی معیار زندگی میں دور رس بہتری لانے کی کوشش کرتا ہے۔

۱۔ محروم بچوں، ان کے خاندانوں اور دیگر افراد کو اس قابل بناتا ہے کہ اُنھیں بنیادی ضروریات حاصل ہوں اور ان کی استعداد میں اضافہ ہو اور وہ اپنے معاشرے کی ترقی میں حصہ لے سکیں اور ان سے خود بھی مستفید ہوں۔

۲۔ مختلف ممالک اور مختلف ثقافتوں سے متعلق لوگوں کے مابین تعلقات کو پروان چڑھاتا ہے۔ تاکہ ان کی ایک دوسرے کے بارے میں معلومات اور اتفاق میں اضافہ ہو۔

۳۔ تمام دنیا کے بچوں کے حقوق و مفادات کو فروغ دینے کے لئے کوشش کرتا ہے۔

۴۔ تربیت صحت، کمیٹیوں کی تشکیل، دیہی علاقوں میں صحت کے مسائل پر معلومات وآگاہی اور حکومت کی حفاظتی ٹیکوں کی مہم میں تعاون کرتا ہے۔ مزید براں کمیونٹی ہیلتھ ورکرز اور صحت کے اداروں کے مابین مؤثر رابطے کا نظام قائم کرنے کیلئے پلان حکومت کے اداروں مثلاً مرکز صحت، ضلعی مرکز صحت کو فعال اور بہتر بنانے میں بھی تعاون کرتا ہے۔

۵۔ تعلیم تک رسائی اور معیاری تعلیم: ابتدائی و ثانوی تعلیم تک سب بچوں کی رسائی اور معیار تعلیم بہتر بنانے کے لئے پلان سرکاری تعلیمی اداروں کی بہتری، اساتذہ کی تربیت، والدین اور اساتذہ کی مشترکہ کمیٹیوں کی تشکیل و تربیت، نادار بچوں کو حصول تعلیم میں معاونت، بچوں کی ابتدائی نگہداشت و نشوونما کا پروگرام، تعلیم بالغاں اور غیر رسمی تعلیم کے منصوبوں پر عملدرآمد کرتا ہے۔

۶۔ تنظیمی استعداد کاری اور بنیادی سہولیات کی فراہمی: بچوں کے گردوپیش کے ماحول اور رہن سہن

کو پلان مرکزی اہمیت دیتا ہے۔ گاؤں اور خاندان کا مجموعی ماحول بہتر بنانے کے لئے پلان لوگوں کی سماجی و مادی سہولیات و استعداد میں اضافے کے لئے کوشاں ہے۔ اس پروگرام کے ذریعے پینے کے صاف پانی کی فراہمی، نکاسی آب کی سہولیات بہتر بنانے کے لئے گھروں اور سکولوں میں بیت الخلا کی تعمیر اور پانی کے نکاس کے محفوظ نظام کی تشکیل کے منصوبے بناتا ہے اور اسے پایا تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ مزید براں سماجی و دیہی ترقی کے نظام کو مقامی سطح پر چلانے کیلئے دیہی تنظیموں کی تربیت کے پروگرام کا انعقاد بھی کرتا ہے۔

۷۔ بہبود اطفال کے لئے تعلقات کا فروغ: پلان کی کوشش ہے کہ امداد دینے والوں اور امداد دیئے گئے بچوں کے مابین تعلقات کو پروان چڑھائے تاکہ مختلف ملکوں اور ثقافتوں سے متعلق لوگوں کے باہم سمجھ بوجھ و اتفاق میں فروغ ہو۔

۸۔ پلان لوگوں کی مہارتوں اور فنون میں اضافے کے ذریعے خاندان کی معاشی حالت بہتر بنانے کیلئے کوشاں ہے۔

شعبے:

اپنے تصور اور مشن کی تکمیل کیلئے پلان پانچ شعبوں میں کام کرتا ہے جو کہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ صحت مند نشوونما ۲۔ تعلیم ۳۔ بہتر رہن سہن

۴۔ ذرائع آمدن ۵۔ باہم تعلقات کی تشکیل

پلان اس بات کی یقین دہانی کرتا ہے کہ اس کی تمام سرگرمیوں سے بچے صرف خاموشی سے مستفید ہونے والے ہی نہ ہوں بلکہ وہ ان مسائل کے حل کے لئے سرگرمی سے کوشاں ہوں جو ان کے بہتر معیار زندگی کی راہ میں حائل ہوں۔ بچوں کی زندگیوں میں دور رس بہتری کے حصول کیلئے پلان لوگوں کی تنظیموں، حکومتی اداروں، غیر سرکاری تنظیموں اور دیگر ترقیاتی اداروں کے باہمی تعاون سے کام کرتا ہے۔

فنڈز کی فراہمی:

پلان اس وقت بچوں کی ترقی کے لئے کام کرنے والے دنیا کے بڑے اداروں میں سے ایک ہے۔ یہ تا حال دنیا کے ۴۶ ممالک (ترقی پذیر) میں کام کر رہا ہے اور اپنے مالی وسائل کے لئے ۱۶ ترقی یافتہ ممالک میں امداد کے حصول کے منفرد نظام پر عمل درآمد کر رہا ہے۔ ان ممالک میں، افراد، نجی اداروں تجارتی

اداروں، تنظیموں اور سرکاری اداروں سے بھی امداد حاصل کر رہا ہے۔ پلان کا بین الاقوامی صدر دفتر انگلستان میں واقع ہے اور اس کو امداد دینے والے ممالک کے نام یہ ہیں۔ آسٹریلیا، بلجیئم، کینیڈا، ڈنمارک، فن لینڈ، فرانس، جرمنی، جاپان، کوریا، ہالینڈ، ناروے، سپین، سویڈن، تھائی لینڈ، برطانیہ، امریکہ۔

پچھلے سال ان کی آمدنی ۲۷۸۴۴۱۴۲۵ پاؤنڈ تھی جو کہ عطیات کی صورت میں ان کے پاس آئی۔ امداد دینے والے ان سولہ ممالک سے ملنے والی امدادی رقم ۹.۲% تھی۔ دیگر ممالک کے عطیات ۳.۴%، اقوام متحدہ کے ادارے اور یورپین کمیشن کی طرف سے ۱۶.۳% امداد ملی۔ پلان خود تجارت کے ذریعے بھی رقم حاصل کرتا ہے جس کی آمدنی ۰.۷% اور سود سے ۰.۴% کی آمدنی ہوتی ہے۔ عام لوگ سالانہ ۱۱۶۰۰۰ پاؤنڈ عطیات کی صورت میں دیتے ہیں۔ اور تحائف کی صورت میں تقریباً ۱۸۷۸۲۹ پاؤنڈز ملتے ہیں۔

اخراجات:

۸۱.۸% فنڈز پراجیکٹ کو مہیا کئے جاتے ہیں۔

ایڈمنسٹریشن کے لئے ۲.۹% رقم مختص کی جاتی ہے۔

دیگر اخراجات ۲.۴% [23]

منصوبہ بندی کا طریقہ کار:

پلان کے منصوبے لمبے عرصے کے لئے ہوتے ہیں۔ شروع میں ان کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ بچوں، ان کے خاندان اور کمیونٹی کے ارکان کے ساتھ تعلقات استوار کرتے ہیں۔ منصوبے ان کے مشوروں اور رائے سے شروع کرتے ہیں۔ جیسے بولیویا میں پلان نے کام شروع کیا تو وہاں کے ایک علاقے Eltorno کے بچوں اور کمیونٹی کے ارکان نے علاقے کا سروے کیا وہاں کی ضروریات کی نشاندہی کی اس کے لئے مناسب حل سوچا اور پھر پلان والوں کو اپنی ضروریات اور اس کے حل کے بارے میں بتایا۔ پلان نے ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے منصوبہ شروع کیا۔

سب سیکشن:

ادارہ جب منصوبہ شروع کرتا ہے تو وہاں کے مقامی لوگوں کو بھی ساتھ ملا لیتا ہے۔ منصوبہ کے خاتمے پر مقامی لوگ اس کی ذمہ داریاں سنبھال لیتے ہیں۔ اور پلان اس سے الگ ہو جاتا ہے منصوبے کا

دورانیہ دس سے لے کر بارہ سال تک کا ہوتا ہے۔

غربت کے خاتمے کیلئے کوششیں

پلان جب سے قائم ہوا اس وقت سے اب تک انہوں نے یہ اندازہ لگایا کہ جب تک بنیادی انسانی مسائل کو حل نہ کیا جائے غربت کا خاتمہ ممکن نہیں غربت کے خاتمے کے لئے پلان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ:

۱۔ غریب ملکوں کو امداد کی فراہمی کی جائے۔

۲۔ ترقی پذیر ملکوں کی تجارت کو زیادہ فروغ دیا جائے اور اُنھیں ترقی یافتہ ملکوں کے مقابل لایا جائے۔

۳۔ غریب ملکوں کے قرضوں کو معاف کیا جائے۔

۴۔ ایڈز کا مکمل خاتمہ کیا جائے۔

اس مقصد کیلئے پلان نے ایک ادارہ بنایا جس کا نام Make Poverty History ہے یہ ایک بڑا ادارہ یا گروپ ہے جس میں امداد دینے والے ممالک، ایجنسیاں، کاروباری حضرات، مذہبی گروپ شامل ہیں۔ ارادہ ہے کہ یہ سب مل کر مختلف ممالک اور لیڈران کو مجبور کریں گے کہ وہ ایسی پالسیاں بنائیں جو کہ غربت کے خاتمے میں مدد دے سکے۔ اس مقصد کے لئے ۲۰۰۵ء کا سال خصوصی طور پر منایا جا رہا ہے۔ کیونکہ ہر دن دنیا میں ۳۰۰۰۰ افراد غربت کی وجہ سے موت کا شکار ہو رہے ہیں۔ یہ سال اس لئے بھی اہم ہے کہ امیر ممالک یعنی Group Eight کے ممالک کو یہ اپیل کی گئی ہے کہ غریب ممالک کے حالات زندگی کو بہتر بنانے کے لئے وہ ایسی پالیسیاں بنائیں جن سے ترقی پذیر ممالک کے معاشی حالات بہتر ہو جائیں۔ اقوام متحدہ نے ایک منصوبہ بنایا جس کو M.D.G ملینیم ڈیویلپمنٹ گولز کا نام دیا گیا ہے۔ جس میں یہ منصوبہ بندی بھی کی گئی ہے کہ ۲۰۲۰ء تک غربت کے خاتمے کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔ یہ ادارہ کافی حد تک اپنے مشن میں کامیاب رہا۔ Arch Bishop Desonond Tutu نے یہ کہا ہے کہ:

> ’’۲۰۰۵ء کا سال اس لحاظ سے بہت اہم ہے کہ ہم دنیا کو بہتر سے بہتر بنانے کیلئے بہت کچھ منصوبہ بندی کر سکتے ہیں۔ اب وقت آ گیا ہے کہ باتوں کی بجائے عملی کام کیا جائے اگر ہم غربت، بھوک، افلاس کو ختم کرنا چاہتے ہیں تو دنیا کے تمام سیاستدانوں کو یہ بات اپنی حکومتوں تک پہنچانا ہوگی‘‘۔[۲۴]

پلان کس کو جواب دہ ہے:

سب سے پہلے تو پلان بچوں، کمیونٹی اور ان لوگوں کو جن کیلئے یہ کام کرتا ہے کے سامنے جواب دہ ہے اور ان لوگوں کے سامنے بھی جو ان کو مالی معاونت مہیا کرتے ہیں۔ پلان کی باقاعدہ سالانہ آڈٹ رپورٹ بنائی جاتی ہے جس میں ہر منصوبے کے بارے میں آمدنی اور اخراجات کا صحیح تخمینہ لگایا جاتا ہے۔

پلان پاکستان میں:

پاکستان میں پلان نے عملاً کام ستمبر ۱۹۹۷ء میں وزارت خزانہ کے شعبہ مالیاتی امور کے ساتھ معائدہ کے بعد شروع کیا۔ پاکستان میں اس کا مرکزی دفتر اسلام آباد میں واقع ہے جبکہ مانسہرہ، چکوال اور وہاڑی میں اس کے پروگرام یونٹس واقع ہیں۔ اس کے علاوہ افغان مہاجرین کے امدادی پروگرام کیلئے ایک ریلیف یونٹ کوئٹہ میں بھی کام کر رہا ہے۔ مزید براں پلان بچوں کی پیدائش کے اندراج کے منصوبوں پر لوکل گورنمنٹ کے ساتھ صوبہ سرحد کے چار اضلاع ایبٹ آباد، صوابی، مردان، نوشہرہ میں کام کر رہا ہے۔ پاکستان کی ضروریات و حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے پلان نے مختلف شعبوں میں پانچ پروگرام تشکیل دیئے ہیں جن پر پلان گزشتہ کئی سالوں سے عمل درآمد کر رہا ہے۔

پاکستان کیلئے پروگرام:

ماں اور بچے کی صحت:

اس پروگرام کے تحت ایک ایسا نظام عمل میں لایا جا رہا ہے جو کہ گاؤں کے لوگ خود چلائیں اس پروگرام کے تحت پلان گاؤں کے لوگوں کے ساتھ مل کر کمیونٹی ہیلتھ ورکرز کی تربیت، صحت، کمیٹیوں کی تشکیل، دیہی علاقوں میں صحت کے مسائل پر معلومات و آگاہی فراہم کر رہا ہے۔ کمیونٹی کے لئے پلان نے جو کام کئے ان کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

۱۔ ۳۳ خواتین کمیونٹی ہیلتھ ورکرز کی تربیت کی گئی۔

۲۔ ۲۰۰۰ بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگائے گئے۔

۳۔ ۹۹۰ خواتین کو بنیادی صحت کے متعلق آگاہی کی تربیت دی گئی۔

۴۔ ۲۰۰ مردوں کو بنیادی صحت کے متعلق آگاہی کی تربیت دی گئی۔

۵۔ ۵۰۰ بچوں کو بنیادی صحت کے متعلق آ گاہی کی تربیت دی گئی۔

۶۔ ۱۰۰۰ افراد میڈیکل کیمپ کے انعقاد سے مستفید ہوئے۔

۷۔ ایک بنیادی مرکز صحت کی بہتری کے لئے کام کیا گیا۔

۸۔ ۴۵ بار گھروں میں سبزیاں لگانے کی تربیت دی گئی۔

۹۔ ۱۴ بچوں کو "بچے سے بچے کی صحت" پروگرام میں تربیت دی گئی

تعلیم تک رسائی اور معیاری تعلیم:

۱۔ ایک عدد کھیل کا میدان تعمیر کیا گیا۔

۲۔ ۴ پرائمری سکولوں کو جھولے اور کھیل کا سامان فراہم کیا گیا۔

۳۔ ۳۴۶۸ بچوں کو پرائمری و مڈل کی نصابی کتب دی گئیں۔

۴۔ ۲۶۳۸ بچوں کو سکول یونیفارم، بستے، کاپیاں وغیرہ دی گئیں۔

۵۔ ۶ پرائمری سکولوں کی مرمت کی گئی۔

۶۔ ۱۶ پرائمری سکولوں میں فرنیچر فراہم کیا گیا۔

۷۔ ۲ سکینڈری سکولوں میں مرمت کا کام کیا گیا۔

۸۔ ۵ سکینڈری سکولوں میں فرنیچر فراہم کیا گیا۔

۹۔ ۱۵ لڑکیوں کو وظیفے دیئے گئے۔

۱۰۔ ۵۰۰ خواتین کو تعلیم بالغاں دی گئی۔

۱۱۔ ۳۰۰ خواتین کو غیر رسمی تعلیم دی گئی۔

۱۲۔ ۱۹ سکینڈری سکولوں میں سائنس لیبارٹری کا سامان فراہم کیا گیا۔

۱۳۔ ۳ بار بچوں کے عالمی دن کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں ۱۰۰۰۰ بچوں نے شرکت کی۔

۱۴۔ ۱۲ سکولوں میں لائبریری کتب دی گئیں۔

رہن سہن اور پینے کے پانی کے منصوبے:

۱۔ ۸۰ دیہی تنظیموں کے نمائندوں کی تربیت کی گئی۔

۲۔ ۱۲عدد کنویں بنوائے گئے۔

۳۔ گھر گھر نلکوں کی ۵ سکیموں پر عملدر آمد کروایا۔

۴۔ ایک عدد لفٹ سکیم بنائی۔

۵۔ ۶۶۲ گھروں اور ۶ سکولوں کی لیٹرینیں تعمیر کی گئیں۔

بہتر تعلقات کی تشکیل:

بچوں کے حقوق کے متعلق آ گاہی کا فروغ، بچوں کے مابین معلومات اور رابطوں کا انتظام کیا۔ بہتر ذرائع آمدن کیلئے ۲۵۰ خواتین کو سلائی کی تربیت دی گئی۔ یہ تمام سرگرمیاں پلان نے مانسہرہ ضلع کے لساں ٹھکرال یونین کونسل کے دو گاؤں شلکی اور للو بانڈہ، نیز علاقہ تناول کی ۹ یونین کونسلوں کے ۳۴ دیہات میں کامیابی سے سرانجام دیں۔[۲۵]

ترقی یافتہ ممالک کی این جی اوز کا انداز بھی ان ممالک کے حکمرانوں کی طرح حاکمانہ ہے۔ ان کی خدمت کا طریقہ اپنوں کے لئے الگ اور ترقی پذیر ممالک کے لئے الگ ہے۔ یہ این جی اوز جب دیگر ممالک میں خدمات انجام دیتے ہیں تو اس کا زیادہ تر حصہ تکنیکی امداد کی شکل میں ہوتا ہے۔ایسی امداد کے تحت لوگوں کو حقیقی اشیاء اور اموال تو کم ہی ملتی ہیں زیادہ تر ایسی خدمات اور سرگرمیاں ہوتی ہیں جو خود ان این جی اوز نے ہی انجام دینی ہوتی ہیں۔ایسا بھی ہوتا ہے کہ امدادی پروگرام متاثرین کی مرضی اور علم کے بغیر جاری رہتے ہیں۔اکثر اوقات تکنیکی امداد کے پردے میں ایسے امور انجام دیئے جاتے ہیں۔جن کے ایک سے زیادہ مقاصد ہو سکتے ہیں۔ان این جی اوز کی امداد خواہ اقتصادی ہو، اطلاعاتی، ثقافتی یا سماجی اس کا ایک واضح اور غیر مبہم ہدف ہوتا ہے کہ ایک ایسی نظریاتی فضا پیدا کی جائے جس سے وصول کنندگان کو مخصوص عقائد وایمانیات کی طرف کھینچا جائے اور ان تک رسائی کی راہیں کھلی رہیں۔

فصل نمبر ۴

اسلامی نقطہء نظر سے مسلم اور غیر مسلم این جی اوز کا تقابلی جائزہ

دنیا کے تقریباً تمام مذاہب کے لوگ مخلوق خدا کی خدمت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں مثلاً:

عیسائیت: عیسائی مبلغین نے ہر دور میں سماجی خدمات انجام دیں۔ برصغیر پاک و ہند میں بھی ان کی خدمات کی بدولت کافی سماجی ادارے وجود میں آئے جن کی وجہ سے پنجاب، سندھ اور سرحد میں صحت اور تعلیم کے میدان میں بہت ترقی ہوئی۔ عیسائیوں کے بنائے ہوئے سکولوں میں ایڈورڈ چرچ سکول پشاور جواب کالج کی سطح پر ترقی کر گیا ہے۔ جیسن اینڈ میری کانونٹ سکول سیالکوٹ اور سینٹ جوزف کانونٹ سکول کراچی بہت مشہور ہیں۔ ان مبلغین نے سکولوں کے علاوہ ہسپتال، ڈسپنسریاں، یتیم خانے اور ہاسٹل بھی قائم کئے۔ ۲۶

پارسی: عیسائیوں کے علاوہ پارسیوں نے بھی بہت سے سکول قائم کئے جن میں بی وی ایس پارسی گرلز سکول کراچی جن کا شمار اب بھی پاکستان کے بڑے تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے۔ ٹیکنکل تعلیم کے شعبے میں پارسی ٹرسٹ نے ۱۹۲۴ میں این ای ڈی انجینیر نگ کالج قائم کیا جواب این ڈی ای ڈی انجینیر نگ یونیورسٹی کے طور پر خدمات انجام دے رہا ہے۔ ۲۷

ہندوازم: ہندوؤں کی مقدس کتاب میں بھی خدمت خلق پر بہت زور دیا گیا ہے مذہب میں ان کاموں کو زیادہ اہمیت دی جانے لگی اور صدقہ وخیرات کی پرزور تاکید کی جانے لگی جس سے مندروں میں دولت کے انبار لگ گئے ۲۸

بدھ ازم: بدھ مذہب کے لوگوں نے بھی رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ان کے رفاہی کاموں کی وجہ سے لوگ بدھ مذہب کے خیرات وصدقات کی کہانیاں لوگوں کو سناتے تھے۔

بدھ مذہب کے پہلے بادشاہ اشوکا نے تشدد کا راستہ ترک کر کے لوگوں کی خدمت کو اپنا مشن بنایا۔ اس نے ایسی سڑکیں بنائیں جس کے دونوں طرف سایہ دار درخت تھے اس کے علاوہ اس نے کنویں، شفاخانے اور سرائے تعمیر کیں۔ یہ سارے کام وہ بغیر کسی مذہبی امتیاز کے کرتا تھا۔ ۲۹

مسلمانوں نے بھی خدمت خلق میں بھرپور حصہ لیا اور انہیں نئے انداز سے متعارف کرایا۔

مسلمانوں کی تعلیمات میں امن محبت اور برداشت کا پیغام ملتا ہے۔

خدمت خلق کا فریضہ آج بھی تمام مذاہب کے لوگ ادا کر رہے ہیں اور خدمت کا انداز بھی ایک جیسا ہے۔ آج مسلم اور غیر مسلم این جی اوز انسانیت کی خدمت میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس خدمت سے مختلف مذاہب کے لوگوں کا مقصد و منشاء کیا ہے۔

ہر انسان کی یہ فطری خواہش ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ یا طویل ترین عرصے تک زندہ رہے لیکن نظام قدرت کا اٹل فیصلہ ہے کہ "کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْت" (ہر جاندار نے موت کا مزہ چکھنا ہے) انسان نے زندگی کو طول دینے کے لئے جس دوسرے متبادل پر اعتماد کیا وہ اولاد ہے۔ چنانچہ یہ عام تصور ہے کہ جس کی اولاد ہے وہی مرنے کے بعد بھی باقی رہتا ہے اور جس کی اولاد نہیں اس کا بعد میں کوئی نام لیوا نہیں ہوتا۔ لیکن تجربہ شاہد ہے کہ یہ سوچ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اب اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کی یہ فطری خواہش پوری ہو تو اس کے لئے وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ اپنے سامنے رکھے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپؐ وحی کے رعب کے زیر اثر گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہؓ سے فرمایا۔ مجھے کمبل اڑھا دو۔ انہوں نے کمبل اوڑھا دیا۔ جب طبیعت ذرا بحال ہوئی تو آپؐ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سارا واقعہ سنانے کے بعد فرمایا۔ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

كلا والله ما يحزنك الله ابدا لتصل الرحم وتحمل الكل
وتكسب المعدوم وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق ۳۰

"ہرگز نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں ہونے دیگا۔ کیونکہ آپؐ رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کے بوجھ خود اٹھا لیتے ہیں، غرباء کے لئے کسب فرماتے ہیں، مہمانوں کی خاطر تواضع کرتے ہیں۔ حق کے معاملے پر لوگوں کی مدد کرتے ہیں"

اپنے جواب میں خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسولؐ اللہ کو ضائع ہونے سے بچنے کی تسلی دیتے ہوئے جو دلیل دی وہ خدمت خلق کی تھی۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچ: اہم معمولات بیان کئے جن سب کا تعلق خدمت خلق سے تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی زندہ رہے، اس کا نام اور اس کا ذکر باقی رہے تو اس کا واحد راستہ مخلوق خدا کی خدمت ہے۔ اس حوالے سے اگر دیکھیں تو دنیا میں کئی بڑی شخصیات نظر آتی ہیں جنہیں دنیا سے گئے سینکڑوں برس گزر گئے لیکن وہ لوگوں کے ذہنوں میں ابھی تک زندہ ہیں۔ ان کا یہ دوام خدمت خلق کے باعث ہے۔ خدمت خلق کے

ذریعے زندہ رہنا ایک ایسا اصول ہے کہ اس میں کسی مذہب، ملت، عقیدے اور جنس کی قید نہیں ہے۔ جو کوئی خدمت خلق کے لئے جو کام بھی کرے گا اس کا نام باقی رہے گا۔ خواہ وہ گنگا رام کی طرح ہندو ہو جس نے گنگا رام ہسپتال بنوایا۔ دیال سنگھ کی طرح سکھ ہو جس نے دیال سنگھ لائبریری قائم کی۔ یا میو کی طرح انگریز ہو جو میو ہسپتال کا بانی تھا۔ نہ صرف لاہور بلکہ پورے پاکستان کے شہری ان کی خدمات اور ان کے قائم کئے ہوئے رفاہی اداروں سے واقف ہیں۔ خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی زبیدہ نے حاجیوں کے لئے مکہ معظمہ میں ایک نہر بنوائی تھی جس کی وجہ سے آج تک اس کا نام زندہ ہے۔ لیڈی ولنگٹن کا نام اس کے ہسپتال اور مدر ٹریسا کا نام اس کی خدمت کی وجہ سے ہمیشہ زندہ رہے گا۔[۳۱]

خدمت کا مقصد یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اپنے مذہب کی طرف مائل کریں جیسا کہ برصغیر پاک و ہند میں جب سماجی خدمات کا چرچا ہوا تو بہت سے لوگوں نے اپنا مذہب تبدیل کر دیا خصوصاً ہندوؤں نے۔

خدمت خلق شہرت اور نام آوری کا بہترین ذریعہ ہے کسی کے حق میں اس شہرت کا حاصل ہونا کہ وہ انسانوں کا خیر خواہ اور ان کا خدمت گزار ہے۔ اس کے بارے میں حسن ظن اور اعتماد پیدا کرتا ہے۔ ایک دنیادار آدمی اسے کیش کرتا ہے اس سے وہ سوسائٹی میں عزت اور توقیر اور عہدہ و منصب خریدتا ہے دولت و ثروت سمیٹتا ہے اور ہر طرح کی مادی فوائد حاصل کرنے کے لئے اسے استعمال کرتا ہے وہ انسانوں کی خدمت اس لئے نہیں کرتا کہ ان سے ہمدردی ہے بلکہ ممنون احسان کر کے اپنی مادی اغراض پوری کرنا چاہتا ہے۔ جہاں اس کا امکان نہ ہو وہاں اس کا جذبہ خدمت پژمردہ ہو جاتا ہے۔ شہرت کیلئے کسی کار خیر کو انجام دینا خدا کے غضب کو دعوت دینا ہے۔ اس سے اس کا غضب بھڑکتا ہے۔ اس پر جو وعید آئی ہے اسے بیان کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، پر بار بار غشی طاری ہوئی حضرت معاویہؓ یہ سن کر زار و قطار رونے لگے حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔

"قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنّ الله تعالىٰ إذا كان يوم القيامة ينزل إلى العباد ليقضي بينهم وكلّ أمّة جاثية فأوّل من يدعوا به رجل جمع القرآن ورجلٌ يقتل في سبيل الله ورجل كثير المال فيقول الله للقارئ ألم أعلّمك ما أنزلت على رسولي قال بلىٰ يا ربّ قال فماذا عملت فيما علمت قال كنت أقوم به آناء اللّيل وآناء النّهار فيقول الله له

كذبت وتقول الملائكة له كذبت ويقول الله له بل اردت ان يقال فلان قارى فقد قيل ذاك ويوتى بصاحب المال فيقول الله له ألم أدعك تحتاج إلى أحد قال بلىٰ يا ربّ قال فماذا عملت فيما اٰتيتك قال كنت أصل الرّحم وأتصدّق فيقول الله له كذبت وتقول له الملائكة كذبت ويقول الله بل أردتّ أن يقال فلان جوادفقد قيل ذاك ويؤتىٰ بالذي قتل في سبيل الله فيقول الله له فيماذا قتلت فيقول أمرت بالجهاد في سبيلك فقاتلت حتّى قتلت فيقول الله له كذبت وتقول له الملائكة كذبت ويقول الله بل أردت أن يقال فلان جرىء فقد قيل ذاك وثمّ ضرب رسول الله ﷺ على ركبتي فقال يا أبا هريرة اولئك الثلاثة أوّل خلق الله تسعّر بهم النّار يوم القيامة''۔ ۳۲

''حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ بندوں کی طرف متوجہ ہوگا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کردے اور ہر اُمّت گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی سب سے پہلے جس کو حساب کے لئے اللہ تعالیٰ بلائے گا وہ ایسا شخص ہوگا جس نے قرآن حفظ کیا ہوگا اور ایک ایسا شخص ہوگا جو اللہ کے راستے میں قتل کیا گیا ہوگا، اور ایک دولتمند ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس قاری سے فرمائے گا جو کچھ میں نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا کیا میں نے تمہیں اس کا علم نہ دیا تھا۔ وہ کہے گا باری تعالیٰ بے شک آپ نے مجھے اس کا علم دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اچھا بتا تو نے اپنے معلومات میں سے کس کس چیز پر عمل کیا وہ عرض کرے گا۔ میں دن رات اس کی تلاوت کرتا تھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے۔ فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیری تو اس سے غرض یہ تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص قاری ہے تو تجھے ایسا کہا جاچکا۔ پھر دولتمند کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھے دولت مندی و فارغ البالی نہیں عطا کی تھی یہاں تک کہ میں نے تمہیں کسی کا محتاج نہیں چھوڑا تھا اور تو لوگوں سے بے نیاز تھا۔ وہ عرض کریگا باری تعالیٰ آپ نے مجھے ضرور دولت دی تھی اور مجھے لوگوں سے بے نیاز کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اچھا تو بتلا تو نے میری عطا کردہ دولت سے کیا عمل کیا۔ وہ عرض

کرے گا میں قرابتداروں کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اور فرشتے فرمائیں گے تو جھوٹا ہے۔ تو نے چاہا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا سخی ہے سو ایسا کہا گیا۔ اب شہید کو لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو کس لئے قتل ہوا وہ عرض کریگا کہ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں۔ چنانچہ میں نے جہاد کیا اور قتل کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا اور فرشتے بھی کہ تو نے جھوٹ کہا تو نے یہ نیت کی تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا بہادر ہے سو ایسا کہا جا چکا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے پہلے ان ہی تین شخصوں سے دوزخ کو بھڑکایا جائے گا۔''

حدیث کے مفہوم سے معلوم ہوا کہ جو جس مقصد کیلئے خدمت کر رہا ہے اسے اس کا اجر اس کے مطابق ملے گا۔

بحیثیت مسلمان تنظیم کی کارکردگی کو پرکھنے کے لئے سب سے پہلے ہم اسے قرآن وسنّت کی روشنی میں دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اس کام کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی عمل کے پیچھے اچھے محرکات بھی ہوسکتے ہیں اور غلط محرکات کے تحت بھی وہ انجام پاسکتا ہے۔ اسلام نے عمل کے محرک کو بنیادی اہمیت دی ہے۔ اس کے نزدیک کسی عمل کا جائز او درست ہونا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے محرک کا صحیح ہونا بھی ضروری ہے۔ صحیح محرک کو اخلاص سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور غلط محرک کے لئے ''ریا'' کا لفظ ہے۔ تنظیم کے لئے ضروری ہے کہ اس میں اخلاص پایا جاتا ہو۔ اللہ کی رضا کے سوا کوئی دوسری غرض ان کے سامنے نہ ہو۔

خدا سے تعلق خدمت کے جذبے کو مستحکم کرتا ہے:۔

انسانوں کی خدمت کا رشتہ خدا کی عبادت سے جڑا ہوا ہے۔ جس دل میں خدا کی محبت موجزن ہوگی وہ اس کے بندوں کی محبت سے خالی نہیں ہوگا۔ اللہ پر ایمان لانے والے لوگ کسی ذاتی غرض یا خارجی دباؤ کے بغیر انسانوں کی خدمت کرتے ہیں ان کے سامنے کوئی دنیوی مفاد نہیں ہوتا۔ وہ اسے شہرت اور ناموری کا ذریعہ نہیں بناتے بلکہ صرف اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں اور اسی سے صلہ کی تمنا کرتے ہیں۔ ایسے ہی ادارے دنیا وآخرت میں کامیاب ہوتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

وسیجنبها الا تقیo الّذی یؤتی ماله یتزکّیo وما لاحد عنده من نعمةٍ تجزیo الا ابتغاء وجه ربه الاعلیo ولسوف

یرضیٰ ۳۳

''اور جہنم سے اس شخص کو دور رکھا جائے گا جو خدا سے بہت ڈرنے والا ہے۔ جو اپنا مال اپنے نفس کے تزکیہ کے لئے خرچ کرتا ہے اس پر کسی کا احسان نہیں کہ وہ اس کا بدلہ دے۔ وہ تو صرف اپنے رب اعلیٰ کی رضا چاہتا ہے اور بہت جلد وہ راضی ہو جائے گا''

گویا خدمت خلق کے اس جذبے کو خدائے تعالیٰ کی خوشنودی کی سند اس وقت ملتی ہے جب اس کے پیچھے اعمال کا دوسرا محرک نہیں ہوتا۔ اس کا انفاق، انسانوں سے اس کی ہمدردی و غمگساری اس لئے نہیں ہوتی کہ اس کی ثناء خوانی ہو اور اس کے قصیدے پڑھے جائیں یا وہ اس ہمدردی سے دنیا اور متاع دنیا خرید سکے۔ بلکہ اسے وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جذبۂ شکر سے اس کا سر جھک جاتا ہے کہ خدا نے اپنے بندوں کی خدمت کی اسے توفیق بخشی۔ ایسے بہت سے ادارے ہیں جو خدمت خلق صرف اللہ کی رضا کی خاطر انجام دیتے ہیں۔ حقیقی کامیابی اُنھی اداروں کی ہے۔ ایسے بھی بہت سے ادارے ہیں جو شہرت وریا کے لئے کام کرتے ہیں۔ نیز دنیاوی مال ومتاع کا حصول ان کا مطمع نظر ہے وہ ادارے بھی بظاہر کامیابی کی طرف گامزن نظر آرہے ہیں لیکن آخرت کے دائمی فوائد سے یہ لوگ محروم ہونگے کیونکہ ریاکاری اعمال کو بے ثمر بنا دیتی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

کالّذی ینفق مالہ رئآالناس ولا یومن باللہ و الیوم الاخر فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدًا لایقدرون علی شئ مماکسبواواللہ لا یھدی القوم الکٰفرین ۳۴

''اس شخص کی طرح جو اپنا مال ریاکاری کیلئے خرچ کرتا ہے۔ اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بڑی چٹان پر مٹی جمع ہو جائے اس پر تیز بارش ہو اور وہ اسے صاف پتھر چھوڑ دے اس طرح وہ جو کچھ کمائیں گے وہ ان کے ہاتھ نہیں آئے گا اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا''

اس آیت میں ریا کے ساتھ خدا اور آخرت پر عدم ایمان کا ذکر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اخلاص اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب کہ ایمان پایا جائے خدا اور آخرت پر ایمان کے بغیر کسی عمل کا ریاکاری سے پاک ہونا دشوار بلکہ ناممکن ہے۔

مسلم اور غیر مسلم این جی اوز میں یہی فرق ہے۔ غیر مسلموں کے نزدیک خدمت ہی مذہب کی روح اور اس کی اصل غرض وغایت ہے۔ مشرکین مکہ میں بھی کچھ اسی طرح کا احساس پایا جاتا تھا۔ وہ کعبۃ اللہ

کی دیکھ بھال کرتے تھے، حاجیوں کے لئے پانی کا نظم کرنے اور ان کی خدمت کو کارِثواب سمجھتے۔ اُنھیں ان خدمات پر بڑا ناز تھا۔ اور اسکی وجہ سے وہ خود کو کعبۃ اللہ کی تولیت کا حقدار سمجھتے تھے۔ اسلام کسی بھی معاملے میں بے اعتدالی اور عدم توازن کو راہ پانے نہیں دیتا اور بساط زندگی میں جس عمل کی جو جگہ ہے اسے ٹھیک اسی جگہ رکھتا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں مشرکین کو ارشاد ہوا یہ خدمت اللہ اور آخرت پر ایمان، نماز اور زکوٰۃ دل کے خوف کے علاوہ ہر خوف سے پاک ہونا اسکے دین کو قائم کرنے کی جدوجہد، اس راہ میں جان و مال کی قربانی ،ہجرت، اور جہاد جیسے بلند و برتر اعمال کا مقابلہ ہرگز نہیں کرسکتیں۔ یہ خوبیاں جن میں ہیں وہی کعبۃ اللہ کے متولی ہوں گے۔ تم اس کے حقدار نہیں ہوسکتے۔

انما یعمر مساجدالله من اٰمن باالله والیوم الاخر و اقام الصلوة واتی الزکوة ولم یخش الاالله فعسی اولٰئک ان یکونو امن المهتدین o اجعلتم سقایة الحآج وعمارة المسجد الحرام کمن اٰمن باالله والیوم الآخر وجٰهد فی سبیل الله لا یستون عندالله والله لایهدی القوم الظالمین o الذین اٰمنو وهاجرواوجاهدوا فی سبیل الله باموالهم وانفسهم اعظمُ درجة عندالله و اُولٰئک هم الفآئزون o یبشر هم ربهم برحمةمنه ورضوانٍ وجنٰت لهم فیها نعیم مقیمo خالدین فیها ابدًا ان الله عنده اجر عظیمo ۳۵

ترجمہ: ''اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا ان لوگوں کا کام ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں، جو نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈریں، انہی سے یہ توقع ہے کہ وہ ہدایت پائیں گے۔ کیا تم لوگوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کی آبادکاری کو اس شخص کے عمل کے برابر ٹھہرالیا ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ یہ دونوں اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہوسکتے۔ اللہ فاسقوں کی ہدایت نہیں کرتا۔ اللہ کے ہاں ان لوگوں کا درجہ بڑا ہے جو ایمان لائے، جنھوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا۔ یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ اُنھیں ان کا رب اپنی طرف سے بڑی رحمت اور بڑی رضامندی اور ایسی جنتوں کی خوش خبری دیتا ہے جن میں ان کیلئے ہمیشہ کی نعمتیں ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا اجر ہے''

حقیقت یہ ہے کہ دین کے بہت سے تقاضے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسانوں کی خدمت اور ان کی فلاح و بہبود کی جدوجہد کی جائے۔لیکن اسے انجام دے کر کوئی شخص دین کے دوسرے تقاضوں سے سبکدوش نہیں ہوجاتا۔گویا خدمت خلق بھی ضروری ہے لیکن ایمان باللہ سب سے بڑھ کر ضروری امر ہے بغیر ایمان کے انسانیت کی خدمت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

فصل نمبر ۵

تعلیم و تربیت کے ضمن میں بین الاقوامی این جی اوز سے رہنمائی اور اصلاح احوال کی گنجائش

ترقیاتی شعبے سے تعلق رکھنے والی تنظیم کے لئے بین الاقوامی این جی اوز سے رہنمائی حاصل کرنا نہایت اہم ہے۔ ان کے علمی تجربات اور آراء سے این جی اوز اس قابل ہوجاتی ہیں کہ وہ خود اپنا احتساب کریں اور اپنا تنقیدی جائزہ لیں اس لئے ضروری ہے کہ بین الاقوامی این جی اوز سے مشاورت اور تربیت حاصل کی جائے اس کے لئے درج ذیل طریقے اختیار کئے جاسکتے ہیں۔

۱۔ کانفرنسز کے ذریعے

۲۔ بین الاقوامی تربیتی کورسز کے ذریعے۔

۳۔ بین الاقوامی این جی اوز کے ساتھ اشتراک عمل اور تعاون کے ذریعے۔

۴۔ اداروں، کارکنوں اور اہلکاروں کی تربیت کے ذریعے۔

۱۔ کانفرنسز:

این جی اوز کی کامیابی کے لئے جسطرح ملکی سطح پر ورکشاپوں، سیمیناروں اور کانفرنسوں کا انعقاد کیا جاتا ہے ایسے ہی بین الاقوامی سرگرمیوں میں شرکت سے بھی مثبت نتائج سامنے آتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند کانفرنسوں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

☆ عالمی مہم برائے تعلیم کی بین الاقوامی اسمبلی جوہانسبرگ، جنوبی افریقہ میں ۲-۴ دسمبر ۲۰۰۴ کو منعقد ہوئی۔ سپارک کی محترمہ ٹریسی ویگز رضوی نے اسمبلی میں پاکستان کے اتحاد برائے تعلیم کی نمائندگی کی۔ ۲ دسمبر کو عمومی کانفرنس کے دوران جو مقالے پیش کئے گئے ان میں ۲۰۰۵ میں تعلیم سب کے لئے پر علمی جائزہ رپورٹ ''معیار کی اہمیت'' کے علاوہ معیاری بنیادی تعلیم کے فروغ کے مواقع اور حائل رکاوٹیں، پرائمری کے بعد کی تعلیم کے لئے مساویانہ اور باکفایت حکمت عملی شامل ہیں۔

ارکان کی اسمبلی کے پہلے دن ۳ دسمبر کو عالمی مہم برائے تعلیم نے اپنی سرگرمیوں اور نتائج کی رپورٹ پیش کی۔ اس رپورٹ میں مہم کی کامیابیوں اور اس کو درپیش چیلنجوں کے بارے میں بتایا گیا۔ ہفتہ عمل کے

بارے میں سیکھے گئے اسباق اور ۲۰۰۵ میں اسے کامیاب بنانے کے بارے میں بھی بات کی گئی اور اسمبلی سے قبل علاقائی اجلاسوں کے بارے میں بھی بتایا گیا۔

عالمی مہم برائے تعلیم کے منصوبہ عمل اور مستقبل کا خاکہ بھی پیش کیا گیا۔ عملی منصوبے میں ایک اہم تجویز یہ تھی کہ عالمی مہم برائے تعلیم کا سیکٹریٹ جوہانسبرگ میں قائم کیا جائے۔ اس کے لئے بنیادی عملے کے تین ارکان اور چار علاقائی آسامیوں پر عہدیداروں کا تقرر کیا جائے۔ مجلس عاملہ نے پالیسی قراردادیں اور بہت سی آئینی ترامیم منظور کیں۔ ان میں ایک قرارداد بچوں سے مشقت کے بارے میں تھی۔ چیئر پرسن کی ذمہ داریاں دو عہدوں چیئر مین اور صدر میں تقسیم کردی گئیں۔ اس کے علاوہ شمالی امریکہ کے لئے بورڈ میں ایک الگ نشست مقرر کی گئی۔ عالمی مہم برائے تعلیم کی گزشتہ برس کی مالیاتی رپورٹ اور آئندہ برس کے لئے بجٹ کی منظوری دی گئی۔ عام انتخابات بھی کرائے گئے۔ جبکہ نیا بورڈ بلا مقابلہ منتخب ہو گیا۔

عالمی مہم برائے تعلیم دنیا کی سب سے بڑی سول سوسائٹی تنظیموں میں سے ایک ہے جس میں اساتذہ کی یونین، این جی اوز، بچوں کے حقوق کی تنظیمیں، بچوں سے مشقت کی مخالف تنظیمیں اور سول سوسائٹی تنظیموں کے قومی اور علاقائی نیٹ ورک شامل ہیں۔[۳۶]

☆ سپارک نے دوروزہ سالانہ قومی کانفرنس کا انعقاد کیا جس کا موضوع تھا ''کیا پاکستان میں واقعی تعلیم سب کے لئے ہے'' یہ کانفرنس ۹، ۱۰ اکتوبر کو اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ اس کانفرنس کا اہتمام چائلڈ ورکرز ان ایشیا، فریڈرک نومین سٹفٹنگ اور اے سی آئی ایل ایس کے تعاون سے کیا گیا تھا۔ اس کانفرنس میں ملکی این جی اوز کے نمائندوں کی تقاریر کے علاوہ بین الاقوامی اداروں کے سربراہان نے بھی تقاریر کیں اور تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

فریڈرک نومین سٹفٹنگ کے مستقل نمائندے جناب پیٹر آندرے بوکمین نے قائداعظم کے اقوال کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ دانشمند قائدین نے بہت پہلے سمجھ لیا تھا کہ تعلیم کس قدر اہم ہے۔ تعلیم کی صورتحال کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ''حکومتوں، سیاستدانوں، متعلقہ افسر اور سول سوسائٹی نے اب تک کیا کیا ہے۔ غریبوں کو معیاری تعلیم کیوں نہیں مل رہی''۔ انہوں نے مزید کہا کہ ''کیا یہ مالی وسائل کی کمی سے ہے یا محض ناکام تعلیمی پالیسی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے تجویز دی کہ فوج کا بجٹ آئندہ ۲۰ برسوں کے لئے ۵۰ فیصد تک کم کردیا جائے اور اس بجٹ کو تعلیم کے فروغ کے لئے استعمال کیا جائے''۔[۳۷]

یو ایس ایڈ کی ڈائریکٹر محترمہ لیزا چائلس نے یقین دہانی کرائی کہ ان کا ادارہ پاکستان کے ہر بچے کیلئے معیاری تعلیم کے حق کی حمایت کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یو ایس ایڈ کے تحت تعلیم کے لئے پروگرام ''شعبہ تعلیم کی اصلاح کے لئے امداد'' نے وزارت تعلیم اور صوبائی حکومتوں کی کوششوں میں مدد دی ہے۔ جس میں بلوچستان اور سندھ کے دورافتادہ علاقوں میں واقع ۳۰۰۰ سے زیادہ اسکولوں میں کلاس رومز پر خصوصی توجہ دی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ یو ایس ایڈ اور جاپان مشترکہ طور پر وفاق کے زیر اہتمام قبائلی علاقوں کے ۱۳۰ سکولوں کی تعمیر نو کے لئے امداد دے رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ بات بھی واضح ہے کہ حکومت تنہا تمام بچوں تک معیاری تعلیم نہیں پہنچا سکتی پاکستان کے نجی شعبے کو بھی اس سلسلے میں اہم کردار ادا کرنا ہے۔ انہوں نے بچوں کے حقوق کے فروغ کے لئے سپارک کی کوششوں کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ کامیابی صرف اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ ہم مقامی لوگوں تک پہنچیں اور تعلیم کے لئے کلاس رومز تک پہنچیں۔ ۳۸

ناروے کے سفیر جناب جانس بیون کیناؤن نے جو تقریب کے مہمان خصوصی تھے نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''ہم نے پاکستان میں تعلیم کے حق کو اپنا نقطہ آغاز بنایا اور اس کے حصول کیلئے خصوصی کوششیں کیں۔ انہوں نے کہا کہ ناخواندگی کے اعداد و شمار سے یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ حکومت آئندہ دس برسوں میں تعلیم کا ہدف حاصل کرنے میں شاید کامیاب نہ ہو سکے۔ اس کی وجہ صرف وسائل کی کمی نہیں بلکہ ان وسائل کو صرف کرنے کی گنجائش کی بھی کمی ہے جس کے نتیجے میں یہ افسوسناک صورت حال سامنے آئی ہے۔ جناب کیناؤں نے لوگوں کو اس بات پر قائل کرنے کی ضرورت پر زور دیا کہ وہ اپنے بچوں کو اسکول بھیجیں۔ اساتذہ اور والدین کی انجمنیں قائم کر دیں تاکہ تعلیم میں خاندانوں کی شمولیت کو ممکن بنایا جاسکے۔ تعلیمی اداروں میں خواہ وہ نجی ہوں یا سرکاری یا مدارس، مناسب نصاب پڑھایا جائے جو بچوں کے انداز فکر کی تعمیر کرے''۔ ۳۹

یونیسف کی ڈائریکٹر محترمہ کیرل بلیمی نے مئی ۲۰۰۳ میں یونیسف کا پروگرام برائے تعلیم نسواں کا انعقاد کیا جس کا مقصد یہ تھا کہ دنیا کے ۲۵ ملکوں میں سال ۲۰۰۵ تک زبردست کوشش کی جائیں تاکہ سکول جانے والی لڑکیوں کی تعداد میں اضافہ ہو۔ انہوں نے کہا ''جب تک لڑکیوں کی تعلیم کو جنوبی ایشیاء میں خاطر خواہ اہمیت نہیں دی جاتی اس خطے کی معاشی اور معاشرتی ترقی رکی رہے گی۔ ۴۰

محترمہ کیرل بلیمی نے کہا ''ہر لڑکی اپنے ملک کیلئے قابل قدر ہے مگر افسوس کا مقام ہے کہ ان کا مستقبل زیادہ روشن نظر نہیں آتا۔ ہر روز جو سکول سے باہر گزرتا ہے وہ نہ صرف ان لڑکیوں کے لئے نقصان کا

باعث ہے بلکہ ملک کے لئے بھی۔ یاد رکھیئے کہ ہر سال جولڑ کی سکول میں گزارے گی اسکی مفلسی کو کم کرنے کے کام آئے گا'' [۴۱]

☆ بین الاقوامی تربیتی کورسز:

اداروں کو مسائل کی شناخت اوران کی وضاحت کے لئے بیرونی مدد اور ماہرین کی ضرورت پڑتی ہے جو مسائل کا حل تلاش کرتے ہیں۔ یہ حل ان ماہرین کے تجربات کا نچوڑ ہوتے ہیں۔ ماہرین کے ان تجربات سے فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ بین الاقوامی تربیتی کورسز میں شرکت کی جائے ان کورسز سے بھی پاکستانی این جی اوز بہت کچھ سیکھ سکتی ہیں۔

Monitoring & Evaluation by Objectives

۹ نومبر سے ۱۹ نومبر ۲۰۰۴ تک

بمقام: بنکاک، تھائی لینڈ۔

دو ہفتے کا کورس جس کو ''بین الاقوامی مرکز برائے تعمیر مواصلات'' (ICDC) نے ترتیب دیا۔

یہ کورس پراجیکٹ کی ترقی، پروگرام بنانے والوں کی ترقی، مینیجرز اور تجزیاتی وتخمینی اسٹاف کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ مانیٹرنگ اور جائزہ یا تخمینہ نتائج کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اور متوقع نتائج واضح طور پر مقاصد میں بیان کردیئے گئے ہیں۔ یہ بھی ضروری ہے کہ مقاصد کے بیان کا جائزہ لیا جائے تاکہ اس بات کا یقین کیا جاسکے کہ متوقع نتائج واضح اور روشن ہیں۔ مقصدی طور پر ایسے نشاندھی کے عوامل بھی اس میں شامل ہوں گے جو قابل تصدیق ہوں۔ اس سے پراجیکٹ کی قدر و قیمت، پروگرام اور سرگرمی کا تعین ہوسکے گا۔ جہاں کوئی سوال پوچھا گیا وہاں ایک ٹول بھی دیا گیا ہے۔ جو ہرنشان کے لئے ڈیٹا پیش کرتا ہے۔ اس طرح حاصل ہونے والا ڈیٹا باہر فیلڈ میں بھجوایا جاتا ہے، مقداری ڈیٹا جمع کیا جاتا ہے، پھر اس کا شماریاتی تجزیہ کیا جاتا ہے، نتائج تیار کئے جاتے ہیں، نتائج اخذ بھی کئے جاتے ہیں، ان کی روشنی میں سفارشات کی جاتی ہیں، اس ضمن میں معقول، موزوں اور معیاری اپروچ کے ذریعے مقداری معلومات سے بھی نتائج نکالے جاتے ہیں۔ [۴۲]

تدریس بذریعہ سماعت۔۔۔تدریس بذریعہ ٹیچنگ ۶ دسمبر تا ۹ دسمبر ۲۰۰۴

بمقام: شمالی کیرولینا، ریاست ہائے متحدہ امریکہ

یہ چار روزہ کورس ان لوگوں کے لئے شروع کیا جارہا ہے جن کا تعلق رضا کارانہ نجی، تعلیمی اور

سرکاری شعبوں سے ہو اور جو ٹریننگ کی سہولت میں اضافے کے لئے کوشاں ہوں، اور عوامی تعلیم کے شعبے سے متعلق ہوں، دور دراز علاقوں سے تعلق رکھتے ہوں، جو گنجائش کی تعمیر، تنظیمی تدریس کی انتظام کاری، کاروبار کی تنظیم اور حکمت عملی کی پلاننگ سے متعلق ہوں۔ کورس کا مقصد نصاب کی تشکیل کی بنیادی چیزوں کی تعلیم دینا ہے۔ اور وہ آسانی فراہم کرنا ہے جسے مکالماتی تعلیم میں استعمال کیا جاسکے نیز کورس کے شرکاء کو بالغوں کے سیکھنے کی اندرونی خواہش کے نظریہ کی تعلیم دینا ہے، ان کی تربیت کرنا ہے، ان کے سیکھنے کی گنجائش کی تعمیر کرنا ہے اور ان کے لئے عوامی تعلیمی ورکشاپ کو زیادہ موثر بنانا ہے تاکہ وہ بعد میں ان سے استفادہ کرسکیں۔۳۳ے

Community Based Social Development Course

بمقام: کراچی ۲۲ دسمبر ۲۰۰۴ تا ۱۴ جنوری ۲۰۰۵

یہ کورس آغا خان یونیورسٹی کا ڈیپارٹمنٹ برائے کمیونٹی ہیلتھ سائنسز پیش کررہا ہے۔ یہ ۲۰ روزہ ٹریننگ کورس اس لئے تیار کیا گیا ہے کہ اس سے صحت اور ترقی کا تعین کرنے والے عوامل اور خودشعوری یا خود آگہی کے درمیان ربط و تعاون قائم ہو یا یہ افراد کی نقل و حرکت اور ان میں شعور اجاگر کرنے کے طریقے بھی تجویز کرے گا۔

- ☆ یہ تربیت معاشرے کی ترقی کے ضمن میں چار ضروری عناصر پر اپنی توجہ مرکوز کرے گی۔
- ☆ تصوراتی ترقی (اس میں صنف، ماحول اور تشدد شامل ہے)۔
- ☆ شراکتی طریقے کا نظام (اس میں شراکت کا عکس اور تجزیہ شامل ہے)
- ☆ خودشعوری یا خود آگہی۔
- ☆ سماجی ترقی کے لئے تحقیق اور مینجمنٹ کا کردار اور استعمال۔۴۴ے

Universal Social Security

بمقام: دی ہیگ، ہالینڈ ۱۲ جنوری ۲۰۰۵

یہ کورس رورل ڈویلپمنٹ، انوائرمنٹ اینڈ پاپولیشن سٹڈیز گروپ منعقد کررہا ہے اور یہ انسٹی ٹیوٹ آف سوشل سٹڈیز (ISS) ہیگ میں منعقد ہوگا۔ یہ دس ہفتے کا کورس ہے، اس کا مقصد نادار، غریب اور سماجی طور پر پسماندہ افراد کی سماجی و اقتصادی بحالی اور تحفظ ہے۔ اس کورس میں پانچ ہفتے کا تعلیمی مطالعہ بھی شامل ہے، اس کے علاوہ انڈیا میں پانچ ہفتے کا عملی تجربہ بھی دیا جائے گا۔ یہ فیلڈ کا تجربہ ہوگا اور اس کے لئے

شرکاء کو بنیادی اداروں میں بھیجا جائے گا۔ پانچ ہفتے کا چھوٹا سا سرٹیفیکیٹ کورس اور دس ہفتے کا ایک ڈپلومہ پروگرام بھی پیش کیا جائے گا۔ یہ مکمل طور پر (ISS) انسٹیٹوٹ آف سوشل اسٹڈیز میں ہوگا۔

یہ پروگرام ایسے نوجوانوں کے لئے ڈیزائن کیا گیا ہے جو ابھی اپنے کیریر کے وسط میں ہیں۔ این جی اوز میں پریکٹس کرنے والے اور بین الاقوامی ترقیاتی تنظیموں اور سماجی بحالی وتحفظ کے کاموں میں مصروف، سرکاری ایجنسیوں کے وہ لوگ بھی اس کورس میں شرکت کرسکتے ہیں جو معاشرے کی بھلائی، فلاح وبہبود کے کاموں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کے علاوہ پالیسی پر تحقیق کرنے والے اور غربت کے خاتمے کے لئے سرگرم افراد اور ادارے بھی اس میں شرکت کے اہل ہیں۔

یہ کورسز لگ بھگ دو ماہ میں مکمل ہوں گے۔ اس میں زبردست مطالعہ بھی ہوگا کورس کا کام بھی، فیلڈ کے دورے بھی ہوں گے اور صورتحال کا جائزہ بھی لیا جائے گا۔ [۴۵]

International Course on Participatory Monitoring & Evaluation

بمقام: سیلانگ، کیوٹ (فلپائن) ۲۸ فروری تا ۱۸ مارچ ۲۰۰۵ء

یہ تربیتی کورس ہے جس کا مقصد پروگراموں کی ترقی، تیاری پروجیکٹ ایگزیکٹوز، توسیعی افسروں، فیلڈ میں کام کرنے والوں اور ترقیاتی تحقیق کے رہنماؤں کو تیار کرنا ہے جو بعد میں برادری کی بنیاد پر ترقی کے لئے منصوبے بناسکیں، ان کا انتظام کرسکیں اور ان کی سرپرستی کرکے آگے بڑھا سکیں۔

اس کورس سے لوگوں کی شرکت مستحکم ہوگی، مقامی گنجائش بھی بڑھے گی، مقامی لوگوں کا اعتماد بڑھے گا اور خود ترقیاتی فیصلے کرکے ان پر عمل درآمد کرنے کے قابل ہوجائیں گے۔ [۴۶]

☆ اشتراک عمل اور تعاون کے ذریعے:

تنظیموں کے لئے بہت ضروری ہے کہ ترقی کے عمل میں وہ اپنا مقام اور کردار صحیح طور پر پہچانیں اور اس حقیقت کو تسلیم کریں کہ اس تمام عمل میں بین الاقوامی این جی اوز سے بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے۔

ترقیاتی کاموں میں این جی اوز کے اراکین کو مدعو کرنا ترقی کے عمل کو جمہوری بنانے کیلئے ناگزیر ہے۔ کسی ایک سرگرمی، منصوبے یا پروگرام کی تکمیل پر ترقی کا عمل پورا نہیں ہوجاتا بلکہ یہ ایک طویل عمل ہے جس میں ایک مرحلے میں سیکھے گئے سبق کے اثرات اگلے مرحلے میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اس سوچ کے نتیجے میں یہ حقیقت سامنے آئی کہ منصوبوں اور پروگراموں کو اس وقت پائیدار بنایا جاسکتا ہے جب بین الاقوامی این جی اوز اور مقامی آبادیوں اور وابستہ عناصر کو ترقی کے عمل میں بطور فعال شراکت دار شامل رکھا جائے۔

پی این آئی (پاکستان این جی او اینشی ایٹو) کی ڈائریکٹر سوزین سمتھ سالنیئر زکہتی ہیں۔

''میں پاکستان کیوں آئی؟ اس کی وجہ یہ چیلنج ہے کہ پائیدار شراکتی ترقیاتی پروگرام، خصوصاً دیہی علاقوں کے لئے تیار کئے جائیں۔ جس سے عورتوں اور بے زمین غریب لوگوں کو مالی وسائل، تعلیم، صحت کی سہولتوں تک رسائی حاصل ہو اور وہ بااختیار ہو کر اچھی حکمرانی میں شریک ہوسکیں۔ میں پی این آئی اور ایشیاء فاؤنڈیشن میں شامل ہونے اور اس ہمہ جہت چیلنج سے بھرپور پروگرام کی رہنمائی پر بہت خوش ہوں۔ آخر کار میں کبھی کبھار شریک ہونے کی بجائے مسلسل بنیادوں پر آپکی کمیونٹی کا حصہ بن گئی ہوں''۔ ۴۷

گویا غیر منافع بخش تنظیموں اور بین الاقوامی تنظیموں کے مابین قریبی تعلقات کی ضرورت ہے جس سے وہ اپنی مشاورت کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ اور معاونت کرنے والی تنظیموں کو ان کی ضروریات کا اندازہ ہو جاتا ہے اور اسی کے مطابق وہ ان کی مدد کرتے ہیں۔

این جی اوز کی مزید فعالیت کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ معلومات، مضامین اور خبروں کے حصول کے لئے بیرونی این جی اوز سے رابطے کئے جائیں۔ اور بیرونی سطح پر روابط بڑھانے کیلئے جدید ٹیکنالوجی کو استعمال میں لاتے ہوئے انٹرنیٹ کی سہولت حاصل کی جائے۔ اس سے این جی اوز کے آپس کے روابط کو تقویت ملے گی اور تنظیمیں ایک دوسرے کے کام اور کارگزاری سے واقف ہوں گی، ساتھیوں کے تجربات سے استفادہ کرسکیں گی اور اپنی تنظیموں کو مضبوط کرکے بہتر نتائج حاصل کرسکیں گی۔ رسائل و جرائد کے ذریعے بھی اداروں کے تحقیقی کام اور مفید تجربات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ اداروں، کارکنوں اور اہلکاروں کی تربیت کے ذریعے:

سول سوسائٹی کو مستحکم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان اداروں کی تربیت کی جائے۔ جو سوسائٹی کے اندر متحرک ہیں۔ ایک بین الاقوامی تنظیم دی کمیونٹی ڈویلپمنٹ ریسورس ایسوسی ایشن (CDRA) ہے جو ایسی تنظیموں، اداروں اور افراد کی استعداد کو ترقی دینے میں دلچسپی رکھتی ہے جو سول سوسائٹی کو مستحکم بنانے میں مدد دے سکتے ہیں اس کے ماہرین تنظیموں کے ساتھ کام کرتے ہیں، استعداد بڑھانے میں حائل رکاوٹوں کی نشاندہی کرتے ہیں اور ان رکاوٹوں کو دور کرنے کیلئے ایکشن پلان وضع کرتے ہیں۔ مداخلتوں کی وجہ سے جو تبدیلیاں ظاہر ہو رہی ہوتی ہیں ان کے لئے بھی مدد فراہم کرتے ہیں۔ ۴۸

انٹریکٹ ورلڈ وائلڈ پاکستان کے ڈائریکٹر چانس برگ پاکستان میں تربیتی سرگرمیوں میں ردعمل کے فقدان کے مسئلے پر توجہ مبذول کراتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ انہیں ''شکایت ہے کہ اکثر و بیشتر مؤثر تربیت

کاروں کی خدمات حاصل نہیں کی جاتیں اور اگر کی جاتی ہیں تو انہیں اہل لوگوں کو سکھانے کا موقع نہیں دیا جاتا، جس کا نتیجہ وسائل اور تربیتی کوششوں کے ضیاع کی صورت میں نکلتا ہے۔ کارگر استعمال، مسلسل نگرانی اور ایسے ترقیاتی اقدامات کی نتیجہ خیزی، پائیداریت میں اضافہ کرے گی''۔۴۹

انہون نے لکھا ہے

''سیکھنے والی بات یہ ہے کہ تربیت کا انتخاب، بیان کردہ مخصوص مقاصد کو سامنے رکھ کر احتیاط سے کیا جائے اور اس بارے میں بھی احتیاط سے سوچا جائے کہ تربیت کے لئے کن افراد کو بھیجنا ہے، تربیت کے لئے صحیح افراد کو بھیجا جائے اور تربیت کے بعد نگرانی (Follow up) فراہم کی جائے''۔۵۰

تربیت کا کام دوطرفہ مشق ہوتی ہے انکے لئے وقت کا تعین تنظیم کی ضروریات کے پیش نظر کیا جاتا ہے۔ موزوں افراد کا انتخاب کیا جاتا ہے اور اگر مہارتوں کو پختہ کرنا ہو اور معاملات کو زیادہ سمجھ بوجھ مطلوب ہو تو صرف ایک مرتبہ کی تربیت کافی نہیں ہوتی۔ تنظیم کے افراد کی یاداشت کو وقتاً فوقتاً تازہ کرتے رہنا چاہیئے تاکہ یہ اندیشہ نہ ہو کہ جو کچھ سیکھا ہے وہ فراموش ہو جائے گا۔۵۱

حوالہ جات

۱۔ یہ معلومات انصار برنی ویلفیئر ٹرسٹ کی آفشل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں www.ansarburney.org

۲۔ ایضاً:

۳۔ ایضاً:

۴۔ ایضاً:

۵۔ تہمینہ درانی: Amirror to the Blind, ترجمہ طارق مسعود، کھلی کتاب (عبدالستار ایدھی سوانح حیات) نیشنل بیورو آف پبلی کیشنز، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۰۵ اسلام آباد۔ ص ۲۵

۶۔ ایضاً ص ۲۰۰

۷۔ ایضاً ص ۲۱۴

۸۔ ایضاً ص ۲۲۸

۹۔ ایضاً ص ۲۹۷

۱۰۔ ایضاً ص ۲۹۷-۳۰۱

۱۱۔ ایضاً ص ۲۰۸

۱۲۔ Hope, a quartrly news letter, 2nd quarter 2005, insight progress report and project status july 2002, Shaukat Khanum Memorial Cancer Hospital and Research Centre Lahore, Pakistan.

۱۳۔ یہ معلومات الھیۃ الخیریۃ الاسلامیہ کی آفشل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں اور اس کا ویب سائٹ یہ ہے www.iico.org

۱۴۔ یہ معلومات المقاصد کی آفشل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں اور اس کا ویب سائٹ یہ ہے www.al-maqasid.net

۱۵۔ Quartat چار ممالک، امریکہ، روس، یورپین یونین اور یو کے کی تنظیم ہے۔ فلسطین اور اسرائیل کے درمیان جو بڑے معاہدے ہوئے ہیں ان میں اس تنظیم نے ثالث کے طور پر کام کیا ہے۔

۱۶ یہ معلومات الحق کی آفشل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں اور اس کا ویب سائٹ یہ ہے www.alhaq.org

۱۷۔ یہ معلومات Human Appeal International کی آفشل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں۔ اور اس کا ویب سائٹ یہ ہے www.humanappeal.org.uk

۱۸۔ یہ معلومات Egyption Center for women کی آفشل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں۔ اور اس کا ویب سائٹ یہ ہے www.ecwronline.org/english/index.htm

۱۹۔ یہ معلومات International Labour Organization (ILO) کی آفشل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں۔ اور اس کا ویب سائٹ یہ ہے www.ilo.org

۲۰۔ یہ معلومات International Committee of Redcross (ICRC) کی آفشل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں۔

اوراس کا ویب سائٹ یہ ہے www.icrc.org

۲۱۔ یہ معلومات International Rescue Committee (IRC) کی آفیشل ویب سائٹ سے لی گئی ہیں۔ اوراس کا ویب سائٹ یہ ہے www.theirc.org

۲۲۔ ایضاً:

۲۳۔ Plan Annual UK Report 2004, Financial UK Accounts, Intrestees Report 2003, Plan UK 2002 Annual Review, Plan UK 2001 Annual Review

۲۴۔ ایضاً:

۲۵۔ ایضاً:

۲۶۔ Asif Iqbal, Hina Khan and Surkhab Javeed, Non Profit Sector in Pakistan, Historical background, by social Policy and development center in collaboration with Agha Khan foundations and Center for civil societies, John Hopkinson University USA 2004.

۲۷۔ ایضاً:

۲۸۔ ایضاً:

۲۹۔ ایضاً:

۳۰۔ البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوحی، باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول اللہ ﷺ وقول اللہ عز وجل آیت ان اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعد، ج ۱، ص ۴

۳۱۔ نیشنل ریسرچ اینڈ ڈیویلپمنٹ فاونڈیشن پشاور: فلاحی معاشرے کی تعمیر میں عبادات کا کردار، صفحات ۲۰۲-۲۰۵

۳۲۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ابواب الزھد: باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ: (محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی) برقم ۲۲۶۵، ۲/۱۲۴

۳۳۔ سورۃ اللیل آیات ۱۷ تا ۲۱

۳۴۔ سورۃ البقرۃ: آیت ۲۶۴

۳۵۔ سورۃ التوبۃ: آیات ۱۸۔۲۲

۳۶۔ جنوبی افریقہ میں عالمی مہم برائے تعلیم کی بین الاقوامی اسمبلی کا انعقاد" سپارک" شمارہ نمبر ۴۱، دسمبر ۲۰۰۴ء، ص ۸

۳۷۔ ایضاً: ص ۲، ۳

۳۸۔ ایضاً:

۳۹۔ ایضاً:

۴۰۔ یونیسف کا پروگرام برائے تعلیم نسواں: "سپارک" شمارہ نمبر ۳۵، جون ۲۰۰۳ء: ص ۳

۴۱۔ ایضاً:

۴۲۔ بین الاقوامی تربیت کورس: سہ ماہی "اخبار" دسمبر ۲۰۰۴ء: ص ۱۶، ۱۷

۴۳۔ ایضاً:

۴۴۔ ایضاً:

۴۵۔ ایضاً:

۴۶۔ ایضاً:

۴۷۔ بہترین اشتراک عمل، پی این آئی کی ڈائریکٹر کا پیغام ''این جی اونیوز'' ایشیافاؤنڈیشن اسلام آباد، شمارہ نمبر ا، سرمابہار ۱۹۹۹ء، ص ۲،۱

۴۸۔ قدیر بیگ، ثناء بابر: سماجی تنظیموں کی استعدادکاری، سہ ماہی ''اخبار'' اپریل ۲۰۰۵، ص:۷

۴۹۔ ایضاً:

۵۰۔ ایضاً:ص ۸

۵۱۔ ایضاً:

باب ششم

خاتمہ بحث

فصل نمبر ۱

این جی اوزاپنے مقاصد میں کس حدتک کامیاب ہوئیں

این جی اوز کی اپنے مقاصد میں کامیابی کا مؤثر جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ان مسائل کی نشاندہی کی جائے جن کوحل کرنے کے لئے مذکورہ اداروں کا عمل وجود میں آیا اس لئے پہلے ان مسائل کا ذکر ہوگا بعد میں یہ جائزہ لیا جائے گا کہ مسائل کو کس حدتک حل کیا گیا۔

پاکستان میں موجود مسائل:

ایک ترقی پذیر ملک کے مسائل بہت زیادہ ہوتے ہیں جن کو ملک کے وسائل کے مطابق حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔فنڈز دینے والے ادارے بھی ملکی مسائل کوحل کرنے کے لئے حکومت اور تنظیموں کی مدد کرتے ہیں تاہم تنظیم اپنے طریقے سے ان مسائل کوحل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔مسائل درج ذیل ہیں:

غربت:

عالمی ادارۂ خوراک کے تازہ ترین سروے کے مطابق دنیا بھر میں غذائی قلت سے دوچار افراد کی تعداد ۸۵ کروڑ ۲۰ لاکھ تک جا پہنچی ہے۔صرف گذشتہ چار برس کے دوران اس تعداد میں دو کروڑ افراد کا اضافہ ہوا نیز ہر سال دنیا میں ۵۰ لاکھ بچے بھوک سے مر رہے ہیں۔جبکہ سروے کے مطابق شدید غذائی قلت سے متاثرہ افراد کی ۸۰ فیصد تعداد دیہاتوں میں ہے۔جن میں نصف زرعی کارکن کسان ہیں۔[۱] کچھ ایسی ہی تشویشناک صورتحال پاکستان میں بھی ہے ہمارے ہاں زیادہ تر آبادی غربت کا شکار ہے اور زندگی کی بنیادی ضروریات تک ان کی رسائی نہیں لوگ بھوکوں مر رہے ہیں،اپنے بچوں کو تعلیم نہیں دلوا سکتے،ان کے علاج معالجے کی استطاعت نہیں رکھتے یہ غربت ہی بے روزگاری،بھوک اور صحت کے مسائل کو جنم دیتی ہے جو کہ بالآخر جرائم،نشے کا استعمال اور عصمت فروشی کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔[۲] اس کے لئے ایسی حکمت عملی بنانے کی ضرورت ہے جو غربت کے ان مسائل کا خاتمہ کر سکے جو کہ مالی غربت،وسائل تک رسائی کی غربت' اور اختیارات کی غربت کی صورت میں موجود ہیں۔

ناخواندگی:

پاکستان کا ایک اور بڑا مسئلہ ناخواندگی ہے۔ تعلیمی پسماندگی کی وجوہات میں غربت، جہالت، بے روزگاری، اساتذہ کی کمی، سکولوں کا نہ ہونا، سکولوں کا دور ہونا، مختلف سیاسی، سماجی، ثقافتی رکاوٹیں ہیں جن کی وجہ سے تعلیمی حالت بہتر نہیں ہو رہی فیڈرل ایجوکیشن منسٹری آف پاکستان کی جانب سے جاری کردہ سرکاری اعداد و شمار (تعلیم سب کے لئے) بالخصوص لڑکیوں کے لئے بہت ہی مایوس کن تصویر پیش کرتے ہیں۔[۳]

اکنامک سروے ۰۳-۲۰۰۲ کے مطابق پاکستان میں عمومی طور پر شرح خواندگی ۵۱.۶ فیصد ہے جبکہ لڑکیوں میں ۲۶ فیصد پڑھی لکھی ہیں۔ تاہم خود مختار ذرائع اور ماہرین تعلیم ان اعداد و شمار پر یقین نہیں رکھتے۔ وہ مجموعی طور پر شرح خواندگی ۲۶ فیصد اور خواتین کے لئے شرح خواندگی ۱۲ فیصد متعین کرتے ہیں[۴] ساتھ ہی وہ یہ بحث کرتے ہیں ان اعداد و شمار میں وہ لوگ شامل ہیں جو دستخط سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتے۔ پاکستان میں ایک لاکھ تریسٹھ ہزار سکول ہیں جن میں سے صرف چالیس ہزار لڑکیوں کے لئے ہیں پندرہ ہزار پنجاب میں ہیں، تیرہ ہزار صوبہ سندھ میں، آٹھ ہزار صوبہ سرحد میں جبکہ صرف چار ہزار صوبہ بلوچستان میں ہیں۔[۵]

پاکستان اپنے جی ڈی پی کا ۲.۲ اور بجٹ کا پانچ فیصد تعلیم پر خرچ کرتا ہے۔[۶] گویا جہاں ۱۰ فیصد کی ضرورت ہوتی ہے وہاں ۵ فیصد مختص کرتے ہیں۔ تعلیم میں انتظامی رکاوٹیں بھی حائل ہیں۔ حکومتی سطح پر بد انتظامی کو صحیح طور پر چیک نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ذمہ داروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا ہے۔ زیادہ تر خاندانوں میں یہ رجحان ہے کہ لڑکیوں کو گھر کے کام کاج میں زیادہ مہارت کی ضرورت ہے۔ تعلیم کو وہ زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ اکثر خاندان لڑکیوں کی تعلیم پر پیسہ خرچ نہیں کرتے ان کا خیال ہے کہ یہ پیسے کا ضیاع ہے۔[۷] یہ تمام اور اس طرح کے دیگر تعلیمی مسائل اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ حکومت کے ساتھ ساتھ تنظیمیں بھی اس کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور پاکستان کی تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کی کوشش کریں۔

صحت:

دیگر مسائل کے ساتھ ساتھ صحت کا مسئلہ بھی بہت گھمبیر ہے۔ حکومتی اداروں کو ان سے نمٹنا مشکل ہو گیا ہے۔ ملک میں مریضوں کے لئے ہسپتالوں کی کمی ہے۔ اسی حساب سے ان میں تعینات ڈاکٹرز بہت کم ہیں۔ شہروں کی نسبت دیہاتوں کی صورتحال بہت خراب ہے، عمارتیں خستہ ہیں، میڈیکل آلات ناکافی ہیں،

کوئی ڈاکٹر دیہاتوں میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا، دوائیاں ناپید ہیں، ہسپتالوں کو جو دوائیاں ملتی ہیں وہ مریضوں کو دینے کے بجائے فروخت کر دی جاتی ہیں۔

ڈاکٹروں کی عدم موجودگی کی وجہ سے مریض ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں۔ حاملہ خواتین کے لئے لیڈی ڈاکٹر کی خدمات مہیا نہیں ہیں۔ غربت کا تناسب اتنا زیادہ ہے کہ بہت سے بچے قابل علاج امراض کے علاج سے بھی محروم ہیں۔ آلات اس معیار کے نہیں ہیں کہ مریضوں کا علاج ہو سکے، صفائی کا انتظام انتہائی ناقص ہے۔ ایسے حالات میں مریضوں کی تکلیف کم ہونے کی بجائے بڑھ جاتی ہے۔[8]

ماحول کی آلودگی:

بعض علاقوں میں گندے پانی کے نکاس کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے۔ بارش کا پانی گلیوں میں جمع ہوتا رہتا ہے۔ گھروں کا گندا پانی بھی ان میں شامل ہو جاتا ہے اس گندے پانی میں مچھر اپنا بسیرا کر لیتے ہیں اور بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ پلاسٹک کے تھیلوں کی بھرمار ہے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جو بدبو پھیلاتے ہیں، تعفن کی اس فضا میں زندگی مشکل ہو جاتی ہے۔ شہروں میں گاڑیوں کا شور اور دھواں مزید آلودگی کا باعث بنتے ہیں۔ کارخانوں کا گندا پانی شہروں کے بیچ میں بنے ہوئے گندے نالوں میں بہتا ہے جو بدبو پھیلانے اور فضا کو آلودہ کرنے کا باعث بن رہا ہے۔[9]

آبادی میں اضافہ:

پاکستان کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے اقتصادی ترقی کی صلاحیت کم ہو کر آدھی رہ گئی ہے۔ پاکستان میں سالانہ شرح افزائش ۲.۱ فیصد ہے۔ اس لئے ترقی کی جو کوششیں ہو رہی ہیں وہ بڑھتی ہوئی آبادی کی وجہ سے مؤثر ثابت نہیں ہوتیں۔[10] عوام میں یہ شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ ترقی اور خوشحالی کا انحصار کم بچوں پر ہے۔ بچے کم ہونگے تو ان کی صحیح تعلیم و تربیت بھی ہوگی نیز ملک بھی ترقی کرے گا۔

پینے کے صاف پانی کا انتظام:

پانی جو انسان کی ایک بنیادی ضرورت ہے۔ اور اس پر ہر انسان کا حق ہے۔ ملک میں لوگ اس بنیادی ضرورت سے بھی محروم ہیں۔ دور دور تک صاف پانی کا نام و نشان نہیں ہوتا۔ ایسے میں گندا پانی پینے سے وہ طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ان لوگوں کے لئے پینے کے صاف پانی کا انتظام کیا جائے تا کہ وہ بھی زندگی کی اس بنیادی ضرورت سے بہرہ ور ہوں اور ان کی زندگی

بھی سکون سے گزرے۔

ناگہانی آفات:

ناگہانی آفات مثلاً سیلاب، زلزلہ، بیماریاں، جنگ وغیرہ کا مسلط ہوجانا ان حالات میں ملک کو بہت زیادہ افرادی قوت اور پیسے کی ضرورت پڑتی ہے۔آج کل پاکستان ان ناگہانی آفات کی زد میں آیا ہوا ہے۔۱۸ اکتوبر ۲۰۰۵ کو ملک کے شمالی علاقوں میں آنے والے زلزلے نے جو تباہی مچائی ہے اس سے نمٹنے کے لئے برسوں محنت کرنی پڑے گی۔ بہت سی انسانی جانیں ضائع ہوئیں۔ لاکھوں افراد بے گھر ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں معذور ہوئے۔الٰہ موسمی حالات خراب ہونے کی وجہ سے وہ بیماریوں کی زد میں آ گئے۔ ایسے حالات میں ان کو علاج معالجے کی سہولت بہم پہنچانا، ان کو خیمے دینا، خوراک مہیا کرنا، کپڑے مہیا کرنا اور ان کی بحالی کا انتظام کرنا یہ ایسے کام ہیں جن کو صرف حکومت نہیں کرسکتی۔اس میں پوری دنیا کے ممالک نے اپنے طور پر مدد کی اور غیر سرکاری تنظیموں نے بھی اپنی استطاعت کے مطابق حصہ ڈالا۔

معاشی بدحالی:

ملک کی معاشی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ لوگ بھوکوں مر رہے ہیں ملک میں مہنگائی زوروں پر ہے، بے روزگاری عام ہے، بھکاریوں کی تعداد بڑھ رہی ہے اور ملک میں اگر کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے وسائل اتنے نہیں کہ کاروبار کرسکے۔اس کے لئے لوگوں کو روزگار مہیا کرنا ان کو قرضوں کی سہولت دینا یہ بھی حکومتی اور غیر سرکاری اداروں کی ذمہ داری ہے۔ تاکہ جو لوگ ترقی کی دوڑ میں شامل ہونا چاہیں اور اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لئے کچھ کمانا چاہیں ان کے لئے راہیں کھلی ہوں اور سہولت کے ساتھ کاروبار کرسکیں۔

خواتین کے حقوق:

عورتوں پر تشدد ہمارے معاشرے کا ایک سنگین مسئلہ اور رستا ہوا ناسور بن چکا ہے۔ ہر روز اخبارات ایسے اندوہناک واقعات سے بھرے ہوتے ہیں۔ تاہم اس قسم کے واقعات کی اصل تعداد اخبارات میں رپورٹ ہونے والے واقعات سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ دیہات کی ناخواندہ خواتین ہوں یا پڑھی لکھی باشعور خواتین وہ محض خاندانی ناموس کی خاطر اپنے جذبات کا برملا اظہار نہیں کرسکتیں اور تشدد کو برداشت کرتی رہتی ہیں۔تشدد کی مختلف اقسام ہیں مثلاً جسمانی تشدد، ذہنی ونفسیاتی تشدد، جنسی امتیاز پر مبنی

اذیت اور بچیوں پر تشدد وغیرہ۔۱۲؎

اس تشدد کی بہت سے وجوہات ہیں جن میں سے ایک غیرت کا غلط اور جاہلانہ تصور ہے۔ تشدد اور مار کٹائی اس اظہار مردانگی کا اظہار ہے۔ مرد اپنی عورت کو زیر نگین رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسے خوفزدہ رکھنے کا کام شروع دن سے ضروری سمجھتا ہے۔ تشدد کی ایک وجہ افلاس اور غربت بھی ہے۔ اس بناء پر عورتوں کو عصمت فروشی پر اس قدر پر مجبور کیا جاتا ہے کہ انہیں اس گناہ میں پناہ لینی پڑتی ہے۔۱۳؎ ان تمام حالات کو سدھارنے کی ضرورت ہے۔ اس کیلئے سب سے بڑا اور مؤثر کام تعلیم کو عام کرنا ہے تعلیم کے ذریعے عورت کو اپنے حقوق اور معاشرتی مقام کا احساس ہوگا۔ اس سلسلے میں بہت سی این جی اوز خواتین کے حقوق کیلئے لڑ رہی ہیں۔

بچوں کے حقوق:

ہمارے ملک میں بہت سے بچے پڑھنے کے بجائے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے محنت مزدوری کرتے ہیں۔ ان کو تعلیم کے مواقع بہم پہنچانا، صحت کی سہولتیں فراہم کرنا، ان کی سمگلنگ روکنا، ان کی صحیح تربیت کرنا یہ وہ تمام امور ہیں جن پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ بچوں کی کثیر تعداد تعلیمی اخراجات برداشت نہ کرنے کی وجہ سے سکول جانے کی بجائے مختلف کام کرنے پر مجبور ہے۔ بچے موسموں کی شدت سے قطع نظر ورکشاپوں، ہوٹلوں، دکانوں، اڈوں، کارخانوں، گلیوں اور بازاروں میں صبح سے شام تک مزدوری کرتے ہیں اور اپنے اور گھر کے دیگر افراد کی بقاء کے لئے چند پیسے کماتے ہیں۔ یہ بچے تعلیم کا شوق رکھنے کے باوجود بھی ایسا کرنے پر مجبور ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان بچوں کے حالات میں ہم تبدیلی لا سکتے ہیں یا نہیں۔ اگر کوشش کی جائے تو مشکل نہیں۔ حکومت کے ساتھ ادارے بھی ان بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کی معاشی کفالت کا انتظام کر سکتے ہیں۔ اور ان کو معاشرے کا باعزت شہری بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں سے جنسی زیادتی بھی ہوتی ہے۔۱۴؎ اس کے لئے بھی قانون ہونا چاہئے جس میں زیادتی کے مرتکب افراد کے لئے سخت سے سخت سزا رکھی جائے تا کہ وہ آئندہ ایسی حرکت نہ کریں۔ نیز بچوں میں بھی جنسی آگہی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

معاشرے کے کمزور طبقوں کی امداد:

معاشرے کے پسے ہوئے کمزور اور غیر محفوظ لوگوں کی مدد کرنا بھی ان اداروں کی ذمہ داری

ہے تا کہ ایسے لوگوں کو جاگیرداروں، سرداروں اور وڈیروں کے ظلم وستم سے نجات دلا کر معاشرے میں ان کا صحیح مقام دلائیں۔

ایڈز سے آگاہی:

جنسی بے راہ روی کے نتیجے میں ایڈز جیسی بیماری میں مبتلا لوگوں کا علاج اور لوگوں کو اس بیماری سے بچاؤ کی تدابیر کرنے کے لئے بھی این جی اوز میدان عمل میں ہیں۔اس مقصد کے لئے جگہ جگہ ڈاکٹروں کی ٹیمیں لوگوں میں شعور بیدار کر رہی ہیں ۔ یہ ٹیمیں کالجوں، یونیورسٹیوں میں جا کر لیکچر دیتی ہیں نیز ورکشاپوں اور سیمیناروں کے ذریعے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اس بیماری میں مبتلا ہونے کا مطلب موت کو گلے لگانا ہے۔اس لئے پہلے ہی اس سے بچاؤ کی تدابیر کرنی چاہئے۔

زراعت کی ترقی:

بنجر زمینوں کو قابل کاشت بنانے، نکاسی آب کا انتظام کرنے اور زرعی پیداوار میں اضافے کی ضرورت ہے جس کے لئے ادارے قرضے فراہم کر رہے ہیں اور ان مشکلات کو کم کرنے میں کوشاں ہیں۔ اس کے علاوہ ڈیموں کی صفائی کے آلات کے لئے امدادی رقوم کی فراہمی، حفظان صحت اور پینے کے پانی کی فراہمی اور گندے پانی کی نکاسی، پلوں کے بنانے کے لئے فنڈ کی فراہمی، نیز شہروں کی گندگی کے لئے مناسب انتظامات کرنا، نہروں کی بھل صفائی، منشیات کو کنٹرول کرنا، پوست کی کاشت کی بجائے دیگر قسم کی نفع آور فصلوں کی کاشت اور پوست کی کاشت پر کم سے کم انحصار کرنا۔ نیز چھوٹے کاروبار کے لئے قرضے کی فراہمی، سکول، کالج، یونیورسٹی وغیرہ کی لائبریریوں کے لئے کتابوں کی فراہمی، علاج معالجے کے لئے ہسپتالوں کو آلات کی فراہمی، پناہ گزینوں کی امداد کرنا اور ان کی بحالی میں حکومت کی مدد کرنا، تعلیمی وظائف کا اجراء اور قابل طلباء وطالبات کو بیرون ملک تعلیم کی سہولت فراہم کرنا۔

مہارتوں میں اضافہ اور قابلیتوں کی تعمیر کی غرض سے مرد وخواتین کو تربیت دینا، بین الاقوامی فہم اور عمل کو بہتر کرنا، لوگوں کو تربیت دے کر ایک دوسرے کے قریب لانا، نیز ریٹائرڈ ملازمین کو تربیت دینا تا کہ وہ دیگر لوگوں کو تربیت دے سکیں۔ ریٹائرڈ ملازمین کو ترتیب دینے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اس کا وہ زیادہ معاوضہ بھی نہیں لیتے اور ان کے معاش کا بھی انتظام ہو جاتا ہے۔ اساتذہ کے لئے تربیت کا انتظام کرنا اور دور دراز پسماندہ علاقوں میں ان کی تعیناتی کے لئے کوشش کرنا۔ ظلم کی شکار خواتین کو قانونی مدد فراہم کرنا، غریب

لڑکے لڑکیوں کے نکاح کروانا، بدکاری، عصمت فروشی جیسے گندے دھندے کا خاتمہ کرنا، ایڈز کے خلاف جدوجہد کرنا، دہشت گردی کے خاتمے کے لئے اقدامات کرنا، جنگوں میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا، ان کی دیکھ بھال کرنا اور بے گھر ہونے والوں کو پناہ گاہ فراہم کرنا وغیرہ یہ وہ تمام مسائل ہیں جو ملک کو درپیش ہیں۔[۱۵] ان مسائل کے حل کے لئے حکومتی اداروں کے ساتھ ساتھ غیر سرکاری ادارے بھی سرگرم عمل ہیں۔ تاہم کسی بھی تنظیم کی کامیابی کے لئے چند عناصر کا ہونا بہت ضروری ہے جن کے بغیر تنظیم کی کارکردگی صفر ہو جاتی ہے۔

پاکستانی این جی اوز کی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ اس ملک میں این جی اوز کا شعبہ مکمل طور پر ڈونرز کی وجہ سے چل رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شعبہ ہمیشہ ہی بیرونی ایجنڈے پر کام کرے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایجنڈا بہت اچھا ہے اور بامعنی بھی لیکن ہے تو بیرونی۔ ناپائیدار بھی۔ ترقیاتی فیشن بدلتے ہیں تو لامحالہ ڈونرز فیشن بھی اس کے ساتھ تیزی سے بدل جاتے ہیں۔ ہر بار جب کوئی تبدیلی آتی ہے تو پاکستان میں پورے این جی او سیکٹر کو اپنی ترجیحات کو بدلنا پڑ جاتا ہے اور نئی منصوبہ بندی کرنی پڑتی ہے۔ ایسی منصوبہ بندی جو خود ان کی بھی سمجھ میں نہیں آتی۔ مثلاً آج یہ پبلک پرائیویٹ (عوامی و نجی) شراکت ہے تو کل یہ نالج مینجمنٹ (معلومات کی انتظام کاری) بن جائے گی۔ یہ تمام حیرت انگیز تصورات ہیں مگر پھر بھی وہ وقت حاصل کرتے اور انہیں اپنے خیالات کے مطابق نافذ کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو کوئی بیرونی مشیر آتا ہے اور اپنے ساتھ نئی اصطلاح لاتا ہے ایک نیا تصور پیش کرتا ہے اور تنظیموں پر دباؤ ڈالتا ہے کہ اسے اختیار کریں۔ جب تک تنظیم آزاد نہیں ہوگی وہ ترقی نہیں کر سکتی اور نہ ہی سیکھنے والی تنظیم بن سکتی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارا این جی او سیکٹر حقیقی معنوں میں آزاد نہیں ہے۔ بالخصوص مالی حوالے سے۔ لہٰذا این جی اوز کے سامنے یہ بہت بڑا چیلنج ہے کہ وہ مالی طور پر مستحکم ہوں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملک میں اپنے وسائل سے فنڈز حاصل کریں۔ ہمارے مخیر اور صاحب ثروت افراد این جی اوز قائم کریں۔ ان این جی اوز میں کام کرنے والے افراد کو باقاعدہ تنخواہ دی جائے۔ اس کے ارکان باقاعدہ فیس دیں اور ملک کے دیگر افراد بھی نیکی کے ان کاموں کے لئے چندہ دیں تو این جی اوز ترقی کے سفر پر گامزن ہو جائیں گی مثال کے طور پر ایدھی فاؤنڈیشن، اور اورنگی پائلٹ پراجیکٹ جن کا فنڈ جمع کرنے کا اپنا نظام ہے اس لئے وہ لوگ اپنی تنظیموں پر قابو قائم رکھے ہوئے ہیں اگر پیالہ ہاتھ میں لے کر ڈونرز کے سامنے ترقیاتی کاموں کیلئے بھیک مانگیں گے تو تنظیم کبھی بھی سیکھنے والی تنظیم بننے میں کامیاب نہیں ہو سکتی اور وہ بدلتے ہوئے فیشن اور بدلتے ہوئے رجحانات کی ہمیشہ اندھی تقلید کرتی رہے گی۔[۱۶]

پاکستانی این جی اوز کو داخلی اور خارجی ماحول کے حوالے سے بھی متعدد مسائل درپیش ہیں۔ جن کا تعلق انسانی، مالیاتی اور تکنیکی ذرائع اور صلاحیتوں سے ہے۔ اس وقت پاکستان میں لگ بھگ ۴۵۰۰۰ متحرک اور فعال عوامی تنظیمیں ہیں۔ جن کے ارکان کی تعداد ۶۰ لاکھ ہے مگر یہ قابل قدر تعداد بھی سوائے چند کے ابھی تک مکمل بنیادی سطح کی حامل نہیں۔ ۱۷ ان کی رسائی محدود وسائل تک ہے۔ ان تمام این جی اوز کے پاس محدود نظام ہیں۔ ان کے پاس تربیت یافتہ اور باصلاحیت منتظمین کی کمی ہے اس کے علاوہ ان کے اندر نہ تو پیشہ ورانہ مہارت کو اہمیت دی جاتی ہے اور نہ ہی اعلیٰ معیار کو۔ خارجی مسائل میں قانونی اور مالی مسائل شامل ہیں۔ اس کے علاوہ نظم وضبط قائم کرنے والے ارباب اختیار کو حاصل کردہ اختیارات کے باعث بھی کام میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ عوامی شعبے کو اس کا جائز حق اور اختیار نہیں دیا گیا۔ مناسب شناخت کی کمی کے باعث اگر ایک طرح کے قواعد وضوابط کسی تنظیم یا تنظیموں کے لئے مناسب لگتے ہیں تو وہی قواعد وضوابط دوسری تنظیم یا تنظیموں کے لئے مناسب نہیں لگتے۔ ساتھ ہی حکومت کی اس شعبے کی طرف سے بے پروائی اور ایک عام سا قانونی ڈھانچہ بھی اس کام میں رکاوٹ ہیں۔ دوسرے یہ کہ عوام میں شعور اُجاگر کرنے کیلئے مطلوبہ معلومات کی بھی کمی ہے۔

اگر ان معیارات کا کامیاب نفاذ ممکن ہو جائے تو پاکستان میں این جی اوز سیکٹر کے لئے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ترقی کے مراحل طے کرسکیں۔ ۱۸

فصل نمبر ۲

آراء وتجاویز برائے تحسین پروگرام این جی اوز

تعمیر وترقی کے اس دور میں ابھرتے ہوئے رجحانات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ عوام الناس کی پائیدار ترقی کے میدان میں رضا کارانہ خدمات اور خود انحصاری بہت اہم ہوتی ہے۔ اس سرگرمی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ مقامی لوگوں کو ان کے فائدے کے لئے ہونے والے کاموں میں شریک کیا جائے۔ یہ بجا ہے کہ خود اعتمادی، اپنی مدد آپ، خود انتظامی اور خود مختاری پائیدار ترقی کے اہم ستون ہیں۔ لیکن اس طریقۂ کار میں محرک خود افراد ہوتے ہیں موجودہ سوچ نے اس بات کا احساس دلایا ہے کہ بین الاقوامی ایجنسیاں، این جی اوز یہاں تک کہ حکومت بھی اس بات پر زور دے رہی ہے کہ مقامی سطح پر کام مقامی تنظیموں کے ذریعے کیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے چند سالوں میں مختلف النوع دیہاتی تنظیمیں عمل میں آئی ہیں جیسے VDO's، گاؤں کی سطح پر ترقیاتی تنظیمیں، CBOs مقامی تنظیمیں، VOS گاؤں کی تنظیمیں، WOS خواتین کی تنظیمیں وغیرہ۔ ان کے علاوہ بڑی بڑی این جی اوز بھی ان کے ساتھ مل کر مسائل کو حل کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

جان ہاپکنسن یونیورسٹی، آغا خان فاؤنڈیشن اور سوشل پالیسی ڈیویلپمنٹ سنٹر کے مشترکہ تجزیاتی مطالعے کے مطابق پاکستان میں پینتالیس ہزار غیر منافع بخش تنظیمیں فعال انداز میں کام کر رہی ہیں۔ ۱۹

تنظیموں کی اتنی بڑی تعداد کے باوجود سماجی تنظیموں کا شعبہ ابھی اپنے ابتدائی مرحلے میں ہے۔ ان میں اکثر تنظیمیں حجم میں چھوٹی عوامی تنظیمیں ہیں۔ جو گاؤں یا محلے کی سطح پر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ یہ تنظیمیں شخصی بنیاد پر کام کرتی ہیں اور ان کے یہاں کام کرنے کے نظام بہت محدود ہیں۔ ان کی زیادہ تر توجہ تعلیم اور صحت کے شعبوں پر ہے۔ یہ اپنے محدود کاموں کو بڑے پیمانے پر نافذ کرنے اور مالی امداد دینے والوں کی طرف سے تسلیم کئے جانے کی جدوجہد کر رہی ہیں تاکہ قومی پالیسی پر اثر انداز ہوسکیں۔ ایک کامیاب این جی او کے لئے کچھ راہنما اصول ہیں جن کو اپنا کر یہ این جی اوز مزید بہتر کارکردگی دکھا سکتی ہیں۔

☆ کسی بھی تنظیم کو قطع نظر ان کے حجم اور مقاصد کے کچھ ضرورتیں اور اہلیتیں درکار ہوتی ہیں تاکہ وہ معاشرے میں بامعنی طور پر حصہ لے سکیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔ سوال کرنے اور سیکھنے کی خواہش، پوشیدہ اسباب اور ان کے اثرات کا تجزیہ کرنے میں مہارت، کسی کے ذاتی مفروضات اور فیصلوں کو

چیلنج کرنے کی جرأت اپنی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لینے کی اہلیت، تمام خطرات اور ممکنہ حالات کا سامنا کرنے کی صلاحیت، درست اور حقیقت پسندانہ اقدامات وضع کرنے اور تکمیل کی مہارت، درست اقدامات کے جواب میں ردعمل ظاہر کرنا، کامیابی کا جشن منانے اور اس جیسی کامیابی پھر حاصل کرنے کے لئے جوش وجذبہ اور ناکامیوں کو سہنے اور ان سے سبق سیکھنے کا حوصلہ۔

☆ ہر انسان میں بڑے امور کی انجام دہی کے لئے کچھ نہ کچھ صلاحیتیں ضرور ہوتی ہیں۔ جس کے لئے دوسروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی بھی کام میں اولین چیز متعلقہ آسامی کے لئے موزوں آدمی کا انتخاب ہوتا ہے۔ دوسرے نمبر پر اختیارات کا ارتکاز اور تیسرے نمبر پر نگرانی اور کئے گئے امور کی نظرثانی کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے ایسی ٹیم کا انتخاب کریں جو دنیا سے برائیوں کو دور کرنے کے لئے مخلص ہوں۔ اچھی ٹیم کے انتخاب سے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ حالات کی نزاکت کے مطابق خطرات مول لے سکتے ہیں۔ وہ نظم وضبط کی ضرورت محسوس کرتے ہیں۔ موقع اور محل کی مناسبت سے برمحل کام کرتے ہیں۔ اپنے کام کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ دوسروں کی کامیابی کا سہرا اپنے سر نہیں باندھتے۔ ہر کام بہتر طریقے سے انجام دیتے ہیں۔ خواتین امور کی نامی گرامی مصنف ''میری کرولی'' نے ایک جگہ لکھا ہے ''ہر مرد وزن اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا کر دوسروں کے لئے مثال چھوڑتا ہے''۔ [۲۰]

☆ مشترکہ ترقی میں کارفرما چند بنیادی عوامل بھی ہوتے ہیں جو تنظیموں کے لئے نہایت ضروری ہوتے ہیں۔ تنظیم میں شامل تمام افراد پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ وہ ہر کام ذاتی حیثیت میں نہیں بلکہ اجتماعی حیثیت میں کر رہے ہیں۔ ان کے نزدیک ذاتی فوائد سے زیادہ اہمیت کا حامل اجتماعی فائدہ ہونا چاہئے۔ ذمہ داری کو نبھانے کے لئے ہر فرد کا دوسرے پر اعتبار ہو اور ہر حال میں کسی بھی طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون رکھنا نہایت ضروری ہے۔ تنظیم کے ارکان پر امور کاروبار چلانے کا مقصد عیاں ہو۔ کارکنوں کو اپنے کردار، اجتماعیت اور انفرادیت سے مکمل ہم آہنگی ہو۔

☆ تنظیم کے ارکان کا باہر کے افراد کے ساتھ رابطہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ رابطہ کرنے سے فیصلہ کرنے اور معاملات سلجھانے میں بہت مدد ملتی ہے۔

☆ تنظیم میں ہر کسی کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ اختلافات کے باوجود ایک دوسرے کے ساتھ قریبی

رابطہ ایک مسلمہ حقیقت ہے ہر کسی کی شمولیت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جانا ضروری ہے اور اتفاق رائے کی کوشش کی جانی چاہیئے تاکہ کوئی بھی کام اپنے مقاصد کی تکمیل کے ساتھ اپنے انجام تک پہنچ سکے۔

☆ تنظیم پر مقاصد کا واضح ہونا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ اس سے مقاصد کا حصول سہل ہو جاتا ہے۔ اس عمل میں درکار آلات، مسائل حل کرنے والے طریقے، منصوبہ بندی کی مہارت، مسلسل ملاقاتیں، ایجنڈا اور قابل قبول حل تجویز کرنا شامل ہیں۔

☆ تنظیم میں شامل ممبران اپنی ذات سے ہٹ کر ایسا خواب دیکھیں جو دنیا کو امن کا گہوارہ بنادے۔ دنیا کو بدلنے کا جذبہ لے کر اٹھیں۔ اپنے مقاصد اور منازل کا تعین کریں اور اس کے لئے زندگی کو وقف کرتے ہوئے اس کے حصول کے لئے ذہنوں میں انقلاب برپا کریں۔ دنیا کے لئے رہبر بنیں رہبری نام ہے خوابوں کو اپنی اہلیت سے حقیقت میں بدلنے کا۔ جس میں عوام کا تعاون ہر حال میں شامل ہونا چاہیئے۔ جو کچھ بھی کرنا ہو اس کے لئے اپنی صلاحیتوں کا ادراک کرتے ہوئے اسے حقیقی معنوں میں زیر استعمال لانا اصل طاقت ہے۔

☆ تنظیم کے ارکان میں ثابت قدم رہنے کی قوت ہو۔ ثابت قدم رہنے والے ہی منزل مقصود تک پہنچ پاتے ہیں اور اگر ناکام بھی ہوں تو اپنی ناکامی سے سبق سیکھتے ہیں اور پھر سے ہمت کرتے ہیں اور اپنی کوششوں کا آغاز کرتے ہوئے مردانہ وار مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اچھی این جی او کا کام مسائل میں گھرے ہوئے معاشرے کو ان مسائل سے نکالنا، مسائل کا سامنا کرنا، ان سے نمٹنا، اپنے کام کا ادراک کرنا اور کام کو مکمل جانفشانی کے ساتھ سرانجام دینا ہے کیونکہ کسی بھی وقت مسئلہ درپیش ہوسکتا ہے اور آپ بھی دوسروں کیلئے مسئلہ بن سکتے ہیں۔

☆ جدید اور اعلیٰ درجے کی تکنیکی طریقوں پر عمل کرنے کے لئے جو تعلیم درکار ہوتی ہے وہ بھی ان اداروں کے افراد کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

☆ تنظیموں اور مقامی آبادیوں میں مضبوط قریبی رشتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ باہمی اشتراک اور باہمی اعتماد پر مبنی تعلقات بہتر ذرائع ابلاغ اور پائیدار ترقی کو فروغ دیتے ہیں۔

☆ مالی وسائل کا حصول اور مالی امور کے انتظامی طریقے یقینی طور پر کسی بھی تنظیم کے نہایت اہم عناصر ہیں تنظیم کی ہموار کارکردگی کے لئے جن بنیادی سہولتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کے لئے مناسب وسائل مہیا کرنے ضروری ہیں۔ ان تنظیموں کا خود کفیل ہونا اور اس قابل ہونا بہت ضروری

ہے کہ وہ کم خوش نصیب برادریوں کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرسکیں۔ وسائل کو مؤثر طور پر مختص کرنا اور دستیاب وسائل کا استعمال کسی تنظیم کی طویل المدت کامیابی کی کلید ہے۔[۱۲]

☆ تعلیم وتربیت کے مواقع کی کمی بھی خدمات کے معیار کا مسئلہ سنگین بنا دیتی ہے۔ مہارتوں کے ساتھ ساتھ رویوں اور طور طریقوں میں بھی مثبت تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ تنظیم کی جانب سے مقامی طور پر ترقی کے کسی منصوبے کی کامیاب تکمیل میں خاصا وقت درکار ہوتا ہے جس کے لئے بہت زیادہ صبر وتحمل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے تنظیم کے ارکان صبر اور حوصلے سے کام لیں، جلد بازی سے گریز کریں اور کام کے معیار پر توجہ دیں۔ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ تنظیم مسائل سے آگاہ ہو اور انہیں حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہو۔

☆ حکومتی سطح پر ان اداروں کی سرپرستی اور ان کو قابل تحسین سمجھنا بھی ان کے کام کو نکھار سکتا ہے۔ کیونکہ تنظیموں کو ماحول کے تناظر میں دیکھا جائے تو نظر آتا ہے کہ یہ تنظیمیں اور حکومتی ادارے دونوں ایسے فریق ہیں جن کے درمیان مسلسل اور باہمی تعلق کار پایا جاتا ہے۔ اگرچہ یہ تعلق کار بیرونی عوامل کی تبدیلی سے متاثر ہوتا ہے جن میں سماجی، آبادیاتی عناصر، اقتصادی صورتحال، سیاسی محرکات اور مقامی آبادی کی اقدار اور عام روایات شامل ہیں۔

☆ تنظیم کے ارکان ایک خدائی خدمت گار کی حیثیت سے اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے پیش کریں۔ اپنی ذمہ داریوں کو بطریق احسن پورا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اپنے رخ کا تعین کر کے آگے بڑھیں۔ خوش اخلاقی اپنائیں ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ خوش خلقی اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں اور لوگوں کو این جی اوز سے جو امیدیں وابستہ ہوتی ہیں ان امیدوں پر پورا اترنے کی کوشش کریں۔ غلطیوں سے اجتناب کریں۔

☆ کسی بھی تنظیم کے لئے مقاصد اور حکمت عملی کا تعین ضروری ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ساری ضروریات ایک فارمولے کے تحت حاصل نہیں ہوتیں۔ اگر حکمت عملی طے ہو جائے تو تنظیم کا استوار ہونا اس طرح ممکن ہو جاتا ہے کہ اس کے کردار اور فرائض منصبی کا تعین ہو جاتا ہے اور فیصلہ کرنے کا عمل شفاف ہو جاتا ہے۔ ترقی کی تکمیل کو ایک حرف محض کی طرح نہیں لیا جاسکتا یہ مراحل ایک دوسرے کے لئے لازم وملزم ہوتے ہیں اس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ ہر کام ایک ترتیب، ایک طریقہ کار اور ایک خاص روش کی ذریعے انجام پاتا ہے۔ جب تک کسی تنظیم کو یہ ادراک

نہ ہو کہ وہ کس سمت جارہی ہے اور کیوں جارہی ہے تو ایسی تنظیم نہ تو تربیت سے بہرہ مند ہوسکتی ہے اور نہ ہی مہارت کے حصول میں آگے بڑھ سکتی ہے۔

☆ تنظیموں کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے مالی مدد درکار ہوتی ہے اس لئے مخیّر حضرات، حکومتی ادارے اور بین الاقوامی ادارے ان کی مالی معاونت کریں تاکہ تنظیمیں خود کفیل ہوں اور معاشرے کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو بطریق احسن پورا کریں۔ یہ مدد عملی ہونی چاہئے۔

☆ عطیہ دہندگان کی طرف سے بھی کچھ شرائط ان پر عائد ہوتی ہیں کہ اگر وہ ان شرائط پر پورا اتریں تو ان کو امداد دی جاتی ہے اور ان کی درخواست پر غور ہوتا ہے۔ چونکہ ان تنظیموں کی سرٹیفیکیشن کا عمل ہمیشہ شفاف نہیں ہوتا اس لئے یہ مسئلہ گھمبیر اور پیچیدہ ہوگیا ہے اور پاکستانی تنظیمیں خصوصاً عوامی سطح پر کام کرنے والی تنظیموں کے لئے یہ مشکل ہوگیا ہے کہ وہ کسی بڑے عطیہ دہندہ کا اعتماد اور اعتبار حاصل کرسکیں۔ بعض این جی اوز عطیہ حاصل کرنے کے لئے اپنی خامیوں کو چھپاتی ہیں اور خوبیوں کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ این جی اوز اپنے کام کو صاف اور شفاف بنائیں جھوٹ سے گریز کریں اور سرٹیفیکیشن کا عمل بھی شفاف بنائیں تاکہ وہ مالی لحاظ سے مستحکم ہوں اور اپنے کام پر توجہ دیں۔[۲۲]

☆ کسی بھی منصوبے کو شروع کرنے کے لئے چند اقدامات اور کاروائیوں کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ یہ یقین کیا جاسکے کہ خدمات صرف اسی جگہ فراہم کی گئی ہیں جہاں ان خدمات کی ضرورت تھی اور یہ کہ منصوبے سے مستفید ہونے والے لوگ اس منصوبے کی تیاری اس کی تکمیل اور بعد میں اس کی دیکھ بھال کرنے میں مالیاتی طور پر شریک ہوں۔ تیاری کے مرحلے میں لوگوں میں شعور پیدا کرنا ضروری ہے جس کے لئے سماجی تنظیموں کو میدان میں اترنا ہوگا۔ اطلاعاتی اور مشاورتی مہمیں چلانا ہوں گی اور اخراجات میں برابر کے حصہ دار ہونے کا جذبہ پیدا کرنا ہوگا تاکہ مستفید ہونے والے لوگ صرف استفادہ کرنے والوں میں نہ ہوں بلکہ کچھ خرچ کرنے کے بعد منصوبہ کی تکمیل کاروں میں بھی ان کا شمار ہو۔ منصوبے کو ڈیزائن کرتے وقت اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ اس میں وہ غیر سرکاری تنظیمیں بھی شریک ہوں جو مختلف علاقوں میں لوگوں میں شعور پیدا کرنے، سماجی جذبہ بیدار کرنے اور مستفید ہونے والے لوگوں کی گروپ بندی میں سرگرم عمل ہوں۔

☆ سروے کے ذریعے مسائل کی نشاندہی ضروری ہے اس کا اولین مقصد معاشرے کے پہلوؤں کے

بارے میں حقائق اور مواد جمع کرنا ہوتا ہے۔ سروے کا ہدف معاشرے کے محروم گروہوں اور پسماندہ طبقات کے سماجی واقتصادی مسائل کا خاتمہ ہوتا ہے۔ معاشرے کو بلند کرنے کے لئے سروے اولین شرط ہے۔ یہ معاشرے کی بہبود کے لئے کیا جاتا ہے۔سماجی سروے کے نتائج سے حکومت اور تنظیمیں پسماندہ اور غریب طبقات کو استحصال سے محفوظ رکھنے کے لئے مختلف قوانین نافذ کرتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ تنظیم منصوبہ شروع کرنے سے پہلے سروے کرے۔

☆ کسی منصوبے کے لئے این جی اوز جو دستاویزات تیار کرتی ہیں وہ غیر جامع ہوتی ہیں۔ایک تکمیلی انداز فکر کے لئے این جی اوز کی تعلیم و تربیت ہونی چاہئے۔

☆ ورکشاپ کی مدد سے ایک دوسرے سے سیکھنے کا موقع ملتا ہے۔اس کی حوصلہ افزائی کے لئے ضروری ہے کہ ان میں شریک این جی اوز کے درمیان مکالموں اور تبادلۂ خیال کے لئے فورم کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے اور انہیں با قاعدہ مستحکم طریقہ کار دیا جائے تا کہ شریک این جی اوز کو سیکھنے کے عمل کو وسعت دینے کا موقع مل سکے۔[۲۳]

☆ استعداد کاری: استعداد کاری سے بھی تنظیموں کی کارکردگی میں مثبت پیش رفت ہوتی ہے اور یہ ترقی کے منازل طے کرتی ہیں۔ استعداد کاری کا مطلب ساتھی تنظیموں کی تنظیمی صلاحیتوں اور سرگرمیوں کو مستحکم بنانا ہے۔تنظیمی سیاق وسباق میں استعداد کا مطلب وہ پیمانہ ہے جس کے ذریعے ایک تنظیم کی اپنے مقاصد حاصل کرنے کی اہلیت کو ناپا جا سکے۔

استعداد کاری کی اصطلاح علمی اور عملی دنیا میں کافی وسعت پذیر ہے۔اور سماجی شعبے میں یہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ شروع ہی سے کچھ تنظیموں نے اپنی توجہ استعداد کاری پر مرکوز رکھی اور اپنی تنظیم کی استعداد کاری کے ساتھ ساتھ،ساتھی تنظیموں کی صلاحیتوں میں بھی اضافہ کرتی رہیں۔ ان تنظیموں نے استعداد کاری کے سبب اتنی ترقی کہ ایک ملک سے کام شروع کیا اور اب وسعت پا کر عالمی سطح کی تنظیمیں بن گئیں۔مثلاً (ایکشن ایڈ) اس کے علاوہ کثیر الملکی تنظیمیں تشکیل پا رہی ہیں اور اس عمل سے کامیابی کی طرف گامزن ہیں[۲۴]

ادارے قوائد وضوابط کا متعین مجموعہ ہوتے ہیں جنہیں عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے جبکہ تنظیمیں مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے افراد کو جمع کر کے تشکیل دی جاتی ہیں۔تنظیمی ترقی تقاضا کرتی ہے کہ تنظیم کے اندر کام کرنے کے طریقوں میں تبدیلی لائی جائے۔اداروں کی ترقی یا ادارہ جاتی ترقی کا تقاضا یہ ہوتا ہے

کہ معاشرے کے مختلف طبقوں کے ساتھ تعلقات اور باہمی تعامل پر وسیع طور پر اثر انداز ہو جائے مثلاً رابطہ کاری کی جائے یا پالیسی کے بنیادی ڈھانچے پر اثر نفوذ کیا جائے وغیرہ۔[۲۵]

☆ عوامی سطح پر کام کرنے والی کسی بھی تنظیم کے لئے اندرونی و بیرونی تعلقات کو قائم رکھنا اوران سے فائدہ اٹھانا نہایت اہم کام ہے۔ کیونکہ ہر تنظیم سماجی ترقی کے شعبے کے ایک وسیع نظام کا حصہ ہے اور وہ الگ تھلگ رہ کر کام نہیں کر سکتی، سرکاری حکام، امداد دینے والوں، حمایت کرنے والوں، متوقع امداد دینے والوں اور دوسری عوامی تنظیموں کے ساتھ بہتر تعلقات کے لئے کسی عوامی تنظیم میں درج ذیل صلاحیتوں کا ہونا ضروری ہے:

☆ اپنے ارکان کی دلچسپی اور ترغیب کو قائم رکھے، سرکاری محکموں کے ساتھ اشتراک عمل پیدا کرے، مقامی وسائل کو متحرک کرے، بیرونی وسائل تک رسائی حاصل کرے، مقامی آبادی میں پائے جانے والے تنازعات کو حل کرے۔

☆ سماجی تنظیموں کے مشترکہ اجلاسوں اور کارروائیوں میں شرکت کرے۔

☆ کارکردگی: مقاصد کے حصول کے لئے تنظیم کی کارکردگی اور اس کی حتمی جانچ ہوتی ہے۔ انتظامی اور فنی مہارتوں کے ساتھ وسائل کو بہترین طریقے سے استعمال کیا جائے تو اچھی اور نتیجہ خیز کارکردگی سامنے آتی ہے۔ اچھی کارکردگی کے لئے درج ذیل فیصلہ کن استعداد کا ہونا ضروری ہے۔

☆ مقاصد حاصل کرے۔

☆ متعین گروپوں تک پہنچ سکے۔

☆ منصوبوں پر عمل درآمد کرے۔

☆ مالی امور میں پائیداریت کی طرف آگے بڑھے۔

☆ سرکاری خدمات کو حاصل کرے۔[۲۶]

☆ ہر تنظیم مسائل کے حل کے لئے منصوبے بناتی ہے پھر ان پر عمل درآمد ہوتا ہے۔ منصوبے بناتے وقت ضروریات اور ماحول کو دیکھنا چاہئے تاکہ اس کے مطابق منصوبے بنیں تاہم ہر کمیونٹی یا گاؤں دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔ وہاں کے لوگوں کا طرز زندگی، قوت مشاہدہ، رویے اور بنیادی سہولتیں مختلف ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایک تنظیم اپنے مسائل کے حل کے لئے جس طرح کے فیصلے کرے گی وہ بھی مختلف ہوں گے۔ تنظیمی ترقی کی سطح پر بھی تنظیمیں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں۔ اس لئے ایک لگا بندھا منصوبہ ہر ایک کے لئے تجویز نہیں کیا جا سکتا ہر تنظیم کے لئے اس کی ضرورتوں کے مطابق منصوبہ بنانا ہوگا۔

فصل نمبر ۳

پاکستان کو درپیش گوناگوں تعلیمی مسائل اوران کا بطریق احسن حل

پاکستان میں تعلیم کی پسماندگی کی وجوہات میں غربت، جہالت، بے روزگاری، مہنگا نظام تعلیم، سکولوں میں اساتذہ کی کمی، سکولوں میں حد سے زیادہ جسمانی تشدد، غیر موزوں نصاب، غیر مؤثر تجربہ، رٹا لگا کر سبق سکھانے کا رجحان، اساتذہ کی غیر مؤثر تعلیم، سکولوں کو بدانتظامی سے چلانا، سیاسی، مادی، مالی، معاشی مسائل، ٹرانسپورٹ کے مسائل اور معاشرتی مسائل ہیں۔ جس کی وجہ سے حالات بہت پیچیدہ ہو چکے ہیں۔ اور بظاہران کا سلجھانا مشکل نظر آتا ہے۔ ابتدائی، ثانوی اوراعلیٰ تعلیم میں تسلسل کا فقدان ہے۔ تعلیم کے نام پر وسائل کہاں ضائع ہو رہے ہیں۔ حقیقی صورتحال کیا ہے؟ قوم کس تعلیمی گرداب میں پھنسی ہوئی ہے۔ اس تمام موازنے کو آگے بڑھاتے ہوئے پاکستان کو درپیش تعلیمی چیلنجوں کو تفصیل سے پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں حسب ذیل نقائص ومسائل کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

غربت اورمہنگانظام تعلیم:

پاکستان میں زیادہ تر آبادی غربت کا شکار ہےاور زندگی کی بنیادی ضروریات تک ان کی رسائی ممکن نہیں۔ اس لئے لوگ اپنے بچوں کو پڑھانے کی بجائے کسی کام پر لگا دیتے ہیں۔ متوسط طبقہ بھی تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہوسکتا کیونکہ تعلیم گراں سے گراں تر ہوتی جارہی ہے۔ آج پاکستان میں تعلیم کو تجارت بنا کر جس طرح استحصال تعلیم ہو رہا ہے کہیں اور نہیں۔ چند کمروں میں غیر تربیت یافتہ اساتذہ نے مل جل کر خوبصورت یونیفارم، کاپیوں، مونوگرام وغیرہ کے زور پر ایسا نظام تعلیم تشکیل دینے کو رواج دیا ہے جس سے ایک طرف تو تعلیم مہنگی ہو رہی ہےاور دوسری طرف طبقاتی کشمکش اور فرق فروغ پا رہا ہے۔ تعلیم ایک خاص طبقے میں سمٹ کر رہ گئی ہے۔ اس پر کچھ احباب کا خیال ہے کہ تعلیم کو مکمل طور پر پرائیویٹ شعبے کے حوالے کر دیا جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ بہت سے ممالک کی ترقی کا راز وہاں کے تعلیمی اداروں کا پرائیویٹ ہونا ہے۔ حالانکہ حقائق اس کے برعکس ہیں۔ آکسفورڈ اور کیمرج یونیورسٹی، لندن سکول آف اکنامکس تک برطانوی حکومت سے بھاری مالی امداد حاصل کرتے ہیں۔ اور وہاں آج بھی زیادہ تعداد سرکاری تعلیمی اداروں کی ہے۔ کینیڈا میں بھی یہ شعبہ مکمل طور پر حکومت کے پاس ہے اور وہاں تعلیمی ادارے سرکاری فنڈ سے چلتے ہیں۔ امریکہ میں بھی پرائمری اور سیکنڈری سطح پر نظام تعلیم گورنمنٹ کے تحت کام کرتا

ہے۔ امریکہ میں اگرچہ پرائیویٹ سکول بھی کافی تعداد میں ہیں ۲۷ لیکن اس کے باوجود اکثر اعلیٰ طبقہ بھی اپنے بچوں کو سرکاری اداروں میں داخل کروانے کے حق میں ہے اور اسی کو فوقیت دیتے ہیں۔

طبقاتی نظام تعلیم:

ہمارے ملک پاکستان میں دو طرح کے نظام تعلیم رائج ہیں۔ ایک نظام تعلیم ہمارے دینی مدارس میں رائج ہے۔ جو ہماری مذہبی ضروریات پوری کرنے کے لئے علماء تیار کرتا ہے۔ دوسرا نظام تعلیم ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں رائج ہے اور مذہبی دائرے سے باہر ہمارے پورے نظام زندگی کو چلانے کے لئے کارکن تیار کرتا ہے۔ ایک کا نام دینی علوم اور دوسرے کا نام دنیاوی علوم ہے۔ دونوں کی تعلیم گاہیں الگ الگ ہیں۔ دونوں کا نصاب جدا جدا۔ ایک طرف یونیورسٹیاں کالج اور ان کے تعلیم یافتہ حضرات ہیں تو دوسری طرف دینی مدارس اور ان کے علماء، ہیں علم کا دعویٰ دونوں کرتے ہیں اور دونوں مسلمانوں کے راہنمائی کے دعویٰ دار ہیں۔ جہاں تک مذہبی تعلیم کا تعلق ہے تو ملک میں دینی مدارس کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ ان مدارس میں زیادہ تر مناظری علم سکھایا جاتا ہے۔ جس سے ملک میں فرقہ وارانہ فضا پیدا ہو جاتی ہے۔ ۲۸

عصری علوم کے ادارے مزید دو نظامات میں تقسیم ہیں۔ ایک طرف وہ نجی تعلیمی ادارے ہیں جن کو بارسوخ افراد چلا رہے ہیں۔ ان اداروں میں ذریعہ تعلیم انگریزی زبان ہے۔ دوسرے حکومتی ادارے ہیں جن میں ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ ایک طرف عوام کے بچے ہیں اور دوسری طرف خواص کے بچے۔ اس طبقاتی نظام تعلیم نے تعلیم کا چہرہ مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔ امراء یعنی خواص کے بچے جن اداروں میں زیر تعلیم ہوتے ہیں وہ ہر قسم کی جدید سہولیات سے آراستہ ہوتے ہیں۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کو کئی دیگر سہولتیں میسر ہوتی ہیں جس کی وجہ سے وہ ذہنی، جسمانی اور تعلیمی لحاظ سے مکمل ہوتے ہیں۔ ان اداروں کے بچے شروع ہی سے احساس برتری کے ساتھ پروان چڑھتے ہیں۔ عام سرکاری سکولوں میں مار پیٹ سے مستفید احساس کمتری کا شکار بچے غیر محسوس طریقے سے طبقۂ امراء سے تعلق رکھنے والے بچوں سے کھچے کھچے رہتے ہیں۔ ان درس گاہوں کا عالم یہ ہے کہ اساتذہ بچوں کی تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ پہاڑی علاقوں میں تو اساتذہ کبھی کبھار سکول کا رخ کرتے ہیں۔ ہفتے میں ایک یا دو بار وہ سکول جاتے ہیں۔ بڑی کلاس کے بچے چھوٹی کلاس کے بچوں کو پڑھاتے ہیں یا سارا دن کھیل کود میں گزار کر گھر چلے جاتے ہیں۔ پرائیویٹ سکول کا استاد انتہائی کم تنخواہ میں محنت اور لگن کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے کام پر توجہ دیتا ہے۔ دوسری طرف سرکاری سکولوں کے اساتذہ ہزاروں روپے جیب میں رکھتے ہوئے محنت، لگن اور ایمانداری سے عاری نظر آتے ہیں۔ غیر حاضر

رہنا، اپنے مرضی سے سکول آنا اور عدم دلچسپی نے سرکاری سکولوں کا معیار تعلیم پستی کی طرف گامزن کر دیا ہے۔ ہمارے سیاستدان جو زیادہ تر جاگیردار اور سرمایہ دار طبقے سے تعلق رکھتے ہیں تعلیم کے مسئلے پر دوہرے معیار کا مظاہر کرتے ہیں۔ ایک طرف وہ قومی زبان سے بڑھ کر مادری زبان میں تعلیم دینے پر زور دیتے ہیں۔ اور اپنی سیاسی دکان چمکاتے ہیں تو دوسری طرف اپنے بچوں کو انگلش میڈیم سکولوں میں تعلیم و تربیت دلاتے ہیں۔ مزید تسلی کے لئے انہیں بیرون ملک بھیج دیتے ہیں۔ ایسے میں غریب کا بچہ حکومت کا شکنجہ توڑ نہیں سکتا جو ایسا کر گزرے آگے چل کر اسی سسٹم کا حصہ بننے پر مجبور کر دیا جاتا ہے۔ اسی طبقاتی اور مسلکی نظام ہائے تعلیم کی برکات ہیں کہ آج ہمارا معاشرہ افراط و تفریط کا شکار ہے۔ نوجوان نسل کی احساس محرومی اور ذہنی انتشار، قتل، اغوا، ڈاکے، تخریب کاری اور دہشت گردی کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے۔ مسلمان کو مسلمان سے بچانے کے لئے پولیس تعینات کی جاتی ہے۔

مقامی جاگیرداری:

بلوچستان اور صوبہ سرحد میں تعلیم کی صورتحال سب سے زیادہ تشویشناک ہے۔ ان علاقوں میں چند سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں نے رسمی اور غیر رسمی سکول کھولنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن مقامی جاگیردار ایسے ضابطوں اور تدابیر کی مخالفت کرتے ہیں اور سکول کھولنے نہیں دیتے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر عوام تعلیم حاصل کر لیں گے تو ان کے حکم کی تعمیل کرنا چھوڑ دیں گے۔ بدقسمتی سے حکومت بھی ان علاقوں میں کوئی عملی قدم نہیں اٹھاتی حتی کہ غیر سرکاری تنظیموں کے کام میں ان کی مدد کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے کیونکہ حکومت کو نظم و ضبط پر کنٹرول رکھنے کے لئے ان جاگیرداروں اور سرداروں کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ ان بڑی سیاسی جماعتوں کے ارکان ہیں۔ اور باقاعدگی کے ساتھ قومی اسمبلی میں منتخب ہوتے ہیں۔

مخلوط تعلیم کا مسئلہ:

تعلیمی مسائل میں ایک مسئلہ مخلوط تعلیم بھی ہے جو دن بدن قبولیت عام حاصل کر رہا ہے۔ ذرائع ابلاغ کی بدولت فحاشی، عریانی اور جنسی کشش عام ہو رہی ہے۔ اور ان لعنتوں کے پنپنے کے مواقع کھلے عام پیدا کئے جا رہے ہیں۔ اسلام کے کسی دور میں مخلوط تعلیم کا وجود نہیں ملتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوط تعلیم کی ہدایت کسی موقع پر نہیں دی۔ مرد و عورت بالغ ہوں یا قریب البلوغ جن کو فقہاء کی زبان میں مراہق کہا جاتا ہے۔ ان کا آپس میں اختلاط شرعاً سخت گناہ ہے۔ بے پردہ ہو کر عورت کا کسی مرد کے سامنے

آنا سخت ممنوع ہے۔اس سلسلے میں احادیث نبویؐ بالکل واضح ہیں۔حتی کہ رشتہ داروں میں سے دیور اور جیٹھ تک سے ملنے کی ممانعت فرمائی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اياكم والدخول على النساء فقال رجل من الأنصار يا رسول الله افرايت الحمو قال الحمو الموت وفى الباب عن عمر وجابر وعمر وبن العاص قال ابو عيسىٰ حديث عقبة بن عامر حديث حسن صحيح انما معنى كراهية الدخول على النّسآء علىٰ نحو ماروى عن النبى صلى الله عليه وسلم قال لا يخلون رجل بامراة إلا كان ثالثهما الشيطان ومعنى قوله (الحمو) يقال هواخوالزّوج كأنّه كره له أن يخلوبها۔[۲۹]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دیکھو عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک انصاری نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ دیور کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے۔ آپؐ نے فرمایا دیور تو موت ہے۔ اس باب میں عمر، جابر اور عمرو بن العاص سے روایات مذکور ہیں۔ حدیث عقبہ بن عامر حسن صحیح ہے جس میں عورتوں کے پاس جانے کی ممانعت کے معنی اس حدیث کے طریقہ پر ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد عورت کے ساتھ اکیلا ہوگا تو تیسرا اس کے ساتھ شیطان ہوگا۔ حمو کی معنی (شوہر کے بھائی، دیور، جیٹھ) کے ہیں۔گویا آپؐ نے دیور اور جیٹھ کے لئے اپنی بھاوج کے ساتھ اکیلا ہونے کو منع فرمایا"

جس ادارے میں مراھق یا بالغ طلباء وطالبات مخلوط تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ وہاں شرعاً کسی مرد وعورت کو کام کرنا جائز نہیں۔استاد ہونے کی حیثیت سے عورتوں پر نظر ڈالنا اور عورتوں کا بے حجاب ہو کر سامنے آنا درست نہیں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عورتیں مسائل پوچھنے کے لئے آتی تھیں۔ تو پردے کے پیچھے سے پوچھتی تھیں۔ الغرض اسلام میں ایسی مخلوط تعلیم کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو نماز جمعہ، نماز جنازہ اور جہاد جیسے فرائض سے مستثنیٰ قرار دے کر ان کی بنیادی ذمہ داری گھر داری کو اجر وثواب میں ان عظیم فرائض کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔[۳۰]

☆ حصول تعلیم میں اہم مسئلہ استاد کا ہے۔استاد سرچشمۂ علم ہوتا ہے۔اس کو نظام تعلیم میں مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔استاد کی تقرری کے وقت اس کی قابلیت اور مہارت جانچنے کی ضرورت

ہوتی ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے حضرت معاذ بن جبلؓ سے پوچھا تھا کہ فیصلہ کیسے کرو گے۔ ۳۱ یعنی اس وقت میرٹ کو مدنظر رکھا جاتا تھا اور تقرری کے وقت عمر کو نہیں دیکھتے تھے بلکہ مہارت اور علمیت ہی معیار تھا۔ اکثر کبار صحابہؓ کو تجربے کی بناء پر رکھا جاتا تھا جبکہ ہمارے ہاں طریقہ کار یہ ہے کہ جب تجربے کی بھٹی میں تپ کر کندن ہوتے ہیں تو ان کو تعلیمی نظام سے الگ کر دیتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ سب نہیں تو کچھ جو اپنے میدان میں ماہر ہوتے ہیں ان کو اس نظام سے وابستہ رکھنا چاہیئے۔ ہمارے ہاں اساتذہ کو میرٹ کے بغیر بھرتی کیا جاتا ہے۔ انہیں خالصتاً سیاسی بنیادوں پر رکھا جاتا ہے اس طرح ملک میں نااہل اساتذہ کی بھرمار ہے۔ بے شمار اساتذہ کی بھرتی کے باوجود بہت سے سکول بند پڑے ہیں۔ دور دراز علاقوں میں تعینات اساتذہ ہفتے میں ایک بار یا مہینے میں ایک بار سکول جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں تعلیم کا اتنا استحصال ہوا ہے کہ لوگ معاشرے کے ہر شعبے کو کھنگالنے کے بعد ہی یہ پیشہ اختیار کرتے ہیں۔ یقیناً مقصد مشنری جذبہ نہیں، محض تنخواہ کا حصول ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سادگی اور بہترین اخلاق کو لازمی قرار دیا اور فرمایا کہ اساتذہ میں نفرت، تکبر اور غرور نہ ہو اپنے مضامین پر مکمل عبور ہو اور اس میں مزید اضافہ، جستجو اور تحقیق بھی ہونی چاہیئے۔

☆ ہمارے پالیسی ساز عام طور پر وہ لوگ ہیں جن کی ابتدائی تعلیم بھی یورپ یا یورپین ماڈل سکولوں میں ہوتی ہے۔ وہ اپنے ہاں کے مسائل وضروریات سے واقف ہیں نہ واقف ہونا چاہتے ہیں۔ اس پر اساتذہ میں تدریس کا تقدس اور محنت کے جذبے کا فقدان ہے۔ ابتدائی تعلیم غیر ضروری نصاب پر مبنی ہے۔ طریق امتحان سالانہ اور تحریری ہے۔ یہاں پر کردار سازی، اور اظہار رائے کی کوئی تربیت واہمیت نہیں اور چھوٹے شہروں اور دیہاتوں میں تو لکھنے پڑھنے کی مہارت بھی مشکل ہی سے حاصل ہوتی ہے۔ معمولی تعلیم وتربیت کے مالک اساتذہ کی ناقص تدریس کی بدولت طلباء انگریزی تو دور کی بات قومی زبان اردو میں بھی بے شمار غلطیاں کرتے ہیں۔ یہ بات جسے اہل وطن بلکہ اہل علم بہت معمولی قرار دیتے ہیں۔ سیرت نبویؐ کے حوالے سے دیکھیں تو آپؐ نے محاورے کے استعمال میں غلطی کرنے والے کے بارے میں حاضرین سے فرمایا تھا اپنے بھائی کی اصلاح کرو وہ بھٹک گیا ہے۔ ۳۲

☆ بگ سٹی الاؤنس اور طبقاتی نظام تعلیم نے اساتذہ کی صلاحیتوں کو محدود کر رکھا ہے۔ چند فطین اور پہنچ

رکھنے والے اساتذہ بڑے شہروں کے بڑے اداروں میں رہنا اپنا حق سمجھتے ہیں۔ اس طرح چند ادارے اور علاقے تو فیض یاب ہوتے ہیں لیکن اکثر محروم رہ جاتے ہیں۔ جس سے وہاں کے طلباء بدتر تدریس اور محدود تعلیمی سہولیات و سرگرمیوں کے باعث کوہ نور بننے کی بجائے دہکتے کوئلے بن کر ملک و قوم کو بھسم کرنے لگتے ہیں۔ اس بے تحاشا نقصان کے باوجود مراعاۃ یافتہ اساتذہ، نوکرشاہی، سیاسی مفاد پرست اور جاگیردار طبقہ اس راہ کی بڑی رکاوٹ ہیں۔

☆ اسلامائزیشن کے سلسلے میں مسلمان معلمین کی مغرب زدگی بھی بہت بڑا مسئلہ ہے۔ وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر مغرب ہی کے مقاصد پورے کر رہے ہیں۔ اس طرح مسلمان ممالک کے پاس نہ کوئی واضح تعلیمی پالیسی ہے نہ اپنا نصاب اور درسی کتب اور نہ اضافی مطالعاتی مواد اور تدریسی معاونات اسلامی تقاضوں کے مطابق ہیں۔

☆ انسان محض مادی جسم کا نام نہیں ہے بلکہ وہ روح اور جسم دونوں کا مرکب ہے۔ قضیہ یہ ہے کہ مروجہ تعلیمی لٹریچر میں اس تصور کو بڑی ہوا دی گئی ہے کہ تعلیم معاشی سرمایہ کاری ہے۔ اس کے نتیجے میں تعلیمی نصابات عدم توازن کا شکار ہو گئے ہیں۔ ان میں عام انسانی علوم کا عنصر دب کر رہ گیا ہے۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ مروجہ تعلیم میں معلم، علم و کردار کے لحاظ سے نمونہ نہیں رہا بلکہ ملزم بن کر رہ گیا ہے۔ اس کی ذات میں نہ علم و فضل کی جھلک نظر آتی ہے نہ تہذیب و ثقافت کی۔ اس کی ذاتی زندگی اس کی پیشہ ورانہ زندگی کے مقابلے میں طرح طرح کی تضادات کا شکار ہوتی ہے۔

☆ ایک اہم مسئلہ کتاب کا ہے۔ کتاب تعلیم کا ایک اہم رکن ہے اور ابلاغ علم میں اس کا اہم کردار ہے۔ ایک وقت وہ تھا جب طلباء کتابیں نقل کرتے کرتے تھک جاتے تھے۔ ایک کتاب سے کئی کئی طلباء استفادہ کرتے تھے۔ آج کتابیں فراوانی سے دستیاب ہیں لیکن ان کا خریدار نظر نہیں آتا۔ طلباء ان کتابوں کو خریدتے ہیں جو براہ راست ان کے پرچۂ امتحان سے متعلق ہیں اس ایک کتاب کو وہ جیسے تیسے رٹا لگا کر یاد کر لیتے ہیں اور امتحان میں پاس ہو جاتے ہیں جس سے طلباء کا علم محدود ہو کر رہ جاتا ہے۔

☆ تعلیم کا ایک گھمبیر مسئلہ تعلیمی اداروں میں نظم و ضبط اور پرسکون تعلیمی ماحول کا فقدان بھی ہے۔ اس کے علاوہ طلباء کے سامنے جزا و سزا کا وہ تصور نہیں جو ہونا چاہئے۔ کسی طالب علم کو تعلیم کے میدان میں اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر نہ تو انعام ملتا ہے جس کا وہ حقدار ہے اور نہ کسی طالب علم کو خلاف ضابطہ

کام کرنے اور تعلیم میں سست روی و نااہلی دکھانے پر وہ سزا ملتی ہے جو اسے ملنی چاہیئے۔

☆ زبان کا مسئلہ ابھی تک موجود ہے۔ ہم یہ فیصلہ نہیں کر پا رہے کہ مستقبل کا جو انسان ہم اپنے مدارس میں پیدا کر رہے ہیں۔ اسے کس زبان میں پڑھایا جائے۔ زبان کا مسئلہ بھی طلباء کی تعلیم سے بیزاری کی وجہ ہے۔ کیونکہ انگریزی زبان جو عالمی اور علمی ہونے کی وجہ سے ہمارے لئے بہت ضروری ہے سرکاری اداروں میں چھٹی جماعت سے شروع کرائی جاتی ہے بہتر یہ ہے کہ دیگر انگلش میڈیم سکولوں کی طرح سرکاری اداروں میں بھی شروع سے انگریزی زبان پڑھائی جائے اور تمام اداروں میں ایک ہی نصاب رکھا جائے۔ دوہرا تہرا نظام تعلیم خرابی کی اصل جڑ ہے۔

☆ کسی قوم کی تاریخ اس کے مستقبل کی ضامن ہوتی ہے۔ اپنی تاریخ کو بھلانے یا اس پر شرمندہ ہونے والی قومیں خود کو ختم کر بیٹھتی ہیں۔ بدقسمتی سے اسلام و پاکستان کا یہی المیہ ہے۔ آج وہ جس تعلیم و تاریخ کے قاری ہیں اس میں چابکدست دشمن نے اسلامی عروج کو تاریک اور اسلامی تاریخ سازوں کو شرمناک ثابت کیا ہے۔ چنانچہ نئی نسل اپنے ماضی سے شرمندہ اور اسلاف کی تقلید و تعلیم سے متنفر ہے۔ بلاشبہ اچھے برے لوگ ہر زمانے، ہر قوم میں ہوتے ہیں اور تاریخ اسلام کا دامن حضرت ابوبکرؓ صدیق، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، اور حضرت علیؓ و حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے نقش قدم پر چلتے صحابہ، اولیاء، صوفیاء، بادشاہ و علماء سے بھرا پڑا ہے۔

☆ موجودہ تعلیمی انحطاط کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ پاکستان میں نظام امتحانات ناقص ہے۔ امتحان پر متعین عملہ دیانت دار اور فرض شناس نہیں ہوتا۔ رشوت سر عام لی جاتی ہے اور سیاسی سفارش کا عمل دخل بہت زیادہ ہوتا ہے۔ امتحان میں پاس ہونے کے لئے جو نمبر رکھے گئے ہیں وہ ۳۳% ہیں۔ یہودی تعلیمی اداروں میں یہودیوں کے لئے پاس ہونے کی سطح بہت بلند ۸۰% ہے جبکہ دیگر مذاہب اور اقوام سے تعلق رکھنے والے طالب علموں کے لئے یہودی اداروں میں یہ سطح ۴۵% ہے۔[۳۳]

بدقسمتی سے ہمارے تعلیمی اداروں کے سند یافتہ جب میدان عمل میں قدم رکھتے ہیں تو ان کی تعلیم اس معیار کی نہیں ہوتی جو دیگر ممالک کے لوگوں کی ہوتی ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایسے ڈگری یافتہ افراد کا معاشرے میں کیا مقام ہے اور ان سے کیا توقعات وابستہ کی جا سکتی ہیں۔

☆ درس گاہوں سے فارغ ہونے والے طلباء کا مستقبل اگر سب کا نہیں تو کم از کم ستر فیصد کا تاریک

نظر آتا ہے۔ کیونکہ ملک میں بے روزگاری عام ہے۔ ڈگری یافتہ نوجوان جب کئی برسوں کی محنت کے بعد عملی دنیا میں آتے ہیں تو انہیں معاش کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ تعلیم کا اولین مقصد یا نصب العین معاد ہے معاش نہیں لیکن پھر بھی بقدر ضرورت معاشی پہلو بھی ہونا چاہئے۔ پاکستان کا مسئلہ ڈگری یافتہ قوم نہیں بلکہ بے شعور ناخواندگی کا خاتمہ ہے۔ ان تمام مسائل کو دیکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ:

پاکستان کا نظام تعلیم بے مقصد انسان تیار کر رہا ہے۔ یہ دوعملی اور ثنویت کا شکار ہے نیز طبقاتی ہے۔ یہ معلومات تو دیتا ہے لیکن تربیت نہیں کرتا۔

پاکستان میں تعلیمی اصلاحات کے لئے کاوشیں:

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ہر سطح پر یہ آواز بلند کی گئی کہ ہمارے بیرونی حاکم کا دیا ہوا تعلیمی نصاب فرسودہ ہے۔ لہٰذا نصاب میں اہم اور بنیادی تبدیلیاں لازمی امر بن گئیں۔ پاکستان میں ہر حکومت نے نظام تعلیم کو نظریاتی، معاشرتی، معاشی اور قومی امنگوں سے ہمکنار کرنے کی کاوشیں کی ہیں۔ تعلیم کی ترقی و ترویج میں مختلف حکومتوں نے اپنے اپنے عہد میں مختلف تعلیمی کمیشن مقرر کئے اور تعلیمی کانفرنسیں منعقد کیں۔ کئی تعلیمی پالیسیاں بنائی گئیں اور اوپر سے نیچے کے اندازِ فکر کے ساتھ نافذ کی گئیں لیکن خامی یہ رہی کہ ان میں اصل مقصد واضح نہیں تھا، ہدف متعین نہیں تھا۔ اسی طرح فریم ورک، حکمت عملیاں اور مطلوبہ نتائج بھی طے نہیں کئے گئے تھے۔ ان پالیسیوں کے لئے جو کاوشیں کی گئیں ان کاوشوں کو مختصراً بیان کیا جاتا ہے۔

پہلی تعلیمی کانفرنس ۱۹۴۷:

قیام پاکستان کے فوراً بعد (۲۷ نومبر تا یکم دسمبر ۱۹۴۷ء کو) منعقد ہونے والی تعلیمی کانفرنس پاکستان کے نظام تعلیم کی بنیاد بنی۔ اس اساس پر مستقبل کی تعلیمی پالیسیوں کی عمارت اٹھائی گئی۔ اس کانفرنس کا اہم مقصد پاکستان کے لئے ایک ایسا نظام تعلیم تجویز کرنا تھا۔ جو اسلامی نظریۂ حیات سے ہم آہنگ ہو اور نئی مملکت کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ ۳۴؎ یہ کانفرنس کراچی میں وزیر تعلیم فضل الرحمان کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ اس کے لئے قائداعظم محمد علی جناح نے یہ پیغام دیا تھا۔

> ''آپ جانتے ہیں کہ تعلیم اور صحیح تعلیم کی اہمیت پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔ ہمیں اپنی تعلیمی پالیسی اور منصوبے کو عوام کے افتادِ طبع کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے تمدن اور تاریخ کی

روشنی میں اور ان تمام جدید تبدیلیوں اور ترقیوں کو سامنے رکھ کر جو کہ دنیا میں ہوئی ہیں مرتب کرنا پڑے گا۔ تعلیم کا مقصد صرف کتابی تعلیم نہیں ہے۔ اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہمارے عوام کو ٹیکنیکل سائنسی تعلیم دی جائے تا کہ مستقبل میں ہماری اقتصادی زندگی کی تعمیر کی جاسکے اور لوگ سائنس، تجارت اور خاص طور پر منظم کی ہوئی صنعتوں میں حصہ لے سکیں۔ اسی کے ساتھ ہمیں اپنی آئندہ نسلوں کی کردار سازی بھی کرنی ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم صحیح تعلیم سے ان کے اندر عزت، راست بازی، ذمہ داری اور قوم کے لئے ایثار کا احساس پیدا کریں'' ۳۵

اس کی روشنی میں کانفرنس نے بہت سے تجاویز منظور کیں۔ مفت تعلیم کے لئے ہدف مقرر کیا گیا۔ اس کانفرنس نے اسلام کے نظریۂ تعلیم کو تسلیم کیا مگر عملی طور پر کچھ نہ ہوا۔

ایجوکیشن کانفرنس ۱۹۵۱:

اس کانفرنس میں ہدف مقرر ہوا کہ ۱۹۶۷ء تک پرائمری تعلیم عام ہوگی۔ نیز پرائیویٹ سیکٹر زیادہ سکول کھولیں۔ اس کے بعد ۱۹۵۲ میں کمرشل ایجوکیشن کمیٹی نے ایک رپورٹ تیار کی جو سٹیٹ بینک کے پہلے گورنر جناب زاہد حسین نے لکھی تھی اور واضح طور پر کہا تھا کہ نصاب میں اصل اہمیت قرآن کے بعد نبیؐ کے اسوۂ حسنہ کو دی جائے۔ ۳۶ اس رپورٹ کے بعد نصاب میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی۔ ۱۹۵۴ء میں عیسائی مشنری سکولوں کے اکابرین نے اسلامی نظام تعلیم کی مخالفت کی۔ ۳۷

تعلیمی کمیشن ۱۹۵۹ء:

تعلیم کی بنیادو غایات کے تعین کے لئے ایوب حکومت میں قومی تعلیم کمیشن، سیکریٹری تعلیم مسٹر شریف کی سربراہی میں ''شریف کمیشن'' کے نام سے قائم ہوئی۔ اس کمیشن نے ۱۹۷۴ء تک یعنی پندرہ سال کے اندر پرائمری تعلیم عام کرنے کا ہدف دیا۔ لیکن مقام افسوس کہ خصوصی زرعی تعلیم کا تذکرہ اس میں نہیں کیا گیا۔ یہ رپورٹ مغربی سیکولر ذہن کی آئینہ دار تھی۔ تاہم اسلامیات آٹھویں جماعت تک لازمی رکھی گئی۔ ۳۸ فنون لطیفہ، موسیقی اور رقص کو غیر معمولی اہمیت دی گئی۔ سفارش کی گئی کہ اساتذہ کو موسیقی اور مصوری کی تعلیم دی جائے۔ دینی مدارس ختم کئے جائیں اور طلباء کو ہلکی اور بھاری موٹر گاڑیوں اور ٹرک چلانے کی تربیت دی جائے۔ یہ رپورٹ طلبہ کے ملک گیر احتجاج کا سبب بنی اور اس پر عملدرآمد نہ ہوسکا۔ ۳۹

تعلیمی کمیشن ۱۹۷۰ء:

۱۹۷۰ء میں صدر یحییٰ خان نے ایک تعلیمی کمیشن بٹھایا۔ جس کے سربراہ ائیر مارشل نور خان تھے۔ انہوں نے نئی تعلیمی پالیسی میں ۱۹۸۰ء تک پرائمری تعلیم عام کرنے کا ہدف دیا۔[۴۰]

نئی تعلیمی پالیسی:

بھٹو دور میں وزیر تعلیم عبدالحفیظ پیرزادہ کی سربراہی میں قومی تعلیمی پالیسی بنی۔ اس پالیسی میں ۱۹۷۹ تک لڑکوں کو اور ۱۹۸۴ء تک لڑکیوں کو پرائمری سطح پر مفت تعلیم دینے کا اعلان کیا گیا۔ نیز اس پالیسی میں یہ بھی طے پایا کہ نصاب اور درسی کتب کی مکمل نظر ثانی ہوگی۔[۴۱]

نیشنل ایجوکیشن پالیسی: ۱۹۷۹

ضیاء الحق حکومت میں مشیر تعلیم محمد علی خان ہوتی کی سربراہی میں قومی تعلیمی پالیسی کا اعلان کیا گیا۔ جس میں ۱۹۹۲ء تک لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم پرائمری سطح پر عام ہوگی۔ مسجد سکول اور محلّہ سکول قائم کئے گئے۔ اسلامیات کو لازمی مضمون قرار دیا گیا۔ اس پالیسی میں تعلیم کے قومی مقاصد کو اسلامی نقطہ نظر سے بیان کیا گیا اور بڑی حد تک اس کے مطابق تجاویز اور سفارشات بھی پیش کی گئیں جن میں عمرانی اور سائنسی مضامین میں اسلامی نظریئے کو سمونا اور اس کے مطابق نصابات کی تدوین نئی درسی کتب کی تیاری[۴۲] خواتین کے لئے علیحدہ نصابات کی تیاری، پانچ سال میں تمام اساتذہ کو خصوصی تربیتی پروگرام سے گزارنا۔ تعلیم بالغاں کے لئے کمیشن کا قیام، مخلوط تعلیم کی حوصلہ شکنی، خواتین یونیورسٹیوں کا قیام، اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینا[۴۳] قومی تعلیمی کونسل کا قیام اور کئی دیگر سفارشات جن پر اگر صحیح سپرٹ کے ساتھ عمل ہو جاتا تو کچھ نہ کچھ مثبت نتائج ضرور سامنے آجاتے۔

نئی روشنی پروگرام:

محمد خان جونیجو نے نئی روشنی پروگرام دیا جس میں تعلیم بالغاں کو فروغ دینے کی کاوش کی گئی۔

قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۹۲:

نواز شریف دور میں وزیر تعلیم فخر امام کی سربراہی میں قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۹۲ء بنی جس میں فخر امام نے پرجوش اعلان کیا کہ ۲۰۰۲ء تک شرح خواندگی ۷۰ فیصد کردی جائے گی۔ دیہاتی علاقوں میں معیار تعلیم

شہری علاقوں کے مساوی کر دیا جائے گا۔ طلبہ کو کمپیوٹر کے عہد کے تقاضوں کا چیلنج قبول کرنے کے لئے مناسب تربیت دی جائے گی۔ تعلیم کے ذریعے اسلامی، معاشرتی، سیاسی، معاشی اور اخلاقی نظام نافذ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ امتحانات کے نظام میں اصلاحات کی جائیں گی۔ نیا نصاب بنایا جائے گا اور درسی کتب کو جدید سائنس و ٹیکنالوجی کے تقاضوں کے مطابق کیا جائے گا۔[۴۴]

نظر ثانی شدہ قومی پالیسی ۱۹۹۸:

خواتین کیلیے اس پروگرام کے مطابق علیحدہ یونیورسٹیاں قائم کرنے کا ارادہ کیا گیا نیز میڈیکل اور ٹیکنیکل تعلیم کو عام کرنے کا پروگرام بنایا گیا۔[۴۵]

۲۰۱۰ پروگرام:

یہ پروگرام نواز دور میں احسن اقبال نے بنایا اس پروگرام کے تحت کمپیوٹر تعلیم کو عام کرنے اور فنی تعلیم کے فروغ کے لئے ۲۰۱۰ پروگرام تشکیل دیا گیا۔[۴۶]

سوشل ایکشن پروگرام:

اس پروگرام کے ذریعے دیہی علاقوں میں تعلیم کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی۔ تیسرے مرحلے میں ایشین ڈیویلپمنٹ بنک کے تعاون سے ۱۰۵ملین یو ایس ڈالرز خرچ کئے گئے۔ سیکنڈری سکولوں میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی تعلیم کو بہتر بنایا گیا۔[۴۷]

سیون پوائنٹ ایجنڈا:

جنرل پرویز مشرف نے سیون پوائنٹ ایجنڈا دیا اس میں تعلیم کا ذکر تو نہیں تھا۔ البتہ حکومت نے انفارمیشن ٹیکنالوجی کو عام کرنے کے لئے بھرپور کاوشیں کیں اور یونیورسٹیوں اور کالجوں کے نصاب میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کو شامل کیا گیا جو ایک مستحسن قدم ہے۔[۴۸]

تعلیمی اصلاح کے لئے غیر سرکاری کاوشیں:

مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر رفیع الدین اور پروفیسر حمید احمد خان نے اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ پاکستان میں نصاب کو اسلامی علوم کی روشنی میں مرتب کیا جائے۔ کئی اداروں کی کاوشیں بھی قابل تحسین ہیں۔ مثلاً تنظیم اساتذہ پاکستان، آل پاکستان اسلامک ایجوکیشن کانفرنس

لاہور، انسٹیٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد اور ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان نے تعلیم میں مکمل اصلاح کے لئے آواز بلند کی۔ ۴۹

مسلم دنیا میں نظام تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے پہلی ''ورلڈ مسلم ایجوکیشن کانفرنس'' شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی کے زیر اہتمام مکہ مکرمہ میں ۱۲ تا ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ بمطابق ۳۱ مارچ تا ۱۸ اپریل ۱۹۷۷ کو منعقد ہوئی اس کانفرنس میں شاہ عبدالعزیز یونیورسٹی مکہ مکرمہ نے مسلمان ماہرین تعلیم اور دانشوروں کو نظام تعلیم بہتر بنانے کے لئے دعوت دی۔ اس عالمی ایجوکیشن کانفرنس میں مسلم دنیا کے ۴۰ ممالک کے اہل علم اور ماہرین تعلیم شریک ہوئے اور ۱۵۰ مقالات پیش کئے گئے۔ پاکستان نے بھی اس کانفرنس میں شرکت کی پہلی کانفرنس ۳۱ مارچ تا ۱۸ اپریل ۱۹۷۷ مکہ مکرمہ میں اور باقی تین کانفرنسیں بالترتیب اسلام آباد، ڈھاکہ اور جکارتہ میں منعقد ہوئیں۔ اس کے علاوہ وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان نے ۱۹۹۳ء میں وزیر اعظم پاکستان کو تعلیمی اصلاحات کے لئے تجاویز بھیجی تھیں۔ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان نے بھی تعلیمی اصلاحات کے لئے بے شمار تجاویز پیش کیں۔ ۵۰ ان کے علاوہ کچھ مزید تجاویز بھی پیش کی جارہی ہیں۔ جن پر عملدرآمد سے تعلیمی مسائل کسی حد تک حل ہو سکتے ہیں۔

☆ تعلیم کو انسان کی بنیادی ضرورت کے طور پر اسلام نے پیش کیا۔ لہٰذا اسے دیگر ضروریات زندگی کی طرح ترجیح ملنی چاہئے تا کہ انسان کم از کم اپنے رب کی پہچان تو کر سکے۔

☆ تعلیم میں عام روایت پرستی کی بجائے غور وفکر، تدبر اور مشاہدے کو فوقیت ملنی چاہئے۔

☆ تعلیم عام کرنے کے لئے تمام تشہیری مہمات کو بروئے کار لانا چاہئے تا کہ تعلیم کی اہمیت سب پر واضح ہو جائے۔

☆ تعلیم کو لوگوں کی استطاعت کے مطابق رکھا جائے بالخصوص عام لوگوں کے لئے ابتدائی تعلیم کے مراحل کو سستا، آسان اور عام فہم بنا دیا جائے تا کہ ہر طبقہ اس سے مستفید ہو سکے۔

☆ تعلیم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک معاشرتی نظام سے وابستہ کر دیا تھا۔ ہر گھر مکتب ہر شخص معلم تھا۔ آج بھی اس چیز کی ضرورت ہے کہ ہر صاحب علم سرکاری اور غیر سرکاری طور پر تعلیم دینا اپنا فرض جانے تو دنوں میں حالات بدل سکتے ہیں۔ اس کے لئے لوگوں میں شعور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

☆ لوگوں کو مدارس، سکول، کالج وغیرہ بنانے کی ترغیب دینے کی ضرورت ہے تا کہ اتنی بڑی آبادی کی

ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔

☆ علمائے کرام، مولوی صاحبان کو پابند کیا جائے کہ وہ مساجد کو مکاتب کی شکل دیں اور بچوں کو قرآن ناظرہ پڑھانے کے ساتھ ساتھ قرآن باترجمہ، تفسیر قرآن بھی پڑھائیں۔ بچوں کو لکھنا پڑھنا اور ابتدائی تعلیم بھی دیں۔

☆ دینی مدارس میں جدید علوم کو بھی متعارف کروایا جائے کیونکہ اسلام میں کہیں بھی اس کی روک ٹوک نہیں ہے۔ ماضی میں انہی مدارس سے تعلیم و تربیت حاصل کرنے والوں نے لوگوں کی قیادت کا حق ادا کیا تھا۔

☆ نظام تعلیم کی دورخی اور سہ رخی پالیسی کو ختم کیا جائے اور اس کے لئے یکساں نصاب تعلیم رائج کیا جائے۔ وہ سرکاری ادارہ ہو، دینی مدرسہ ہو یا پرائیویٹ سکول و کالج سب میں ایک ہی نصاب تعلیم رائج ہونا چاہئے اگر ایسا نہ کیا گیا تو تعلیمی نظام میں ایک بے چینی کو جو رواج مل رہا ہے اور بے روزگاری میں جو اضافہ ہو رہا ہے یہ ایک ایسا عفریت ہے جس کا شکار بسا اوقات معاشرے ہی نہیں قومیں بھی ہو جاتی ہیں۔

☆ پرائیویٹ اداروں کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے مگر ان کے لئے باقاعدہ اصول وضوابط اور چیک اینڈ بیلنس کا نظام ہو تاکہ یہ تجارت کی بجائے لوگوں کے لئے فائدہ مند ہو۔ ان میں کاروبار کا عنصر کم ہو اور لوگوں کی فلاح کا زیادہ۔

☆ تمام بڑی فیکٹریوں، کارخانوں کے مالکان کے لئے لازم ہو کہ وہ اپنے ملازمین اور کارکنوں کے لئے اور ان کے بچوں کے لئے کم از کم ابتدائی تعلیم کا بندوبست کریں اور اس صورت میں حکومت انہیں اس کا صلہ ٹیکسوں میں چھوٹ کی صورت میں دے۔

☆ ملکی آمدن، زکوۃ، ٹیکس وغیرہ کے وہ سرمائے جو ابھی استعمال نہیں ہوئے اور محفوظ پڑے ہیں انہیں تعلیمی ترقی پر صرف کیا جائے۔

☆ ایک فلاحی مملکت کے تصور کے طور پر تمام تعلیم یافتہ بے روزگار افراد کا وظیفہ مقرر کیا جانا چاہئے۔ لیکن انہیں اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ کم از کم اپنے محلے یا علاقے میں لوگوں کو تعلیم دیں اور یہ محض زبانی جمع خرچ نہ ہو بلکہ ان کے تربیت یافتہ بچوں سے حکومتی ادارے امتحان لیں تاکہ بہتر نتائج سامنے آئیں۔

☆ فنی تعلیم کو رائج کیا جائے، سائنسدانوں کو مکمل سہولتیں مہیا کی جائیں تا کہ وہ معاشی فکر سے آزاد ہو کر ملک وقوم کی خدمت کر سکیں۔

☆ ذریعہ تعلیم تمام اداروں میں یکساں ہو اگر انگریزی زبان میں تعلیم کی ابتداء سے بہتر نتائج سامنے آسکتے ہیں تو اسی کو رائج کیا جائے۔ ساتھ ہی ساتھ اپنی قومی زبان اردو اور عربی زبان پر بھی عبور ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت عربی زبان میں ہیں اور بحیثیت مسلمان ان کا مطالعہ اور ان پر عمل ضروری ہے۔

☆ خواتین کی تعلیم کا انتظام بہت ضروری ہے کیونکہ ماں کی گود ہی بچے کی اولین تربیت گاہ ہے۔ ان کی دینی اور دنیاوی علوم کے حصول کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

☆ تعلیمی ماحول میں مطابقت اور خوشگواری کا احساس پیدا کرنا ضروری ہے۔ طلباء کو محنت اور شفقت سے پڑھایا جائے اور ماحول دوستانہ رکھا جائے۔

☆ تعلیمی اداروں کو فنڈز عطا کئے جائیں۔ تعلیم کی مد میں زیادہ سے زیادہ خرچ کیا جائے۔ اور تعلیم کو میٹرک تک مفت کر دیا جائے تا کہ غریب اور مستحق باصلاحیت طلباء تعلیم سے محروم نہ رہ جائیں۔

☆ قرآنی علوم میں ریسرچ کو ایک مشن کے طور پر شروع کیا جائے۔ اچھی کوششوں کی حوصلہ افزائی کر کے انعام و وظائف دیئے جائیں۔

☆ حکومتی سطح پر ذرائع ابلاغ کا ایک ضابطہ متعین کیا جائے اور تعلیم بالغاں بھی شروع کیا جائے۔ تعلیم بالغاں عوامی فہم وشعور اور تعلیم عامہ کا بہترین ذریعہ بن سکتی ہے۔

☆ طالب علموں کے لئے تعلیمی وظائف، مالی معاونت، کتب کی فراہمی وغیرہ کو اور زیادہ بہتر بنیادوں پر استوار کیا جانا چاہئے۔

☆ مخیرّ اور صاحب ثروت افراد کو اس طرف راغب کیا جائے کہ وہ ٹرسٹ کی شکل میں تعلیمی ادارے قائم کریں جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے۔

☆ تعلیمی اداروں میں دینی تعلیم، قرآن فہمی کو عام کیا جائے اور اسے عام فہم اور مؤثر انداز میں پڑھایا جائے جیسے قرآن مجید بھی اسلامی ادب واخلاق کو مختلف تشبیہات اور امثال کے ذریعے ذہن نشین کراتا ہے اور مختلف احکامات بیان کرتے ہوئے گزشتہ قوموں کے واقعات کا حوالہ دیتا ہے۔ بنی اسرائیل کی قوم کا حوالہ جگہ جگہ ملتا ہے۔ متعدد مقامات پر تشبیہات اور مثالیں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً

ایمان سے خالی لوگوں کو راکھ سے تشبیہ دی ہے۔کلمہ طیبہ کو پاک درخت اور کلمہ خبیثہ کو شجر خبیثہ سے تشبیہ دی ہے۔ا۵ جدید تحقیقات کی رو سے انسانی یادداشت اور تکرار و مذاکرہ میں ایک مضبوط ربط ہوتا ہے۔تکرار کے عمل سے سیکھی ہوئی چیزیں ذہن میں راسخ ہوجاتی ہیں۔قرآن پاک میں متعدد موضوعات کی تکرار ملتی ہے۔اس لئے ضروری ہے کہ طالب علم کو تشبیہات اور مثالوں کے ذریعے سمجھایا جائے۔نیز اس کو بار بار پڑھایا جائے تا کہ علوم اس کے ذہن میں راسخ ہوجائیں۔

☆ تدریس کو ایک باعزت مقام دیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس شعبے سے وابستہ ہوں۔اس شعبے میں استاد کو کم از کم معاشی ضروریات سے بے فکر کرنا ضروری ہے تا کہ وہ دلجمعی کے ساتھ اس پیشہ پیغمبری کو اپنا کر اپنا فرض ادا کر سکے۔آپؐ نے اساتذہ کو امامت اور سرداری عطا فرمائی اور صاحب علم لوگوں کو ہر موقع پر فضیلت عطا فرمائی۔حتٰی کہ عبداللہ بن جعفرؓ کو لشکر کی امیری سورۃ البقرۃ یاد ہونے پر دی تھی۔۵۲

ہمارے ہاں تعلیم سے وابستہ وہ لوگ ہیں جن کو اس شعبہ سے نظریاتی اور ذہنی وابستگی نہیں ہے۔وہ مجبوراً معلم بنے ہیں۔اس لئے ضروری ہے کہ ایک تو ان لوگوں کو استاد بھرتی کیا جائے جن کو اس پیشے سے لگاؤ ہو دوسرے اساتذہ کی درست اور صحیح لائنوں پر تربیت کی جائے اور انہیں یہ باور کرایا جائے کہ وہ معمولی کام سرانجام نہیں دے رہے بلکہ وہ انبیاء والا کام کر رہے ہیں۔اگر استاد کا رخ درست نہیں ہوگا تو کئی نسلیں تباہ ہوجائیں گی۔ استاد کو یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ وہ بہت قیمتی کام کر رہا ہے اس لئے اس کو صحیح نیت سے سرانجام دے۔

اساتذہ کو اپنی صلاحیتیں بڑھانے کے مواقع ملنے چاہئیں اور انہیں تحقیق و جستجو اور تجربات کی جانب راغب کرنے کے لئے مناسب اقدامات کا ہونا ضروری ہے۔

☆ ماضی میں تعلیمی استعداد بڑھانے پر جو اعزازیہ دیا جاتا تھا اسے ہر سطح پر نہ صرف بحال کیا جائے بلکہ اس میں اضافہ بھی کیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس طرف راغب ہوں۔

☆ اساتذہ کا تعلیمی معیار وقتاً فوقتاً چیک ہونا چاہئے اس کیلئے ریفریشر کورسز کا انعقاد لازمی ہے۔

☆ اساتذہ طلبہ کی راہنمائی اس انداز میں کریں کہ تعلیم کی حصول کے ساتھ ساتھ ان کے اخلاق و کردار کی بھی نشو و نما ہو سکے۔

☆ اساتذہ طلبہ کے رجحانات کو دیکھ کر انہیں مضامین کے انتخاب میں مدد دیں اور مفید اور جدید علوم

کے حصول کو سب طلباء اور اساتذہ کے لئے لازم قرار دیا جائے۔

☆ دیگر ممالک میں تعلیمی وفود بھیجے جائیں اور باہر کے وفود کو آنے کی دعوت دی جائے کیونکہ نبی ﷺ نے اس بات کی حوصلہ افزائی فرمائی تھی اور غیروں سے سیکھنے کو برا نہیں کہا تھا۔

☆ دینا بھر میں ہونے والی تحقیق خواہ وہ کسی بھی مضمون میں ہوا سے جلد از جلد ملکی اور مقامی زبان میں منتقل کیا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کر سکیں۔

☆ آج کل ذراع ابلاغ کا دور ہے اس لئے ریڈیو ٹیلی ویژن اور اخبار وغیرہ کو تعلیمی شعبے کی نشوونما کے لئے ایک مؤثر ہتھیار کی طور پر کام کرنا ہوگا لہٰذا اس مقصد کے لئے باقاعدہ مفید اور باضابطہ تعلیمی چینل اور پروگرام شروع کرنے ضروری ہیں۔

☆ ملک میں زیادہ سے زیادہ موبائل یا اوپن تعلیمی ادارے کھولنے چاہئیں تاکہ معاشرے کی بڑی تعداد ان سے فائدہ اٹھا سکے۔

☆ فنی و پیشہ ورانہ تعلیم کو فروغ دینا ضروری ہے تاکہ زیادہ مؤثر لوگ سامنے آسکیں اور ان کی کھپت بھی ہو سکے نہ کہ ڈگری یافتہ بے روزگاروں میں اضافہ ہوتا چلا جائے اور ان کی تعلیم کسی کام نہ آئے۔ امتحانوں کے طریقہ کار کو بہتر بنایا جائے۔ تعلیمی بورڈ سے سیاسی اور سفارشی عمل دخل ختم کیا جائے۔ امتحانوں میں انسپکشن کا عملہ دیانتداری اور فرض شناسی کا ثبوت دے۔ اور اس عملے کو اچھی شہرت کا حامل ہونا ضروری ہے۔

☆ کتاب، لٹریچر، اخبارات، مجلّات وغیرہ کو سستا کیا جائے کیونکہ ان سے علم کو فروغ ملتا ہے۔

☆ تعلیم کے شعبے کو پیداواری شعبہ میں شمار کیا جائے اور تجارتی اذھان کی دست برد سے اسے محفوظ کر کے اس شعبے میں مشنری جذبے سے کام کیا جائے۔

☆ اعلیٰ تعلیم یافتہ یا ہنرمند افراد خواہ وہ کسی بھی شعبے سے تعلق رکھتے ہوں انہیں پاکستان میں ہر ممکن سہولت فراہم کی جائے تاکہ اچھے دماغوں کی ہجرت محض معاشی حالات کی وجہ سے نہ ہو سکے۔ علاوہ ازیں آنحضرتؐ کی تعلیمات کو اگر باقاعدہ عملی طور پر رائج کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم جہالت کی ستر فیصد شرح کو ختم نہ کر سکیں۔ ہم آخری رسولؐ کے امتی ہیں لیکن کیا اس نسبت پر زبانی فخر کر کے ہم اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں ہرگز نہیں اس لئے ہمیں آپؐ کی تعلیمات کو اپنانا ہوگا۔ گذشتہ سالوں میں مختلف تجربے کئے جا چکے ہیں جو لا حاصل ہیں۔ اب سیرت

طیبہ ہمارے سامنے ہے۔ ﷺ کی تعلیمات ہمارے لئے مشعل راہ ہیں اور اسی کے مطابق خود کو، معاشرے کو، اور قوم وملت کو ڈھالنے میں ہماری بقاء اور سلامتی ہے۔ ہماری ابتدائی تعلیم مذہبی ہے ہم کو پیارے نبیؐ نے اور ہماری مقدس کتاب قرآن نے ایسے راہنما اصول بتائے ہیں کہ ہم ان کے ذریعے دنیا کو تسخیر کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے ہمیں تعلیم اول اور تعلیم آخر کا نعرہ اپنانا ہوگا۔[۵۳]

فصل نمبر ۴

خلاصۂ بحث

دنیا میں تیزی سے رونما ہونے والی تبدیلیوں نے ترقی پذیر اور ترقی یافتہ دونوں طرح کے ممالک کی معاشرت کو متاثر کیا ہے۔ خصوصاً جنوبی ایشیا میں گذشتہ کچھ سالوں سے غیر سرکاری انسانی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے والی تنظیموں کا کردار نمایاں ہو کر سامنے آیا ہے۔ ۱۹۷۵ میں میکسیکو میں منعقد ہونے والی پہلی اسلامی کانفرنس میں شرکت کے بعد پاکستان میں بھی یہ این جی اوز بہت تیزی سے حرکت میں آئی ہیں۔ آج سے کچھ سال پہلے تک گنتی کی چند این جی اوز کا ذکر سننے میں آتا تھا۔ لیکن اب مضافات، چھوٹے اور بڑے شہروں تک ان کا جال پھیلتا دکھائی دے رہا ہے۔ یہ این جی اوز مختلف شعبوں میں فلاحی خدمات انجام دے رہی ہیں جن میں نمایاں شعبے ہیومن رائٹس، ماحولیات، چائلڈ لیبر، عورتوں کے حقوق، صحت اور تعلیم وغیرہ ہیں۔

ان تمام شعبوں میں کام کرنے والی این جی اوز میں سے کئی ایسی ہیں جن کا مقصد معاشرتی فلاح و بہبود ہے اور کتنی ایسی ہیں جن کا قیام صرف فنڈ حاصل کرنے کے لئے عمل میں آیا ہے۔

پاکستان میں این جی اوز کا کردار کیا ہے۔ اس سوال کا جواب مختلف نقطہ نظر کے لوگ مختلف انداز سے دے رہے ہیں۔ لیکن اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ این جی اوز میں سے بعض کا مقصد سوائے ملک کو بدنام کر کے اپنا الو سیدھا کرنے کے اور کچھ نہیں یہ لوگ کسی ایسے کیس یا موقع کی تلاش میں رہتے ہیں جس سے فائدہ اٹھا کر مغربی دنیا کو اپنی طرف متوجہ کریں اور ان سے امدادی رقوم ہتھیانے کے علاوہ دوسرے مفادات حاصل کریں۔ اس سے ہرگز یہ مطلب نہیں لیا جا سکتا کہ تمام این جی اوز ہی غلط ہیں یا تمام این جی اوز صحیح ہیں۔ پاکستان جیسے ترقی پذیر ملک میں این جی اوز کا کیا کردار ہے یہ جاننے کے لئے حمید نظامی ہال میں ایک اہم نشست ہوئی جس کی صدارت پنجاب کی وزیر برائے بہبود آبادی محترمہ نسیم لودھی نے کی اور جس میں پارلیمانی سیکریٹری برائے سماجی بہبود محترمہ شہلا راٹھور، ایم این اے محترمہ سمیعہ راحیل قاضی، سابق وفاقی وزیر محترمہ عطیہ عنایت اللہ، ایم پی اے محترمہ فریدہ سلہری، ایم پی اے محترمہ طاہرہ منیر، عورت فاؤنڈیشن کی ڈائریکٹر اور این جی او میں قابل احترام محترمہ نگار احمد، ورکنگ وویمن آرگنائزیشن کی صدر محترمہ روبینہ جمیل، کرائسس سنٹر کی انچارج محترمہ آمنہ الفت، محترمہ عائشہ جاوید، ممتاز اسلامی سکالر

خالدہ جمیل اور ڈاکٹر ام کلثوم نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

ویمن کرائسس سنٹر کی چیئر پرسن آمنہ الفت نے کہا کہ جب سے دنیا قائم ہوئی ہے۔ اس وقت سے لوگوں کے گروہ مل کر عوامی مفاد میں کام کرتے ہیں اور یہی گروہ این جی او کہلاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جس طرح زندگی کے ہر شعبے میں اچھے برے لوگ ہوتے ہیں اسی طرح این جی اوز کے شعبے میں بھی اچھی اور بری دونوں طرح کی این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ اچھی این جی اوز نے وبائی امراض کے خاتمے، ناخواندگی، خواتین پر تشدد کے خاتمے میں اہم کردار ادا کیا۔ لیکن ایسی این جی اوز جو کہ ملکی مفاد کے خلاف بیرونی اشاروں پر کام کرتی ہیں وہ قطعی رحم کے مستحق نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھی این جی اوز کو سراہا جانا ضروری ہے۔ اور ان این جی اوز کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے جو بدی کو پھیلانے کا موجب بن رہی ہیں۔ بیگم خالدہ جمیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں دو کام سپرد کئے ہیں۔ ایک حقوق اللہ، دوسرے حقوق العباد۔ حقوق العباد میں اللہ کے بندوں کی دلجوئی کرنا، مصیبت میں کام آنا، بیماروں کی خدمت اور عیادت کرنا، بھوکے کو کھانا کھلانا وغیرہ شامل ہیں۔ تنظیموں کا یہی ایجنڈا ہونا چاہئے کیونکہ یہی تنظیمیں عوامی فلاح و بہبود کے لئے کام کرتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ این جی اوز کے کردار پر تنقید کی بجائے ان کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اگر فنڈز کو صحیح جگہ پر عوامی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا جائے تو اس سے بڑی نیکی اور کوئی نہیں۔ رکن صوبائی اسمبلی طاہرہ منیر نے کہا کہ جو لوگ انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اور جن کا شیوہ انسانوں کی بھلائی اور خدمت ہے ان کی تعریف کی جانی چاہئے اور ایسے بہت سے لوگ ہیں جو انسانیت کی خاموش خدمت کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اچھے کردار کی حامل غیر سرکاری تنظیموں کی ساتھ ساتھ ایسی تنظیمیں بھی ہیں جن کا مقصد اسلام کا خاندانی نظام، عورت کے حقوق کے تحفظ اور آزادی کے نام پر برباد کرنا ہے۔ ان لوگوں نے عورت کو مظلوم اور مرد کو ظالم قرار دینے میں اہم کردار ادا کیا حالانکہ اسلام میں مرد و عورت دونوں کے حقوق برابر ہیں۔ البتہ دونوں کا دائرہ کار مختلف ہے۔ آگے وہ کہتی ہیں کہ این جی اوز سے سوال ہے کہ انہیں عورت کی جان کی حفاظت کی تو بہت فکر ہے لیکن ان کی عزت و عصمت اور مقام کی پرواہ کیوں نہیں ہے۔ این جی اوز کی ہمدردی آشناؤں کے ساتھ بھاگ کر جانے والی لڑکیوں کے ساتھ تو ہے۔ لیکن پیچھے گھروں میں بلکتے ہوئے بچوں اور فکرمند شوہروں کے ساتھ کیوں نہیں؟ این جی اوز مختاراں مائی کے ایشو پر تو کھڑی ہو جاتی ہیں لیکن کشمیر، بوسنیا، افغانستان اور عراق میں ماؤں کی ہمدرد کیوں نہیں بنتیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ایسی تمام این جی اوز پر پابندی عائد کر دے جو اسلام کے منافی کام کرتی ہیں۔ مسلم لیگ (ن)

لاہور کی صدر عائشہ جاوید نے کہا کہ این جی اوز نے ہمارے معاشرے میں عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو حقوق کا شعور دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ نہ تو ساری این جی اوز اچھی ہیں اور نہ ہی سب کو برا کہا جا سکتا ہے۔ تاہم بعض اداروں کی حیثیت پر اسرار ہو چکی ہے۔ ان کی مانیٹرنگ ہونی چاہئے۔ مسلم لیگ لاہور کی صدر اور ایم پی اے فریدہ سلہری نے کہا بین الاقوامی اداروں نے عوام میں براہ راست اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کے لئے این جی اوز کو فنڈز فراہم کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے۔ یہ این جی اوز کیا کر رہی ہیں ان کی سرگرمیاں بند دروازوں کے پیچھے چلتی ہیں۔ یہ زیادہ تر عورتوں کے حقوق کا واویلا کرتی ہیں۔ ان اداروں نے مضبوط عورت کو کمزور کر دیا ہے حالانکہ عورت اتنی کمزور نہیں جتنا اسے پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ کہتی ہیں اگر حقوق کی بات کرنی ہے تو تمام افراد کے حقوق کی بات کریں اسلام کے نام پر جو این جی اوز غلط کام کر رہی ہیں ان پر پابندی لگنی چاہئے۔ قصورواروں کو سزا ملنی چاہئے اور اچھے کردار کی حامل این جی اوز کو سراہا جانا چاہئے اور انہیں ایوارڈ ملنے چاہئیں۔ ورکنگ ویمن آرگنائزیشن کی صدر روبینہ جمیل نے کہا کہ این جی اوز کے کردار پر بہت تنقید ہوتی ہے لیکن میں کہنا چاہتی ہوں کہ ملک میں چائلڈ لیبر کے خاتمے، انصاف کی فراہمی، عورتوں کے حقوق کے تحفظ اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے خلاف اگر کسی نے آواز اٹھائی ہے تو وہ این جی اوز ہیں اور میں تو کہتی ہوں کہ این جی اوز کسی قوت کا نام نہیں بلکہ جوش اور جذبے کا نام ہے۔ آج جی ایٹ ممالک میں غریبوں کے قرضے معاف کرنے کی بات ہو رہی ہے تو یہ صرف این جی اوز کی طرف سے شعور کی بیداری کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں این جی اوز کے پلیٹ فارم سے ملک میں سماجی ترقی کا کام ہو رہا ہے۔ شمالی علاقوں، سندھ اور سرحد کے قبائلی علاقوں میں جہالت کے خاتمے اور تعلیم کے فروغ کے لئے این جی اوز ناقابل فراموش کام کر رہی ہیں۔ غربت، جہالت کے خاتمے، اور انسانی حقوق کی پاسداری کی اگر آج بات ہو رہی ہے تو یہ صرف این جی اوز کی وجہ سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ این جی اوز کا ایجنڈا ظالم حکمرانوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنے کا ہے۔ اور ملک میں غربت کے خاتمے، انصاف کی فراہمی کے لئے کام کرتے رہنا ہے خواہ کوئی کتنی بھی تنقید کرے۔

پارلیمانی سیکریٹری برائے سماجی بہبود شہلا بٹ نے کہا کہ سیالکوٹ میں چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لئے غیر سرکاری تنظیموں کا کام دیکھ کر میرے دل میں ان کی عزت اور مقام بڑھا ہے اور میں فخر محسوس کرتی ہوں کہ غیر سرکاری تنظیمیں حکومت کی دست و بازو بن کر کام کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ معاشرے کی ترقی کے لئے حکومت اور این جی اوز نے مل کر کام کرنا ہے۔ کیونکہ دنیا نے اب یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ تنہا حکومت

کچھ نہیں کر سکتی جب تک کہ انہیں نجی اداروں کا تعاون حاصل نہ ہو۔

متحدہ مجلس عمل کی رکن قومی اسمبلی سمعیہ راحیل قاضی نے کہا کہ این جی اوز کے ساتھ ہمارے اختلافی مسائل رہے ہیں لیکن اس کے باوجود میں یہاں اعتراف کرنا چاہتی ہوں کہ نگار احمد (عورت فاؤنڈیشن کی ڈائریکٹر) سے میں نے بہت کچھ سیکھا ہے اور یہی جمہوریت کا حسن ہے کہ اختلاف رائے کے باوجود تعلقات قائم رہیں اور مل کر کام کریں۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۹۰ء میں عورت فاؤنڈیشن نے سیاسی آگاہی کے لئے ایک فورم کوئٹہ میں تشکیل دیا میں اس کی جنرل سیکریٹری تھی اور این جی اوز کی نمائندہ خواتین کے ساتھ مل کر کام کرتی تھی۔ این جی اوز سے گلہ یہ ہے کہ ان کا دوہرا معیار ہے وہ ایک طرف مختاراں مائی کے ایشو کے لئے بینرز لے کر کھڑی ہو جاتی ہیں تو دوسری طرف وانا اپریشن میں در بدر ہونے والی عورتیں اور بچے ان کو نظر نہیں آتے۔ اس وقت این جی اوز کو ہیومن رائٹس اور ویمن رائٹس کیوں نظر نہیں آتے۔ عورت فاؤنڈیشن کی ڈائریکٹر نگار احمد نے کہا کہ شہریوں کی پرائیویٹ، نان کمرشل، نان پرافٹ تنظیمیں این جی او کہلاتی ہیں۔ اور جب سے دنیا بنی ہے افراد مختلف گروپ بنا کر کام کرتے ہیں تقسیم ہند کے بعد پاکستان میں بھی بہت سی تنظیمیں وجود میں آئیں۔ جنہوں نے مہاجرین کے مسائل کے حل کے لئے کام کیا۔ عورتوں، بچوں، بوڑھوں، بے سہارا افراد اور بیماروں کے لئے ان تنظیموں کے کردار کو بھلایا نہیں جا سکتا۔ اور ان این جی اوز نے حکومت کے کام کو آسان کیا ہے۔ اس دور میں این جی اوز نے زیادہ تر سروس ڈیلیوری یا خیراتی کام کیا۔ بعدازاں ۷۰ کی دہائی میں ایسی این جی اوز بھی سامنے آئیں جنہوں نے خیراتی کاموں کے ساتھ ساتھ حقوق کی بھی بات کی۔ ایڈووکیسی این جی اوز بنیں اور مختلف کمیونٹی کی حوالے سے رورل سپورٹ پروگرام بھی نظر آتا ہے۔ ایڈووکیسی آرگنائزیشن نے عورتوں اور انسانی حقوق کے لئے آواز اٹھائی اور ان کے مسائل کو سوسائٹی میں سامنے لے کر آئے۔ سابق وفاقی وزیر اور ایم این اے ڈاکٹر عطیہ عنایت اللہ نے کہا کہ ملک میں بڑھتی ہوئی آبادی، صحت، تعلیم اور غربت کے سماجی مسائل کو این جی اوز کی مدد کے بغیر حل نہیں کیا جا سکتا اور حکومت نے غربت کے خاتمے کا سرکاری پیپر پی آر ایس پی تیار کیا ہے اس میں یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ این جی اوز کی پارٹنرشپ کے بغیر حکومت تنہا یہ مسائل حل نہیں کر سکتی۔ سول سوسائٹی ایک نیک مشن سے کم نہیں البتہ جہاں این جی اوز خفیہ مقاصد کے ساتھ دبے پاؤں آئے وہاں ان کے کردار کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس وقت معاشرہ دبے پاؤں آنیوالی آزاد خیال این جی اوز اور دین پھیلانے والے اداروں کے درمیان پھنسا ہوا ہے جن کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمام این جی اوز نہ تو اچھی ہیں اور

نہ ہی تمام بری ہیں لیکن ان کو قومی مفاد میں لانا ہوگا۔ صوبائی وزیر بہبود آبادی نسیم لودھی نے صدارتی خطاب کرتے ہوئے کہا کالی بھیڑیں ہر محکمے اور ہر شعبے میں ہوتی ہیں۔ اسی طرح سول سوسائٹی کے شعبے میں بھی اچھی اور بری دونوں طرح کی این جی اوز موجود ہیں۔ اچھی این جی اوز نے قدرتی آفات اور ملکی مسائل میں حکومت کا ہاتھ بٹایا ہے اور ایسی بھی ہیں جنہوں نے مختاراں مائی کے ایشو پر ملک کو بدنام کیا اور ڈالر کمائے۔ انہوں نے کہا روزانہ دیکھتے ہیں کہ کبھی ایک این جی او نے مختاراں مائی کو بغل میں دبایا ہوا ہے اور کبھی دوسری این جی او نے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت نے مخلوط میراتھن ریس پر پابندی عائد کردی تو این جی اوز کی تین خواتین اور پانچ مردوں نے مل کر سڑکوں پر دوڑنا شروع کردیا این جی اوز نہ جانے کیا شعور بیدار کرنے کی کوشش کررہی تھیں اور کیا ثابت کرنا چاہتی تھیں۔ انہوں نے کہا بڑھتی ہوئی آبادی ملک کے لئے بڑا مسئلہ بن گیا ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے این جی اوز کا تعاون درکار ہے۔ اور جیسے باہر کے ممالک میں این جی اوز اچھے کام کررہی ہیں اس طرح پاکستان میں بھی اچھی این جی اوز ملک کے لئے اعزاز سے کم نہیں ہیں۔[۵۴]

گویا یہ تنظیمیں جو لوگوں کی اصلاح اور تعمیر و ترقی کے لئے کوشاں ہیں ان میں سے بعض این جی اوز کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔ مثلاً نواز شریف دور حکومت میں ان تنظیموں نے ایٹمی دھماکہ اور توہین رسالت ایکٹ کی مخالفت کی تو مذہبی جماعتوں نے ان کے خلاف سخت نوٹس لیا اس وقت پیر بنیامین رضوی صوبائی وزیر پنجاب نے ان کے خلاف کاروائی کی اور ان کو اپنے حسابات کے آڈٹ کروانے کی سختی سے تلقین کی۔ جس پر ان این جی اوز نے حکومت اور دینی جماعتوں کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کردیا جس پر معاملہ ختم ہوگیا۔ ۲۰۰۰ء میں پھر حکومت کو خیال آیا کہ یہ این جی اوز غیر قانونی اور غیر فعال ہیں کیونکہ پنجاب یونیورسٹی کی ایک سروے کے مطابق ۸۰ فیصد این جی اوز غیر فعال تھیں اور لاکھوں ڈالرز غیر ملکی سرمایہ بٹور رہی تھیں اور کسی بھی فلاحی کام میں حصہ نہیں لے رہی تھیں۔[۵۵] اس کے بعد حکومت نے گہری خاموشی اختیار کرلی۔ مختاراں مائی کا واقعہ کسی سے پوشیدہ نہیں اس واقعے کو انہی این جی اوز نے دنیا کے سامنے اس قدر اچھالا کہ ملک کی بدنامی کا باعث بنا۔ کیا اس مسئلے کا حل ہمارے مذہب اسلام میں نہیں ہے جو اغیار کے سامنے اس کو ظاہر کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ ایسی این جی اوز کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ کوئی ایسا نظام ہو جس سے ان کو جانچا جائے۔ اور ان کے خلاف غیر قانونی سرگرمیوں کا نوٹس لیا جائے۔ کچھ این جی اوز جو ذاتی مفاد کے لئے کام کررہی ہیں ان کو مغرب نواز بھی کہہ سکتے ہیں

کیونکہ ذاتی مفاد کے لئے وہ ہر قسم کا کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ جو منصوبے یہ این جی اوز بناتی ہیں ان کے بارے میں عوام کا کہنا ہے کہ یہ منصوبے ہماری زمینی حالات کے مطابق نہیں بنتے۔ ظاہر ہے کہ جب فنڈز باہر سے آئیں گے تو ان کی منشاء اور مرضی کے مطابق منصوبے بھی بنیں گے۔ یہی معاشی امدادان تنظیموں کی آزادی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اس وقت پاکستان میں ۱۵ سے زائد بین الاقوامی ادارے ۵۷ پراجیکٹس پر ۵۵ کروڑ ڈالر خرچ کر رہے ہیں۔ مغربی ممالک کے لوگوں کی نظر بہت گہری ہے ان کو ان ممالک میں اپنا مفاد نظر آتا ہے اس لئے وہ ان ممالک میں رقم خرچ کر رہے ہیں۔ پہلے مغربی ممالک کسی ملک کو اپنے حق میں ہموار کرنے کے لئے کروڑوں بلکہ اربوں ڈالر خرچ کرتے تھے۔ اب این جی اوز کی شکل میں کم خرچ بالانشین نسخہ ہاتھ آگیا۔۵۶ چند ہزار یا زیادہ سے زیادہ چند لاکھ ڈالر خرچ کر کے متعلقہ ممالک میں این جی اوز قائم کر دیتے ہیں اور ان این جی اوز کی برکت سے ملک کے کونے کونے میں پہنچ جاتے ہیں۔ یہ کیفیت تمام مسلم ممالک کی ہے وہاں مغربی ممالک کی این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ کروڑوں ڈالر جو باہر سے آتے ہیں ان میں تعمیری کاموں پر بہت کم خرچ ہوتے ہیں یہ غیر فعال تنظیمیں جو منصوبہ عمل کے وقت بہت فعال نظر آتی ہیں بعد میں ان کا حال یہ ہو جاتا ہے کہ دکھانے کو چند عمدہ چھپے ہوئے تعارفی بروشر، سال میں ایک دفعہ ہونے والی میٹنگ، کانفرنس، سیمینار وغیرہ کی رپورٹ، اپنے ایجنڈے کی تشہیر اور ابلاغ کے لئے کچھ اور مصنوعات، اعلیٰ سطحی تقریبات میں شرکت، اخباروں میں جھوٹی سچی خبریں لگوانا، یہ سب ان کے کاموں میں نظر آتا ہے۔ پاکستان میں رجسٹرڈ ۴۵۰۰۰ غیر سرکاری تنظیمیں اگر سب کی سب واقعی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے کام کر رہی ہوتیں تو ملک کے حالات بدل جاتے اور آج ہم ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑے ہوتے۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ این جی اوز مختلف مقاصد کے تحت وجود میں آتی ہیں کچھ اپنی فطری جذبے کی تسکین کے لیے بنتی ہیں کچھ تادیر زندہ رہنے کی خواہش کے طور پر، کچھ کے اپنے ذاتی مفادات ہوتے ہیں اور کچھ محض اللہ کی رضا کی خاطر کام کرتی ہیں۔ این جی اوز کے مقاصد جو بھی ہیں ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ چند غیر فعال اور غیر قانونی این جی اوز کی وجہ سے سب پر الزام نہیں لگایا جا سکتا کیونکہ ملک میں ایسی این جی اوز بھی موجود ہیں جو مسائل کے حال کے لئے سنجیدگی سے کوشش کر رہی ہیں۔ رہا دل کا معاملہ تو یہ انسان اور اس کے رب کا معاملہ ہے کہ وہ خدمت کو عبادت سمجھ کے کر رہا ہے یا کسی اور غرض کے لیے جس کی جو نیت ہے اسی کے بمطابق اللہ تعالیٰ اسے اجر دے گا۔

حوالہ جات

۱۔ آفتاب اقبال: تضادات کی دنیا (SPO) ''ادارہ استحکام شرکتی ترقی'' جنوری۔ مارچ ۲۰۰۵ء، ص ۶، مکان نمبر ۹ گلی نمبر ۹۔A سیکٹر ۶/۳۔G اسلام آباد

۲۔ جناح ویلفیئر سوسائٹی، سالانہ رپورٹ ۲۰۰۲ قلعہ مصطفےٰ آباد، تحصیل کاموئکی، ضلع گجرانوالہ۔

۳۔ حمنیٰ بشیر، نوید سردار: تعلیمی میدان میں عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک، سہ ماہی ''تانگھ'' جلد ۵، شمارہ دوئم ۲۰۰۳ء، ص ۱۶

۴۔ سوسائٹی برائے فروغ تعلیم، ''ساحی'' نیوز لیٹر، شمارہ نمبر ۷، ۲۰۰۳۔

۵۔ ایضاً:

۶۔ ایضاً:

۷۔ خویندوکور، ذاتی انٹرویو، گلی نمبر ۳، پشت جابر فلیٹس، ارباب روڈ یونی ورسٹی ٹاؤن پشاور۔

۸۔ سروے سے یہ معلومات حاصل ہوئیں۔

۹۔ ایضاً

۱۰۔ آزاد، مختار، مدیر سہ ماہی ''جریدہ'' جولائی۔ اگست ۲۰۰۴، فیروز سنز پرنٹرز (پرائیوٹ) لمٹیڈ ص ۶۔

۱۱۔ سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال، ''سپارک'' شمارہ نمبر ۴۴، ستمبر ۲۰۰۵ ص ۱۔

۱۲۔ صاحبزادہ عبدالرسول، پروفیسر، کچھ تو اے چارہ گر علاج اس کا بھی، سہ ماہی ''تانگھ'' جلد نمبر ۵، شمارہ دوم ۲۰۰۳ ص ۱۔

۱۳۔ ایضاً

۱۴۔ ادارہ استحکام شرکتی ترقی (SPO) جنوری۔ مارچ ۲۰۰۵، مکان نمبر ۹، گلی نمبر ۸۹، سیکٹر ۳، جی ۶، اسلام آباد۔
ویب سائٹ www.spopk.org

۱۵۔ سوسائٹی برائے تحفظ حقوق اطفال، ''سپارک'' ملینیم ترقیاتی اہداف، اسلام آباد، لاہور، پشاور، کراچی ویب سائٹ www.sparcpk.org

۱۶۔ یہ باتیں سماجی علوم کے بین الاقوامی ماہر پروفیسر عادل نجم نے این جی او آر سی سے خصوصی انٹرویو کے موقع پر کہیں۔ ڈاکٹر عادل نجم فلیچر سکول آف لاء اینڈ ڈپلومیسی ٹفٹس یونیورسٹی امریکا میں ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں انہوں نے ڈاکٹریٹ کی ڈگری عالمی ماحولیاتی پالیسی کے موضوع پر حاصل کی دو ماسٹر کیے۔ ان کی تحریریں عالمی گفت وشنید، ماحولیاتی پالیسی، این جی اوز، عالمی تجارت، عالمی گورننس اور انسانی ترقی پر کئی نمایاں کتابوں، رپورٹوں اور اخبارات سے شائع ہو چکی ہیں۔ آپ کئی ملکی اور غیر ملکی تنظیموں کے بورڈ کے ممبر ہیں، معلومات کی انتظام کاری ایک انقلابی اصطلاح: سہ ماہی ''اخبار'' ستمبر ۲۰۰۴ء: ص ۲۶ این جی اوز ریسورس سنٹر آغا خان فاؤنڈیشن پاکستان۔

۱۷۔ تحریر: قدیر بیگ، ثناء بابر: انتظامی معیار اور غیر سرکاری شعبہ، سہ ماہی ''اخبار'' دسمبر ۲۰۰۶: ص ۷: این جی او ریسورس سنٹر آغا خان فاؤنڈیشن پاکستان۔

۱۸۔ ایضاً:

۱۹۔ محمد انور: سماجی تنظیموں کے انتظامی معیارات کے استعداد کاری، سہ ماہی ''اخبار'' اپریل ۲۰۰۵ء این جی او ریسورس سنٹر

آغاخان فاؤنڈیشن پاکستان، ص۱۴

۲۰ مدیر سہیل نذیر: مؤثر رہبری کے ۹ اُصول، سہ ماہی ''سھلکار'' فرانٹیئر ریسورس سنٹر پشاور، اکتوبر۔ دسمبر ۱۹۹۸ء ص۱۴

۲۱ ثناء باہر، قدیر بیگ: سماجی تنظیموں کی استعداد کاری، سہ ماہی ''اخبار'' دسمبر ۲۰۰۶، ص۳، ۴

۲۲ ایضاً: ص۱۲

۲۳ ایضاً ص ۵، ۴

۲۴ ایضاً ص۴، ۳

۲۵ ایضاً

۲۶ ایضاً

۲۷ الابراشی، محمد عطیہ آف آکسفورڈ یونی ورسٹی، مترجم رئیس احمد جعفری، روح التربیۃ والتعلیم، کتاب منزل کشمیری بازار لاہور، باراول جنوری ۱۹۵۰ء، صفحات ۳۰-۳۴، ۱۶۲-۱۶۴!

۲۸ منور صابر، پروفیسر، لاہور: مقالات قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۲ء، ص۱۸۴

۲۹ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، باب ماجاء فی کراھیۃ الدخول علی المغیبات، برقم ۱۱۷۱، ۱/۸۴۲

۳۰ مولانا وحید الدین خان: خاتون اسلام، اسلامی شریعت میں عورت کا مقام، دارالاصلاح لاہور ۱۹۹۴ء، ص۱۲۴

۳۱ شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی، 'حصہ اول، دوم' ص۵۴۔

۳۲ تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ مترجم حسین خان زبیری، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور، ص ۷۸، بحوالہ احمد امین، ضحی الاسلام، جلد۲، ص ۲۵۲

۳۳ فائزہ احسان کراچی: مقالات قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۲ء ، ص۳۸۳

۳۴ مسلم سجاد، پاکستان میں تعلیم کے زندہ مسائل، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۸، ص۳۵۶

۳۵ شبیر احمد: تعلیم کی کہانی، کفایت اکیڈمی کراچی، مئی ۱۹۷۴ء، ص۵۶۶، ۵۹۷

۳۶ حکومت پنجاب، پنجاب ایجوکیشن سیل لاہور، دسمبر ۱۹۵۲، شمیم حیدر ترمذی، ڈاکٹر، اسلامی نظام تعلیم، تحقیقی مطالعہ، (لاہور، کاروان ادب ۱۹۱۳) ص۱۷۱۔

۳۷ ڈاکٹر لیاقت علی خان لاہور: مقالات قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۲ء، ص۱۵

۳۸ حکومت پاکستان، رپورٹ نصاب کمیٹی ثانوی تعلیم، ۱۹۶۰، مسلم سجاد، پاکستان میں تعلیم کے زندہ مسائل، ص۳۵۶۔

۳۹ ایضاً

۴۰ حکومت پاکستان، قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۷۸، اسلام آباد۔

۴۱ ایضاً

۴۲ عبدالرشید ارشد، ڈاکٹر، پاکستان میں تعلیم کا ارتقاء، لاہور، ادارہ تعلیمی تحقیق، ص۳۹۔

۴۳ حکومت پاکستان، دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳۔

۴۴ مسلم سجاد، پاکستان میں تعلیم کے زندہ مسائل، صفحات ۳۵۶-۳۵۹

۴۵ ایضاً

۴۶ـ ایضاً

۴۷ـ لیاقت علی خان، ڈاکٹر، لاہور مقالات قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۲،ص ۱۵، بحوالہ سیارہ ڈائجسٹ، معلومات پاکستان نمبر، صفحات ۲۶۱،۲۶۰

۴۸ـ ایضاً:

۴۹ـ پروفیسر مسلم سجاد: پاکستان کا نظام تعلیم ،حکومتی سطح پر اصلاحی کوشش (مضمون) مجلّہ تعلیم ۲، صفحات ۱۴۳ـ۱۵۱

۵۰ـ لیاقت علی خان، ڈاکٹر، لاہور مقالات قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۲،ص ۱۵ـ

۵۱ـ سورۃ ابراہیم: آیت ۲۴

۵۲ـ امیر الہدیٰ: مسلمانوں کے علمی وثقافتی کارنامے، کراچی ۱۹۷۸، ص ۱۲۲۰

۵۳ـ تجاویز میں زیادہ تر مواد، ڈاکٹر عصمت ناز ملتان کے مقالے سے لیا گیا ہے جو قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۲ء کے لئے لکھا گیا۔

۵۴ـ سلمیٰ عنبر: پاکستان میں این جی اوز کا کردار، روزنامہ ''نوائے وقت'' اشاعت خاص، ۲۳ اگست ۲۰۰۴ـ

۵۵ـ پروفیسر ثریا بتول علوی: تقدیس نسواں کی پامالی میں این جی اوز کا شرمناک کردار، ماھنامہ ''پکار ملت'' لاہور، جلد نمبر ۴، شمارہ نمبر ۱۰، مرکز طالبات منصورہ لاہور، اکتوبر ۲۰۰۳،ص ۲۹

۵۶ـ ایضاً:

نتائج بحث

زیرنظر موضوع ''پاکستان میں تعلیم وتربیت کے حوالے سے کام کرنے والی این جی اوز کے نظریات اور اغراض ومقاصد کا اسلامی نقطۂ نظر سے تحقیقی وتقابلی مطالعہ'' کے حوالے سے تمام مباحث اور تفصیلات سے جو نتائج سامنے آتے ہیں ان کا خلاصہ کچھ اس طرح سے ہے۔

☆ شریعت اسلامیہ میں تعلیم وتربیت کی بہت اہمیت ہے۔

☆ افضل ترین علم کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا علم ہے۔ البتہ دنیاوی علوم کے اکتساب کی طرف بھی توجہ دلائی گئی ہے۔

☆ علم کے حصول کے ساتھ ساتھ اس پر عمل بھی ضروری ہے۔

☆ با مقصد علم سے انسان کو دنیا اور آخرت کی کامیابی ملتی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے نیز معاشی استحکام بھی ملتا ہے۔

☆ تعلیمی اداروں میں نصاب تعلیم یکساں نہیں ہے جو بے چینی کو رواج دے رہا ہے۔

☆ تعلیمی پالیسی بنانے والے لوگوں کی تعلیم یورپین ماڈل سکولوں میں ہوتی ہے اس لئے وہ اپنے ہاں کے مسائل اور ضروریات سے واقف نہیں ہوتے۔

☆ دینی اور دنیاوی علوم کے الگ الگ نصابات ہیں۔ دینی مدارس میں ایسا نظام تعلیم رائج ہے جو صرف ہماری مذہبی ضروریات پوری کرتا ہے۔ یہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہے۔ سماجی علوم سے ناواقفیت کی بناء پر وہ مختلف قسم کے پیچیدہ مسائل میں اُلجھ کر رہ گئے ہیں۔ وہ تحقیق وجستجو سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ان اداروں سے فارغ ہونے والے طلباء دیوبندی، بریلوی، وہابی اور شیعہ بن کر نکل رہے ہیں، جو اپنے مسلک کے امام تو ہو سکتے ہیں معاشرے کے لئے کوئی قابل قدر فریضہ انجام نہیں دے سکتے۔

☆ دنیاوی علوم کے اداروں کی دو اقسام ہیں ایک سرکاری سکول وکالج ہیں جن میں ذریعہ تعلیم اردو ہے دوسرے پرائیویٹ سکول وکالج ہیں۔ اور بعض این جی اوز نے بھی سکول وکالج قائم کئے ہوئے ہیں۔ جن میں ذریعہ تعلیم انگریزی ہے۔

☆ مغربی ممالک کے چندوں سے چلنے والی این جی اوز نے جو سکول کھولے ہیں ان میں بچوں کو یہ باور کرایا جاتا ہے کہ آج تہذیب وشائستگی، ترقی وفلاح مغرب کے نظام اور تہذیب کی پیروی سے

میسر آسکتی ہے۔

☆ ان سکولوں میں پڑھنے والے بچے مغربی تہذیب وثقافت کواپنا رہے ہیں اور ملک میں فحاشی اور عریانی کوفروغ دے رہے ہیں۔

☆ سکولوں میں غیر تربیت یافتہ اساتذہ پڑھاتے ہیں جس سے خاطر خواہ نتائج سامنے نہیں آتے۔

☆ ہر دور میں تعلیمی حالت بہتر بنانے کے لئے کاوشیں کی گئیں لیکن خواندگی کے تناسب میں کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔

☆ پاکستان میں خواندگی کا تناسب بہت ہی کم ہے خصوصاً خواتین کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔

☆ تعلیم وتربیت کے بنیادی عناصر چار ہیں: غایات تعلیم، نصاب تعلیم، استاد اور شاگرد۔

☆ تمام مسلمان اسلامی علوم واحکام ومسائل کے عالم ومحقق نہیں ہوتے اس لئے علماء کی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔

☆ علماء کی دو اقسام ہیں علماء حق اور علماء سوء۔

☆ علماء حق علم کو اللہ کی رضا جوئی کی خاطر سیکھتے ہیں اور اسے دوسروں تک پہنچاتے ہیں۔

☆ علماء سوء علم کو دنیاوی اغراض کے لئے سیکھتے ہیں اور اسے دنیا طلبی کا ذریعہ بناتے ہیں۔

☆ جب چند افراد کسی مقصد کی تکمیل کے لئے اکٹھے ہو کر تنظیم بناتے ہیں تو وہ این جی او کہلاتی ہے۔ یہ وہ سماجی ادارے ہیں جو انسانوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور معاشرے کے مفاد کے لئے کام کرتے ہیں۔

☆ پاکستان میں مختلف اقسام کی تقریباً ۴۵۰۰۰ این جی اوز کام کر رہی ہیں۔

☆ پاکستان بہت سے مسائل میں گھرا ہوا ہے جس سے نکلنے کے لئے حکومتی اداروں کے ساتھ ساتھ تنظیموں کی عملی شمولیت کی بھی ضرورت ہے۔

☆ بڑی تعداد میں این جی اوز کے وجود میں آنے کی وجہ یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کی طرف سے ان اداروں کو فراوانی سے فنڈز کی فراہمی ہو رہی ہے۔

☆ امریکہ اور یورپ فنڈز کی فراہمی منصوبے کے تحت خاص مفادات کے لئے کرتے ہیں۔

☆ ان کے بڑے مقاصد یہ ہیں کہ دنیا سے مطلق العنانی ختم کر کے جمہوریت کو رواج دیں۔ اس مقصد کے حصول کیلئے وہ زیادہ این جی اوز قائم کرتے ہیں۔ کیونکہ جمہوریت اور سول سوسائٹیز ایک

دوسرے کے بغیر نہیں چل سکتے۔

☆ کمیونزم کو پھیلنے سے روکنے کے لئے بھی ان اداروں کو قائم کرتے ہیں۔ کیونکہ کمیونسٹ سول سوسائٹی جیسے الفاظ کو معاشرے میں رواج دینے کے خلاف ہیں۔

☆ این جی اوز کے قیام کا مقصد یہ بھی ہے کہ یہ ادارے مغربی ایجنٹ کے طور پر ان کے لئے کام کریں۔ پاکستان میں این جی او کا شعبہ ڈونرز کی وجہ سے چل رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہمیشہ ہی بیرونی ایجنڈے پر کام کرتا ہے۔ یہ حقیقی معنوں میں آزاد نہیں ہے اس لئے اسے بیرونی منصوبوں پر کام کرنا پڑتا ہے۔ ایسے منصوبے جو خود ان کی سمجھ میں بھی نہیں آتے۔

☆ مشنری این جی اوز جو مذھب تبدیل کروانے کے لئے تگ ودو کر رہی ہیں۔

☆ کچھ این جی اوز علماء کو روشن خیال بنانے کا کام کرتی ہیں۔ یہ روشن خیال اسلام کی حامی ہوتی ہیں اور ملک میں فحاشی اور عریانی کو عام کرتی ہیں۔

☆ مالیاتی ادارے قرض دے کر ترقی پذیر ممالک کی معیشت کو اپنا ماتحت کر لیتے ہیں۔ اور ان پر معاشی بالادستی قائم کر لیتے ہیں اس طرح ان ممالک کے اندرونی معاملات میں ان کو مداخلت حاصل ہو جاتی ہے۔

☆ قرض دے کر بھاری سود وصول کرتے ہیں اور ان ممالک کو سود در سود کے شکنجے میں جکڑ لیتے ہیں۔

☆ یورپ اور امریکہ میں آبادی بہت کم ہے اس لئے ان ترقی پذیر ممالک کی آبادی کو کم کرنے کے لئے بھی کوشش کر رہے ہیں تا کہ ان کو سیاسی بالادستی حاصل رہے اس مقصد کیلئے بھی بے شمار این جی اوز کا قیام عمل میں آیا ہے۔

☆ بہت ساری این جی اوز انسانی حقوق کے لئے آواز اُٹھاتی ہیں۔ ان این جی اوز کو ترقی پذیر ممالک میں ہونے والے مظالم نظر آتے ہیں لیکن ترقی یافتہ ممالک جو مظالم ڈھا رہے ہیں وہ ان کو نظر نہیں آتے۔

☆ خواتین کے حقوق کے لئے کام کرنے والی بہت سی این جی اوز ہیں جو خواتین کی حقوق اور آزادی کا نعرہ لگا کر ان کو خاندانی بندھن سے آزاد کر کے گھروں سے باہر نکلنے کی ترغیب دے رہی ہیں۔ اس سے بے حیائی اور عریانی کا سیلاب برپا ہو جائیگا۔ خاندانی نظام تباہ ہو جائے گا۔ نئی نسل تباہ ہو جائے گی۔ شوہر پریشان ہو جائیں گے۔

☆ بعض این جی اوز اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوتی ہیں اور بعض ان سے مماثلت رکھتی ہیں۔

☆ این جی اوز میں کام کرنے والے افراد کی مختلف قسمیں ہیں۔

☆ پہلی قسم کے لوگوں کے ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔انہیں دوسروں کے مفادات سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔وہ ذاتی اغراض کیلئے جیتے ہیں اور یہی اغراض زندگی بھران کی تگ ودو کا مرکز بنی رہتی ہیں۔

☆ دوسری قسم کے لوگوں میں خدمت کا جذبہ ہوتا ہے لیکن نظر محدود ہوتی ہے۔انہیں اپنے قریب ترین افراد کا مفاد عزیز ہوتا ہے۔ان کو فائدہ پہنچانے کیلئے دوسروں کو نقصان پہنچانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔یہی لوگ جب این جی او قائم کرتے ہیں۔تو ان کا مقصد معاشرے میں عزت وتوقیر اور عہدہ ومنصب خریدنا ہوتا ہے۔وہ اس سے دولت سمیٹتے ہیں۔اور ہر طرح کے مادی فوائد حاصل کرتے ہیں۔یہ لوگ ایسے موقع کی تلاش میں رہتے ہیں۔جس سے فائدہ اُٹھا کر مغربی دنیا کو اپنی طرف متوجہ کریں اور ان سے امدادی رقوم ہتھیانے کے علاوہ دوسرے مفادات بھی حاصل کریں۔ سماجی بہبود کے نام پر یہ لاکھوں روپے ہڑپ کر جاتے ہیں۔لوگوں کو ممنون احسان کرکے مادی اغراض پوری کرتے ہیں۔ ایسے لوگ شہرت وریا کے لئے کام کرتے ہیں اور دنیاوی مال ومتاع کا حصول ان کا مطمع نظر ہوتا ہے۔یہی لوگ جو این جی اوز قائم کرتے ہیں وہ اسلامی تعلیمات سے متصادم ہوتی ہیں۔

☆ کچھ لوگوں کی فطرت میں انسانیت کی خدمت کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔اسی فطری جذبے کی تسکین کی خاطر وہ این جی او قائم کرتے ہیں۔

☆ کچھ لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تادیر لوگوں کے دلوں میں زندہ رہیں اسی جذبے کے تحت وہ انسانیت کی خدمت کرتے ہیں۔

☆ کچھ لوگ انسانیت کی خدمت اللہ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کرتے ہیں۔ایسے لوگ جو این جی اوز قائم کرتے ہیں وہ معاشرے کی فلاح وبہبود کیلئے مختلف شعبوں میں کام کرتی ہیں۔ایسی این جی اوز اور اسلامی تعلیمات میں بہت مماثلت ہے کیونکہ این جی اوز کا مقصد بھی عوامی خدمت ہے اور اسلام نے حقوق العباد کی جو تلقین کی ہے وہ یہی خدمت کہلاتی ہے۔

☆ سماجی بہبود آج تک سائنس بن گئی ہے۔اس کی تہہ میں انسانوں کی بہتری اور فلاح وبہبود کا جذبہ کارفرما ہے۔جسے ہم خدمت خلق کہتے ہیں۔اس کے بنیادی اُصول اسلام کے جذبہ خدمت سے

مختلف نہیں ہیں اگرچہ طریقہ کار کچھ مختلف ہے۔

☆ اسلام نے آغاز ہی سے فلاحی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ جس میں کفالت عامہ کا اُصول کارفرما رہا ہے۔

☆ اجتماعی کفالت کو منظم کرنے کے لئے زکوٰۃ کا نظام متعارف کروایا گیا۔اس کے علاوہ بھی مسلمانوں کو یہ تحریک دلائی گئی کہ نچلے طبقے کی ضروریات کی کفالت میں اپنا حصہ ڈالے۔

☆ اسلام نے دیگر عبادات کے ذریعے بھی انسانیت کی خدمت کیلئے تحریک پیدا کرنے کی ترغیب دی۔

☆ مسلمان بادشاہوں نے بھی مساجد و مدارس کے قیام کی طرف بہت توجہ دی، کیونکہ خدمت خلق کے کاموں کی ابتداء یہیں سے ہوتی ہے۔مسلمانوں کے زیادہ اوقاف مساجد و مدارس کیلئے ہوتے تھے۔

☆ مسلم اور غیر مسلم این.جی اومیں فرق ہے۔

☆ غیر مسلموں کے نزدیک خدمت ہی مذہب کی روح اور اس کی اصل غرض وغایت ہے۔جبکہ دین کے بہت سے تقاضے ہیں۔ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسانوں کی خدمت اور ان کی فلاح و بہبود کے لئے جدوجہد کی جائے لیکن اسے انجام دے کر کوئی شخص دین کے دوسرے تقاضوں سے سبکدوش نہیں ہوجاتا۔خدمت خلق بھی ضروری ہے لیکن ایمان باللہ سب سے بڑھ کر ضروری ہے۔ بغیر ایمان کے انسانیت کی خدمت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

☆ غیر مسلم رفاہی اداروں کے ساتھ کام کرنا، اچھے کاموں میں ان کے ساتھ تعاون کرنا، ان کی مدد کرنا، ان سے مشاورت کرنا اور ان سے تربیت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں اسلام کی رو سے یہ جائز ہے۔

سفارشات:

آخر میں این.جی اوز کی صحیح سمت راہنمائی کے لئے چند سفارشات اور تجاویز کی طرف توجہ دلانا بھی ضروری ہے۔

☆ خدمت خلق کے ادارے چلانے کے لئے خلوص نیت اور اللہ کی رضا جوئی اولین شرط ہے۔ریا کاری اور شہرت کے حصول کی نیت سے خدمت خلق بے معنی ہوجاتی ہے۔

☆ این جی اوز اپنے تمام کاموں کو اسلام کی روح کے مطابق ڈھال لیں اور نمود و نمائش کی بجائے اخلاص کی بنیاد پر خدمت کریں تاکہ معاشرے کو بھی فائدہ ہو اور مدد کرنے والے کے ثواب میں بھی کمی واقع نہ ہو۔

☆ اچھے کام کرنے والی این جی اوز کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ اگر ان میں خامیاں ہیں تو ان خامیوں کی نشاندہی اور اصلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔

☆ خدمت خلق کی منظّم جدوجہد کی جائے اور سماج کی فلاح و بہبود کے لئے کمربستہ ہونا چاہیئے تاکہ ملک کو مسائل کے دلدل سے نکال سکیں۔

☆ این جی او مالی طور پر مستحکم ہو۔ ڈونرز کے رحم وکرم پر نہ ہو۔ وہ اپنے ملک میں اپنے وسائل سے فنڈز حاصل کرے کیونکہ جب تک تنظیم آزاد نہیں ہوگی وہ ترقی نہیں کرسکتی۔

☆ صاحب ثروت افراد این جی اوز قائم کریں۔ حکومتی ادارے اور مخیّر حضرات ان کی معاونت کریں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں۔

☆ تنظیمیں اور حکومتی ادارے تعلیم و تربیت کو زیادہ اہمیت دیں۔ تعلیم کو عام اور سستا کریں۔ اس مقصد کے لئے ریڈیو، ٹیلی ویژن، اخبار وغیرہ کو تعلیمی شعبے کی نشو و نما کے لئے مؤثر ہتھیار کے طور پر استعمال کریں۔ اور باقاعدہ تعلیمی چینل شروع کریں۔

☆ زیادہ موبائل اور اوپن تعلیمی ادارے کھولیں۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم کو فروغ دیں تاکہ ملک سے بے روزگاری کا خاتمہ ہو سکے۔

☆ ہنرمند تعلیم یافتہ افراد کو ہر ممکن سہولت فراہم کی جائے تاکہ اچھے دماغوں کی ہجرت محض معاشی حالات کی وجہ سے نہ ہو۔

☆ تربیت کا دورانیہ زیادہ ہو تاکہ صحیح طور پر مہارت حاصل ہو جائے۔

☆ تنظیموں میں کام کرنے والی خواتین اپنے آپ کو اسلامی لباس میں ملبوس کریں کیونکہ مغربی لباس ہمارے معاشرے کیلئے قابل قبول نہیں۔

☆ بیرونی این جی اوز سے رابطہ رکھیں اور ان کے مفید تجربات سے استفادہ کرنے کی کوشش کریں۔

☆ ترقی کے کاموں اور منصوبوں میں مقامی افراد کو بھی عملی طور پر شامل کریں تاکہ ان کی ضروریات کے مطابق کام کیا جاسکے۔

اشاریہ

فہرست آیات

فہرست احادیث

فہرست مصطلحات

تراجم الاعلام

فہرست مآخذ ومراجع

''فہرست آیات''

نمبر شمار	آیات	سورۃ کا نام و آیت نمبر	مقالہ کا صفحہ نمبر
۱	و علمَ آدم الاسمآء کلھا ثم عرضھم ..... الخ	سورۃ البقرۃ، آیت ۳۱،۳۲	۲،۲۶
۲	واذ قلنا للملٰئکۃالسجدو لادم فسجدو الا ابلیس	سورۃ البقرۃ، آیت ۳۴، سورۃ الکھف آیت ۵۰	۱۱
۳	اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم .....الخ	سورۃ البقرۃ: آیت ۴۴	۴۰
۴	وقولو للناس حسنا۔	سورۃ البقرۃ: آیت ۸۳	۹۲
۵	ان فی خلق السموت والارض .... الخ	سورۃ البقرۃ، آیت ۱۶۴	۴،۳
۶	وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ ..... الخ	سورۃ البقرۃ آیت ۱۸۴	۴۹
۷	لا تاکلوآ اموالکم بینکم بالباطل۔	سورۃ البقرۃ: آیت ۱۸۸، سورۃ النساء: آیت ۲۹	۲۳
۸	ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ	سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۱	۱۱
۹	و فی الاخرۃ حسنۃ	سورۃ البقرہ، آیت ۲۰۱	۱۱
۱۰	''کالّذی ینفق مالہ رئآالناس ..... الخ	سورۃ البقرۃ آیت ۲۶۴	۳۲۸
۱۱	یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف..... الخ	سورۃ البقرۃ: آیت ۲۷۳	۸۳
۱۲	ذین للناس حب الشھوٰت من النسآء ... الخ	سورۃ آل عمران: آیت ۱۴	۲۳
۱۳	لن تنا لوا البرحتیٰ تنفقوا مما تحبون۔	سورۃ آل عمران: آیت ۹۲	۵۳
۱۴	کنتم خیرامۃٍ اخرجت للناس تامرون ..... الخ	سورۃ آلِ عمران: آیت ۱۱۰	۹۷
۱۵	واذاخذاللہ میثاق الذین او توا الکتٰب	سورۃ آل عمران، آیت ۱۸۷	۹
۱۶	فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین ... الخ	سورۃ النساء، آیت ۹۲	۵۱
۱۷	تعاونواعلی البروالتقوی ولاتعاونوا... الخ	سورۃ المائدۃ: آیت ۲	۹۹
۱۸	فکفارتہ اطعام عشرۃ مسٰکین ..... الخ	سورۃ المائدۃ، آیت ۸۹	۵۱
۱۹	انک انت علام ُالغیوب۔ص	سورۃ المائدۃ، آیت ۱۰۹	۱
۲۰	ھل یستوی الاعمیٰ والبصیر۔	سورۃ انعام: آیت ۵۰	۱۵
۲۱	و ھوالذی جعلکم خلٰئف الارض و رفع ....الخ	سورۃ الانعام: آیت ۱۶۶	۱۱
۲۲	قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ۔	سورۃ الاعراف: آیت ۳۲	۱۲
۲۳	انما یعمر مساجداللہ من آمن باللہ ..... الخ	سورۃ التوبۃ: آیات ۱۸تا۲۲	۳۲۹
۲۴	ھوالخلٰق العلیم۔	سورۃ الحجر، آیت ۸۶	۱
۲۵	ان المبذرین کانوا اخوان الشیٰطین۔	سورۃ بنی اسرائیل: آیت ۲۷	۲۳

۲۶	ان السمع والبصر والفؤاد ... الخ	سورۃ نبی اسرائیل، آیت ۳۶	۴
۲۷	الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا ..... الخ	سورۃ الکھف: آیت ۱۰۴	۲۳
۲۸	یایھاالذین اٰمنوا ارکعو واسجدو...... الخ	سورۃ الحج، آیت ۷۷	۴۸
۲۹	الرحمن فسئل بہ خبیراً	سورۃ الفرقان، آیت ۵۹	۸
۳۰	وعباد الرحمن الذین یمشون .... الخ	سورۃ الفرقان: آیت ۶۳	۲۲
۳۱	بل ھو آیٰت بینٰت فی صدور الذین ... الخ	سورۃ العنکبوت: آیت ۴۹	۱۴
۳۲	فاٰ ت ذی القربیٰ حقہ والمسکین.... الخ	سورۃ الروم: آیت ۳۸	۸۳
۳۳	ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی۔	سورۃ الاحزاب: آیت ۳۳	۱۳
۳۴	و من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزاً عظیماً۔	سورۃ الاحزاب، آیت ۷۱	۹
۳۵	انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰوء	سورۃ الفاطر، آیت ۲۸	۱
۳۶	وویل للمشرکین الذین لایؤ تو ن... الخ	سورۃ حٰم السجدۃ آیات ۶، ۷	۴۸
۳۷	ماخلقت الجن والا نس الا لیعبدون۔	سورۃ الزاریات: آیت ۵۶	۹۸
۳۸	الذین یظھرون من نسائھم .... الخ	سورۃ المجادلۃ آیات ۳، ۴	۵۰
۳۹	یرفع اللہ الذین اٰمنو ا منکم والذین ... الخ	سورۃ المجادلہ، آیت ۱۱	۹، ۱۰
۴۰	واللہ لا یحب کل مختال فخور۔	سورۃ الحدید: آیت ۲۳	۲۳
۴۱	والدین تبّوء الدّار والایمان من قبلھم .... الخ	سورۃ الحشر، آیت ۹	۵۳
۴۲	غلم الغیب والشھادۃ۔	سورۃ الحشر، آیت ۲۲	۱
۴۳	یآیھا الذین آمنوا لم تقولون..... الخ	سورۃ الصّف: آیت ۲	۳۹
۴۴	کبر مقتاً عنداللہ ان تقولو ا مالا تفعلون۔	سورۃ الصّف: آیت ۳	۴۰
۴۵	مثل الذین حملوا التوراٰۃ .... الخ	سورۃ الجمعۃ: آیت ۵	۲۲
۴۶	الذی خلق الموت والحیٰوۃ... الخ	سورۃ الملک: آیت ۲	۱۲
۴۷	افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت.... الخ	سورۃ الغاشیہ، آیات ۱۷۔۲۰	۵
۴۸	وسیجنبھا الا تقیo الّذی یؤ تی مالہ .... الخ	سورۃ اللیل آیات ۱۷-۲۱	۳۲۷
۴۹	اقرأ باسم ربک الذی خلق .... الخ	سورۃ العلق آیات ۱-۵	۱۵
۵۰	فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ..... الخ	سورۃ الزلزال: آیات ۷، ۸	۹۷
۵۱	والعصرo ان الانسان لفی خسر .... الخ	سورۃ العصر: آیات ۱۔۴	۹۷

''فہرست احادیث''

نمبر شمار	حدیث	کتب حدیث	مقالہ کا صفحہ نمبر
۱	كفى بالمرء علما ان يخشى الله وكفى بالمرء جهلا ان يعجب بعلمه	الدارمی، عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن داری، باب جو شخص اللہ کی رضامندی کے سوا اور غرض کے لیے علم حاصل کرے اس کے ڈرانے کے بیان میں، (ناشر محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی، بدون تاریخ) برقم ۳۸۴، ج ۱، ص ۱۰۷۔	۱
۲	قال رسول الله ﷺ من يرد الله به خيراً يفقهه فى الدين	البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور، ستمبر ۱۹۸۶، ج ۱، ص ۱۳۹	۸
۳	افضل العلم باالله عز و جل ان قليل العمل ينفع مع العلم و ان كثير العمل لاينفع مع الجهل	الہندی، علی متقی، کنز العمال، (بیروت، احیاء التراث الاسلامی، بدون تاریخ) برقم ۲۸۹۴۰	۸
۴	لان يؤدب الرجل ولده خير له	بیہقی، ابوبکر احمد حسین، شعب الایمان، (بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۹۹۰ جلد ۲، ص ۲۵۶، جامع الترمذی، باب ماجاء فی ادب الولد (بیروت دار الفکر) برقم ۱۶۵۹، ۳/ ۳۸۳۔	۹
۵	لا خير فى عبادة لاعلم فيها ولا خير فى علم لافهم فيه ولا خير فى مراة لاتدبر فيها	الدارمی، ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن: سنن داری: باب ۲۹، حدیث نمبر ۳۰۰: ص ۹۷	۹
۶	طلب العلم فى الصغر كالنقش فى الحجر	ابن قتیبہ، عیون الاخبار (دار الکتب العلمیہ، بیروت) جلد ۲۔	۱۰
۷	تعلموا العلم وعلموه الناس	سنن داری، باب علماء کی پیروی میں، ج ۱، برقم ۲۲۴، ص ۸۸	۱۰
۸	طلب العلم فريضة على كل مسلم و مسلمة	ابن ماجہ: محمد ابوعبداللہ، سنن ابن ماجہ، فی افتتاح الکتاب، باب فضل العلماء، (۱۷) برقم ۲۲۴، ۱/ ۸۱۔	۱۰، ۳۷
۹	من طلب العلم كان كفارة لما مضى	الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: جامع ترمذی، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم (کراچی، مطبع سیعدی قرآن محل، ۱۹۶۷) برقم ۲۵۴۵، ۲/ ۲۳۳۔	۱۳
۱۰	لا حسد الا فى الثنتين رجل آتاه الله المال فسلطه على هلكته فى الخق ورجل آتاه الله الحكمة فهو يقضى بها و يعلمها الناس	البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب العلم، باب الاغتباط فی العلم والحکمۃ، برقم ۷۳، (بیروت: دار ابن کثیر، ۱۹۸۷) ج ۱ ص ۳۹	۱۵
۱۱	قال رسول الله ﷺ: الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو احق بها	جامع الترمذی، ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ، حدیث ۵۸۵، جلد دوم، ص ۲۵۰	۱۶
۱۲	تدارس العلم ساعة من الليل خير من احياء ها	سنن الدارمی، باب علمی باتوں میں گفتگو کے بیان میں، حدیث نمبر ۶۱۵ ص ۱۳۰	۱۶
۱۳	فضل العالم على العابد كفضلى على ادناكم ثم قال رسولؐ ان الله وملائكته واهل السموات والارضين حتى النملة فى جحرها وحتى الحوت ليصلون على معلم الناس الخير	جامع الترمذی ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ، حدیث نمبر ۵۸۰ جلد دوم، ص ۲۴۸	۱۶

۱۴	فانی سمعتُ رسول الله ﷺ یقول من سلک طریقاً یبتغی فیه علماً سلک الله به طریقاً الی الجنة وان الملائکة لتضع اجنحتها رضی بطالب العلم وان العالم لیستغفر لهُ من فی السموات ومن فی الارض حتی الحیتان فی الماء وفضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولا درهماً انما ورثو العلمَ فمن اخذ به فقد اخذ بحظ وافر	سنن ابن ماجہ، کتاب فی الایمان، باب فضل العلماء والحب علی طلب العلم (لاہور، اسلامی اکادمی اردو بازار، جنوری ۱۹۹۰)برقم ۲۲۳، ۱/۱۶۱۔	۱۷
۱۵	قال رسول الله ﷺ من سلک طریقاً یلتمس فیه علماً سهل الله له طریقاً الی الجنة	جامع الترمذی، ابواب العلم، باب فضل طلب العلم، برقم ۲۵۴۳، ۲/۲۲۳	۱۷
۱۶	قال رسول الله ﷺ من خرج فی طلب العلم فهو فی سبیل الله حتی یرجع	ایضاً حدیث نمبر ۵۴۴	۱۸
۱۷	قال رسول الله ﷺ نضر الله امرءً سمع منا حدیثا فحفظه حتی یبلغه غیره فرب حامل فقه الی من هوا فقه منه	ایضاً باب ماجاء فی الحث علی تبلیغ السماء، حدیث نمبر ۵۵۳، ابن ماجہ، کتاب فی الایمان، باب من بلغا علما، حدیث نمبر ۲۳۶۔	۱۸
۱۸	ان رسول الله ﷺ مر مجلسین فی مسجده فقال کلاهما علی خیر و احدهما افضل من صاحبه اما هولآء فیدعون الله ویرغبون الیه فان شاء اعطٰهم و ان شاء سمعهم و اما هٰولاء فیتعلمون الفقه اوالعلم و یعلمون الجاهل فهم افضل وانما بعثت معلماً ثم جلس فیهم	سنن دارمی، باب علم اور عالم کی فضیلت کے بیان میں، برقم ۳۵۴، ۱/۱۰۳	۱۸
۱۹	قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من جاء ه الموت وهو یطلب العلم لیحیی به الا سلام فبینه وبین النبیین درجة واحدة فی الجنة	سنن دارمی، باب علم اور عالم کی فضیلت کے بیان میں، برقم ۳۵۶، ۱/۱۰۳	۱۹
۲۰	عن عائشة انها قالت سمعت رسول الله ﷺ یقول ان الله عزوجل اوحیٰ الی انه من سلک مسلکا فی طلب العلم سهلت له طریق الجنة و من سلبت کریمتیه اثبته علیها الجنة وفضل فی علم خیر من فضل فی عبادة وملاك الدین الورع	البیهقی، ابوبکر احمد بن الحسین، شعب الایمان (بیروت دارالکتب العلمیة ۱۴۱۰ھ) باب فی المطاعم والمشارب (۳۹) الفصل الثالث، برقم ۵۷۵۱، ۵/۵۳	۱۹
۲۱	قال قال رسول الله ﷺ من طلب العلم فادرکه کان له کفلان من الاجر فان لم یدرکه کان له کفل من ا لاجر	سنن دارمی، باب علم اور عالم کی فضیلت کے بیان میں، برقم ۳۳۹، ۱/۱۰۱	۲۰
۲۲	ان مما یلحق المومن من عمله وحسناته بعد موته علما علمه ونشره أو ولداً صالحاً ترکه أو مصحفاً ورثه أو مسجداً بناه أو بیتاً لابن السبیل أونهراً أجراه، او صدقة أخرجها من ماله فی صحته و حیاته یلحته بعد موته	سنن ابن ماجہ، کتاب فی الایمان، باب ثواب معلم الناس الخیر، برقم ۲۴۲، ۱/۱۶۹	۲۰
۲۳	قال قال رسول الله ﷺ مثل علم لا ینتفع کمثل کنز لا ینفق منه فی سبیل الله	سنن دارمی، باب رسول اللہ ﷺ سے سن کر (لوگوں کو) پہنچانے اور حدیث پڑھانے کے بیان میں، برقم ۵۵۸، ۱/ ۱۲۵	۲۰
۲۴	بلغوا عنی و لو آیة	ایضاً، حدیث نمبر ۵۴۲، ص ۱۲۴	۲۰
۲۵	العلم علمان فعلم فی القلب فذاك العلم النافع وعلم علی اللسان فذاك حجة الله عزوجل علی ابن آدم	سنن دارمی، باب جو شخص اللہ کی رضامندی کے سوا اور غرض کے لئے علم حاصل کرے اس کے ڈرانے کے بیان میں، برقم ۳۶۶، ۱/۱۰۴	۲۱

۲۶	من تعلم علماً مما يبتغى به وجه الله لا يتعلم الا ليصيب به عرضا من الدنيا لم يجد عرف الجنة يو م القيمة	احمد بن حنبل، مسند احمد (القاہرة: موسسة قرطبة، بدون تاریخ) مسند المکثرین، مسند ابی ھریرة، برقم ۸۴۳۸ ج ۲ ص ۳۳۸	۲۳
۲۷	ابغض القراء الى الله الذين يزورون الأمراء	سنن ابن ماجہ، کتاب فی الایمان، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ، برقم ۲۵۶، ۱/ ۱۷۲	۲۴
۲۸	أريت الجنة فرأيت امراة ابى طلحة وسمعت خشخشة أمامى فإذا بلال	صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، ترجم علامہ وحید الزمان، کتاب الفضائل، باب فضائل ام سلیم ام انس ابن مالک و بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما، (لاہور، نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار، اپریل ۱۹۸۱) ۱۳۵/۶	۲۵
۲۹	تعلموا العلم و علموه الناس تعلموا الفرائض وعلموها الناس تعلموا القرآن و علموه الناس فانى امرء مقبوض والعلم سيُنقبض و يظهر الفتن حتى يختلف اثنان فى فريضة لا يجدان احدا يفصل بينهما	سنن دارمی، باب علماء کی پیروی میں، برقم ۲۲۴، ۱/ ۸۸	۳۶
۳۰	انما بعثت معلما	سنن دارمی، باب علم اور عالم کی فضیلت کے بیان میں، برقم ۳۵۲، ۱/ ۱۰۳	۳۸
۳۱	اصحا بی کا لنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم	ولی الدین محمد بن عبداللہ، امام، مشکوٰۃ شریف مترجم، باب مناقب الصحابہ (لاہور، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، بدون تاریخ) برقم ۶۲ ۵۷، ۳/ ۲۲۴	۳۸
۳۲	قال ابو الدرداءؓ قال رسول الله ﷺ انّ من اشر الناس عندالله منزلة يوم القيامة عالم لا ينتفع لعلمه	سنن دارمی، باب علم پر عمل کرنے اور نیت اچھی ہونے کے بیان میں، برقم ۲۶۴، ۱/ ۹۳	۳۹
۳۳	قال قال رسول الله ﷺ رايت ليلة اسرىٰ بى رجالاً تقرض شفا هہم بمقاريض من نارفقلت ياجبريل من هؤ لاء قال هولاء خطباء من امتک يامرون الناس بالبر وتنسون انفسهم و هم يتلون الكتاب	مسند احمد، مسند المکثرین، مسند انس بن مالک، برقم ۱۳۵۳۹، ۳/ ۲۳۹	۳۹
۳۴	سمعتُ رسول ﷺ يقولُ يجاء بالرجل يوم القيمة فيلقىٰ فى النار فتندلق اقتا به فيدور كما يدور الحمار برحاه فيجتمع اهل النار عليه فيقولون اى فلان ما شا نک الست كنت تامرنا بالمعروف وتنهانا عن المنكر قال كنت آمركم بالمعروف ولا اتيه وانها كم عن المنكروآتيه	البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب بدء الخلق، باب صفۃ النار، برقم ۳۰۹۴، ۳/ ۱۱۹۱	۳۹، ۴۰
۳۵	اجهل الناس من ترك مايعلم واعلم الناس من عمل بمايعلم	سنن دارمی، مقدمہ، باب فی فضل العلم والعالم، برقم ۳۳۰، ۱/ ۱۰۷	۴۰
۳۶	توخذ من اغنياء هم وترد إلى فقراء هم	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب اخذ الصدقۃ من اغنیاء وترد فی الفقراء، برقم ۱۴۰۹، ۱/ ۶۳	۴۸
۳۷	فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم زكوٰة الفطر طهرة للصيام من اللغو والرفث وطعمة للمساكين	ابو داود سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب زکوٰۃ الفطر، (دارالاشاعت اردو بازار کراچی) برقم ۱۵۹۵، ۱/ ۵۲۷	۵۰
۳۸	الخلق كلهم عيال الله واحبهم اليه انفعهم لعياله	ولی الدین محمد بن عبداللہ، امام، مشکوٰۃ شریف، ترجمہ: مولانا عابد الرحمٰن، قطب الدین، مظاہر حق، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق، جلد دوم، شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشرز و بک سیلرز کشمیری بازار لاہور، دسمبر ۱۹۶۶ء، ص ۲۲۰، ۲۲۱، بحوالہ بیہقی، شعیب الایمان۔	۷۱

۳۹	الایمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذیٰ عن الطریق والحیاء شعبة من الا یمان	صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی : ترجمہ علامہ وحید الزمان، کتاب الایمان، باب بیان عدد شعب الایمان وافضلہا وادناہا وفضیلۃ الحیاء وکونہ من الایمان (تعمیر پرنٹنگ پریس لاہور، طبع ذوالحجہ۱۴۰۵ھ) ج۱،ص۱۲۸۔	۷۴
۴۰	بینما رجل یمشی بطریق وجد غصن شوك فاخذه فشكر الله له فغفر به	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم، باب من اخذ الغصن ومایؤذی الناس فی الطریق فرمٰی بہ، برقم ۲۳۰۸، ۱/ ۹۸۰	۷۵،۷۴
۴۱	اعزل الاذیٰ عن طریق المسلمین	صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، کتاب البر والصلہ والادب، باب فضل ازالۃ الاذی عن الطریق، جلد ششم، ص۲۴۰	۷۵
۴۲	ان مما یلحق المومن من عمله وحسناته بعد موته علما علمه ونشره وولدا صالحا تركه ومصحفا ورّثه ومسجدا بناه اوبیتا لابن السبیل اونهرا اجراه او صدقة اخرجها من ماله فی صحته وحیاته یلحته بعد موته	المعجم الکبیر للطبرانی، الموصل: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ باب العین، عبداللہ بن مسعود، برقم ۱۰۰۳۳، ۱۰/ ۸۶، وایضاً فی شعب الایمان للبیہقی، بیروت دارالکتب العلمیۃ، ۱۴۱۰ھ) فی طاعۃ اولی الامر (۴۹)، برقم ۷۴۴۴، ۶/ ۴۲۔	۷۵
۴۳	افضل الصدقات ظل فسطاط فی سبیل الله	الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ : جامع الترمذی، باب ماجاء فی فضل الخدمۃ فی سبیل اللہ، مطبع سعیدی قرآن محل کراچی ۱۹۶۷ء، برقم ۱۶۸۰، ۱/ ۷۲۵	۷۶
۴۴	قال یا رسول الله ان أم سعد ماتت فایّ الصدقة افضل قال الماء فحفربئرا و قال هذه لام سعد	ابو داؤد سلیمان بن اشعث: سنن ابو داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب فی فضل سقی الماء، باہتمام محمد سعید اینڈ سنز قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی، برقم ۱۶۶۸، ۱/ ۶۲۰	۷۶
۴۵	من احییٰ ارضامیتة فله فیها اجرها وما اكلت العافیة منها فهوله صدقة	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحرث والمزارعہ، باب من احیاء ارضاً مواتاً، جلد اول، ص۹۲۰، ۹۲۱	۷۷
۴۶	من اعمرا رضالیست لاحد فهو احق	ایضاً	۷۷
۴۷	ما من مسلم یغرس غرسااو یزرع زرعا فیاكل منه طیرااو انسان او بهیمة الاكان له به صدقة	صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، ترجمہ علامہ وحید الزمان، کتاب المساقات والمزارعت، باب فضل الغرس والزرع، جلد چہارم، ص۱۸۵	۷۸
۴۸	من بنی بنیانا فی غیر ظلم ولا اعتداء او غرس غرسافی غیر ظلم ولا اعتداء كان له اجر جارما انتفع به من خلق الله تبارك وتعالی	امام احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد۳، المطبعۃ المیمنہ، مصر ۱۳۱۳ھ ص۳۳۸	۷۸
۴۹	من بنی مسجدا یذكرالله عزوجل فیه بنی الله له بیتاً فی الجنة	امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب المساجد، باب الفضل فی بناء المساجد، جلد اول، ص۲۰۹	۷۹
۵۰	اذامات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة الامن صدقة جاریة اوعلم ینتفع به اوولد صالح ید عوله	صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، کتاب الوصیۃ، باب مایلحق الانسان من الثواب، برقم ۱۶۳۱، ۳/ ۱۲۵۵	۸۱
۵۱	لاوالله لا نطلب ثمنه الا الله	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوصایہ، باب وقف الارض المسجد، جلد دوم، ص۶۳	۸۱
۵۲	ان شئت حبست اصلها وتصدقت بها	امام ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن نسائی، کتاب الاحباس، جلد دوم، ص۵۴۶، ۵۴۷	۸۱
۵۳	لا تباع ولاتوهب ولاتورث فتصدق بهاعلی الفقراء والقربیٰ والرقاب وفی مساكین وابن السبیل والضیف لا جناح علی من ولیها ان یاكل منها بالمعروف اویطعم صدیقه غیر متمول فیه	ایضاً ص۵۴۷	۸۲،۸۱
۵۴	انی اشهدك ان حانطی المخراف صدقة علیها	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوصایہ، باب الاشہاد فی الوقف وصدقۃ، حدیث نمبر ۳۴ جلد دوم، ص۵۷، ۵۸	۸۲

۵۵	ليس المسكين الذى يطوف على الناس ترده للقمة وللقمتان والتمرة والتمرتان ولكن المسكين الذى لايجد غنى يغنيه ولايفطن به فيتصدق عليه ولايقوم فيسأل الناس	ایضاً، کتاب الزکوٰۃ، باب قول لایسئلون الناس الحاف، جلد اول، ص ۶۳۵	۸۴
۵۶	كافل اليتيم فى الجنة هكذا وقال باصبعيه السبابة والوسطى	ایضاً، کتاب الادب، باب فضل من یقول یتیما، حدیث نمبر ۹۴۲، جلد سوم، ص ۴۰۸	۸۴
۵۷	عن البراء بن عازب قال امرنا النبى ﷺ بسبع امرنا بعيادة المريض واتباع الجنازة وتشميت العاطس واجابة الداعى ورد السلام ونصر المظلوم وا ابرار المقسم	ایضاً، باب تشمیت العاطس اذا حمد اللہ، حدیث نمبر ۱۱۵۲، جلد سوم، ص ۴۸۲	۸۶،۸۵
۵۸	أنصر اخاك ظالماً او مظلوماً ان يك ظالماً فاردوه عن ظلمه وان يك مظلوماً فانصره	صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، کتاب السیر والصلہ والادب، باب نصر الاخ ظالماً اومظلوماً، جلد ششم، ص ۲۱۹، ۲۲۰	۸۶
۵۹	اذا سافرتم فى الخصب فاعطوا الابل حظها من الارض واذا سافرتم فى السنة فاسرعوا عليها السير	ایضاً، کتاب الامارت، باب مراعاۃ مصلحۃ الدواب فی السیر والنھی عن التعریس فی الطریق، جلد پنجم، ص ۱۸۵	۸۷
۶۰	من قتل عصفورا عبثا عج الى الله عزوجل يوم القيامة يقول يارب ان فلاناً قتلنى عبثاولم يقتلنى لمنفعة	سنن نسائی، کتاب الضحایا، باب من قتل عصفوراً بغیر حقھا، جلد سوم، ص ۲۱۸	۸۷
۶۱	لا تتخذ واشيئاً فيه الروح غرضاً	سنن نسائی، کتاب الضحایا، باب النھی عن المجثمۃ، رقم الحدیث ۴۴۴۳، ۴۴۴۴ ص ۲۲۱	۸۷
۶۲	يا قبيصة ان المسالة لاتحل الالا حد ثلاثة رجل تحمل حمالة فحلت له المسالة حتى يصيبها ثم يمسك ورجل اصابته جائحة فاجتاحت ماله فحلت له المسألة فسأل حتى يصيب قواماً من عيش او سدادا من عيش ورجلاصابته فاقة حتى يقول ثلاثة من ذوى الحجىٰ من قومه اصابت فلاناً فاقة فحلت له المسئلة فسأل حتىٰ يصيب قواماً من عيش او سداداً من عيش ثم يمسك وما سواهن من المسئلة يا قبيصه سحت ياكلها صاحبها سحتاً	ابوداؤد، سلیمان بن اشعث: سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ باب ماتجوز فیہ المسألۃ، حدیث نمبر ۱۶۲۶، جلد اول، ص ۶۰۶، صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، کتاب الزکوٰۃ باب من تحل لہ المسئلۃ، جلد سوم، ص ۶۳۔	۸۸، ۸۹
۶۳	من نفس عن مومن كربة من كرب الدنيا نفس الله عنه كربة من كرب يوم القيامه ومن يسر على معسر يسرالله عليه فى الدنيا والاخرةوالله فى عون العبد ما كان العبد فى عون اخيه	صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، ترجمہ علامہ وحید الزمان، کتاب الزکر والدعا والتوبہ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی التلاوۃ، جلد ششم، ص ۲۸۹	۹۰
۶۴	من لا يرحم لا يرحم	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم، حدیث نمبر ۹۵۱، جلد سوم، ص ۴۱۱	۹۱
۶۵	الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا من فى الارض يرحكم من فى السماء۔	جامع الترمذی، باب الشفقۃ والرحمۃ علی الخلق (مکتبہ رحمانیہ اردو بازار، لاہور، بدون تاریخ) ج:۲، ص ۴۴۸	۹۱
۶۶	لاتنزع الرحمة الامن شقى	ایضاً	۹۱
۶۷	الساعى على الارملة والمسكين كالمجاہد فى سبيل الله او كالذى يصوم النهار ويقوم الليل	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب الساعی علی الارملہ، حدیث نمبر ۹۴۳ جلد سوم، ص ۴۰۸، ۴۰۹	۹۲
۶۸	لاتبا عضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونواعباداللہ اخواناً	ایضاً، کتاب الادب، باب یایھا الذین آمنوا اجتنبو اکثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولاتجسسوا، جلد سوم، ص ۴۲۸	۹۲

۶۹	عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ انّ اللہ عزو جل یقول یوم القیمۃ یاابن آدم مرضت فلم تعدنی قال یا ربّ کیف اعودک و انت ربّ العلمین قال اماعلمت ان عبدی فلانامرض فلم تعدہ اما علمت انک لو عدتہ لوجد تنی عندہ یاا بن آدم استطعمتک فلم تطعمنی قال یارب کیف اطعمک وانت رب العلمین قال اماعلمت انہ استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ اماعلمت انک لو اطعمتہ لو جدت ذلک عندی یاابن آدم استسقیتک فلم تسقنی قال یارب کیف اسقیک وانت رب العلمین قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقہ اما انک لو اسقیتہ وجدت ذلک عندی۔	صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، ترجمہ علامہ وحید الزمان، کتاب البر والصلہ والادب، باب فضل عیادۃ المریض، جلد ششم، ص ۲۱۳	۹۳
۷۰	کلّا واللہ ما یحزنک اللہ ابدا لتصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقری الضیف وتعین علی نوائب الحق	البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الوحی، باب کیف کان بدؤالوحی الی رسول اللہ ﷺ وقول اللہ عزوجل آیت ان اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ، ج ۱ ص ۴	۳۲۴
۷۱	"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إنّ اللہ تعالیٰ إذا کان یوم القیامۃ ینزل إلی العباد لیقضی بینہم وکلّ أمّۃ جاثیۃ فأوّل من یدعوا بہ رجل جمع القرآن ورجلٌ یقتل في سبیل اللہ ورجل کثیر المال فیقول اللہ للقارئ ألم أعلّمک ما أنزلت علی رسولي قال بلیٰ یارب قال فماذا عملت فیما علمت قال کنت أقوم بہ آناء اللّیل وآناء النّہار فیقول اللہ لہ کذبت وتقول الملائکۃ لہ کذبت ویقول اللہ لہ بل اردت ان یقال فلان قاری فقد قیل ذاک ویوتی بصاحب المال فیقول اللہ لہ ألم أدعک تحتاج إلی أحد قال بلیٰ یا ربّ قال فماذا عملت فیما آتیتک قال کنت أصل الرّحم وأتصدّق فیقول اللہ لہ کذبت وتقول لہ الملائکۃ کذبت ویقول اللہ بل أردتَ أن یقال فلان جوادفقد قیل ذاک ویؤتی بالذي قتل في سبیل اللہ فیقول اللہ لہ فیماذا قتلت فیقول أمرت بالجہاد في سبیلک فقاتلت حتّی قتلت فیقول اللہ لہ کذبت وتقول لہ الملائکۃ کذبت ویقول اللہ بل أردت أن یقال فلان جرئ فقد قیل ذاک ثمّ ضرب رسول اللہ ﷺ علی رکبتي فقال یا أبا ہریرۃ اولٰئک الثلاثۃ أوّل خلق اللہ تسعّر بہم النّار یوم القیامۃ"	الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، ابواب الزھد، باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ، (محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی) حدیث نمبر ۲۶۵، جلد ۲، ص ۱۲۴	۳۲۵ ۳۲۶
۷۲	قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الأنصار یا رسول اللہ افرایت الحمو قال الحمو الموت وفی الباب عن عمر وجابر وعمرو بن العاص قال ابو عیسیٰ حدیث عقبۃ بن عامر حدیث حسن صحیح انما معنی کراھیۃ الدخول علی النّساء علیٰ نحو ماروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یخلون رجل بامراۃ إلا کان ثالثہما الشیطان ومعنی قولہ(الحمو) یقال ھوا اخو الزوج کأنّہ کرہ لہ أن یخلو بہا	ایضاً، باب ماجاء فی کراہیۃ الدخول علی المغیبات، حدیث نمبر ۱۱۷۱، جلداول، ص ۸۳۲	۳۶۰

فہرست مصطلحات

نوٹ: زیرنظر مقالہ میں استعمال ہونے والی مصطلحات کی تعریف زیادہ تر محمد حسن الاعظمی کی معجم الاعظم عربی اردو لغات اور مولوی فیروزالدین کی فیروز اللغات اردو سے ماخوذ ہیں۔ جبکہ انگریزی مصطلحات این جی اوز کے رسائل سے اخذ کی گئی ہیں۔

نمبر شمار	اصطلاح	تعریف
۱	اتمام حجت	فیصلہ کن بات، آخری دلیل، معاملہ طے کرنا، جھگڑا مٹانا
۲	ایڈووکیسی	حمایت، تائید، پرچار، ایڈووکیسی ان منظم کوششوں اور کاروائیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ جو جمہوریت کی آڑ میں ان قوانین اور حکمت عملی کو نہ صرف مستقل بنیادوں پر استوار کرتی ہے بلکہ ان کی تعمیل کو بھی یقینی بناتی ہے جو ایک انصاف پسند اور منصفانہ معاشرے کے قیام کے لئے ضروری ہوں۔
۳	احتساب	حساب، جانچ پڑتال، آزمائش
۴	آڑھتیوں	آڑھتی کی جمع ہے۔ آڑھتی کے معنی ہیں کمیشن پر لوگوں اور بیوپاریوں کا مال بیچنے والا تھوک فروش
۵	استحصال	چھین لینا، Exploitation
۶	استعدادکاری	ساتھی تنظیموں کی تنظیمی صلاحیتوں اور سرگرمیوں کو مستحکم بنانا۔ تنظیمی سیاق وسباق میں استعداد کا مطلب وہ پیمانہ ہے جس کے ذریعے ایک تنظیم کی اپنے مقاصد حاصل کرنے کی اہلیت کو ناپا جاسکے۔
۷	اعزازی ارکان	وہ ارکان جو بغیر معاوضے اور لالچ کے کام کرتے ہیں
۸	اہل الرائے	وہ فقہاء و مجتہدین جو نص کی عدم موجودگی میں زیادہ تر قیاس کے ذریعے احکام کا استنباط کرتے ہیں۔ اہل الرائے کا اطلاق عام طور پر امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب پر ہوتا ہے۔
۹	بدعات	بدعت کی جمع گھڑنا، بغیر نمونے کے کوئی چیز بنانا، ابتدا کرنا، ایجاد کرنا۔
۱۰	براھین	برھان کی جمع، دلیلیں۔
۱۱	تجوید وقرأت	حروف کو ان کے مخارج سے ادا کرکے پڑھنا، قرآن پڑھنے کا فن۔
۱۲	تخمین	اندازہ، قیاس، سرسری حساب
۱۳	تصوف	صوفیوں کا عقیدہ، علم معرفت، دل سے خواہشوں کو دور کرکے خدا کی طرف دھیان لگانا، تزکیہ نفس کا طریقہ۔
۱۴	تطبیق	جب ایک ہی چیز کے متعلق دومختلف قسم کے احکام وارد ہوں تو ان میں سے ہر ایک حکم کو حالات کے تقاضا یا کسی دوسری وجہ کے پیش نظر درست قرار دینا۔
۱۵	تعذیب	عذاب کرنا، دکھ دینا۔
۱۶	تعصب	حمایت، طرف داری۔
۱۷	تفقہ فی الدین	دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا۔
۱۸	تکثیریت	زیادتی، افراط، کثرت۔
۱۹	تنظیم المدارس	بریلوی مکتب فکر کے مدارس کی تنظیم۔ جس کا نظام وفاق المدارس کے طرز کا ہے۔

۲۰	جز وقتی	وہ مدارس جن میں ایک وقت تعلیم دی جاتی ہے انہیں جز وقتی مدارس کہا جاتا ہے۔
۲۱	جینوا کنونشن	۱۹۶۳ میں سوئٹزرلینڈ کے ایک شہری نے انٹرنیشنل کمیٹی آف ریڈ کراس کی بنیاد رکھی۔ اس کے لئے باقاعدہ ایک منشور بنایا اس پر تیرہ ممالک نے دستخط بھی کئے اسے جینوا کنونشن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس کنونشن کی رو سے انسانوں کو بنیادی انسانی حقوق، آزادی اظہار، آزادی مذہب، انصاف کی فراہمی، بروقت انصاف، امن کا قیام، دنیا کے قدرتی ذرائع پر ہر انسان کا حق وغیرہ دیئے گئے۔ اب تقریباً تمام ممالک نے اسے تسلیم کرلیا ہے۔
۲۲	حجت	ایسی بات جو کسی دعویٰ کی صحت پر دلالت کرے۔ قرآن میں حجت ایسی دلیل کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے جس سے حق کا اثبات اور باطل کا ابطال ہوتا ہے۔
۲۳	حرام	وہ فعل جس کی حرمت یعنی نہ کرنے کا شریعت نے صریح حکم دیا ہو اور جس کا مرتکب اللہ کا نافرمان اور عتاب وسزا کا مستحق قرار پائے۔
۲۴	حلال	وہ چیز جس کا جواز کتاب وسنت سے بصراحت ثابت ہو۔
۲۵	حواشی	حاشیہ کی جمع وہ یادداشیں جو کتاب کے حاشیے پر لکھی جائیں۔
۲۶	درس نظامی	دینی مدارس میں پڑھایا جانے والا نصاب جسے اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں ملا نظام الدین سہالوی نے ترتیب دیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی ترامیم ہوئیں۔
۲۷	دستار بندی	دینی مدارس کے طلباء وطالبات کو درس نظامی کی کامیاب تکمیل پر دستار فضیلت پہنائی جاتی ہے۔ یعنی لڑکوں کو پگڑی باندھی جاتی ہے۔ جبکہ لڑکیوں کو دوپٹہ اوڑھایا جاتا ہے۔ اسے دستار بندی کہتے ہیں۔
۲۸	دلائل	دلیل کی جمع، حجت، ثبوت، شہادت۔
۲۹	دیت	وہ جرمانہ جو قاتل کو معاف کرنے کی صورت میں مقتول کے وارث قاتل سے وصول کرتے ہیں۔
۳۰	رابطۃ المدارس	جماعت اسلامی والوں کا نظام تعلیم۔
۳۱	رہبانیت	ترک دینا۔
۳۲	سلطان الافاضل	شیعہ مدارس کا نصاب جو ۹ سالوں پر محیط ہے اس میں مختلف درجات ہیں جن کی تکمیل پر اسناد دی جاتی ہیں، سال نہم کی تکمیل پر جو سند دی جاتی ہے وہ سلطان الافاضل کہلاتی ہے۔
۳۳	شقاوت	بدبختی، بدنصیبی، سنگدلی۔
۳۴	شمس الافاضل	شیعہ مدارس میں سال ہفتم کی تکمیل پر سند شمس الافاضل دی جاتی ہے۔
۳۵	ظن	وہم، گمان، شبہ، خیال
۳۶	ظہار	فقہ کی اصطلاح میں مرد کا اپنی بیوی کو ماں، بہن یا ان عورتوں سے تشبیہ دینا جو شرعاً اس پر حرام ہیں۔
۳۷	غایت	غرض، مطلب، منتہا، آخر، انجام۔
۳۸	فرض	ایسا حکم جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالۃ ہو اور جس کا منکر کافر ہو جاتا ہے۔
۳۹	فرض کفایہ	ایسا فرض جس کو معاشرے کے چند افراد بھی ادا کردیں تو دوسروں سے ساقط ہو جاتا ہے۔
۴۰	فلسفہ	علم وحکمت، علم موجودات، دانائی۔

۴۱	قباحت	برائی،خرابی،نقص،عیب۔
۴۲	قمرالافاضل	شیعہ مدارس میں سال چہارم کی تکمیل پر سند قمرالافاضل دی جاتی ہے۔
۴۳	قیاس	وہ قول جو کم از کم دو قضایا سے مرکب ہو کہ جن کے تسلیم کر لینے سے ایک دوسرا قول لازم ہو۔
۴۴	کفارہ	گناہ دھو دینے والا، گناہ یا خطا کا بدلہ، قصور کا ڈنڈ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔
۴۵	کل وقتی	وہ مدارس جن میں صبح شام تدریس ہوتی ہے انہیں کل وقتی مدارس کہتے ہیں۔
۴۶	کنز	خزانہ،مخزن،گنجینہ۔
۴۷	کوارٹیسٹ	چار ممالک امریکہ، روس، یورپین یونین اور یو کے کی تنظیم ہے۔ فلسطین اور اسرائیل کے درمیان جو بڑے معاہدے ہوئے ہیں ان میں اس تنظیم نے ثالث کے طور پر کام کیا ہے۔
۴۸	متوسطین	اوسط درجے کا، درمیانی، بیچ کا
۴۹	مداھنت	خوشامد، چرب زبانی، جھوٹ، جو دل میں ہو اس کے خلاف ظاہر کرنا۔
۵۰	مراھق	فقہاء قریب البلوغ کو مراھق کہتے ہیں۔
۵۱	مستشرقین	وہ فرنگی جو مشرقی زبانوں اور علوم کے ماہر ہوں۔
۵۲	مضمحل	دبلا پتلا، ناتوان، لاغر، اداس، دلگیر، رنجیدہ۔
۵۳	مطلق العنانی	شخصی بادشاہت۔
۵۴	مقنن	قانون بنانے والا، قانون جاننے والا۔
۵۵	مماثلت	مشابہت، مانند ہونا۔
۵۶	منطق	وہ علم جو منطقی دلائل سے حق کو حق اور ناحق کو ناحق ثابت کر دیتا ہے، علم دلیل، علم مناظرہ۔
۵۷	وحی والہام	اللہ تعالیٰ کے احکام یا پیغام جو نبیوں پر اترتے تھے، اللہ کی طرف سے دل میں آئی ہوئی بات۔
۵۸	وفاق المدارس	دیوبندی مکتب فکر کے مدارس کا وفاق جن کا امتحانات اور سندات جاری کرنے کا مستقل نظام ہے۔
۵۹	وقف	ایسی چیز جو خود کو قائم رکھتے ہوئے منافع کے حصول کا ذریعہ بنتی ہے اور جس کی خرید و فروخت سے متعلق جملہ حقوق سے اس کا مالک کلی طور پر دستبردار ہو جاتا ہے اور یہ شرط لگا دیتا ہے کہ اس کا منافع مطلوبہ کار خیر پر خرچ ہوتا رہے گا۔

LIST OF ABBREVIATION

60	ADB	Asian Development Bank
61	ADN	Advocacy Development Network
62	AHC	Australian High Commission
63	AKFC	Agha Khan Foundation Canada
64	ARC	Australian Relief Committee
65	BEST	Basic Education And Employment Skill Training
66	BHU	Basic Health Unit
67	CACL	Coalition Against Child Labour

68	CBO'S	Community Based Organization
69	CCB	Citizen Community Board
70	CDRA	Community Development Resource Association
71	CEC	Commission for European Community
72	CEDAW	Convention on the Elimination of Discrimination Against Women
73	CIDA	Canadian International Development Agency
74	CMDO	Community Motivation and Development Organization
75	CRC	Child Rights Commission
76	CRS	Catholic Relief Service
77	CWS	Church World Service
78	DDCE	Devolution Trust for Community Empowerment
79	DFID	Department for International Development
80	DPM	Development Planning and Management Training
81	ECG	Education Cour Group
82	EFA	Education for all
83	EPS	Environmental Protection Society
84	FAO	Food and Agriculture Organization
85	FES	Fredric Ebert Stuffting
86	FNF	Fredric Nauman Foundation
87	FPHC	Frontier Primary Health Care
88	SPO	Strengthening Participatory Organization
89	FRC	Frontier Resource Centre
90	FYWO	Falcon Youth Welfare Organization
91	GBC	Ghazi Barotha Contractors
92	GBTI	Ghazi Barotha Tarqqiati Idara
93	GDP	Gross Domestic Product
94	GTZ	German Agency of Technical Education
95	HANDS	Health and Nutrition Society
96	HBF	Henrich Boll Foundation
97	HRCP	Human Rights Commission of Pakistan
98	HSF	Hans Siedal Organization
99	ICRC	International Committee of Red Cross
100	IDSP	Institute for Development studies and practice
101	ILO	International Labour Organization
102	IMCP	International Management Certification Programme

103	IRA	International Relief Association
104	IRC	International Rescue Committee
105	ISS	Institute of Social Studies
106	IUCN	International Union of Conservation of Natures
107	JICA	Japanese Agency for International Cooperation
108	JWS	Jinnah Welfare Society
109	LHRLA	Lawyers Association for Legal and Human Rights
110	LRBT	Latin Rahmatullah Benovalent Trust
111	MDG	Millennium Development Goals
112	NOVID	Agency for International Development Netherland
113	OEFJ	Overseas Economic Fund of Japan
114	OXFAM	Organization on Famin
115	PCBL	Pakistan Campaign to Ban Land Mines
116	PEP	Primary Education Project
117	PFLO	Pakistan Fedration of Labour
118	PHM	Peoples Health Movement
119	PNI	Pakistan NGO Iniciative
120	PPAF	Pakistan Poverty Alleviation Fund
121	PRSP	Poverty Reduction Strategy Paper
122	PVDP	Pakistan Village Development Programme
123	RSDP	Rural Social Development Programme
124	SAP	Social Action Programme
125	SAP. PAK	South Asian Programme Pakistan
126	SDC	Swiss Agency For Development and Cooperation
127	SRSP	Sarhad Rural Support Programme
128	TAF	The Asia Foundation
129	TVO	Trust for Volantry Organization
130	UNDCP	United Nations Drugs Control Programme
131	UNDP	United Nations Development Programme
132	UNESCO	United Nations Educational Scientific and Cultural Organization
133	UNFPA	United Nations Fund for Population
134	UNHCR	United Nations High Commission for Refugees
135	UPMSP	Urban Planning Management Support Programme
136	WFP	World Food Programme
137	WHO	World Health Organization

تراجم الاعلام

(نوٹ مقالہ کے اندر آنے والے تمام مشہور اعلام و شخصیات (سوائے صحابہ کرام اور آئمہ اربعہ) کا مختصر ترجمہ و تعارف (بمعہ حوالہ)۔ حروف تہجی کی ترتیب سے درج ذیل ہے۔

۱۔ ابن حوقل: ابوالقاسم محمد ابن حوقل کی ولادت کے بارے میں کہیں تذکرہ نہیں ہے البتہ ان کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ رمضان ۳۳۱ھ میں بغداد سے بغرض سیاحت روانہ ہوئے۔ مشرق و مغرب کے اسلامی ممالک کی سیر کی اور وہاں کے حالات تحریر کئے۔ ۳۵۸ھ میں وطن واپس آئے آپ کی مشہور کتاب ''المسالک والممالک جو ایک سیاحت نامہ ہے ۹۷۶ھ میں شائع ہو چکی ہے (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۱۸۴)۔

۲۔ ابن سعد، ابوعبداللہ محمد ۱۶۸ھ/ ۷۸۵ء میں پیدا ہوئے۔ عمر کا زیادہ حصہ بغداد میں گزارا۔ ایک شاگرد کی حیثیت سے واقدی کی مؤلفات کی کتابت کیا کرتے تھے اس لئے کاتب الواقدی کہلائے انہوں نے رسولؐ، صحابہ کرام اور تابعین کے حالات میں ایک ضخیم اور جامع کتاب لکھی ہے۔ اس کا شمار صدر اسلام کی تاریخ کے نہایت مفید اور مستند مصادر میں ہوتا ہے۔ ۲۳۰ھ ۱۶ فروری ۸۴۴ء میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے اردو جامع انسائکلو پیڈیا، چیرمین ایس اے رحمان، مدیر اعلیٰ حامد علی خان، جلد اول، ص ۵۱)

۳۔ ابن سینا: ابوالعلی الحسین ۹۸۰ء میں افشنا بغداد کے قریب پیدا ہوئے۔ ان کے والد نوح بن منصور سامانی تھے۔ بوعلی سینا ایک عظیم فلسفی، طبیب اور ادیب تھا۔ اس نے یونانی فلسفہ اور اسلامی تعلیمات کو ملانے کی کوشش کی۔ ۱۰۲۴ء میں علاء الدولہ دیلمی کے دربار سے وابستہ ہو گیا۔ ۱۰۳۷ء بمقام ہمدان وفات پائی۔ (دیکھئے ڈاکٹر غلام جیلانی برق، فلسفیان اسلام، ص ۹۸، نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۱۵۷)۔

۴۔ ابن عبدالبسر: ابو یوسف بن عبداللہ ۳۶۸ھ/ ۹۷۸ء کو پیدا ہوئے۔ اپنے عہد کے محدِث اور فقیہہ تھے۔ پیدائش قرطبہ میں ہوئی اس نسبت سے قرطبی کہلائے۔ آپ لزبن کے قاضی بھی رہے۔ ادبی علوم اور بلاغت پر عبور ہونے کے سبب انتہائی درست فیصلے کرتے تھے۔ آپ کی مندرجہ ذیل کتابوں کو شہرت ملی۔ الاستصیاب، التمہید، المجالس۔ ۴۶۳ھ/ ۱۰۷۱ء میں فوت ہوئے (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۱۸۹)۔

۵۔ ابن کثیر، ابوالفدا اسماعیل بن عمر بن کثیر، حافظ حدیث، مفسر، مورخ اور فقیہہ تھے۔ آپ شافعی المسلک تھے ۷۷۴ھ میں دمشق میں انتقال ہوا۔ بہت سی تصانیف یادگار چھوڑیں جن میں تفسیر القرآن العظیم بہت مشہور ہے۔ (دیکھئے ابن عماد، شذرات الذھب ۲۳۱/۶، عمر رضا کحالہ، معجم المؤلفین ۲۸۳/۲)

۶۔ ابن الناصر محمد بن قلاوون، سلطان ابن الناصر محمد ۱۲۸۵ء میں پیدا ہوا۔ ۱۲۹۳ء میں مصر کا بادشاہ بنا۔ اس نے بہت سے خدمت خلق کے کام کئے۔ دریائے نیل کا جو حصہ اسکندریہ میں ہے اس کی تعمیر کی۔ مدارس و مساجد کا قیام کیا۔ ۱۳۴۱ء میں فوت ہوا۔ (دیکھئے www.wikipedia.org)

۷۔ ابن ماجہ: ابو عبداللہ محمد بن یزید القزوینی ۲۰۹ھ/۸۲۲ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے مشہور جامع حدیث تھے۔ ان کا مجموعہ احادیث ''سنن ابن ماجہ'' صحاح ستہ میں شامل ہے۔ آپ نے طلب حدیث میں عراق، شام، مصر اور بلاد غرب کا سفر کیا اور بہت سے مشائخ سے علم حدیث حاصل کیا۔ ۲۷۳ھ/۸۸۶ء کو فوت ہوئے۔ (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۹۱)

۸۔ ابوبکر محمد بن الحسین: ان کا شمار عظمائے ماوراالنہر میں ہوتا ہے۔ مختصر تجنیس اور مبسوط تصنیف کی۔ قاضی ابوثابت محمد کے بھانجے تھے۔ ۴۳۳ھ میں وفات پائی (دیکھئے قاری حبیب الرحمٰن صدیقی، اصول فقہ، ص ۸۱)

۹۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث: ۲۰۲ھ/۸۱۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے امام احمد بن حنبل سے تعلیم حاصل کی۔ ابتدائی زندگی میں جمع احادیث کی خاطر بہت سے شہروں کا سفر کیا۔ ''کتاب السنہ'' آپ کی جمع احادیث کا بڑا مجموعہ ہے جو صحاح ستہ میں شامل ہے اور صحیح مسلم و بخاری سے تیسرے درجے کی خیال کی جاتی ہے۔ (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۸۶)۔

۱۰۔ والفضل، شیخ: ۹۵۸ھ/۱۵۵۱ء میں پیدا ہوئے۔ آپ شہنشاہ اکبر کے وزیر اعظم تھے۔ والد کا نام شیخ مبارک ناگوری تھا۔ فیضی کے چھوٹے بھائی تھے۔ والد کی جانب سے عربی النسل اور والدہ کی جانب سے ایرانی النسل تھے آپ عالم و فاضل ہونے کے علاوہ جفاکش بھی تھے۔ آپ کی تصانیف میں اکبر نامہ، مکاتب علامی، مہا بھارت کا فارسی ترجمہ، آئین اکبری، وغیرہ ہیں (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۲۰۴، ۲۰۵)۔

۱۱۔ ابوالنصر الدقماق: ان کا نام الظاہر سیف الدین الدقماق ہے۔ سلطان برص بے کے بعد بادشاہ بنا۔

۱۴۳۸ء سے ۱۴۵۳ء تک حکومت کی۔ اس نے اپنے دورِ حکومت میں بہت سے مدارس، مساجد اور خانقاہیں تعمیر کرائیں۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۱۲۔ ابو یوسف، امام: آپ کا نام یعقوب بن ابراھیم القاضی ہے۔ ابو یوسف کنیت ہے۔ امام بخاری کے شاگردوں میں سب سے فقیہ یہی ہیں۔ انہی کی کوششوں سے فقہ حنفی کی اشاعت ہوئی۔ ۱۱۳ یا ۱۱۷ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ اور ۵ ربیع الاول ۱۸۲ھ میں وفات پائی اور بغداد میں دفن ہوئے۔ (دیکھئے مولانا قاری حبیب الرحمٰن صدیقی، اصول فقہ، ص ۶۵، ۶۶)

۱۳۔ احمد حسن، سید: آپ اورنگ آباد دکن میں پیدا ہوئے، حیدر آباد کی درس گاہوں میں ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ پھر مختلف اساتذہ سے اسلامی علوم وفنون کا درس لیتے رہے۔ اور رفتہ رفتہ عصرِ رواں کے ممتاز ترین عالم و محقق بن گئے۔ آپ دو درجن کتابوں کے مصنف ہیں۔ (دیکھئے ڈاکٹر علام جیلانی برق، فلسفیانِ اسلام، ص ۳۰۸-۳۱۰)

۱۴۔ احمد خان، سرسید: سرسید احمد خان ۱۸۱۷ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے اباؤ اجداد ہرات سے ہندوستان آئے۔ مختلف مکاتب میں تعلیم حاصل کی ۱۸۴۱ء میں سول جج بن گئے۔ ۱۸۷۵ء میں علی گڑھ مدرسہ کی بنیاد رکھی جو اب علی گڑھ یونیورسٹی بن گئی ہے۔ ۱۸۹۸ء میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے ڈاکٹر غلام جیلانی برق، فلسفیانِ اسلام، ص ۲۷۱-۲۷۳)۔

۱۵۔ احمد علی، مولانا: مولانا احمد علی لاہوری شیخ الہند کے شاگرد تھے۔ قصبہ جلال ضلع گوجرانوالہ میں ۲ رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ کو جمعہ کے دن پیدا ہوئے۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی کی بیٹی سے شادی ہوئی۔ زندگی کا کوئی لمحہ بیکار نہیں گزرا۔ درس وتدریس، سیاسی وتبلیغی مصروفیات کے باوجود تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ قرآن پاک کا ترجمہ بھی تحریر فرمایا۔ ۱۳۸۲ھ میں دار فانی سے کوچ کر گئے (دیکھئے قاری حبیب الرحمٰن صدیقی، اصول فقہ، ص ۸۷)

۱۶۔ ارسلان، الپ: الپ ارسلان چغر بیگ داؤد کا بیٹا اور طغرل بیگ کا بھتیجا ۲ محرم ۴۲۱ھ کو پیدا ہوا۔ باپ کی وفات کے بعد ۴۵۱ھ میں خراسان کا بادشاہ بنا۔ بعد میں اپنی سلطنت کو وسعت دیتا رہا۔ اس نے چودہ سال حکومت کی اور صفر ۴۶۵ھ میں شہادت پائی۔ (دیکھئے منہاج سراج، طبقات ناصری، جلد اول، ص ۴۵۱-۴۵۳)

۱۷۔ اشرف علی تھانوی، مولانا: مولانا اشرف علی تھانوی ولد شیخ عبدالحق ہندوستان کے نامور علماء، حکماء

اورصوفیاء میں سے ہیں۔ ۱۲۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم دیوبند میں علم کی تکمیل کی حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے باطنی اکتساب فیض کیا۔ تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ ۱۳۶۲ھ/۱۹۴۳ء میں وفات پائی۔ تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، عقائد اور اصلاح امت کے حوالے سے سینکڑوں تصانیف ورسائل یادگار چھوڑے۔ (دیکھئے عبدالرشید ارشد، بیس بڑے مسلمان، ص ۳۰۳-۳۶۸)

۱۸۔ اشتیاق حسین قریشی، ڈاکٹر: ۱۹۰۳ء میں پٹیالہ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ دان، دانشور و مصنف تھے۔ علی گڑھ یونیورسٹی سے گریجویشن کی۔ سٹیفن کالج دہلی سے ماسٹر کیا پھر کیمرج یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ مقتدرہ قومی زبان کے ممبر تھے۔ پاکستان کے پہلے وزیر تعلیم تھے۔ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۱۹۸۱ء میں انتقال ہوا۔ (دیکھئے www.en-wikipedia.org)

۱۹۔ اکبر، جلال الدین محمد: مغل بادشاہ ہمایون کا بیٹا ۱۵ اکتوبر ۱۵۴۳ء/ ۹۴۹ھ کو پیدا ہوا۔ ہمایون کی وفات کے بعد ۲ ربیع الثانی ۹۶۳ھ ۴ فروری ۱۵۵۶ء کو تیرہ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ حکومتی اختیارات بیرم خان کے پاس تھے ۱۵۶۵ء میں اختیارات سنبھالے۔ ۵۱ سال چند مہینے حکومت کی۔ اکبر زیادہ، پڑھا لکھا نہیں تھا لیکن علم سے لگاؤ ضرور تھا۔ اس نے ایک نیا مذہب دین الٰہی بھی ایجاد کیا۔ ۱۳ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ کو انتقال ہوا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ جلد اول، ص ۷۶۳-۸۱۱)

۲۰۔ ایبک، قطب الدین: قطب الدین ایبک نسلاً ترک تھا بچپن میں سوداگر اسے نیشا پور لایا اور قاضی فخر الدین کے ہاتھ فروخت کیا۔ قاضی کی وفات کے بعد اس کے بیٹے نے اسے بیچ دیا۔ سوداگر نے تحفے کے طور پر سلطان شہاب الدین غوری کی خدمت میں پیش کیا۔ اس کی ایک انگلی ٹوٹی ہوئی تھی اس لئے لوگوں نے اسے ایبک کہنا شروع کر دیا۔ شہاب الدین نے اسے ہندوستان کا سپہ سالار مقرر کیا۔ سلطان کی وفات کے بعد قطب الدین نے لاہور پہنچ کر خودمختار حکمرانی کا اعلان کیا۔ ۱۲۱۰ھ میں چوگان کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گر پڑا اور فوت ہو گیا۔ وہ خدا ترس، منصف مزاج اور رعایا پرور حکمران تھا۔ اہل علم کا بڑا قدردان تھا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۲۴۸-۲۵۸)

۲۱۔ ایدھی، بلقیس: عبدالستار ایدھی کی شریک حیات جو ۱۹ اپریل ۱۹۶۶ء کو بیاہ کر ایدھی کی زندگی میں آئیں اور ان کے ساتھ آج تک انسانیت کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ (دیکھئے تہمینہ درانی، کھلی

کتاب (عبدالستار ایدھی سوانح حیات، ص ۱۰۳)

۲۲۔ ایدھی، عبدالستار: عبدالستار ایدھی ولد عبدالشکور ایدھی جن کا تعلق بنیادی طور پر ایک غریب کسان فیملی سے ہے ایک سماجی کارکن ہیں جنہوں نے ساری زندگی انسانیت کی خدمت کے لئے وقف کردی ہے۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے ۱۹۵۱ء میں میٹھادر میں ڈسپنسری کا قیام کیا اور تنظیم بنائی ۱۹۹۴ء میں تنظیم کو نئے سرے سے رجسٹرڈ کروایا اور ایدھی فاونڈیشن کی بنیاد رکھی جو آج پوری دنیا میں سماجی خدمات کے حوالے سے پہچانی جاتی ہے۔ (دیکھئے تہمینہ درانی، کھلی کتاب (عبدالستار ایدھی سوانح حیات)

۲۳۔ ایوبی، صلاح الدین، سلطان: سلطان صلاح الدین ایوبی کا اصلی نام یوسف تھا۔ ۱۱۳۸ء میں موصل کے امیر عمادالدین زنگی کے ملازم نجم الدین ایوب کے گھر پیدا ہوئے۔ خداداد ذہانت اور دلیری سے مصر، شام اور عرب کی حکومت حاصل کر لی۔ کئی صلیبی جنگوں میں فتوحات حاصل کیں۔ وہ نڈر، بہادر اور رحمدل انسان تھا۔ ۱۱۹۳ء کو دمشق میں انتقال ہوا۔ (دیکھئے سو بڑے لوگ، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، ص ۵۹)

۲۴۔ بابر، ظہیر الدین: بابر بن عمر شیخ مرزا کی پیدائش ۸۸۸ھ میں ہوئی۔ ۸۹۹ھ میں باپ کی وفات کے بعد ۱۲ سال کی عمر میں تخت فرغانہ پر بیٹھا اور ظہیر الدین بابر کا لقب اختیار کیا۔ وہ نہایت انصاف پسند بادشاہ تھا۔ اس نے پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو شکست دے کر دہلی پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں مزید فتوحات سے سلطنت کو وسعت دی۔ ۵ جمادی الاول ۹۳۷ھ کو وفات پائی۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۶۱۷-۶۷۴)

۲۵۔ البخاری، امام: نام محمد بن اسماعیل بن المغیرہ اور کنیت ابو عبداللہ تھی۔ ۱۹۴ھ/۸۱۰ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا وطن بخارا تھا۔ آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں سے "الجامع الصحیح" کو سب پر فوقیت حاصل ہے اور اسے احادیث کا مستند ترین مجموعہ سمجھا جاتا ہے۔ سمرقند کے قریب خرتنگ نامی بستی میں وفات پائی۔ (دیکھئے سبکی، طبقات الشافعیہ الکبری، ۲/۲ و ما بعد، نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۶۶)۔

۲۶۔ بہمنی، محمد شاہ: سلطان محمد شاہ بن سلطان علاء الدین حسن اپنے والد کے انتقال کے بعد ۷۵۹ھ کو تخت نشین ہوا۔ محمد شاہ انتہائی درجہ کا عقلمند، بہادر اور سخی حکمران تھا۔ اس نے چوروں، قزاقوں اور

لوٹ مار کرنے والوں کو ملک سے نکال دیا جس سے لوگوں کی جان مال محفوظ ہوگئی۔ ۹ زیقعد ۷۷۴ھ کو انتقال ہوا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۸۳۴-۸۶۲)

۲۷۔ بہمنی، محمود شاہ: سلطان محمود شاہ بن سلطان علاء الدین حسن ۷۷۰ھ میں داؤد شاہ کے قتل کے بعد تخت نشین ہوا۔ وہ بہت نیک سیرت، رحمدل اور انصاف پرور فرمانروا تھا۔ علماء وفضلاء کی صحبت میں بیٹھتا تھا اور ان کی بہت عزت کرتا تھا۔ یکم رجب ۷۹۹ھ کو وفات پائی۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۸۷۵-۸۷۹)

۲۸۔ بیبرس، امیر رکن الدین: ۱۳۰۹ء میں پیدا ہوا۔ ۱۳۶۷ء میں محمود شاہ کو تخت سے اتار کر خود اس پر قبضہ کرلیا۔ ۱۳۷۹ھ میں وفوت ہوا۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۲۹۔ بیبرس، المالک الظاہر رکن الدین: جولائی ۱۲۲۳ء میں پیدا ہوا۔ ترک انسل تھا منگولوں نے پکڑ کر حیمہ کے امیر کے ہاتھ فروخت کردیا۔ پہلے امیر کا باڈی گارڈ بنا پھر ۱۲۵۰ء میں مملوک کمانڈر بن گیا۔ اور پھر بادشاہ بنا اور شام اور مصر میں حکومت کی۔ اس نے صلیبی جنگوں میں عیسائیوں کے خلاف جہاد کیا۔ مشہور مسلمان حکمران تھا۔ جس نے مساجد، مدارس، نہریں اور پل تعمیر کئے۔ عجیب وغریب شکل کی وجہ سے لوگ اسے بیبرس کہتے تھے وہ بہت لمبا تھا، سرخ لمبے بال تھے۔ نیلی آنکھیں تھیں جس میں سفید بڑا داغ تھا۔ ۱۲۷۷ء میں فوت ہوا۔ دیکھئے (www.en.wikipedia.org)

۳۰۔ پرویز مشرف، جنرل: ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مشرف الدین تھا۔ والد فارن سروس میں تھے اس لئے زیادہ وقت ترکی میں گزارا۔ ۱۹۶۱ء میں بطور کیپٹن فوج میں کمیشن حاصل کیا۔ ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء کی جنگ میں حصہ لیا۔ نشان امتیاز اور تمغہ بصالت حاصل کیا۔ اتاترک کے فلسفے سے متاثر ہیں۔ آج کل صدر پاکستان ہیں۔ (دیکھئے صدر پاکستان کی ویب سائٹ)

۳۱۔ پیرزادہ، عبدالحفیظ: عبدالحفیظ پیرزادہ ولد پیرزادہ عبدالستار قانون دان اور سیاستدان ہیں۔ ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے۔ ۱۹۷۰ء میں لاء منسٹر رہے ہیں ضیاء الحق کے دور حکومت میں جلاوطنی کی زندگی گزاری۔ ۱۹۸۰ء میں وطن واپس آئے۔ (www.en.wikipedia,org)

۳۲۔ التمش، شمس الدین: ان کا والد ایلم خان ترک قبیلے کا سردار تھا۔ التمش کو سوتیلے بھائیوں نے سوداگر کے ہاتھ فروخت کیا جس نے جوان ہونے پر اسے ایبک کے ہاتھ فروخت کیا۔ ایبک نے سلطان کے کہنے پر اسے آزاد کیا اور اپنی لڑکی کی شادی اس سے کردی۔ قطب الدین ایبک کی وفات کے

ایک سال بعد امراء کے ایماء پر التمش نے تخت پر قبضہ کر لیا اور دہلی کو دارالحکومت بنایا۔ ۲۹ اپریل ۱۲۳۶ء میں انتقال ہوا (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۲۶۵-۲۷۴)

۳۳۔ ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ: اپنے عہد کے مقبول محدث تھے آپ نابینا تھے لیکن اس حالت میں خراسان، عراق اور حجاز وغیرہ کی سیاحت کی اور احادیث جمع کیں۔ امام احمد بن حنبل اور ابوداؤد آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔ حدیث میں آپ کی دو کتابیں بہت مشہور ہیں۔ ''مجموعہ احادیث'' اور ''شمائل المحمدیہ'' ۲۷۹ھ/۸۹۲ء میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے نصیرالدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۱۱۹)

۳۴۔ تغلق، فیروز شاہ: فیروز شاہ اپنے چچازاد بھائی محمد تغلق کی وفات کے بعد ۱۳۵۱ء میں ۴۱ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا۔ بادشاہ بنتے ہی امراء اور علماء کو انعام و اکرام سے اپنا ہم نوا بنا لیا اور عازم دہلی ہوا۔ اس کے دور میں علم و ادب نے بہت ترقی کی وہ علماء وفضلاء کا قدردان تھا۔ اس نے بہت سے رفاہ عامہ کے کام کئے چالیس سال حکمرانی کی۔ ۱۳۸۸ء ۷۹۹ھ میں انتقال ہوا۔ (دیکھئے ہدایت اللہ چودھری، اسلامی تاریخ پاکستان و ہند، ص ۱۰۹-۱۱۲)

۳۵۔ تغلق، محمود: محمود تغلق بن محمد شاہ تغلق اپنے والد کی وفات کے بعد ۷۹۶ھ/۱۳۹۴ء میں تخت نشین ہوا اور ناصرالدین محمود کا لقب اختیار کیا۔ انہی دنوں فیروز شاہ کے پوتے نصرت خان نے بھی تخت نشینی کا دعویٰ کیا۔ اور اس طرح ملک میں دو بادشاہوں کی حکمرانی قائم ہوئی۔ کافی مشکلات کے باوجود محمود شاہ نے ۲۰ سال ۲ مہینے حکومت کی۔ ذیقعد ۸۱۶ھ میں انتقال ہوا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۵۲۶-۵۴۱)

۳۶۔ تقی امینی، مولانا: مولانا محمد تقی امینی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ناظم دینیات، ندوۃ المصنفین کے نامور رفیق اور دارالعلوم معینیہ اجمیر کے پرنسل تھے۔ اردو زبان میں یادگار تصانیف چھوڑیں مثلاً فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت، حدیث کا درایتی معیار، مسئلہ اجتہاد پر تحقیقی نظر وغیرہ۔

۳۷۔ ٹریسا، مادر: مادر ٹریسا ۲۷ اگست ۱۹۱۰ء کو یوگوسلاویہ کی ریاست میسوڈونیہ میں پیدا ہوئیں۔ ساری زندگی انسانیت کی خدمت کرتی رہیں۔ اسی سلسلے میں کئے انعامات بھی ملے۔ ۱۹۶۲ء میں ایوارڈ maga say say ملا۔ ۲۳ویں پوپ جان امن انعام ملا۔ ۱۹۷۹ء میں نوبل انعام برائے امن ملا۔ ۵

ستمبر ۱۹۹۷ء میں کلکتہ میں فوت ہوئیں۔(دیکھئے wikipedia, nobel priz. org)

۳۸۔ ٹوٹو، ڈیسمنڈ: Desmond Tutu ۱۹۳۱ء کو ساؤتھ افریقہ میں پیدا ہوئے۔۱۹۷۵ء میں سینٹ میری کیتھڈرل کے ڈین مقرر ہوئے۔ ۱۹۷۶ - ۱۹۷۸ء تک ساؤتھ افریقہ میں Beshop of desoto مقرر رہوئے۔امن کے قیام کی کوششوں پر انہیں امن کا نوبل انعام بھی ملا۔ (دیکھئے (Noble Prize.org.)

۳۹۔ ثناء اللہ، قاضی: قاضی ثناء اللہ مظہری پانی پتی شاہ ولی اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔انہوں نے سات سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا۔سولہ سال کی عمر میں تحصیل علم سے فارغ ہوگئے۔قاضی صاحب نے کئی کتابیں اور رسالے تصنیف فرمائے۔ان کی مشہور تصنیف تفسیر مظہری ہے۔یکم رجب ۱۲۲۵ھ/۱۸۱۰ء میں وفات ہوئی۔ (دیکھئے قاضی حبیب الرحمٰن، اصول فقہ، ص۸۱، مولوی رحمان علی، تذکرہ علماء ہند، ص۱۴۲)۔

۴۰۔ جہانگیر، نورالدین محمد: جہانگیر کا اصل نام سلیم تھا۔وہ اکبر کی راجپوت بیوی کے بطن سے ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ ۳۰ اگست ۱۵۶۹ء کو فتح پور سیکری میں پیدا ہوا۔باپ کی وفات کے بعد ۲۴ اکتوبر ۱۶۰۵ء کو آگرہ میں نورالدین جہانگیر کے لقب سے تخت نشین ہوا۔انتہائی درجے کا شرابی اور مزاج کا تیز تھا۔انصاف پسندی کے لئے ضرب المثل تھا لیکن سیاسی امور میں اپنی ذہین اور خوبصورت بیوی کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنا ہوا تھا۔ (دیکھئے ترجمہ: اعجاز الحق قدوسی، تزک جہانگیری (نورالدین جہانگیر کی خودنوشت سوانح عمری)، ص۱۵ و مابعد)

۴۱۔ جونیجو، محمد خان: محمد خان جونیجو ۸ اگست ۱۹۳۲ء میں تھرپارکر کے گاؤں سندھڑی میں پیدا ہوئے۔ یو کے سے ایگریکلچر میں ڈپلومہ کیا۔۲۱ سال کی عمر میں سیاست میں آئے۔۱۹۶۳ء میں وزیر صحت، لوکل گورنمنٹ، بنیادی جمہوریت، ورکس اینڈ ریلوے اور مواصلات کے وزیر رہے ہیں۔۱۹۸۵ء میں ضیاء الحق نے وزیر اعظم بنایا اور ۱۹۸۸ء میں وزارت عظمیٰ سے ہٹا دیئے گئے۔ ۱۶ مارچ ۱۹۹۳ء میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے WWW.en-wiki pedia.org, wikipedia,)

۴۲۔ ’’چراغ علی، مولوی: ۱۲۶۲ھ/۱۸۴۴ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔والد کا نام محمد بخش تھا۔باپ کے جلدی فوت ہونے کی وجہ سے آپ تعلیم مکمل نہ کر سکے لیکن کثرت مطالعہ نے آپ کی قابلیت کو ظاہر کر دیا۔آپ عربی زبان وعلوم کے عالم تھے، فارسی، کالدی، یونانی اور لاطینی زبانوں کے علاوہ انگریزی زبان کے بھی ماہر تھے۔آپ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۵ء کو انتقال ہوا۔

(دیکھئے نصیرالدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۵۳۱، ۵۳۲)۔

۴۳۔ ''الحاکم بامر اللہ: مستنصر باللہ کی وفات کے بعد ظاہر بیبرس نے عباسی خاندان کے فرد ابوالعباس احمد کو ۶۶۱ھ میں خلیفہ بنایا اور الحاکم بامر اللہ کا لقب تجویز کیا۔ دوسرے ہی سال حاکم کا ظاہر کے ساتھ کسی بات پر اختلاف ہوا اور اس نے حاکم کو نظر بند کر دیا۔ ۲۷ سال کی نظر بندی کے بعد حاکم ۶۸۹ھ میں آزاد ہوا۔ ۶۹۴ھ میں ملک العادل نے پھر قید کر دیا۔ ۶۹۶ھ میں منصور نے رہا کیا اس کا اقتدار بڑھایا اور وظیفہ مقرر کیا۔ ۸ جمادی الاول ۷۰۱ھ میں انتقال ہوا۔ (دیکھئے ابونعیم عبدالحکیم خان، تاریخ اسلام، جلد چہارم، ص ۷۰۱)

۴۴۔ الحکم الاول: حکم اپنے باپ ہشام کی وفات کے بعد ۱۸۰ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس نے فقہاء علماء اور پرہیز گاروں کو بہت تقرب بخشا لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ فقہاء کا کام سلطنت کے معاملات میں دخل دینا نہیں بلکہ شعائرِ اسلام کا قیام اور قضیوں کا فیصلہ کرنا ہے جس پر فقہاء اس کے خلاف ہو گئے اور شورشیں برپا کیں۔ جسے الحکم نے بطریق احسن ختم کیا۔ ۲۰۶ھ میں انتقال ہوا۔ (دیکھئے حسن ابراہیم حسن، مسلمانوں کی سیاسی تاریخ، ص ۴۶۳-۴۶۸)

۴۵۔ حسین لنگا، سلطان: حسین شاہ لنگا اپنے باپ کی وفات کے بعد ۸۷۴ھ ۱۴۶۹ء میں مسند نشین ہوا۔ وہ فطری طور پر مہم جو تھا۔ وہ بہت مہذب اور شائستہ اطوار کا مالک تھا۔ اس نے تعلیم کے فروغ کے لئے مدارس قائم کئے۔ وہ کبرسنی میں اپنے بیٹے فیروز کے حق میں سلطنت سے دستبردار ہو گیا۔ عمادالملک نے اس کے بیٹے کو زہر دے دیا تو حسین شاہ نے دوبارہ عنان حکومت سنبھالی، چھتیس سال حکومت کرنے کے بعد ۹۰۸ھ ۱۵۰۲ء کو وفات پائی۔ (دیکھئے اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۸، ص ۳۰۴، ۳۰۵)۔

۴۶۔ حلیم مظفر شاہ: سلطان مظفر شاہ حلیم ۲۰ شوال ۸۷۵ھ کو پیدا ہوا۔ وہ سلطان محمود شاہ کا بیٹا تھا۔ ۳ رمضان ۹۰۲ھ کو تخت نشین ہوا۔ چودہ سال نو ماہ حکومت کی۔ ۴۲ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، حصہ دوم، ص ۴۸۶-۵۰۶)۔

۴۷۔ حمید احمد خان، پروفیسر: آپ ماہر تعلیم تھے۔ عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن سے بی۔اے کیا۔ ۱۹۶۹ء میں کیمبرج یونی ورسٹی سے ایم۔اے کی ڈگری لی پھر اسلامیہ کالج لاہور میں لیکچرر، پروفیسر اور پرنسپل کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ پانچ سال پنجاب یونی ورسٹی کے وائس چانسلر

رہے۔ ارمغان حالی، دیوان غالب ،نسخہ حمیدیہ ان کی اہم تصانیف ہیں۔ متعدد بین الاقوامی کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کی۔ (دیکھئے اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، مدیر اعلیٰ مولانا حامد علی خان، جلد اول، ص ۵۵۸)

۴۸۔ خلجی، علاؤالدین: علاؤالدین خلجی کے باپ کا نام شہاب الدین مسعود تھا۔ علاؤالدین نے اپنے چچا جلال الدین کو قتل کرایا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا۔ ۶۹۶ھ میں وہ تخت دہلی پر رونق افروز ہوا۔ ۶ شوال ۷۱۶ھ کی رات کو وفات پائی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ملک نائب نے اسے زہر دے کر مار دیا تھا۔ واللہ اعلم (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، ص ۳۷۳-۴۳۴)۔

۴۹۔ خلجی، محمد بختیار: اختیار الدین محمد بختیار خلجی قطب الدین ایبک کا مامور فوجی سردار تھا جس نے بہت سے معرکوں میں حصہ لیا اور فتح حاصل کی۔ وہ بڑا جوانمرد، معتقد، بہادر اور دلیر آدمی تھا۔ ۶۰۲ھ میں اس کے ایک امیر علی مردان خلجی نے اسے بیماری کی حالت میں شہید کردیا۔ (دیکھئے منہاج سراج، مترجم غلام رسول مہر، طبقات ناصری، ص ۷۶۱)

۵۰۔ خلجی، محمود: ہوشنگ شاہ کے بعد اس کا بیٹا محمد شاہ تخت پر بیٹھا وہ ہر وقت عیش وعشرت میں مبتلا رہتا تھا۔ اس بناء پر اس کے وزیر محمود خلجی نے ۱۴۳۹ء میں تخت پر قبضہ کرلیا۔ محمود خلجی ایک قابل اور دانشمند حکمران تھا۔ اس نے ہوشنگ کی روایات کو قائم رکھا اور بہت سے حکمرانوں سے بنرد آزما ہوا۔ اس کا انتظام سلطنت بہت اچھا تھا۔ ۱۴۶۹ء میں اس کا انتقال ہوا۔ (دیکھئے ہدایت اللہ چودھری، اسلامی تاریخ پاکستان وہند، ص ۱۵۰، ۱۵۱)

۵۱۔ خالد رانجھا، ڈاکٹر: ان کا تعلق مسلم لیگ ق سے ہے۔ قانون دان ہیں۔ ایڈوانسڈ لیگل سٹڈی میں پی ایچ ڈی کی ہے۔ پنجاب بارکونسل کے ممبر، وائس چیئرمین، ایڈووکیٹ جنرل، لاء منسٹر اور فیڈرل منسٹر رہ چکے ہیں۔ اس وقت سینیٹر ہیں۔ سٹینڈنگ کمیٹی برائے قانون اور انسانی حقوق کے رکن ہیں۔ اس کے علاوہ زکوۃ، مذہبی امور اور اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے سٹینڈنگ کمیٹی کے بھی رکن ہیں۔ (دیکھئے سینٹ کے ممبران کی آفشل ویب سائٹ)۔

۵۲۔ الدارمی، ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن۔ ۱۸۱ھ میں بمقام سمرقند پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے مشہور محدث تھے۔ احادیث کی جستجو میں بہت سفر کیا۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی ان کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ کا مجموعہ ''احادیث المسند'' مشہور ہے۔ آپ نے قرآن پاک کی تفسیر بھی لکھی

تھی۔آپ بہت عبادت گزار تھے۔۲۵۵ھ میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۶۳)۔

۵۳۔ دراب پٹیل، جسٹس: ۱۹۲۵ء میں پیدا ہوئے۔ان کے والد زرتشت مذہب کے مالدار تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔سپریم کورٹ کے جج رہے ہیں۔اس کے علاوہ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان میں انسانی حقوق کے لئے کام کرتے رہے ہیں۔۱۵ مارچ ۱۹۹۷ء میں کینسر کے مرض سے فوت ہوئے۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۵۴۔ ''دیال سنگھ، سردار، ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے۔شاعر، صحافی، اور ایجوکیشنسٹ تھے۔ان کے والد جنرل لہنا سنگھ رنجیت سنگھ کے توپ خانے کے انچارج تھے۔دیال سنگھ نے ۱۸۹۸ء میں ٹرسٹ قائم کیا جس کی کمائی سے لاہور میں دیال سنگھ کالج اور لائبریری قائم کی ۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۵۵۔ ''دولت آبادی، شہاب الدین: آپ باکمال درویش تھے۔آپ کو عربی اور فارسی میں دستگاہ حاصل تھی۔حدیث، فقہ، صرف، نحو اور تفسیر میں ماہر تھے۔قاضی عبدالمقتدر کے شاگرد تھے۔۸۴۸ھ میں رحلت فرمائی۔ ان کا مزار جون پور میں ہے۔آپ نے بہت سی کتابیں لکھیں جن میں سے چند مشہور کتابیں درج ذیل ہیں۔حواشی کافیہ، ارشاد، قرین، بدیع البیان، بحر مواج، مناقب السادات وغیرہ۔ (دیکھئے ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، تذکرہ اولیائے پاک وہند، ص ۱۹۳)۔

۵۶۔ زاہد حسین۔ سپریم کورٹ کے جج ناصر اسلم زاہد کے والد تھے۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے وائس چانسلر تھے۔ انڈیا میں پاکستان کے ہائی کمشنر رہ چکے ہیں۔ سٹیٹ بنک کے پہلے گورنر تھے۔ سب سے پہلے پلاننگ کمیشن کے چیئرمین تھے۔ ۱۹۵۲ء میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۵۷۔ زبیدہ، ملکہ: زبیدہ بنت جعفر ۱۴۹ھ بمطابق ۷۶۶ء میں پیدا ہوئی۔ہارون الرشید کی بیوی تھی۔ والد نے امتہ العزیز نام رکھا۔دادا پیار سے زبیدہ کہتے تھے۔یہ لقب زبانوں پر ایسا چڑھا کہ لوگ اصلی نام بھول گئے۔وہ نماز روزے کی پابند، خدا سے ڈرنے والی، نیک کاموں کی طرف راغب، دکھی انسانیت کی خدمت گزار تھی۔طائف کے پہاڑوں سے عرفات میں نہر لانے کا منصوبہ بنایا جس میں کامیابی ہوئی۔آج ان کی شہرت اسی نہر کے باعث ہے جسے نہر زبیدہ کا نام دیا گیا ہے۔

(دیکھئے عبدالجبار الحومر، ترجمہ احمد جعفری، ہارون الرشید، ص۱۵۳-۱۵۵)

۵۸۔ زرنوجی، علامہ: برھان الدین زرنوجی ایک عرب فلسفی تھے۔ محمود بن سلیمان الکفوی (م ۴۹۹ھ/ ۱۰۸۲ء) نے اپنی تصنیف اعلام الاخیار میں فقہاء مذہب النعمان المختار میں اس مصنف کو حنفیوں کے بارھویں طبقے میں شمار کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ زرنوجی کا زمانہ، ۶۲۰ھ ۱۲۲۳ء کی حدود میں شمار ہوتا ہے۔ زرنوجی کی تنہا تصنیف جو زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہے وہ "تعلیم المتعلم" ہے۔ یہ ایک مختصر دستور العمل ہے جس کا مقصد طلباء کو عالموں کے اخلاقی نقطہ نظر سے آگاہ کرنا ہے۔ (دیکھئے اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۱۰، ص ۴۵۶)۔

۵۹۔ سبکتگین، امیر: والد کا نام قرا بجکم بن قراء ارسلان تھا۔ ۲۷ شعبان ۳۶۶ھ جمعہ کے دن سلطان بنا اور الناصر دین اللہ کا خطاب ملا۔ وہ دانشمند، عادل اور بہادر حکمران تھا۔ قول کا سچا اور عہد کا پکا تھا۔ بیس سال حکمرانی کی۔ چھپن سال کی عمر میں ۳۸۷ھ میں وفات پائی۔ (دیکھئے منہاج سراج، مترجم غلام رسول مہر، طبقات ناصری، طبع اول، ص ۴۰۷، ۴۰۸)۔

۶۰۔ سبکی، ابونصر عبدالوہاب سبکی بن تقی الدین علی، ۷۲۷ھ/۱۳۲۷ء کو پیدا ہوئے۔ قاہرہ اور دمشق میں عہدہ قضا و افتاء پر فائز رہے۔ ۷۶۹ھ میں ۸۰ دن کی قید بھی کاٹی۔ تصانیف میں رفع الحاجب عن مختصر ابن حاجب، شرح منہاج بیفاوی اور طبقات الشافعیۃ الکبریٰ شامل ہیں۔ (دیکھئے اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، جلد اول، ص ۷۳۳)

۶۱۔ سرخسی، امام: احمد بن محمد بن مردان بن الطیب السرخسی، کندی کے شاگرد تھے۔ منطق، فلسفہ، موسیقی اور دیگر علوم میں شہرت حاصل کی۔ معتقد عباسی ۸۹۳ء-۹۰۲ء) کا استاد بھی رہا ہے۔ ساری زندگی بڑے شان سے گزاری۔ آخر میں شاہی راز افشا کرنے کے بناء پر قتل کر دیئے گئے۔ دو درجن کتابوں کے مصنف ہیں۔ (دیکھئے ڈاکٹر غلام جیلانی برق، فلسفیان اسلام، ص ۹۳)۔

۶۲۔ سلیمان ندوی، سید: سید سلیمان ندوی بن حکیم ابو اسحاق پٹنہ کے گاؤں ڈسنہ میں ۱۸۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۰۶ء میں دارالعلوم ندوہ سے فراغت کے بعد تحریر و تصنیف میں مصروف ہو گئے۔ ۱۹۱۴ء میں دارالمصنفین کے سرپرست بن گئے۔ ۱۹۵۰ء میں پاکستان آگئے۔ ۱۹۵۴ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ بلند پایہ عالم، محقق، فقیہہ اور ادیب تھے۔ سیرت النبی ﷺ کی پہلی دو جلدیں شبلی نعمانی نے لکھیں، باقی چار آپ نے لکھیں۔ (دیکھئے غلام جیلانی برق، فلسفیان اسلام، ص ۲۷۸-۲۸۱)۔

۶۳۔ سمیع الحق، مولانا: آپ مولانا عبدالحق کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ سینٹ آف پاکستان کے سرگرم رکن اور جمعیت علماء اسلام درخواستی گروپ کے جنرل سیکریٹری ہیں۔ اس کے علاوہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے ناظم اور مؤقر دینی جریدہ ''الحق'' کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں۔ دیوبند کے فارغ التحصیل ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ (دیکھئے محمد شفیع صابر، شخصیات سرحد، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور)

۶۴۔ سوری، شیر شاہ: ان کا اصل نام فرید خان اور باپ کا نام حسن خان تھا۔ افغان نسل سے تعلق تھا۔ ایک مرتبہ تلوار کے ایک ہی وار سے شیر کو ختم کیا تو اس بناء پر شیر خان کا خطاب ملا۔ انہوں نے جون پور میں تعلیم حاصل کی۔ ہمایون کے ساتھ جنگ کی اور دہلی پر قابض ہو گیا۔ پھر آہستہ آہستہ پورے ملک برصغیر پاک و ہند پر قابض ہوا۔ ۲۲ مئی ۱۵۴۵ء کو ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ (دیکھئے ہدایت اللہ خان چودھری، اسلامی تاریخ پاکستان و ہند، ص ۲۹-۳۲)۔

۶۵۔ سیاح الدین، مولانا، والد کا نام حکیم حافظ سعد گل تھا۔ ۸ شوال ۱۳۳۴ھ ۸ اگست ۱۹۱۶ء کو زیارت کا کا صاحب تحصیل نوشہرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ فاضل دیوبند تھے۔ یکم دسمبر ۱۹۴۶ء کو مدرسہ اساعۃ العلوم میں تدریس کا آغاز کیا۔ ۲۳ اپریل ۱۹۸۷ء کو حسن ابدال کے قریب حادثے میں انتقال ہوا۔ مولانا وسیع النظر عالم دین اور مضبوط مدرس تھے۔ پورے ملک میں دینی خدمات کی وجہ سے مشہور تھے۔ (دیکھئے ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن، مشاہیر علماء سرحد، ص ۵۴۹، ۵۵۰)۔

۶۶۔ سیف الدین، الملک الظاہر: ممالیک کا بادشاہ ۱۳۸۲ء سے ۱۳۹۹ء تک بادشاہ رہا۔ اس نے الصالح حاجی سے جنگ کی اور تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس نے بہت سے مدارس، مساجد اور خانقائیں تعمیر کرائیں۔ ۱۳۹۹ء میں فوت ہوا اور قاہرہ میں دفن ہوا۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۶۷۔ سیف الدین، ملک اشرف: امیر اشرف اوغلو سیف الدین سلیمان بک جس نے غیاث الدین کیخسر و ثالث اور غیاث الدین محمود ثانی کے عہد حکومت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ اس نے بے شہری میں متعدد عمارات تعمیر کروائیں۔ ۶۹۶ھ ۱۲۹۶ء میں مسجد تعمیر کرائی۔ ۱۳۰۲ء میں مسجد کے ساتھ اپنے لیئے مقبرہ تعمیر کرایا۔ ۲ محرم ۷۰۲ھ، ۲۷ اگست ۱۳۰۲ء کو فوت ہوا اور اپنے بنائے ہوئے مقبرے میں دفن ہوا۔ (دیکھئے اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۲، ص ۷۸۶، ۷۸۷)۔

۶۸۔ شاہ، بہادر: اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے معظم نے بہادر شاہ کا لقب اختیار

کیا اور تخت سنبھالا، تخت نشینی کے وقت اس کی عمر ۶۶ برس تھی۔ وہ حلیم الطبع، عالم، فاضل اور فیاض حکمران تھا۔ تاہم اس میں سیاسی وانتظامی صلاحیتوں کا فقدان تھا۔ اس نے ۱۷۰۷ء سے لے کر ۱۷۱۲ء تک حکومت کی۔ (دیکھئے ہدایت اللہ چودھری، اسلامی تاریخ پاکستان وہند: ص۱۸۳-۱۸۵)

۶۹۔ شاہجہان: ۴ جنوری ۱۵۹۲ء کو شہنشاہ جہانگیر کے گھر پیدا ہوا۔ اس کا نام خرم رکھا گیا۔ ۱۶۲۸ء کو تخت نشین ہوا۔ شاہجہان کو عمارتیں بنانے کا بہت شوق تھا۔ اس نے برصغیر میں خوبصورت عمارتیں بنوائیں۔ ۱۶ ستمبر ۱۶۵۷ء کو بیمار ہوا۔ طبیبوں کے مشورے پر تبدیلی آب وہوا کے لیئے آگرہ گیا جہاں اس نے زندگی کے باقی دن اپنے بیٹے اورنگ زیب کی قید میں بسر کیئے۔ ۲۲ جنوری ۱۶۶۶ء کو ۷۴ سال کی عمر میں فوت ہوا اور وصیت کے مطابق تاج محل میں دفنایا گیا۔ (دیکھئے ہدایت اللہ چودھری، اسلامی تاریخ پاکستان وہند، ص ۱۲۰-۱۴۰)

۷۰۔ شاہ، محمد: ۱۷۱۹ء میں بہادر شاہ کا پوتا روشن اختر محمد شاہ کے لقب سے تخت نشین ہوا۔ محمد شاہ عیش پرست حکمران تھا۔ وہ ہر وقت رنگ رلیوں میں غرق رہتا تھا اسے عوام کی فلاح وبہبود کی کوئی فکر نہیں تھی۔ اسے محمد شاہ رنگیلا بھی کہتے تھے۔ اس کے عہد میں کئی صوبے مغلیہ سلطنت سے آزاد ہو گئے اور مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ اپریل ۱۷۴۸ء میں ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی۔ (دیکھئے ہدایت اللہ چودھری، اسلامی تاریخ پاکستان وہند، ص ۱۸۷)

۷۱۔ طوسی، نظام الملک: بوعلی حسن بن علی بن اسحاق نظام الملک ۴۰۸ھ / ۱۰۱۷ء بمقام (نوقان) طوس میں پیدا ہوا۔ تحصیل علم کے بعد دربار سلجوق میں کاتب مقرر ہوا۔ جب اس کی صلاحیتیں ظاہر ہوئیں تو ملک شاہ نے اسے وزیراعظم بنا دیا۔ اس کا شمار عظیم وزراء اعظم میں ہوتا ہے۔ اس نے دو کتابیں لکھیں۔ ''سیاست نامہ'' اور ''دستور الوزراء''۔ نظام الملک، ملک شاہ کی وفات سے ایک مہینہ پہلے ایک فدائی باطنی کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔ (دیکھئے منہاج سراج، طبقات ناصری، ۱/ ۲۶۰، عبدالرازق کانپوری، نظام الملک طوسی، ڈاکٹر غلام جیلانی برق، فلسفیان اسلام، ص ۲۳۴-۲۳۶)۔

۷۲۔ عاصمہ جہانگیر، ۱۹۵۲ میں لاہور میں پیدا ہوئیں۔ ان کے والد ملک جیلانی سیاست دان اور انسانی حقوق کے علمبردار تھے۔ عاصمہ جہانگیر بھی انسانی حقوق کی تنظیم سے وابستہ ہیں۔ اقوام متحدہ

کی نمائندہ برائے مذہبی آزادی اور انسانی حقوق ہیں۔انہوں نے اپنی بہن حنا جیلانی کے ساتھ مل کر ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان کی بنیاد رکھی (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۷۳۔ عالمگیر، اورنگ زیب: شاہجہان کا سب سے لائق بیٹا اورنگ زیب ۲۱ جولائی ۱۶۱۸ء کو عالمگیر کے لقب سے تخت نشین ہوا۔تقریباً نصف صدی برصغیر پاک و ہند پر حکومت کی۔وہ مغل خاندان کا عظیم ترین حکمران تھا۔وہ نہایت پاکباز اور سادگی سے مرقع تھا۔احمد نگر میں شدید علالت کے بعد ۲۰ جنوری ۱۷۰۷ء کو جمعہ کی نماز کے بعد وفات پائی۔ (دیکھئے ہدایت اللہ چودھری، اسلامی تاریخ پاکستان و ہند، ص ۱۵۳-۱۸۱)

۷۴۔ عطیہ عنایت اللہ: ۳ اپریل ۱۹۳۸ء کو پیدا ہوئیں۔مسلم لیگ ق کی سیٹ پر ایم این اے منتخب ہوئیں۔بوسٹن یونیورسٹی سے سوشیالوجی میں پی ایچ ڈی کیا۔ ۱۹۹۹ء سے ۲۰۰۳ء تک وفاقی وزیر برائے بہبود آبادی و ترقی خواتین رہیں۔سینٹ کی تعلیم، بہبود آبادی اور کشمیر کمیٹیوں کی ممبر ہے۔ (دیکھئے www.en.wikipedia. org)

۷۵۔ عمر اصغر خان: ۳ جولائی ۱۹۵۳ء کو پیدا ہوا۔سوشل ورکر، معاشیات دان اور سیاست دان تھا۔ ۱۹۷۳ء میں پاک فوج میں بطور کیپٹن کمیشن حاصل کیا۔ کیمبرج یونیورسٹی سے اکنامکس میں ایم فل کی ڈگری حاصل کی۔ این جی اوسنگی کی بنیاد رکھی۔ مشرف حکومت میں بطور وزیر کام کرتا رہا۔ ۲۰ جون ۲۰۰۲ء کو انتقال ہوا۔(دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۷۶۔ عمران خان: عمران خان نیازی ۲۵ نومبر ۱۹۵۲ کو لاہور میں پیدا ہوا۔کرکٹر رہا۔ ۱۹۹۲ء ورلڈ کپ ان کی کپتانی میں حاصل کیا۔میانوالی کے پٹھان فیملی سے تعلق ہے۔ایچیسن کالج لاہور سے بی اے کیا۔آکسفورڈ یونیورسٹی سے پولیٹکل سائنس میں ماسٹر کیا۔ ۱۹۹۲ء میں شوکت خانم کینسر ہسپتال کا قیام کیا۔تحریک انصاف سیاسی پارٹی کے پلیٹ فارم سے ایم این اے منتخب ہوا۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۷۷۔ غزالی، امام: حجۃ الاسلام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی ۱۰۵۷ء میں بمقام خرطوم (خراسان) میں پیدا ہوئے۔طوس، جرجان اور نیشاپور میں تعلیم حاصل کی۔فلسفہ، تصوف، علم الکلام، فقہ اور اُصول فقہ میں مہارت حاصل تھی۔آخری عمر میں ملک شاہ کی درخواست پر نیشاپور کے مدرسے کی معلمی قبول کی۔ ۱۱۱۱ء میں بمقام طوس انتقال ہوا۔آپ کی تصانیف کی تعداد ۷۹ بتائی جاتی ہے۔ان میں

کیمیائے سعادت اوراحیاء العلوم بہت مشہور ہیں۔(دیکھئے سو بڑے لوگ،مطبوعہ فیروز سنز لاہور، ص ۶۸،سبکی،الطبقات الشافعیۃ الکبریٰ ۴/۱۰۱و مابعد)

۷۸۔ غزنوی، محمود: سلطان محمود غزنوی ۹۷۱ھ میں غزنی میں پیدا ہوئے۔ ۹۹۷ھ میں تخت نشین ہوئے۔ وہ قانون، فقہ اور حدیث کے زبردست عالم تھے۔ حافظ قرآن تھے اور فقہ کی کتاب بھی تصنیف کی۔ مسلمانوں کے ہاں وہ مجاہد گردانے جاتے ہیں۔ اپریل ۱۰۳۰ھ میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے ہدات اللہ چودھری، اسلامی تاریخ پاکستان و ہند، ص ۲۴)۔

۷۹۔ غوری، شہاب الدین: سیف الدین کی وفات کے بعد علاؤالدین کا بھتیجا غیاث الدین غوری سلطنت پر متمکن ہوا۔ اس نے ۵۶۷ھ میں اپنے بھائی معزالدین کی مدد سے غزنی فتح کر کے اس کی حکومت معزالدین کے حوالے کی۔ معزالدین تاریخ میں شہاب الدین غوری کے نام سے مشہور ہے۔ شہاب الدین نے کافی عرصہ حکومت کی۔ ۳ شعبان ۶۰۲ھ کو دریائے سندھ کے کنارے مہیک نامی مقام پر قتل ہوا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۲۳۱-۲۴۷)

۸۰۔ فخر امام، سید: ۱۹۴۲ء میں پیدا ہوئے۔ پاکستان کے ممتاز سیاست دان ہیں۔ خانیوال سے گریجویشن کی۔ پھر برطانیہ سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۶ء میں یونیورسٹی آف کیلی فورنیا سے بی ایس سی کی ڈگری لی۔ ۱۹ مارچ ۱۹۸۱ء میں دیہی ترقی کے وزیر بنے۔ فروری ۱۹۸۵ء کے انتخابات میں نمایاں کامیابی کے بعد سپیکر بنے۔ آج بھی قومی اسمبلی کے ممبر کی حیثیت سے نمایاں حیثیت کے حامل ہیں۔ (دیکھئے اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، مدیر اعلیٰ مولانا حامد علی خان، جلد اوّل، ص ۱۰۶۲)۔

۸۱۔ فرشتہ، محمد قاسم بن غلام علی ہندوشاہ۔ آپ شمالی ایران کے شہر استر آباد میں ۹۶۱ھ/۱۵۵۲ء میں پیدا ہوئے۔ اپنے باپ کے ہمراہ ہندوستان آئے۔ پہلے احمد نگر میں رہائش اختیار کی پھر بیجا پور چلے گئے۔ ابراہیم عادل شاہ کے کہنے پر تاریخ لکھی۔ آپ کی پہلی تاریخ ''تاریخ فرشتہ'' کے نام سے مشہور ہے جو آپ نے دو سال میں مکمل کی۔ ۱۰۳۳ھ/ ۱۶۲۳ء کو انتقال ہوا۔ (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۴۰۷)۔

۸۲۔ قاسمی، محمد احمد، مولانا: آپ ۱۲۷۹ھ میں قصبہ نانوتہ میں مولانا محمد قاسم نانوتوی کے گھر پیدا ہوئے۔ نو سال کی عمر میں قرآن پاک حفظ کیا۔ فاضل دیوبند تھے۔ ۳ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ کو وفات پا گئے۔ (دیکھئے حافظ محمد اکبر شاہ بخاری، اکابر علماء دیوبند، ص ۶۹)

۸۳۔ قاضی، جاوید اشرف: ڈیفنس اینڈ سٹریٹیجک سٹڈیز میں ماسٹر کیا ہے۔ ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۱ء تک ڈائریکٹر جنرل آئی ایس آئی رہ چکے ہیں۔ اس وقت سینیٹر ہیں اور مسلم لیگ ق سے تعلق ہے۔ وفاقی وزیر تعلیم ہیں اور سٹینڈنگ کمیٹی برائے مواصلات، ریلوے، پلاننگ اور ترقی کے ممبر ہیں۔ ستارہ بصالت اور ہلال امتیاز حاصل کر چکے ہیں۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۸۴۔ قاضی، سمیعہ راحیل: جماعت اسلامی کے امیر قاضی حسین احمد کی بیٹی ہیں۔ ۲۴ اپریل ۱۹۶۵ء کو پشاور میں پیدا ہوئیں۔ بلوچستان یونیورسٹی سے اسلامک سٹڈیز میں ماسٹر کیا ہے۔ اس وقت ایم این اے ہیں۔ ۱۹۹۶ء سے لے کر اب تک ویمن ایڈ ٹرسٹ کی ممبر ہیں۔ انٹرنیشنل یونین آف مسلم ویمن، بزم اقبال، اور الخدمت فاؤنڈیشن کی بھی ممبر ہیں۔ (دیکھئے پاکستانی ایم این ایز کی ویب سائٹ)

۸۵۔ قائیتبائی، ملک اشرف: ان کا تعلق Cercassian نسل سے تھا۔ بچپن میں سوداگر نے سلطان برص بے کے ہاتھ پچاس دینار کے عوض فروخت کیا۔ سلطان الدقماق نے آزاد کیا۔ ۸۷۲ھ/ ۱۴۶۸ء سے ۹۰۱ھ/۱۴۹۶ء تک مصر پر حکومت کی۔ ممالیک کا ۱۸واں سلطان تھا۔ اس کی تخت نشینی کے وقت سلطنت زوال پذیر تھی۔ اس نے دوبارہ مضبوط کی۔ قائیتبائی تعمیرات کا دلدادہ تھا۔ اس نے بہت سے مدارس کی تعمیر کی۔ (دیکھئے www. en.wikipedia.org)

۸۶۔ قباچہ، ناصر الدین: سلطان معز الدین کا غلام تھا۔ اس کی دوراندیشی، زیرکی اور دانائی کمال کو پہنچی ہوئی تھی۔ قطب الدین ایبک کی دو بیٹیاں باری باری اس سے بیاہی گئیں۔ قطب الدین کی وفات کے بعد ملتان پر قبضہ کر لیا۔ بعد میں سندستان اور دیول بھی سمندر کے کنارے تک اس کے تصرف میں آگئے بائیس سال حکومت کرنے کے بعد دریائے سندھ میں ڈوب کر مر گیا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۲۸۷-۲۸۹، منہاج سراج، طبقات ناصری، جلد اول، ص ۷۴۳-۷۴۵)

۸۷۔ کارٹر، جمی: James Earl Carter ۱۹۲۴ء کو جارجیا امریکہ میں پیدا ہوا۔ ۱۹۶۲ء میں سیاست میں آیا۔ ۱۹۷۴ء میں امریکہ کا صدر بنا۔ نوبل انعام حاصل کر چکا ہے۔ (دیکھئے امریکہ کی افشل ویب سائٹ)

۸۸۔ کانپوری، عبدالرازق، مولانا: عبدالرازق کانپوری المتوفی ۱۳۷۴ھ بحیثیت مؤرخ سامنے آیا۔ اس کی شہرت صرف اردو دان طبقے تک محدود نہیں بلکہ دنیا بھر کے علمی حلقے اس کی تاریخ دانی کے معترف

ہیں۔اس کی کتاب ''نظام الملک طوسی''علمی حلقوں میں بہت پسند کی جاتی ہے۔(دیکھئے عبدالرزاق کان پوری،نظام الملک طوسی،ص۱۳،۱۴)

۸۹۔ کیٹرو،فیڈرل: ۱۳ اگست ۱۹۲۶ءکو (ھوانہ) کیوبا میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں کیوبا کے صدر بنے۔وہ بنیادی طور پر کمیونسٹ ہیں۔(دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۹۰۔ گجراتی،احمد شاہ: سلطان مظفر شاہ کا بھتیجا،چچا کی وصیت کے مطابق گجرات کا حاکم مقرر ہوا۔اس نے دیانت داری اور عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی کے فرائض انجام دیئے اور رعایا کے دلوں کو اپنے قبضے میں کرلیا۔۴ ربیع الآخر ۸۴۶ھ کو وفات پائی۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ،تاریخ فرشتہ،حصہ دوم، ص ۴۱۷-۴۳۹)

۹۱۔ گجراتی،محمود شاہ: سلطان قطب الدین بن محمد شاہ کا چھوٹا بھائی شہزادہ محمود شاہ صرف ۱۴ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا۔اس وقت سلطنت کی باگ ڈور وزیر عماد الملک کے پاس تھی۔جوان ہونے پر اس نے اختیارات سنبھال لیئے۔وہ اگرچہ جسمانی لحاظ سے کمزور تھا لیکن معرکہ آرائی کے وقت ایسا جوش آہنی پہنا کرتا تھا جسے بہادر سے بہادر انسان بھی مشکل سے اُٹھا سکتا تھا۔وہ اپنے ترکش میں ایک سو ساٹھ تیر رکھتا تھا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ،تاریخ فرشتہ،حصہ دوم،ص ۴۵۱-۴۸۵)

۹۲۔ گنگارام،سر: ۱۸۵۰ء میں پیدا ہوا۔غریب گھرانے کا چشم چراغ تھا۔ خداداد قابلیت اور ذہانت سے کامیابی حاصل کی۔ ۱۸۷۳ء میں ایڈورڈ ہفتم نے تمام انتظامات اس کے سپرد کئے تھے۔ اس نے بے اندازہ دولت پیدا کی اور اس کا بڑا حصہ خیراتی کاموں کیلئے وقف کردیا۔ لاہور میں گنگارام ہسپتال،گنگارام میڈیکل کالج،فاطمہ جناح کالج،خیراتی ہسپتال اسی کے نام سے قائم ہیں۔ اس مقصد کے لئے اس نے ٹرسٹ بنایا جس کی رقم سے عمارات تعمیر کیں۔جس سے مستقل آمدنی ہوتی ہے۔خود گنگارام کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ (دیکھئے اردو جامع انسائیکلوپیڈیا،چیئرمین جسٹس ایس اے رحمان،مدیر اعلیٰ حامد علی حان،جلد دوم، ص ۱۲۸۹)

۹۳۔ لارڈ لٹن: Edward Robert Bulwer Lytton ۸ نومبر ۱۸۳۱ء کو پیدا ہوا۔انگریز سیاست دان اور شاعر تھا۔۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۰ء تک وائسرائے ہندرہ چکا ہے۔ ۲۴ نومبر ۱۸۹۱ء کو فوت ہوا۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org,)

۹۴۔ لودھی،بہلول: ۱۷ ربیع الاول ۸۵۵ھ کو بہلول لودھی دہلی کا حکمران بنا۔وہ نہایت سادہ مزاج

، نیک سیرت ، غریب پرور اور علماء نواز حکمران تھا۔ اس نے اڑتیس سال سات ماہ اور سات دن حکومت کرنے کے بعد ۸۹۴ھ / ۱۴۸۸ء کو وفات پائی۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۵۷۲-۵۸۵)

۹۵۔ لودھی، سکندر: بہلول لودھی کی وفات کے بعد اس کا دوسرا بیٹا نظام خان سکندر شاہ کے لقب سے تخت پر بیٹھا۔ وہ لودھی خاندان کا عظیم ترین فرمان روا تھا۔ وہ ظاہری اور باطنی خوبیوں سے مالا مال تھا۔ غرباء فقراء اور درویشوں کو عطیات اور وظائف سے نوازتا تھا۔ علماء و مشائخ کا قدردان تھا۔ ۷ ذیقعد ۹۲۳ھ کو انتقال ہوا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۵۸۷-۶۰۴)

۹۶۔ محمد بن الحسن، امام: امام محمد بن الحسن شیبانی ۱۳۵ھ میں پیدا ہوئے۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے فقہ کی تکمیل کی۔ امام شافعی ان کے شاگرد ہیں۔ ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ (دیکھئے مولانا قاری حبیب الرحمٰن صدیقی، اُصول فقہ، ص ۶۶)

۹۷۔ محمد تقی، مفتی: مفتی محمد تقی عثمانی مفتی اعظم کے چھوٹے فرزند اور ان کے علوم کے امین ہیں۔ وہ ایم اے ایل ایل بی ہیں۔ اس وقت پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن، ماہنامہ البلاغ کے مدیر اعلیٰ، دارالعلوم کراچی کے نائب مہتمم، استاد حدیث اور شعبہ تصنیف و تالیف کے نگران اعلیٰ ہیں مایہ ناز محقق، مفسر، مدبر، متکلم، خطیب، ادیب اور جید عالم دین ہیں۔ (دیکھئے حافظ محمد اکبر شاہ بخاری، اکابر علماء دیوبند، ص ۳۶۵)۔

۹۸۔ محمد رفیع، مفتی: مفتی محمد رفیع عثمانی، مفتی محمد شفیع کے فرزند ہیں۔ آپ ۲ یا ۳ جمادی الاول ۱۳۵۵ھ کو بمقام دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ ممتاز علماء و محدثین سے کسب علم کے بعد ۱۳۷۹ھ / ۱۹۵۹ء میں فراغت حاصل کی۔ مولوی فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ آپ نے تدریس کی مصروفیات کے باوجود متعدد مفید اور علمی کتب و رسائل تصنیف کیں۔ دارالعلوم کراچی کے ممتاز ترین فضلاء میں سے ہیں۔ فتاویٰ نویسی میں آپ مفتی اعظم کے جانشین ہیں۔ (دیکھئے حافظ محمد اکبر شاہ بخاری، اکابر علماء دیوبند، ص ۳۶۲)

۹۹۔ محمد شفیع، مفتی: مفتی محمد شفیع عثمانی ۲۰ یا ۲۱ شعبان ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۸ء کی درمیانی شب قصبہ دیوبند ضلع سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محمد یٰسین ایک جید عالم، ذہین اور صاحب نسبت بزرگ تھے۔ دارالعلوم دیوبند سے علوم کی تحصیل کی۔ اپنے زمانے کے جید علماء کرام سے شرف تلمذ حاصل

کیا۔ ۱۳۹۶ھ/۱۹۷۶ء ۵، ۶ اکتوبر کی درمیانی شب رحلت فرمائی۔ (دیکھئے حافظ محمد اکبر شاہ بخاری، اکابر علماء دیوبند، ص ۱۷۰)

۱۰۰۔ محمود، شہاب الدین: جب تاتاری سیتان کو تباہ و برباد کر رہے تھے تو تاج الدین حرب کا بیٹا شہاب الدین محمود کونے میں بیٹھا سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ بعد میں یہ کونے سے نکل آیا اور ملک پر قبضہ کر لیا۔ لیکن ملک کے لئے کوئی خاص خدمت انجام نہ دے سکا۔ کیونکہ پورا ملک برباد ہو چکا تھا۔ اسے بھی جلد ہی شہید کر دیا گیا۔ (دیکھئے منہاج سراج، طبقات ناصری، جلد اول، ص ۵۱۱، ۵۱۲)

۱۰۱۔ محمود، ناصر الدین: التمش کا بیٹا ناصر الدین باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ وہ ایک خلوت پسند بادشاہ تھا اسے پرہیزگاری سے دلچسپی تھی۔ وہ بہادری، سخاوت، عبادت، ریاضت میں اپنی مثال آپ تھا۔ قرآن پاک کی کتابت سے روزی کماتا تھا۔ اہل علم وفن کا بڑا قدردان تھا۔ ۲۲ سال حکومت کرنے کے بعد ۶۶۳ھ میں بیمار ہوا اور ۱۱ جمادی الاول ۶۶۴ھ کو فوت ہوا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۲۸۷-۲۹۷)

۱۰۲۔ متعد خان، ساقی: اورنگ زیب عالمگیر کا حقیقی جانثار و شیدائی تھا۔ وہ چالیس سال تک اورنگ زیب عالمگیر کے ساتھ شاہی محل سے لے کر میدان جنگ تک رہا۔ اس نے اپنی کتاب مآثر عالمگیری میں ان چالیس سالہ مشاہدات کو نہایت خوبی کے ساتھ قلمبند کیا۔ (دیکھئے ساقی متعد خان، مآثر عالمگیری، دیباچہ)

۱۰۳۔ مستنصر باللہ، خلیفہ: اس بادشاہ کا نام منصور، کنیت ابوجعفر اور لقب مستنصر باللہ تھا۔ ۵۸۸ھ میں پیدا ہوا۔ رجب ۶۲۳ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں دو اہم واقعات ہوئے۔ (۱) بیت المقدس پر صلیبیوں کا عارضی قبضہ (۲) تاتاریوں کی دوسری یورش اور خوارزمی حکومت کا خاتمہ۔ (دیکھئے ابو نعیم عبدالحکیم، تاریخ اسلام، جلد چہارم، ص ۶۲۳-۶۴۰)۔

۱۰۴۔ مسروق بن الاجدع: عمرو بن معدی کرب کے بھانجے ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ یمن میں حضرت معاذؓ سے علم حدیث حاصل کیا۔ جب یمن سے مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ رحلت فرما چکے تھے۔ بچپن میں اغوا ہوئے تھے۔ اس لئے نام مسروق پڑ گیا۔ جنگ قادسیہ میں ہاتھ بیکار ہو چکا تھا۔ ۶۲ھ میں وفات پائی۔ (دیکھئے قاری حبیب الرحمٰن صدیقی، اُصول فقہ، ص ۵۲)

۱۰۵۔ مسلم بن الحجاج، امام: امام مسلم بن الحجاج قشیری نیشاپور میں ۲۰۲ھ/۸۱۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا

تعلق عرب کے قبیلہ قشیر سے تھا۔ مشہور محدث اور فقیہہ تھے۔ احادیث کی تلاش میں کئی ممالک کے سفر کیے۔ امام بخاری سے استفادہ کیا۔ صحیح مسلم کے مصنف ہونے کی بناء پر بہت شہرت حاصل ہوئی۔ ان کی اور بھی متعدد تصانیف ہیں۔ (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۸۶)

۱۰۶۔ مظفر شاہ، سلطان: فیروز شاہ کا بیٹا ظفر خان ۲۵ محرم ۷۴۳ھ کو دہلی میں پیدا ہوا۔ سلطان محمد شاہ نے جب اسے گجرات کا صوبہ دار مقرر کیا تو اس نے مظفر شاہ کے نام سے اپنے آپ کو مشہور کیا۔ وہ اپنی پرہیز گاری اور حسن سلوک کی وجہ سے امین کہلاتا تھا۔ ماہ صفر ۸۱۴ھ میں علیل ہوا اور اسی سال ربیع الثانی کے مہینے میں انتقال کر گیا۔ اس نے ۲۰ سال حکمرانی کی۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، حصہ دوم، ص ۴۰۸-۴۱۶)

۱۰۷۔ المقدسی، شمس الدین ابو عبداللہ: آپ یروشلم میں ۳۴۵ھ/ ۹۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ یروشلم میں پیدائش کی وجہ سے آپ کو المقدسی کہا جاتا تھا۔ آپ کے دادا ابو بکر البناء فلسطین کے مشہور فن تعمیر تھے۔ آپ خود بھی فن تعمیر میں ماہر تھے۔ آپ کی کتاب ''احسن تقویم فی معرفۃ الاقالیم' کا ترجمہ یورپ کی مختلف زبانوں میں ہو چکا ہے۔ ۳۹۱ھ/ ۱۰۰۰ء میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۱۴۳)

۱۰۸۔ المقریزی، ابو العباس احمد بن علی بن عبدالقادر الحسینی: آپ ۷۶۶ھ/ ۱۳۶۴ء کو قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے مشہور و مقبول مؤرخ تھے۔ شافعی المسلک تھے۔ آپ کی مشہور کتاب خطط ہے۔ جس میں آپ نے نہایت وضاحت کے ساتھ فسطاط اور قاہرہ کی تاریخ لکھی ہے۔ اس سے پہلے آپ نے مصر کی تاریخ پر بھی کتاب لکھی تھی۔ قاہرہ میں ۸۴۵ھ/ ۱۴۴۲ء کو فوت ہوئے۔ (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ۳۵۹)

۱۰۹۔ ملا علی قاری: علی بن سلطان بن محمد القاری الہروی، ملا علی قاری کے لقب سے مشہور ہیں۔ مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ، کشف المغطا، شرح امام محمد اور موضوعات الکبیر کے مصنف ہیں۔ ۱۰۱۴ھ میں مکہ میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے قاری حبیب الرحمٰن صدیقی، اصول فقہ، ص ۸۷)

۱۱۰۔ ملک شاہ، جلال الدین: ملک الپ ارسلان کا بیٹا ملک شاہ باپ کی شہادت کے بعد ۴۶۵ھ میں ایران کا بادشاہ بنا۔ بعد میں توران، دیلم، طبرستان، روم، مصر، شام، دیار بکر، آرمینیا، سیستان، پارس

سب اس کے قبضے میں آ گئے۔ وہ زبردست منتظم، بہادر، شجاع اور انصاف پسند حکمران تھا۔ ۴۸۵ھ میں وفات پائی۔ (دیکھئے منہاج سراج، طبقات ناصری، جلد اول، ص ۴۵۳-۴۵۹)

۱۱۱۔ الملک الکامل، الملک الکامل بن ابوبکر باپ کی طرف سے ولی عہد تھا۔ وہ تخت مصر پر بیٹھا۔ بعد میں حجاز وشام پر قبضہ کیا۔ روم اور عرب کی جانب بار بار جہاد کیا۔ ۶۳۵ھ میں وفات پائی۔ (منہاج سراج، طبقات ناصری، ص ۵۳۰)

۱۱۲۔ مودودی، مولانا: ابوالاعلیٰ مودودی ولد سید احمد حسن مودودی برصغیر پاک و ہند کے نامور عالم اور مفکر اسلام تھے۔ ۱۹۰۳ء میں اورنگ آباد میں پیدا ہوئے۔ خداداد ذہانت پائی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد لاہور کو اپنی علمی اور سیاسی خدمات کا مرکز بنایا۔ جماعت اسلامی کی بنیاد رکھی۔ معروف اردو تفسیر ''تفہیم القرآن'' کے علاوہ فقہ، حدیث، جہاد، تاریخ وغیرہ میں بیسیوں کتابیں یادگار چھوڑیں۔ ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹ء میں وفات پائی۔ (دیکھئے سید اسد گیلانی، سید مودودی، اسلامک پبلیکیشنز لاہور ۱۹۸۰ء، اردو انسائیکلوپیڈیا، فیروز سنز لمیٹڈ تیسرا ایڈیشن، ص ۹۶۰)

۱۱۳۔ میو: Richard South Well Beurke Mayo، ۱۸۲۲ء میں پیدا ہوا۔ ۱۸۶۹ء سے ۱۸۷۲ء تک وائسرائے ہند اور گورنر جنرل رہا۔ ۱۸۷۱ء میں میو ہسپتال لاہور قائم کیا۔ (دیکھئے www.en,wikipedia.org)

۱۱۴۔ نانوتوی، محمد قاسم، مولانا: مولانا محمد قاسم نانوتوی ۱۲۴۸ھ/۱۸۳۱ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم دیوبند کے مدرسے میں حاصل کی۔ پھر دہلی چلے گئے جہاں شاہ ولی اللہ کے چھوٹے صاحبزادے عبدالغنی سے علم حدیث کی تکمیل کی۔ آپ نیکی اور تقویٰ کے پیکر تھے۔ جب انگریزوں نے ہندوستان میں عیسائیت کا پرچار شروع کیا تو آپ اور آپ کے رفقاء نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ کی بدولت دارالعلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا جو آپ کا وہ صدقہ جاریہ ہے جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ آپ نے مختلف موضوعات پر کتابیں تحریر کیں۔ ۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء میں وفات پائی۔ (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۵۸۱)

۱۱۵۔ النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب: آپ مشہور جامع احادیث تھے۔ آپ کا مجموعہ احادیث صحاح ستہ میں شامل ہے۔ جمع احادیث کی خاطر بہت سے شہروں کا سفر کیا۔ مصر میں طویل عرصہ رہنے کے بعد دمشق میں مستقل اقامت اختیار کی۔ آپ کی ایک اور کتاب ''خصائص امیر المؤمنین علی بن ابی

طالب'' ہے۔ کتاب الضعفاء'' بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہے۔ ۳۰۳ھ میں انتقال ہوا۔ اور مکہ مکرمہ میں دفن ہوئے۔ (دیکھئے نصیر الدین حیدر، اسلام کے درخشندہ ستارے، ص ۱۲۲)۔

۱۱۶۔ نور خان، ائیر مارشل: ۲۲ فروری ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے۔ ۲۳ جولائی ۱۹۶۵ سے ۲۷ جولائی ۱۹۶۹ء تک کمانڈر انچیف رہے۔ ۱۹۶۹ء میں مغربی پاکستان کے گورنر بنے۔ آج کل مصر کی حکومت میں مشیر برائے دفاع کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۱۱۷۔ النووی، یحییٰ بن شرف: یحییٰ بن شرف نام، ابوزکریا کنیت اور محی الدین لقب تھا۔ شام کے شہر حوران کے گاؤں نودی میں پیدا ہوئے۔ اسی نسبت سے نووی کہلائے۔ آپ شافعی المذہب تھے۔ علم وحدیث اور علم الرجال کے ماہر تھے۔ صحیح مسلم کی شرح کے علاوہ حدیث اور اسماء الرجال میں انتہائی پائے کی متعدد کتابیں چھوڑیں۔ ۶۷۶ھ میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے ابن عماد الحنبلی، شذرات الذھب ۳۵۴/۵ تا ۳۵۶، یافعی، مرآۃ الجنان ۱۸۲/۴، سیوطی، طبقات الحفاظ، ص ۵۱۳)

۱۱۸۔ النہیان، زید بن سلطان: ۱۹۱۸ء میں پیدا ہوئے۔ متحدہ عرب امارات کے بانی کہلائے جاتے ہیں۔ متحدہ عرب امارات کے صدر ۳۰ سال تک رہے۔ ریاست ابوظہبی کے خود مختار بادشاہ تھے۔ ۲ نومبر ۲۰۰۴ میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۱۱۹۔ ولی اللہ، شاہ: قطب الدین شاہ ولی اللہ احمد بن عبدالرحیم کی ولادت ۱۱۱۴ھ میں ہوئی۔ درس نظامی کی تکمیل اپنے والد سے کی۔ البتہ حدیث کی بعض کتابیں دیگر اساتذہ سے بھی پڑھیں۔ حجاز مقدس کے شیوخ سے بخاری اور موطا وغیرہ کا درس لیا۔ آپ نے سو کے قریب کتابیں لکھیں جبکہ تذکروں میں صرف پچاس کے نام ملتے ہیں۔ قرآن مجید کے فارسی ترجمہ اور موطا امام مالک کی عربی وفارسی شرح کے علاوہ فقہ، حدیث، تفسیر، اُصول تاریخ، عقائد اور تصوف میں بہت سی کتابیں لکھیں۔ (دیکھئے فقیر محمد جہلمی، حدائق حنفیہ، ص ۴۶۵، عمر رضا کحالہ، معجم المولفین ۲۷۲/۱، مولانا رحیم بخش، حیات ولی اول تا آخر)

۱۲۰۔ ہمایوں، نصیر الدین: ۴ ذیقعد منگل کی رات ۹۱۳ھ ۶ مارچ ۱۵۰۷ء کو بابر کے گھر پیدا ہوا۔ دسمبر ۱۵۳۰ء کو تخت نشین ہوا۔ وہ اعلیٰ اخلاق کا حامل تھا۔ عیش وعشرت کے ساتھ زندگی گزارتا تھا۔ اسے علم ریاضی اور نجوم سے دلچسپی تھی اور ان علوم پر دستگاہ بھی رکھتا تھا۔ وہ بمشکل سات ماہ حکومت کر سکا۔ ایک دن مغرب کی آذان سن کر لائبریری کی چھت سے نیچے اُتر رہا تھا کہ پاؤں پھسلا اور

سیڑھیوں سے نیچے آ گرا۔ زخم مہلک تھا ۲۶ جنوری ۱۵۵۶ء کو فوت ہوا۔ (دیکھئے محمد قاسم فرشتہ، تاریخ فرشتہ، جلد اول، ص ۶۷۵-۶۹۳)

۱۲۱۔ ہوتی، محمد خان: ۱۹ ستمبر ۱۹۱۹ء کو مردان میں پیدا ہوئے۔ پاک فوج میں بھرتی ہوئے بطور کرنل ریٹائر ہوئے۔ ۱۹۵۲ء میں سیاست میں آئے۔ ایوب خان کے دور میں MNA منتخب ہوئے۔ سپین میں سفیر رہ چکے ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں فوت ہوئے۔ (دیکھئے Khyber.org)

۱۲۲۔ یحییٰ خان: آغا محمد یحیٰی خان ۴ فروری ۱۹۱۷ء کو پیدا ہوا۔ پنجاب یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۶۵ء میں چیف آف آرمی سٹاف بنا۔ صدر ایوب کے بعد ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۱ء تک صدر پاکستان رہا۔ سیکنڈ ورلڈ وار میں حصہ لیا۔ قزلباش فیملی سے تعلق تھا۔ ۱۰ اگست ۱۹۸۰ء میں انتقال ہوا۔ (دیکھئے www.en.wikipedia.org)

۱۲۳۔ یعقوب، سردار: ۱۵ فروری ۱۹۴۱ء کو ایبٹ آباد میں پیدا ہوئے۔ انجینئرنگ کی ڈگری یونیورسٹی آف بلوچستان سے حاصل کی۔ سیاست دان ہیں۔ اس وقت ایم این اے ہیں اور ڈپٹی سپیکر کے عہدے پر کام کر رہے ہیں۔ چیئرمین سٹینڈنگ کمیٹی برائے ہاؤس اینڈ لائبریری ہیں۔ (دیکھئے پاکستان سینیٹرز کی آفشل ویب سائٹ)

کتابیات

☆ القرآن الکریم

☆ الابراشی، محمد عطیہ، مترجم رئیسی احمد جعفری، روح التربیت والتعلیم، کتاب منزل کشمیری بازار لاہور، بار اول جنوری ۱۹۵۰ء

☆ ابن جوزی، علامہ، مترجم علامہ ابو محمد عبدالحق، تلبیس ابلیس، کتب خانہ مجیدیہ ملتان بدون تاریخ۔

☆ ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد، ترجمہ علامہ حکیم احمد حسین آلہ آبادی، نفیس اکیڈمی بلاسس سٹریٹ کراچی، اشاعت اول ۱۹۶۶ء حصہ اول۔

☆ ابن سعد، محمد، طبقات ابن سعد، اخبار النبی ﷺ، جلد اول نفیس اکیڈمی اسٹریچن روڈ کراچی۔

☆ ابن سعد، طبقات الکبری بیروت ۱۹۶۰ء جلد اول۔

☆ ابن صادق، منور، علم التعلیم، حصہ اول، ستمبر ۱۹۹۸ء تارا کمپنی اردو بازار لاہور۔

☆ ابن قتیبہ، عیون الاخبار، دارالکتب العلمیہ بیروت، ج ۲

☆ ابن کثیر، ابوالفدا عمادالدین اسماعیل، تفسیر ابن کثیر، جلد اول، مقبول اکیڈمی ۱۹۹ سرکلر روڈ چوک انارکلی لاہور۔

☆ ابن ہشام، ابو محمد عبدالمالک، السیرۃ النبویہ، المصطفٰے البابی مصر ۱۳۷۵ھ جلد اول۔

☆ ابن ہشام، ابو محمد عبدالمالک، السیرۃ النبویہ، مطبعۃ الحجازی قاہرہ ۱۹۳۷ء، جلد ۳۔

☆ ابوالفضل، علامہ، آئین اکبری ترجمہ مولوی محمد فدا، ۱۹۳۹ء، دارالطبع جامع عثمانیہ حیدر آباد دکن۔

☆ احمد، بشیر، تعلیم کی کہانی، مئی ۱۹۷۴ء، کفایت اکیڈمی کراچی۔

☆ احمد بن حنبل، مسند احمد، القاہرہ، موسسۃ قرطبہ، بدون تاریخ، جلد ۲

☆ احمد خان، سید، سر، آثار الصنادید، جلد اول، ۱۹۶۶ء انٹرنیشنل پریس کراچی۔

☆ احمد خان، سید، سر، آثار الصنادید، جلد اول، ۱۹۹۰ء اردو اکادمی دہلی،

☆ احمد شبلی، ڈاکٹر، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ، ترجمہ محمد حسین خان زبیری، ادارہ ثقافت اسلامیہ ۲ کلب روڈ لاہور۔

☆ احمد نظامی، خلیق، حیات شیخ عبدالحق، ۱۹۵۳ء، دہلی۔

☆ آزاد، ڈاکٹر عبدالقادر، مقالات سیرت، محکمہ اوقاف حکومت پنجاب لاہور، جنوری ۱۹۸۲ء۔

☆ الہدیٰ، امیر، مسلمانوں کے تعلیمی وثقافتی کارنامے ۱۹۷۸ء کراچی،

☆ البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، جلد اول تا ششم، ستمبر ۱۹۸۵ء (ب) ستمبر ۱۹۸۶ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور مطبع پرنٹرز لاہور۔

☆ بیہقی، ابوبکر احمد بن حسین، شعب الایمان، بیروت دارالکتب العلیہ، ۱۹۹۰ء۔

☆ الترمذی، ابوعیسی محمد بن سورۃ، جامع الترمذی، مترجم مولانا حافظ الرحمٰن صدیقی، جلد اول، جلد دوم ۱۹۶۷ء، مطبع سعیدی قرآن محل کراچی۔

☆ تقی امینی، مولانا، فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر، ستمبر ۱۹۹۱ء قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی۔

☆ ثناءاللہ عثمانی، قاضی تفسیر مظہری، جلد اول، ناشر حاجی عبدالمالک، مکتبہ عربیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔

☆ الدارمی، ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن، سنن الدارمی، جلد اول، محمد سعید اینڈ سنز، تاجران کتب قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی۔

☆ درانی، تہمینہ A Mirror to the Blind، ترجمہ سید طارق مسعود، کھلی کتاب (عبدالستار ایدھی سوانح حیات) نیشنل بیوروآف پبلیکیشنز پوسٹ بکس نمبر ۲۱۰۵، اسلام آباد

☆ الرازی، فخر الدین محمد، مفاتیح الغیب، (التفسیر الکبیر)، المطبعۃ العامرہ الشرفیۃ، مصر ۱۳۰۸ھ جلد ۶۔

☆ زبیری، حسین خان، محمد، مشاہیر کے تعلیمی نظریے، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی۔

☆ ابوداؤد سلیمان بن اشعث، امام، سنن ابوداؤد، جلد اول، باہتمام محمد سعید اینڈ سنز، قرآن محل مولوی مسافر خانہ کراچی۔

☆ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، امام، ترجمہ مولانا محمد ذکریا اقبال، دارالاشاعت اردو بازار کراچی۔

☆ السبکی، تاج الدین عبدالوہاب بن تقی الدین، طبقات شافعیہ الکبریٰ، ۱۳۲۴ھ قاہرہ، جلد ۳۔

☆ سخی محمد، مرزا، علم التعلیم، علمی کتب خانہ لاہور، ۱۹۹۷ء۔

☆ سمیع الحق، مولانا، دعوات حق، مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ صدر، شائع کردہ احمد عبدالرحمٰن صدیقی۔

☆ شبلی نعمانی، علامہ، مقالات شبلی، حصہ دوم، سوم، ششم، ۱۹۳۰ء، باہتمام مسعود علی ندوی، مطبع معارف اعظم گڑھ (علامہ شبلی نعمانی کے تمام مضامین کا مجموعہ جن کو مختلف زبانوں سے یکجا کیا گیا)۔

☆ شبلی نعمانی، علامہ، سیرت النبی ﷺ، جلد اول، ۱۹۷۱ء، طبع ہفتم، مطبع دارالمصنفین اعظم گڑھ۔

☆ شبلی نعمانی، علامہ، سید سلیمان ندوی، سیرت النبی ﷺ، جلد دوم، ۱۹۷۵ء، مطبع اسلامی لاہور، ناشر دینی کتب خانہ لاہور۔

☆ شبلی نعمانی، علامہ، الفاروق، حصہ اول، حصہ دوم، مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی۔

☆ شعبہ تحقیق ومراجع، وزارت مذہبی امور حکومت پاکستان اسلام آباد، پاکستان کے لئے مثالی نظام تعلیم کی تشکیل تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں، قومی سیرت کانفرنس ۲۰۰۲ء

☆ شمیم حیدر ترمذی، ڈاکٹر، اسلامی نظام تعلیم تحقیقی مطالعہ، کاروان ادب لاہور ۱۹۱۳ء۔

☆ صحیح مسلم مع مختصر شرح، نوی، جلد اول تا ششم، ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ تعمیر پرنٹنگ پریس لاہور۔

☆ عبدالقادر، ڈاکٹر، تعلیم اور فلسفہ تعلیم، کفایت اکیڈمی عقب اردو بازار کراچی، اشاعت اول ۱۹۷۳ء۔

☆ عبدالرشید ارشد، ڈاکٹر، پاکستان میں تعلیم کا ارتقاء ادارہ تعلیمی تحقیق لاہور۔

☆ عثمان، منہاج الدین، طبقات ناصری، مترجم غلام رسول مہر، جلد اول، طبع اول ۱۹۷۵ء ناشر اشفاق احمد ڈائریکٹر مرکزی اردو بورڈ، ا۔اے گلبرک لاہور۔

☆ عفیف، سراج الدین، طبقات ناصری، مترجم Reverty۔

☆ عفیف، شمس سراج، تاریخ فیروز شاہی، ترجمہ مولوی محمد فدا علی، ۱۹۳۸ء دارالصبح جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔

☆ عمری، جلال الدین، سید، اسلام میں خدمت خلق، نومبر ۱۹۹۱ء، اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمٹیڈ، ۱۳-ای شاہ عالم مارکیٹ لاہور، مطبع ایس بی پرنٹرز لاہور۔

☆ غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، احیاء العلوم، اردو ترجمہ محمد احسن صدیقی نانوتوی، مذاق العارفین، جلد اول، دارالاشاعت مقابل

مولوی مسافر خانہ کراچی۔

☆ قاری، ملاعلی، مرقاۃ المفاتیح، مکتبہ امدادیہ ملتان، جلد اول۔

☆ قریشی، اشتیاق حسین، ڈاکٹر، اسلامی نظریہ حیات، ۱۳۸۲ھ کراچی، جامعہ کراچی،

☆ کان پوری، عبدالرزاق، نظام الملک طوسی، ۱۹۱۱ء کانپور۔

☆ لیا گن، الزبتھ، انفارمیشن پراجیکٹ فارافریقہ، مترجم محب الحق صاحبزادہ، طاقت اور مفادات کا عالمی کھیل، مطبع عبدالرافع کمیونی کیشنز لاہور، زیر اہتمام انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، بلاک ۱۹، مرکز F-7، اسلام آباد۔

☆ مالک بن انس، امام، موطا، ترجمہ علامہ وحیدالزمان، نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی۔

☆ مبارک پوری، صفی الرحمٰن، مولانا، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیۃ لاہور۔

☆ محمد سلیم، سید، مسلمان خواتین کی دینی و علمی خدمات نومبر ۱۹۸۹ء، ادارہ تعلیمی تحقیق تنظیم اساتذہ، ا-اے زیلدار پارک، اچھرہ، لاہور۔

☆ مستعد خان، ساقی محمد، مآثر جہانگیری، ترجمہ مولوی محمد فدا علی طالب، ۱۹۳۲ء دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن۔

☆ مسلم سجاد، پاکستان میں تعلیم کے زندہ مسائل، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد، ۱۹۹۸ء۔

☆ المعجم الکبیر للطبرانی، الموصل، مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۰۴ھ جلد ۱۰۔

☆ المقریزی، ابوالعباس احمد بن علی، الخطط، ۱۳۲۶ھ قاہرہ جلد ۲، جلد ۴۔

☆ مودودی، ابوالاعلیٰ، سید، تعلیمات، ۱۹۷۴ء، اسلامک پبلی کیشنز لاہور۔

☆ ندوی، ابوالحسنات، مولانا، ہندوستان کی قدیم اسلامی درس گاہیں ۱۹۳۶ء اعظم گڑھ۔

☆ ندوی، سلیمان، سید، خیام اور اس کے سوانح وتصانیف پر ناقدانہ نظر، طبع اول ۱۹۳۲ء، باہتمام مولوی مسعود علی ندوی، مطبع معارف اعظم گڑھ۔

☆ ندوی، عبدالباری، مولانا، تجدید تعلیم وتبلیغ، جون ۱۹۶۲ء نفیس اکیڈمی بلاسس سٹریٹ کراچی، مطبوعہ انٹرنیشنل پریس کراچی۔

☆ نذر احمد، حافظ، جائزہ مدارس عربیہ اسلامیہ، مبسوط تاریخ واعداد وشمار، مرتب جائزہ اسکیم مدارس عربیہ اسلامیہ ۱۹۶۰ء زیر اہتمام جامعہ چشتیہ ٹرسٹ فیصل آباد، طابع انجمن حمایت اسلام پریس لاہور۔

☆ نذر احمد، حافظ، جائزہ مدارس عربیہ مغربی پاکستان، مارچ ۱۹۷۲ء ناشر مسلم اکادمی نذر منزل ۲۹/۱۸ لاہور۔

☆ النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، سنن نسائی، ترجمہ دوست محمد شاکر، مولانا حافظ محمد عبداللہ، جلد اول تا سوم، مطبع حامد اینڈ کمپنی پبلشر، پرنٹرایٹی گن روڈ لاہور، فرید بک سٹال ۴۰ اردو بازار لاہور۔

☆ نشتر، ابوالحکیم خان وعبدالحمید صاحب حمید، تاریخ اسلام، عملی پرنٹنگ پریس لاہور، بدون تاریخ۔

☆ النووی، ابوذکریا یحییٰ بن شرف، شرح مسلم، جلد دوم۔

☆ نیشنل ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن پشاور، فلاحی معاشرے کی تعمیر میں عبارات کا کردار۔

☆ وحیدالدین خان، مولانا، خاتون اسلام، اسلامی شریعت میں عورت کا مقام دارالاصلاح لاہور۔

☆ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، امام، مشکوٰۃ المصابیح، ترجمہ عابدالرحمٰن جلد اول، جلد دوم، ایجوکیشنل پریس کراچی۔

☆ ولی الدین ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، امام، مشکوٰۃ المصابیح، ترجمہ مولانا عابدالرحمٰن، مولانا قطب الدین، مظاہر حق، جلد اول

تا ششم، دسمبر ۱۹۶۶ء، شیخ غلام علی اینڈ سنز، پبلشر و بک سیلرز کشمیری بازار لاہور، مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور۔

☆ الہندی، علی متقی، کنز العمال، بیروت احیاء التراث الاسلامی، بدون تاریخ۔

English Books, Journals, Magazines & News Letters

☆ Asif Iqbal Mohammad, HIna KHan and Surkhab Javeed, Non Profit Sector in Pakistan, Historical back ground, by Social Policy and Development Center in collaboration with Agha Khan Foundation and Center for Civil Socities, John Hopkinson University USA 2004.

☆ Durrani Tehmina, "Abdul Sattar Edhi an Autobiography" Amirror to the blind, National Bureaue of Publications. G.P.O Box 2105 Islamabad.

☆ Directory of NGOs in Pakistan: NGO Resource Center Agha Khan Foundation Karachi, Pakistan.

☆ Directory of Donor Organization in Pakistan NGO Resource Centre (Aproject of Agha Khan Foundation) Revised and updated Edition September 1998.

☆ Human RightsDiary 2001: Human Rights Commission of Pakistan, Aiwan-i-Jamhoor, 107-Tipu block, New Garden Town Lahore, printed at Maktaba Jadeed Press,9, Railway Road Lahore.

☆ Hope, A quarterly news letters, 2004, 2005, 2006. Shaukat Khanum Memorial Cancer Hospital and Research Centre Lahore, Pakistan.

☆ Insight, Progress Report and Project status, July 2002, Shaukat Khanum Memorial Cancer Hospital and Research Centre Lahore, Pakistan.

☆ Institute of Development Studies University of Sussex, UK. The NGOIzation of the Arab 2-4 July 2003.

☆ Natih Law Narendra, Promotion of learning in India during Muhammadan Rule, Calcatta 1916.

☆ Plan Annual Report 2004. Financial UK Accounts Intrestees Report 2003, Plan UK 2002 Annual Review, Plan UK 2001 Annual Review.

☆ Stephen: Archaeology of Delhi.

☆ The new international webster's comprihensive dictionary.

☆ Wikipedia encyclopedia

لغت اور انسائیکلوپیڈیا

☆ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد۱۳، باہتمام دانش گاہ لاہور۔

☆ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد۲۰، طبع اول ۱۹۸۴ء، زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور۔

☆ حامد علی خان، مولانا، مدیر اعلیٰ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، شیخ غلام علی اینڈ سنز چوک، انار کلی لاہور، اشاعت اول ۱۹۸۸ء جلد۲

☆ محمد ظفر اقبال، ڈاکٹر، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد۲۳، دانش گاہ پنجاب لاہور، عالمین پبلی کیشنز، ہجویری پارک لاہور۔

رپورٹ، اخبار، رسائل و جرائد، انٹرویو

☆ حکومت پاکستان، رپورٹ نصاب کمیٹی ثانوی تعلیم ۱۹۶۰ء

☆ حکومت پاکستان، قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۷۸ء، اسلام آباد۔

☆ حکومت پنجاب، پنجاب ایجوکیشن سیل لاہور، دسمبر ۱۹۵۲۔

☆ وزارت تعلیم حکومت پاکستان، دینی مدارس کی جامع رپورٹ ۱۹۸۸

اخبارات

☆ آج، روزنامہ، پشاور، یکم جولائی ۲۰۰۵ء

☆ نوائے وقت، روزنامہ، ۲۳ اگست ۲۰۰۵ء

رسائل و جرائد

☆ اخبار، سہ ماہی، کراچی، ستمبر ۲۰۰۴ء، این جی او، ریسورس سنٹر آغا خان فاؤنڈیشن کراچی پاکستان۔

☆ اخبار، سہ ماہی، کراچی، دسمبر ۲۰۰۴ این جی او، ریسورس سنٹر آغا خان فاؤنڈیشن کراچی پاکستان۔

☆ اخبار، سہ ماہی، کراچی، اپریل ۲۰۰۵ء این جی او ریسورس سنٹر آغا خان فاؤنڈیشن کراچی پاکستان۔

☆ آگاہی، نیوز لیٹر سہ ماہی، اپریل تا جون ۲۰۰۴ء پی وی ڈی پی انفارمیشن ریسورس سنٹر پشاور۔

☆ ایس پی او، سہ ماہی، اسلام آباد، جنوری تا مارچ۔

☆ این جی او نیوز، اسلام آباد، شمارہ نمبر ۱، سرما، بہار ۱۹۹۹ء۔

☆ تحقیقات اسلامی، سہ ماہی، علی گڑھ، اکتوبر، دسمبر ۱۹۸۸ء۔

☆ خبر نامہ، سہ ماہی، لاہور (WWO) جولائی، اگست ۲۰۰۳ء، ورکنگ ویمن آرگنائزیشن۔

☆ خبر نامہ، سہ ماہی، لاہور، جنوری، فروری ۲۰۰۵ء۔

☆ خبر نامہ، سہ ماہی، لاہور، شمارہ ۲، جلد ۱۵، جون ۲۰۰۳ء شرکت گاہ ویمن ریسورس سنٹر لاہور۔

☆ خبر نامہ، سہ ماہی، پشاور، ۱۹۹۳ء عورت پبلکیشنز اینڈ انفارمیشن سروس پشاور۔

☆ تانگھ، سہ ماہی، شمارہ دوئم، جلد ۵، ۲۰۰۳ء، سرگودھا

☆ پکار، ماہنامہ، لاہور، اکتوبر ۲۰۰۱ء، شمارہ ۱۰، جلد ۴، مرکز طالبات منصورہ لاہور۔

☆ رابطہ، سہ ماہی، اسلام آباد، شمارہ نمبر ۱، جلد ۲، مارچ ۲۰۰۵ء۔

☆ رابطہ، سہ ماہی، سہ ماہی، اسلام آباد شمارہ نمبر ۴، فروری تا جولائی ۲۰۰۴ء

☆ سپارک، سہ ماہی، لاہور، شمارہ نمبر ۳۵، جون ۲۰۰۳ء۔

☆ سپارک، سہ ماہی، لاہور، شمارہ نمبر ۴۱، دسمبر ۲۰۰۴ء۔

☆ سپارک، سہ ماہی، لاہور، شمارہ نمبر ۴۳، جون ۲۰۰۵ء۔

☆ سپارک، سہ ماہی، لاہور، شمارہ نمبر ۴۴، ستمبر ۲۰۰۵ء۔

☆ سھلکار، سہ ماہی، پشاور، شمارہ نمبر ۲، اپریل تا جون ۱۹۹۸ء فرنٹیئر ریسورس سنٹر پشاور۔

☆ سھلکار، سہ ماہی، پشاور، شمارہ نمبر ۳، جولائی تا ستمبر ۱۹۹۸ء فرنٹیئر ریسورس سنٹر پشاور۔

☆ سھلکار، سہ ماہی، پشاور، شمارہ نمبر ۴، اکتوبر تا دسمبر ۱۹۹۸ء فرنٹیئر ریسورس سنٹر پشاور۔

☆ ساھی نیوز لیٹر، لاہور، شمارہ نمبر ۶، ۲۰۰۳ء، سوسائٹی برائے فروغ تعلیم۔

☆ ساھی نیوز لیٹر، لاہور، شمارہ نمبر، ۲۰۰۳ء، سوسائٹی برائے فروغ تعلیم۔

☆ شرکتی ترقی، سہ ماہی، اسلام آباد، جنوری تا مارچ ۲۰۰۵ء۔

☆ الشریعہ، ماہنامہ، گجرانوالہ، ۵ جنوری ۱۹۹۵ء۔

☆ شعور، سہ ماہی میگزین پشاور، شمارہ نمبر ۲، اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۲ء خیبر ریسورس سنٹر پشاور۔

☆ شعور، سہ ماہی میگزین پشاور، شمارہ نمبر ۴۔

☆ الفرقان، ماہنامہ، ریلی، دسمبر ۱۹۹۴ء اھتمام آل انڈیا ملی کونسل۔

☆ مشتاق الرحمن صدیقی، ڈاکٹر، تعلیم و تدریس مباحث و مسائل، ماہنامہ ''تعلیمات'' انجمن فاضلین، پنجاب یونی ورسٹی لاہور۔

☆ نیوز لیٹر (سی اے سی ایل کولیشن اگینٹ چائلڈ لیبر) اسلام آباد، جون ۲۰۰۵ء۔

سالانہ رپورٹس

☆ جناح ویلفیئر سوسائٹی، سالانہ رپورٹ ۲۰۰۲ء، تحصیل کامونکی ضلع گجرانوالہ۔

☆ فیلکن یوتھ آرگنائزیشن، سالانہ رپورٹ ۲۰۰۴ء، گاؤں خالو، تحصیل غازی، ضلع ہری پور۔

انٹرویوز

☆ بجواب سوالنامہ، اصلاح ترقیاتی کمیٹی جامعہ نوردی، گاؤں وڈاکخانہ نوردی، ضلع ہری پور۔

☆ بجواب سوالنامہ، ادارہ خدمت خلق، زیارت تالاش، ضلع دیر۔

☆ بجواب سوالنامہ، بوزہ خیل ویلفیئر سوسائٹی، ڈاکخانہ نظام بازار، ضلع بنوں۔

☆ بجواب سوالنامہ، پاکستان پاورٹی ایلیویشن فنڈ A-6 پارک روڈ F 8/2 اسلام آباد۔

- ☆ بجواب سوالنامہ، سیسوا، ایچ آر ڈی سنٹر پرمولی روڈ شیوہ ضلع صوابی۔
- ☆ بجواب سوالنامہ، فرنٹیئر پرائمری ہیلتھ کیئر سنٹر نستہ روڈ بجلی گھر مردان۔
- ☆ بجواب سوالنامہ، گلوبل انوائرمنٹ فیلیٹی جی ای ایف / این جی او سمال گرانٹس پروگرام، سعودی پاک ٹاور A-61 جناح ایونیو بلیو ایریا اسلام آباد۔
- ☆ ذاتی انٹرویو، ڈائریکٹر، خویندو کور، گلی نمبر ۳، پشت جابر فلیٹس، نیو ارباب کالونی، ارباب روڈ یونی ورسٹی ٹاؤن، پشاور۔
- ☆ ذاتی انٹرویو، ڈائریکٹر، دلاس گل ویلفیئر پروگرام، ۲ جھنڈا گئی بالمقابل عثمانیہ ریسٹورنٹ تہکال بالا پشاور۔

ویب سائٹ

- ☆ الحق کی آفشل ویب سائٹ www.alhaq.org
- ☆ المقاصد کی آفشل ویب سائٹ www.al.maqasid.net
- ☆ الھیۃ الخیریۃ الاسلامیہ کی آفشل ویب سائٹ www.iico.org
- ☆ انصار برنی ویلفیئر ٹرسٹ کی آفشل ویب سائٹ www.ansarburney.org
- ☆ International Labour Organization(ILO) کی آفشل ویب سائٹ www.ilo.org
- ☆ International Resource Committee(IRC) کی آفشل ویب سائٹ www.theirc.org
- ☆ Egyptian Center for Women کی آفشل ویب سائٹ www.ecwronline.org/english
- ☆ Human Appeal International کی آفشل ویب سائٹ www.humanappeal.org.uk
- ☆ www.wikipedia.org
- ☆ www.traditionalknowledge.info/glossary.php
- ☆ 450.aers.psu.edu/glossary_searchefm

Acc. No. 110435
Date 05-05-2006